ومن یتوکل علی الله فهو حسبه
الحمد لله والمنة کہ کتاب سعادت انتساب حاوی کل حالات و رسوم و بیان جمیع صفات حسنہ حضرت رسول مقبول صلعم المسمی بہ
قرة العیون
شرح
سرور المحزون
باحکم جناب معین الدولہ والملک وزیر الدولہ نواب محمد علی خان صاحب بہادر صولت جنگ والی ٹونک دام حشمتہ و اقبالہ
مطبع مفید عام آگرہ احمد خان طبع نمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمیع حمد ثابت ہے اوس قادر مطلق اور معبود برحق رب الانام مالک الملک ذو الجلال والاکرام کو جسنے احسان رکھا اپنے بندون پر بسبب
مبعوث کرنے اپنے رسول اکرم نبی مکرم شفیع الامۃ کاشف الغمۃ شمس الہدی بدر الدجی سید الثقلین امام القبلتین خلاصۂ کائنات مفخر
موجودات خاتم المرسلین رحمۃ العالمین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کہ آیت یَتْلُوا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْھِمْ
وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ اوسکے بیان مین ہے ترجمہ تلاوت کرتا ہے وہ اوپر اوسکی آیتون کو اور پاک کرتا ہے اونکو اور سکھاتا
ہے اونکو کتاب اور حکمت اور حدیث قدسی لولاك لما اظهرت الربوبية اوسکی شان مین ہے یعنی اگر نہ پیدا کرتا مین تجھکو اے محمد
تو نہ ظاہر کرتا مین ربوبیت کو اور انعام کیا ساتھ نازل کرنے قرآن مجید اور فرقان حمید کے اوس پر کہ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ
وَالْجِنُّ عَلٰۤی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا صفت اوسکی ہے ترجمہ کہہ تو اے
محمد اگر جمع ہون آدمی اور جن اسپر کہ لاوین مانند اس قرآن کے نہ لاوینگے مثل اسکے اگرچہ ہووے بعضا اونکا واسطے بعض کے
مددگار اور اختیار کئے اوسکے لیے یار ہدایت شعار جنکی مناقب و الا مناصب مین یہہ حدیث وارد ہے سالت ربی عن اختلاف
اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابك عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها اقوی من بعض ولکل نور
فمن اخذ بشیئ مما هم علیه من اختلافهم فهو عندی علی الهدی ترجمہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کہ پوچھا
مینے اپنے رب سے حال اختلاف اصحاب اپنے کے سے بعد اپنے یعنی یہہ جو اختلاف کرینگے آپس مین درمیان فروع شرائع کے
کیا حکمت ہے سو وحی کی اللہ تعالی نے طرف میرے کہ اے محمد بیشک اصحاب تیرے نزدیک میرے بمنزلہ ستارونکے ہین آسمان مین جیسے
اون مین قوی یعنی نور مین زیادہ ہین بعضے سے اور واسطے ہر ایک کے ایک نور ہے سو جسنے لیا کچھ اوس چیز سے کہ وہ اوس پر ہین
اختلاف اپنے سے پس وہ نزدیک میرے ہدایت پر ہے یہہ حدیث دلیل ہے واسطے برحق ہونے چارون مذہبون کے اسواسطے کہ اختلاف

چارون اماموں کا بعضے مسائل مین مبنی ہے اوپر اختلاف صحاب کے رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین پس اقتدا کرنے والا ان اماموں کا اقتدا کرنے والا ہے صحاب رضی اللہ عنہم کا تاکہ ہوں حفاظت کرنے والے اور یاد رکھنے والے احکام شریعت اوسکے سے اور چن لیے اون مین سے چار یار کبار باوقار اوسکے کہ وہ چارون چار دیوار ہین خانہ دین متین کے اور چار قوائم ہین تخت شریعت کے اور چار ستون ہین قصر اسلام کے جنکی منقبت عالی مرتبت مین آیا ہے رحم اللہ ابابکر رض زوجنی ابنۃ وحملنی الی دار الهجرۃ وصحبنی فی الغار واعتق بلالا من مالہ رحم اللہ عمر رض یقول الحق وان کان مرا ترکہ الحق وما لہ من صدیق رحم اللہ عثمان تستحیہ الملائکۃ رحم اللہ علیا رض اللهم ادر الحق معہ حیث دار ترجمہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم نے رحمت کرے ... اللہ ابوبکر کو ... نکاح کیا مجھ سے ... اپنی بیٹی کا اور لیگیا مجھکو طرف دار ہجرت کے اور ساتھ رہا میرے غار مین اور آزاد کیا بلال کو اپنے مال سے یعنی مال دیکر رحم کرے اللہ تعالی عمر رض کو کہتا ہے صرف حق اگرچہ تلخ لگے کسی کو چھوڑدیا اوسکو حق گوئی نے اس حالت مین کہ نہین ہے کوئی واسطے اوس کے دوست رحمت کرے اللہ عثمان رض کو حیا کرتے ہین اوس سے فرشتے رحمت کرے اللہ تعالی علی کو خداوندا پھیر حق کو ساتھ اوسکے جدھر کو وہ پھرے اور برگزیدہ لیے واسطے اوسکے تابعین اور تبع تابعین جنکے بیان مین وارد ہے خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ترجمہ فرمایا حضرت نے بہتر امت میری کا قرن میرا ہے یعنی اصحاب میرے پھر وہ لوگ کہ متصل اونکے ہین یعنی تابعین پھر وہ لوگ کہ متصل اونکے ہین یعنی تبع تابعین تاکہ ہوں وہ بیان کرنے والے سنت قویم اور صراط مستقیم اوسکے کے اور مضبوط اور مستحکم کیا اساس دین متین اوسکے کو ساتھ پیدا کرنے اور وجود مین لانے ائمہ مجددین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے کہ مبشر ہین وہ ساتھ بشارت فیض اشارت ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا کے ترجمہ بیشک اللہ تعالے اوٹھاویگا اس امت کے لیے سرے پر ہر صدی کے ایسا شخص کہ تازہ کرے اوسکے لئے دین اوسکا سو ہر صدی کے سرے پر اللہ تعالے ایک مجدد پیدا کرتا رہا اور اوسکے ہاتھ سے تجدید دین کی ہوتی رہی چنانچہ اول صدی کے مجدد عمر بن عبد العزیز مروانی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسری صدی کے امام شافعی رحمۃ اللہ اور تیسری صدی کے مجدد ابن شریح اور امام اشعری رحمہما اللہ تعالی اور چوتھی صدی کے باقلانی رحمۃ اللہ اور پانچوین صدی کے امام محمد غزالی رحمۃ اللہ اور چھٹی صدی کے امام فخر الدین رازی اور رافعی رحمۃ اللہ اور ساتوین صدی کے ابن دقیق العید رحمۃ اللہ اور آٹھوین صدی کے بلقینی اور حافظ زین الدین رحمہما اللہ اور نوین صدی کے جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ کا عدہم صاحب مجالس الابرار والطیبی اور دسوین صدی کے علی القاری رحمۃ اللہ اور گیارہوین صدی کے حضرت محبوب ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی چنانچہ اونکی اثبات مجددیت مین تصانیف اوس وقت کے علما کی موجود ہین اور بارھوین صدی کے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی چنانچہ آپ ہی نے اس امر کا ادعا بھی تفہیمات مین بخوبی بیان کیا ہے اور تیرہوین صدی کے حضرت قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین امام الاولیا والصالحین خلاصہ خاندان مصطفوی سلالہ دودمان مرتضوی پیشواے شریعت مقتدای طریقت رہنمای حقیقت مہتدای معرفت رافع اعلام توحید

سنت قامع بنیان شرک و بدعت صاحب اوصاف حمیدہ خداوند اخلاق پسندیدہ نیر برج ولایت گوہر درج ہدایت شیر میدان تسلیم و رضا نہنگ دریاے قدر و قضا سلطان العارفین برہان الواصلین ہادی زمان مہدی دوران مصدر فیوض ایزد منان منبع الجود والاحسان راس الاتقیا تاج الاصفیا سند الکاملین مسند المکملین اسوہ نقباے عصر مرجع نجباے دہر غواص بحر معانی سباح قلزم لدنی یعنی امیر المومنین والمسلمین امام المہاجرین والمجاہدین برگزیدہ بارگاہ صمد سید السادات سید احمد علیہ الرحمۃ والرضوان ہین کہ اللہ تعالی نے اونکی ذات بابرکات کی سعی و کوشش سے ایک عالم کو خوبی توحید و سنت اور زشتی شرک و بدعت سے ماہر کر دیا اور ہر ایک حال راہ مستقیم پر حق و باطل کو ظاہر کر دیا اور لاکھون آدمی اون سے بیعت کر کے ہدایت پا گئے اور بادیہ ضلالت سے شاہراہ شریعت پر آ گئے رضوان اللہ علیہ وعلیہم اجمعین الی یوم الدین چنانچہ اس مضمون ہدایت مشحون کو بخوبی صاحب رسالہ صیانۃ الاناس من وسوسۃ الخناس اور صاحب نصاب گوہر منظوم اور صاحب تنبیہ الغافلین اور تاریخ احمدیہ والی وغیرہ علماے کرام نے اپنی اپنی تصانیف نظم و نثر مین صاف منقح اور مبین کیا ہے کما لا یخفی علی المتتبع اور علاوہ اونکے حضرت مولانا و اولانا محمد اسمعیل برادر زادہ حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز کی تحریرات نظمیہ و نثریہ اس مضمون کی مصرح اور مشرح ہین جس کو حاجت ہو دیکھ لے اما بعد سنا چاہیے کہ رسالہ شریفہ سرور المحزون ترجمہ نور العیون جو تالیف کیا ہوا مولانا و مخدومنا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کا ہے اس خیر خواہ خلق اللہ کے ہاتھ آیا جو دیکھا تو مجمل حالات حضرت سرور کائنات علیہ الصلوت والتسلیمات مین نایاب اور لاجواب پایا اور نہایت پسند آیا مگر یہ بھی معلوم کیا کہ کم علم ہندی زبان والے جیسا کہ چاہیے ویسا اوسکو نہین سمجھتے ہین کیونکہ ایک تو فارسی زبان اور دوسرے مجمل بیان سو اسلیے اس خاکسار ذرہ بیمقدار نے تائید غیبی اور عنایت لاریبی سے بیچ عہد سعادت مہد حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی حامی ملت بیضا رافع اعلام شریعت غرا محی سنت محمدیہ مہد دین حنیفیہ مقتداے اہل اسلام پیشواے خواص و عوام امیر المومنین رئیس المسلمین اسوۂ ارباب بصیرت قدوۂ اصحاب سیرت جناب مستطاب معلی القاب نصفت دثار معدلت شعار مہد مہد عدل و انصاف مخرب بنیان جور و اعتساف ناصب رایات نسبت احمدی خلیفۂ خاص امیر المومنین سید احمد غازی بابر شوکت ہمایون حشمت جہانگیر صولت شاہجہان دولت عالمگیر ثانی لائق تاج و تخت سلطانی سکندر اقبال تیمور اجلال آصف نظیر ارسطو تدبیر جناب نواب صاحب وزیر الدولہ امیر الملک محمد وزیر خان بہادر نصرت جنگ زاد اللہ اقبالہ خلف الصدق جناب مستطاب معلی القاب کیوان جاہ گردون بارگاہ منبع فیض و عطا معدن جود و سخا رستم دوران حاتم زمان رافع اعلام توحید و سنت قامع آثار شرک و بدعت مروج ملت بیضا معاون شریعت غرا نواب نامدار دولت مدار نواب امیر الدولہ امیر الملک محمد امیر خان بہادر شمشیر جنگ طاب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ کی شرح اوسکی مع ترجمہ زبان اردو مین بیچ سن بارہ سو اکہتر ہجری کے شروع کی اور نام اوسکا قرۃ العیون شرح سرور المحزون رکھا اللہ تعالی اسکو ساتھہ خیر کے اتمام کو پہونچاوے اور اس کوشش کو مشکور فرماوے اب پہلے کچھ حال نسب نامہ اور شجر علم حضرت مولف رسالہ موصوفہ کا لکھنا ضرور رہے تا کہ معلوم ہو کہ وہ رحمۃ اللہ علیہ کس رتبے اور درجے کے شخص تھے بعد اسکے شروع کرنا کتاب

کا خوب ہے **نسب نامہ** مولف متن کا حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ العزیز بن شیخ عبد الرحیم بن شیخ وجیہ الدین بن حضرت شیخ معظم بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین عرف قاضی قادن بن قاضی قاسم بن قاضی کبیر عرف قاضی بدہ بن عبد الملک بن قطب الدین بن کمال الدین بن شمس الدین جبارزہ پران بن سیر ملک بن محمد عطا ملک بن ابو الفتح ملک بن عمر و حاکم ملک بن فاروق ملک بن جرجس بن احمد بن محمد بن شہریار بن عثمان بن ہامان بن ہمایون بن قریش بن سلیمان بن عفان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم اجمعین **بیان علم** اونکے کا واضح ہو کہ حضرت شاہ ولی اللہ کو اللہ تعالی نے علوم ظاہری اور باطنی دونون ساتہہ کمال کے عنایت کیے تھے چنانچہ حال دونون علمون موصوف کا اونکی تصنیفات کے مطالعہ کرنے سے بخوبی معلوم ہوتا ہے اور صاحب سیر الاخبار المعروف بفرحت الناظرین نے لکہا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح از فحول علماء عصر جامع معقول و منقول و از حقائق و معارف آگاہ بود با رشاد مریدان می پرداخت و بدرس علوم عقلی و نقلی اشتغال داشت محدثی بود ہفت سال سند احادیث در مکہ و مدینہ زادہما اللہ شرفا نمودہ بود بعد ازان بہند آمدہ در دہلی کہنہ مسکن داشت شہرہ آفاق بود و مجمع الفضلا دانشمندان روزگار را زو از شہرہا آمدہ سند حدیث میکرفتند و تصانیف بسیار دارد شرح موطا امام مالک را پرداختند و دیگر کتب معتبرہ تصنیف کردہ اند مثل وی محدثی و فقیہی و تفسیر دانی بعد شیخ عبد الحق کم بوجود آمدہ صحاح ستہ از بر داشت و باسناد صحیح حدیث را نقل میفرمود در سنہ یازدہ صد و ہفتاد و پنج ہجری بعالم آخرت شتافت انتہی اور تذکرۃ الاصفیا مین لکہا ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بن مولوی عبد الرحیم دہلوی قدس سرہ از علماء عظام و فضلای ذوی الکرام حضرت دہلی است در علم و فضل و ورع و تقوی شانی بلند و مدارج ارجمند داشت تمام عمر عزیز در تدریس طلبای علم مصروف ماند و تفسیر تمام قرآن مجید الموسوم بفتح الرحمن کہ مقبول خاص و عام است تصنیف کردہ وی ست و وفات آنجناب سال یکہزار و یک صد و ہفتاد و نہ یا ہفتاد و یک بوقوع آمدہ از مولف **سہ** ز دنیا چو رخت اقامت بہ بست ✤ ولی اللہ والی و ولی متقی ✤ وفاتش بجستم ز شیخ کریم ✤ رقم شد دگر شیخ اکبر ولی ✤ **ایضاً** چو از دنیا بجنت گشت راہی ✤ ولی اللہ حق آگہ بہشتی ✤ وفات او یکی خورشید پیداست ✤ دگر عارف ولی اللہ بہشتی ✤ واضح ہو کہ کتب مصنفہ اور مولفہ اونکی بہت ہین اون مین سے جنکے نام یاد ہین وہ یہہ ہین [1] تفہیمات کہ ملفوظات آپکی ہین جمع کیا ہے اون کو آپ کے خلیفہ محمد عاشق رح پہلتی نے اور [2] مصفی شرح موطا فارسی مین اور [3] مسوی شرح موطا عربی مین اور [4] حجۃ اللہ البالغہ اسرار شریعت کے بیان مین اور [5] قول الجمیل عربی زبان علم سلوک مین اور [6] فوز الکبیر فی اصول التفسیر اور [7] فتح الخبیر اور [8] فتح الرحمان ترجمہ فارسی قرآن شریف کا اور [9] ازالۃ الخفا فی بیان اثبات خلافت الخلفا فارسی مین اور [10] فیوض الحرمین اور [11] خیر کثیر اور [12] چہل حدیث کہ اپنے سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سند اوسکی پہونچائی ہے اور [13] عقد الجید اور [14] انصاف اور [15] ہمعات اور [16] انتباہ فی سلاسل الاولیاء اور [17] لطائف القدس اور [18] بدور بازغہ اور [19] مسلسلات اور [20] قرۃ العینین اور [21] حسن عقیدہ وغیرہ کچہہ زیادہ بہتر کتابین ہین اور جو کچہہ اللہ تعالی نے مرتبہ ظاہری اور باطنی اونکو بخشا وہ تفہیمات مین مذکور ہے حیث قال قد منّ اللہ سبحانہ علی بعد علی اہل زمانی بان منحنی طریقا من السلوک ہی اقرب الطرق وہی مرکبۃ من خمس اقترابات اعنی الایمان

الحقیقی وقرب النوافل وقرب الوجوب وقرب الفرائض وقرب الملکوت وجعل ہذہ الطریقۃ غایۃ من ارادھا اتاہ اللہ نعم وفہمنی ربی جل جلالہ انا جعلناک امام ہذہ الطریقۃ واوصلناک ذروۃ سنامہا وسددنا طرق الوصول الی حقیقۃ القرب کلہا الیوم غیر طریقۃ واحدۃ وہو محبتک والانقیاد لک فالسماء لیس علی من عاداک بسماء ولیست الارض علیہ بارض فاہل المغرب واہل المشرق کلہم رعیتک وانت سلطانہم علموا اولم یعلموا فان علموا فازوا وان جہلوا خابوا ع دور مجنون گذشت نوبت ماست ✤ ہر کسی پنج روز نوبت اوست ✤ ترجمہ تحقیق احسان کیا اللہ پاک نے مجھپر اور میرے زمانے کے لوگون پر باین طور کہ دیا مجھے ایک طریقہ سلوک مین سے کہ وہ نزدیکتر سب طریقون کا ہے اور وہ مرکب ہے پانچ قربون سے یعنے ایمان حقیقی اور قرب نوافل اور قرب وجوب اور قرب فرائض اور قرب ملکوت اور ٹھہرایا اس طریقہ کو نہایت یعنی سب طریقون کے جو کوئی اسکا ارادہ کریگا دیوے گا اوسکو خدا یعنی یہہ طریقہ اور سمجھایا مجھے میرے رب جل جلالہ نے کہ بیشک ہمنے مقرر کیا تجھکو پیشوا اس طریقہ کا اور پہنچایا ہمنے تجھکو بلندی کوہان اوسکی کو اور بند کردیے ہمنے سب طریقے پہونچنے کے حقیقت قرب تک آجکے دن سوا ایک طریقہ کے اور وہ محبت تیری ہے اور فرمانبرداری واسطے تیرے پس آسمان نہین ہے اوس شخص پر کہ دشمنی رکھے تجسے آسمان اور نہین ہے زمین اوسپر زمین یعنی اونکی برکات سے وہ محروم ہے پس سب مغرب کے لوگ اور سارے اہل مشرق تیری رعیت ہین اور تو اونکا بادشاہ ہے وہ جانین یا نجانین پھر اگر جان لیوین تو مراد کو پہونچین اور اگر نجانین تو نامراد ہین۔ ایضاً کنت قد البسنی اللہ سبحانہ خلعۃ المجددیۃ حین انتہت بی دورۃ الحکمۃ ثم لما البست خلعۃ الحقانیۃ وسلب عنی کل علم نظری وفکری بقیت متحیرا کیف یتاتی لی المجددیۃ ثم اوضح ربی جل جلالہ طریقا خاصا یجمع بہا بین الحقانیۃ والمجددیۃ بلا نظری وفکری والی الی الان لم امنح بتفصیل المجددیۃ ومنحت اجمالہا وعلمت علم الجمع بین المختلفات وعلمت ان الرای فی الشریعۃ تحریف وفی القضاء مکرمۃ ترجمہ تحقیق ہوں مین کہ پہنایا مجھے اللہ پاک نے خلعت مجددیت کا جسوقت کہ منتہی ہوا اوپر میرے دورہ حکمت کا پھر جب پہنایا گیا مین خلعت حقانیت کا اور زائل کیا گیا مجھسے ہر علم نظری اور فکری رہا مین حیران کہ کیونکر حاصل ہوگی واسطے میرے مجددیت پھر واضح کیا میرے رب جل جلالہ نے ایک طریقہ خاص کہ جمع کرے بسبب اوسکے درمیان حقانیت اور مجددیت کے بغیر دخل علم نظری اور فکری کے اور تحقیق اسوقت تک نہین عطا کیا گیا مین تفصیل مجددیت کی اور عطا کیا گیا مین اجمال اوسکا اور تعلیم کیا گیا مین علم جمع کرنے کا درمیان مسائل مختلفہ کے اور تعلیم کیا گیا مین کہ راے بیچ شریعت کے تحریف ہے اور بیچ قضا کے کرامت اور سنا مینے اپنے پیر روشن ضمیر قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سالک مسالک دین ناہج مناہج یقین تقوی پناہ توکل دستگاہ ارشاد فرمانے مسترشدان ہنمانے مریدان حامی توحید وسنت ماحی شرک وبدعت خلیفہ حضرت امیر المومنین امام المجاہدین مقبول بارگاہ صمد جناب سید احمد علیہ الرحمۃ کی حضرت مرتضی خان جامعہ دار سے کہ یہہ لقب عرفی آنحضرت ممدوح کا پڑ گیا تہے کے لیے اسطرح پر ذکر کیا کہ فرمایا اونھون نے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم قدس سرہ الکریم کو عالم رویا مین حضرت سرور عالم خلاصۂ بنی آدم صلی اللہ

صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دو موے مبارک عطا فرمائے جب وہ جگے تو وہ دونون اپنے ہاتھہ مین پائے اونمین سے ایک موئے مبارک
اپنے بیٹے شاہ اہل اللہ رحمہ اللہ کو دیا اور دوسرا اپنے دوسرے بیٹے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو عنایت کیا پھر حضرت شاہ اہل اللہ صاحب
کے پاس گم گیا اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے پاس کا باقی رہا انتہی اور حضرت سید والا مناقب عالی مناطب خلاصہ خاندان مصطفوی
سلالہ دودمان مرتضوی حامی دین متین جناب سید زین العابدین سلمہ اللہ تعالی جو حضرت امیر المومنین امام المجاہدین ممدوح پرنسوح
کے خواہرزادہ حضرت سید احمد علی صاحب شہید مغفور و مبرور کے فرزند ارجمند مین جہہ سے بیان فرماتے تھے کہ وہ موے مبارک جو شاہ اہل اللہ
صاحب کے پاس تھا گم گیا پھر جو تلاش کیا تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے موی مبارک کے ساتھ رکھا ہوا دیکھا پھر وہ وہانسے اپنے یہان لے گئے اور
کمال محافظت سے رکھا مگر پھر بھی وہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے پاس آگیا اسیطور کئی بار ہوا اسوا اوسکی خیر و برکت کے سبب سے اللہ تعم نے علم ظاہری و باطنی
مین اون کو اور اون کی اولاد امجاد کو طاق اور شہرۂ آفاق کیا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور در الثمین مین خود حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ
لکھتے ہین الحدیث الخامس عشر اخبرنی والدی انہ کان مریضاً فرای النبی صلی اللہ تعم علیہ وسلم فی النوم فقال کیف حالک یا بنی ثم
بشرہ بالشفاء واعطاہ شعرتین من شعور لحیتہ فتعافی من المرض فی الحال وبقیت الشعرتان عندہ فی الیقظۃ فاعطانی
احدہما فہی عندی انتہی تنبیہ جاننا چاہیے کہ علاوہ اس رسالہ شریفہ کے جو فوائد کہ کتب سیر معتبرہ اور کتب تفاسیر اور احادیث مشہورہ
سے اور جو مسائل کہ کتب فقہ متداولہ سے مناسب موقع کی اسمین درج کیے ہین نام اوس کتاب کا اوس عبارت کے اول یا آخر مین
واسطے سند کے لکھدیا ہے جناب الہی سے امید قوی ہے کہ اپنے فضل و کرم سے قبول فرماوے اور اپنے دیندار بندون کو اوس سے
فائدہ پہونچاوے اللہم آمین ثم آمین یا اللہ قبول فرما دعا میری پھر قبول فرما دعا میری انتہی نظم جو یہ نسخہ تالیف مینے کیا ۞ نہین اس
سے ہے مدعا سے ریا ۞ مگر یہ کہ ہو اس سے نفع عباد ۞ مجھے بھی دعا مین کرین لوگ یاد ۞ الہی تو مقبول کر یہ کلام ۞ بحق محمد علیہ السلام

شروع بیان ہدایت عنوان نسب نامہ حضرت سرور عالم ابو القاسم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم بیٹے عبد اللہ کے عبد اللہ بیٹے عبد المطلب کے عبد المطلب بیٹے ہاشم کے ہاشم بیٹے
عبد مناف کے عبد مناف بیٹے قصی کے قصی بیٹے کلاب کے کلاب بیٹے مرہ کے مرہ بیٹے کعب کے کعب بیٹے لوی بضم لام و فتح ہمزہ و تشدید
یا کے لوی بیٹے غالب کے غالب بیٹے فہر بکسر فا و سکون ہا کے فہر بیٹے مالک کے مالک بیٹے نضر بفتح نون و سکون ضاد معجمہ کے
نضر بیٹے کنانہ کے کنانہ بیٹے خزیمہ بضم خاء معجمہ و فتح زاء معجمہ کے خزیمہ بیٹے مدرکہ بضم میم و سکون دال و کسر راء مہملہ کے مدرکہ بیٹے
الیاس بکسر ہمزہ کے بقول بعضی اور بعض نے فتح اوسکا پڑھا الیاس بیٹے مضر بضم میم و فتح ضاد معجمہ کے مضر بیٹے نزار کے
نزار بیٹے معد بضم میم و فتح عین مہملہ کے اور بعض نے بفتح میم و سکون عین کے تصحیح کی ہے اور منتخب مین ہے معد بفتحتین و تشدید
دال نام ایکمرد کا اجداد رسول اللہ سے ہے اور معد بیٹے عدنان کے ہین۔ اس قدر نسب نامہ مین حضرت کے اتفاق ہے
تمام علمای محدثین کا اور عدنان سے حضرت آدم تک اختلاف بہت ہے اور حال ان شخصون کا یہ ہے کہ عبد اللہ والد ماجد
حضرت کے ساتھ جلالت نسب اور حسن گفتار اور لطف کردار اور مکارم اخلاق اور حرکات موزون کے جوانان قریش مین ممتاز

اور خوبی و ملاحت مین یوسف اپنے وقت کے تھے نور محمدی اونکی طلعت زیبا سے روشن تھا اور اوس زمانے مین احبار اور
کاہنان حجاز سے یون سنا جاتا تھا کہ عنقریب نبی آخر الزمان اس جوان رعنا سے پیدا ہوگا کیونکہ ہماری کتب دینیہ مین لکھا ہے کہ
جبہ صوف سفید یحیی علیہ السلام کا کہ خون آلودہ یہود کے پاس ہے جب اوسمین سے قطرے خون تازہ کے ٹپکین گے تب والد
نبی آخر الزمان ظہور پکڑین گے سو اب اوس جامہ خشک سے خون سرخ ٹپک رہا ہے یہہ وہی جوان ہے کہ اوسکی پشت سے ولادت
باسعادت اوس نیک اختر کی ہوگی یہہ حال سنکر ستر یہودی شام سے واسطے قتل عبد اللہ کے مکہ مین آئے اور ایک روز عبد اللہ
کو شکارگاہ مین پاکر اکٹھے اون کی طرف چلے اتفاقاً وہب ابن عبد مناف طرب ہی شکار کے لیے اوس جنگل مین مشغول تھا جب
اوس نے دیکھا کہ ایک جماعت ننگی تلوارین لیے ہوئے عبد اللہ کی طرف متوجہ ہین حمیت عرب اوسکی دامنگیر ہوئی اوسنے چاہا کہ
ساتھ ہمراہیون اپنے کے اونکے دفع پر قیام کرے یا درخواست صلح کی کرے اوسوقت اوسنے ایک گروہ دیکھا کہ مشابہت ساتھ
مردم دنیا کے نرکھتے تھے ابلق گھوڑون پر سوار آسمان سے زمین کو متوجہ ہوئی اور جب زمین پر آئے اوس گروہ یہود پر حملہ کیا اور
اونکو شکست فاش ہوئی وہب اس واقعہ سے متحیر ہوکر گھر مین آیا اور جو کچھہ دیکھا تھا اپنی بی بی سے کہا اور عبد المطلب کے پاس بھیجا
تا عرض کرے کہ اوسکی ایک بیٹی تھی چاہتا ہے کہ عبد اللہ کے نکاح مین اوسکو دے اور چونکہ عبد المطلب خوبی صورت اور پاکیزگی
طینت آمنہ کی جانتے تھے عرض اوسکی قبول کے اور جانبین سے تیاری کرکے ساعت نیک مین دونونکا نکاح کیا اور وفات
عبد اللہ کی راہ شام مین آتے یا جاتے مین مدینہ کو یا مدینہ طیبہ مین ہوئی جسکہ خرما خریدنے کو وہان گئے تھے اور مدفون ہوئے
دار النابغہ مین اور عمر اونکی پچیس برسکی تھی اور ایک روایت مین تیس برسکی اور عبد المطلب بیچ جلالت قدر اور حلاوت گفتار
اور محاسن افعال کے اپنے زمانے مین ثانی نرکھتے تھے اسواسطے بادشاہان عرب و عجم کے نزدیک نہایت معزز اور محترم تھے اور بہت
سے اعمال خیر اون سے صادر ہوئے از انجملہ کھودنا زمزم کی کنوین کا یہہ ملتقطہ ہی عجائب القصص کا اور کیفیت پیدا
ہونے چاہ زمزم کی یون ہے کہ جب حضرت اسمعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور اسمعیلؑ کلان تر اولاد حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے تھے اور اونکو ابو العرب کہتے ہین تو نور محمدی اونکی پیشانی سے چمکتا تھا تو رشک آیا اون سے حضرت سارا
کو اسلیے کہ سارہ کے اولاد نہ تھی اور وہ طمع رکھتی تھین کہ اونکے بیٹا ہو کہ وہ مستودع و مخزن اوس نور کا ہو پس قسم کھائی کہ
تین عضو بی بی ہاجرہ کے بدن سے کاٹین پھر بنایا بی بی ہاجرہ نے منطقہ ساتھہ کسرہ میم اور سکون نون اور فتح طاء مہملہ اور فتح
قاف کے منطقہ اوس پٹکہ کو کہتے ہین کہ اوپر کرتی کے باندہا جاوے اور پہلے منطقہ باندھنا انھین سے شروع ہوا چنانچہ
روایت کیا بخاری اور بغوی نے ابن عباس سے انتہی از رسالہ مولانا محمد اسحاق صاحب و تفسیر مظہری اور باندہا اوسکو
اپنی کمر پر اور وہان سے چلین اور گھسیٹا اپنی دامن کو کہ مٹ جاوے نشان قدمونکا کہ حضرت سارا معلوم نکرین اور کہا گیا
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی ہاجرہ کے حق مین سفارش کے اور کہا بی بی سارا کو کہ پوری کر و قسم اپنی اسطرح سے کہ سوراخ
کرو اونکی دونون کانون مین اور ختنہ کرو اونکا پھر یہی کیا اونھون نے اور واقدی اور ابن عساکر کی روایت مین اس قدر

زیادہ ہے کہ پھر والے حضرت ہاجرہ نے اپنے کانون مین گوشوارے پھر اوس سے بڑھایا حسن اپنا پھر فرمایا گمان کرتی ہون کہ زیادہ کیا
نے جمال کانون کا پھر اوس سے راضی ہوئین سارہ رہنے پر ابراہیم علیہ السلام کے ہمراہ ہاجرہ کے کذا فی المظہری تب سے عورتون کے
کان چھیدنا اور ختنہ کرنا سنت ہوگیا بخلاف ناک چھیدنے کے کہ ممنوع اور حرام ہے اور تحقیق اسکی یہہ ہے **سوال** نتھہ سونے چاندی
کی ناک مین پہننے کا کیا حکم ہے **جواب** درمختار مین کہ معتبر اور مختار کتاب مذہب حنفیہ کی ہے لکھا ہے قلت وھل یجوز الخزام فی الانف
لم ارہ **ترجمہ** حکم حلال ہونے نتھہ کا کہ عورتین ناک کے سوراخ مین پہنتی ہین مینے کسی کتاب مین نہین دیکھا کہ جائز ہے یا نہین انتہی
ھذا محصل عبارتہ سو اگر نقل بیچ حل اصلی کے کی جاوے تو جائز ہے طحطاوی حاشیہ درمختار مین بعد قول شارح لم ارہ کے یہہ عبارت ہے
قلت اذا کان مما یتزین بہ النساء کما ھو فی بعض البلاد فھو فیہا کثقب القرط انتہی **ترجمہ** کہتا ہون مین جبکہ ہو نتھہ وغیرہ ناک کا زیور
اوس قسم سے کہ زیب و زینت کرتی ہین ساتھہ اوسکے عورتین جیسی بعض شہرون مین معمول ہے سو وہ چھید کرنا وسمین مانند چھید
کرنے کان کے ہے مگر چونکہ یہہ زیور مخصوص ہندوستان کا ہے اور ہندوستان اصلی ملک کفار ہنود کا ہے تو یہہ زیور مخصوص ساتھہ
کفار ہنود کے ہوگا یہان تک کہ ہنود مین اس زیور پہننے کو نشان شوہر کا ٹھہرایا ہے پھر جو مسلمان عورتین اسکو پہنین تو تشبہ ساتھہ
عورتون کفار کے لازم آتا ہے سو جائز نہین ہے حدیث مین آیا ہے من تشبہ بقوم فھو منھم جامع صغیر مجمع البحار مین ہے **قولہ**
من تشبہ بقوم ای من تشبہ الکفار فی اللباس وغیرہ او بالفساق او باھل التصوف او بالصلحاء فھو منھم **ترجمہ** جسنے
مشابہت کی کفار کے لباس مین یا اور کسی امر مین یا مشابہت کی فساق یا صوفیہ سے یا صلحا سے سو وہ اون مین سے ہے
اور سراج المنیر شرح جامع صغیر مین ہے قال المناوی ای من تزیا فی ظاھرہ بزیھم وقال العلقمی ای فی لبسھم وبعض افعالھم
فھو منھم قال العلقمی ای من تشبہ بالصالحین یکرم کما یکرمون ومن تشبہ بالفساق لم یکرم ومن وضع علیہ علاقۃ الشرفا
اکرم وان لم یتحقق شرفہ اور زیادہ کیا تیسیر شرح جامع صغیر مین بیچ تشبیہ صالحین کے قید وھو من اتباعھم کو یعنی اکرام
کیا جاوے تشبیہ کرنے والا ساتھہ صلحا کے اوس حال مین کہ ہو وہ پیروی بھی کرنے والون مین سے اونکے یعنی تشبہ بالصالحین
نہین ہوتی ہے مگر پیروی کرنے اونکے سے بیچ سیرت اونکے کے بخلاف تشبہ بالفساق کے کہ اوسمین اسکی حاجت نہین بلکہ وہ فقط
ساتھہ اختیار کرنے لباس اور زی ہی اونکی کے حاصل ہو جاتا ہے اور کہا علقمی نے بناء علیہ وفیہ اشارۃ الی ان من تشبہ
عن الجان بالحیات الموذیات وظھر لنا فی صورتھم فانہ یقتل انتہی اس حدیث سے قاعدہ زیور کا بھی نکلا جو اوسکی
حرمت مین کوئی نص صریح پائی نجاوے جیسے زیور پیتل اور لوہے مین نص صریح حرمت کی وارد ہے کہ فرمایا مالی اری
علیک حلیۃ اھل النار اور فرمایا اجد منک رائحۃ الاصنام سو جس مین نص صریح حرمت پر نہو اور مشابہت کفار اور
فساق سے بھی اوسمین نہو تو جائز ہے اسلیے کہ اصل اسمین حل ہے فرمایا اللہ تعالی نے قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ
وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ تفسیر مظہری مین ہے وبھذہ الایۃ ثبت ان الاصل فی المطاعم والمشارب والملابس الحل ما لم
یثبت تحریمھا من اللہ تعالی اور جو اوس زیور مین مشابہت ساتھہ کفار اور فساق کے ہے تو وہ ناروا ہوگا بحکم حدیث مذکور کے مگر

بشرطیکہ کوئی نص حل اوسکے کا پایا جاوے انتہی اور سوا اسکے اس زیور خاص پہننے کے لیے ناک کا چھیدنا ضرور ہے اور اس مین تغیر خلق الہی مین ہوتا ہے بدون اذن شارع کے اور اگرچہ تغیر چھیدنے کان اور ختنہ کرنے مین بھی ہوتا ہے مگر ساتھہ اذن شارع کے ہوتا ہے چنانچہ قصہ بی بی سارا اور بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہما کا مشہور ہے۔ تفسیر مظہری اور بیضاوی مین نیچے اس جملہ کے جو قرآن مین حکایتاً شیطان سے ہے ولآمرنہم فلیبتکن اذان الانعام لکھا ہے وفیہ اشارۃ الی تحریم کل ما احل اللہ تعم وتنقیص محل ما خلق اللہ تعم کاملا بالفعل او بالقوۃ اور نیچے اس جملہ کے ہے ولآمرنہم فلیغیرن خلق اللہ عن وجہہ صورۃ او صفۃ ویندرج فیہ فقء العین الحامی وخصاء العبید والوشم والوشر والمثلۃ واللواطۃ والسحق ونحو ذلک وعبادۃ الشمس والقمر والحجارۃ وتغیر فطرۃ اللہ التی ہی الاسلام واستعمال الجوارح والقوی فیما لا یعود علی النفس کمالا ولا یوجد لہا من اللہ زلفی انتہی ترجمہ یعنی کہا شیطان نے کہ البتہ حکم کرونگا مین اون کو کہ چیرین چارپایون کے کان اور اسمین اشارہ ہے طرف حرام کرنے اوس چیز کے کہ حلال کیا اوسکو اللہ تعم نے اور ناقص کرنے اوس چیز کے کہ پیدا کیا اوسکو اللہ تعالی نے کامل فعلاً ہو یا قوۃً یعنی ناقص کرنا خواہ فعل سے ہو خواہ قوۃ سے ہو اور البتہ مین حکم کرونگا اون کو کہ تغیر دینگے اللہ تعالی کے پیدا کیے ہوئے کو وضع اوسکی سے اور صفت اوسکی سے اور داخل ہے اس مین پھوڑنا حامی کی آنکھہ کا اور خصی کرنا غلام کا اور نیل گودنا اور دانت رتینا سوہن وغیرہ سے اور لواطت کرنا اور مساحقہ کرنا عورت کا عورت سے اور مانند اسکے یعنی جیسے لباس عورت کا پہننا مردون کو اور لباس مردانہ پہننا عورتون کو اور پوجنا سورج اور چاند اور پتھرونکا اور تغیر دینا فطرۃ اللہ کو کہ وہ دین اسلام ہے اور استعمال عضا اور قوتونکا مثل حواس خمسہ کے اوس کام مین کہ نہو واسپر نفس کے کمال اور نپائی جاوے اوس سے ساتھہ اللہ تعالی کے نزدیکی انتہی وہکذا افاد استاد الاستادی الحضرت المولانا محمد حیدر علی المصطفے آبادی المعروف برامپوری ثم الحیدرآبادی المعروف بٹونک اور شیخزادہ حاشیہ بیضاوی مین قولہ ونحو ذالک پر منجملہ تغیر خلق کے لکہا ہے کالتمص وہو نتف شعر الوجہ یقال تنمصت المراۃ اذا تزینت بنتف شعر وجہہا وحاجبیہا وجبینہا والنامصۃ المراۃ التی تزین النساء بالنمص والمنمص والمنماص المنقاش وقد لعن اللہ النامصۃ والمتنمصۃ والواصلۃ والمستوصلۃ والواشمۃ والمستوشمۃ والواشرۃ والمستوشرۃ والواصلۃ ہی التی تصل الشعر والمستوصلۃ ہی التی یفعل بہا ذلک ویدخل فی التنمص نتف شعر العانۃ فان السنۃ حلق العانۃ ونتف الابط والسحق لکونہ عبارۃ عن تشبیہ الانثی بالذکر من قبیل تغییر خلق اللہ تعم عن وجہہ صفۃ وکذا التخنث لما فیہ من تشبیہ الذکر بالانثی وکذا اللواطۃ لما فیہا من اقامۃ ما خلق لدفع الفضلات مقام موضع الحراثۃ وکذا عبادۃ الشمس والقمر والکواکب والحجارۃ فان عبادتہا وان لم تکن تغییر الصورہا لکنہا تغییر لصفتہا فان شیئا منہا لم یخلق لان یعبد من دون اللہ وانما خلق لینتفع بہ العباد علی الوجہ الذی خلق لاجلہ وکذا الکفر باللہ عزوجل وعصیانہ فانہ ایضا تغییر خلق اللہ تعم عن وجہہ صفۃ فانہ تعم فطر الخلق علی استعمال التحلی بحلیۃ الایمان والطاعۃ ومن کفر

(باقی حاشیہ صفحہ آئندہ یعنی صفحہ (۱۱) مین دیکھو)

بالله وعصاه فقد ابطل ذلك الاستعمال وغير فطرة الله تعالى صفة ويويده قوله صلى الله عليه وسلم كل
مولود يولد على فطرة الاسلام فابواه يهودانه وينصرانه ويمجسانه وكذا استعمال الجوارح
فى غير ما خلقت هى لاجله تعيين لها عن وجهها صفة انتهى الغرض آخر کار روز بروز
حضرت سارا کو رشک زیادہ ہونے لگا یہانتک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام لائے حضرت
اسمعیل اور اونکی والدہ کو طرف مکہ معظمہ کے اور کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جناب
باریتعالی کا حکم ہوا تھا ساتھ رضا جوئی سارہ کے بیچ مقدمہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور اسمعیل علیہ السلام
کے اور بعضی روایت مین یہ آیا ہے کہ اللہ تعالی نے وحی بھیجی طرف حضرت ابراہیم کے کہ لیجاؤ
اونکو طرف بیت الحرام کے پس سوار ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام براق پر اور سوار کیا حضرت اسمعیل
علیہ السلام کو اپنے آگے اور اونکی والدہ ہاجرہ کو اپنے پیچھے اور ساتھ ہوئے اونکے حضرت جبرئیل علیہ السلام
تاکہ جگہہ بتادین اونکو بیت اللہ کی اور نشانیان حرم محترم کی اور نگذرتے تھے حضرت ابراہیم کسی
بستی پر مگر فرماتے کیا ساتھ اسی بستی کے حکم کیئے گئے ہو ای جبرئیل پس کہتے جبرئیل نہین
یہانتک کہ آپہونچے مکہ مین اور اون دنون بیت اللہ کے قریب درخت کیکر کے تھے اور قوم
عمالیق اون دنون گرد حرم محترم کے رہتی تھی اور اونھین سے وہ ضلع آباد تھا اور بیچ عرفات
مین بھی تھے اور تھی جگہہ بیت اللہ کی اوسوقت مثل ایک ٹیلے سرخ کے سو کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہ داخل ہووین مکے مین جبل کدا کی طرف سے کدا بروزن سدا
ساتھ فتح کاف اور مد کے ایک جگہہ ہے بیچ مکہ کے متصل باب معابدہ کے اور وہ جانب مقبرہ
جنت المعلی کے ہے پھر فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہ یہ مقام موعود ہے حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے اونسے پوچھا کہ واسطے اسی جگہہ کے حکم کیا گیا ہون مین اونھون نے فرمایا کہ
ہان واسطے اسی جگہہ کے پھر پہنچے حضرت ابراہیم طرف بیت اللہ شریف کے اور قصد کیا
جگہہ حجر کا یعنی حطیم کا حجر ساتھ کسرہ حاء حطلہ اور جزم جیم کی دیوار کعبہ کی ہے جانب شمالی
اندر حطیم کے از منتخب وکذا فی القاموس اور نہایہ مین ہے کہ حجر نام ہے ایک دیوار گول کا طرف
جانب غربی کعبہ شریف کے اور بٹھایا حضرت بی بی ہاجرہ اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کو نزدیک
بیت اللہ کے قریب ایک درخت کے کہ وہین آب چاہ زمزم ہے اور اوسوقت مکہ مین کوئی نتھا اور
نتھا اوس جگہہ مین پانی اور دیا اون دونون مان اور بیٹون کو ایک تھیلا کہ تھین اوس مین
کھجورین اور رکھدی ایک مشک کہ اوسمین تھا پانی پھر چلے حضرت ابراہیم علیہ السلام طرف

تتمہ حاشیہ صفحہ مقابل یعنی صفحہ (۱۰)

بیان حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت اسمعیل علیہ السلام اور ہاجرہ کو مکہ مین چھوڑ جانا اور زمزم کا پیدا ہونا

ایل اپنی کے ملک شام کو پھر پیچھے دوڑین اونکے بی بی ہاجرہ اور جا لیا اونکو نزدیک جبل کدا کے اور پکارا کہ ای ابراہیم کہان جاتے
ہو ہم دونون کو چھوڑے ہوئے ایسے میدان مین کہ کوئی یہان مونس اور غمخوار نہین اور نہ کوئی چیز اپنی چھوڑی یہ سنکر کچھہ جواب نہ دیا
اور نہ پیچھے پھر کر دیکھا پھر اوسی طرح پکارا پھر نہ جواب دیا پھر تیسری بار حضرت بی بی ہاجرہ نے پوچھا کہ کیا ہمکو اللہ تعالی کے حکم سے
یہان چھوڑے جاتے ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہان اللہ تعالی کے حکم سے چھوڑے جاتا ہون تب حضرت بی بی
ہاجرہ نے کہا کہ کافی ہے ہمکو اللہ تعالی وہ ضائع نکریگا ہمکو یہہ کہکر اپنی جگہہ پر چلی آئین اور حطیم کی جگہہ گھاس اور لکڑیون کا
ایک چھپر بنایا اور گئے حضرت ابراہیم علیہ السلام جبل کدا تک اور کھڑے ہوئے وہان اور نتھا کوئی سایہ اور نہ عمارت کہ آڑ ہوتی
درمیان ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام کے سو دیکھا وہان سے حضرت ابراہیم نے طرف حضرت اسمعیل علیہ السلام کے اور شفقت پدری
نے جوش کیا اور حدیث مین عبد اللہ ابن عباس رض کے یون آیا ہے کہ جب چھپ گئے حضرت ابراہیم حضرت اسمعیل سے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
اپنا موںھہ کیا طرف بیت اللہ کے اور ہاتھہ اوٹھا کر ان کلمات طیبات کی دعا کی ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع
عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوة فاجعل افئدة من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون ہ
ربنا انک تعلم ما نخفی وما نعلن وما یخفی علی اللہ من شیء فی الارض ولا فی السماء الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسمعیل
واسحق ان ربی لسمیع الدعاء رب اجعلنی مقیم الصلوة ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین
یوم یقوم الحساب ترجمہ ای رب مینے بسائی ہے ایک اولاد اپنی میدان مین جہان کھیتی نہین تیرے ادب والے گھر پاس
ای رب ہمارے تا قائم رکھین نماز سو رکھہ بعضی لوگون کے دل جھکتے اون کی طرف اور روزی دی اونکو میوون سے شاید
یہ شکر کرین ای رب ہمارے تو جانتا ہے جو ہم چھپا دین اور جو کھولین اور چھپا نہین اللہ پر کچھہ زمین مین نہ آسمان مین شکر ہے اللہ
کو جسنے بخشا مجھکو بڑی عمر مین اسمعیل اور اسحق تفسیر مفاتیح الغیب مین امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے نیچے اس آیت کے لکھا ہے
کہ اگر شبہہ کیا جاوے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذکر کیا اس دعا کو اوس وقت مین کہ بسایا اسمعیل علیہ السلام اور اونکی والدہ
کو اس وادی مین اور اوس وقت نہین پیدا ہوئی تھی اسحق جواب اسکا یہ ہے کہ کہا قاضی عیاض رح نے کہ یہ دلیل چاہتی ہے اس بات
کو کہ ابراہیم نے بیشک ذکر کیا اس دعا کو اوس وقت مین نہ بعد دعای مذکورہ بالا کے سو ممکن ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
ذکر کیا اس دعا کو بعد بڑے ہونے اسمعیل علیہ السلام اور پیدا ہونے حضرت اسحق کے ۔ بیشک میرا رب سنتا ہے پکار ای رب
میرے کر مجھکو کہ قائم رکھون نماز اور بعضی میری اولاد کو ای رب قبول کر میری دعا ای رب ہمارے بخش مجھکو اور میرے
مان باپ کو اور سب مسلمانون کو جسدن کھڑا ہووے حساب ف ہم چھپا دین اور کھولین ظاہر مین دعا کی سب اولاد
کے واسطے اور دل مین دعا منظور تھی پیغمبر آخر الزمان کو کذا فی موضح القرآن اور حضرت بی بی ہاجرہ دودھ پلاتی تھین
حضرت اسمعیل علیہ السلام کو اور پلاتی تھین اوس مشک کے پانی مین سے یہان تک کہ تمام ہوچکا جو پانی مشک مین تھا پھر پیاسی
ہوئین حضرت ہاجرہ رض سو خشک ہوگیا دودہ اونکا اور پیاس لگی حضرت اسمعیل علیہ السلام کو اور دیکھتی تھین حضرت ہاجرہ رض اونکو

کہ لوٹتے تھے زمین پر بیقراری سے پھر جب نہایت پیاس ہوئی تب مارنے لگے ایڑیان اپنی زمین پر اور حالت جان کنی کی سی ہو گئی
حضرت ہاجرہ وہان سے چلین کہ نہ دیکھین اون کو اس حالت مین اور کہا کہ کاشکے وہ مرجاوے اور مین غایب ہوجاؤن اوس سے
پھر کوہ صفا پر جا کھڑی ہوئین اور فریاد کرتی تھین اپنے رب کے سامنے اور دعا کرتی تھین پھر ادہر اودھر طرف میدان کے دیکھا
کوئی نظر نہ پڑا پھر کوہ صفا سے اوتر کر کوہ مروہ پر آئین اور ہر طرف دیکھا پھر بھی کوئی نظر نہ آیا اسی طرح صفا سے مروہ پر
مروہ سے صفا پر سات بار پھرین کہا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہی سبب ہے کہ
حاجی لوگ اب درمیان صفا اور مروہ کے دوڑتے ہین اول یہ فعل اونھین کا تھا غرضکہ حضرت بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا درمیان
آنے جانے کے صفا مروہ پہ ہر بار حضرت اسمعیل علیہ السلام کی فکر کرتی تھین اور منتظر تھین کہ کیا پیش آتا ہے اسمعیل علیہ السلام کو اسی
اثنا مین ایک بار جب کوہ مروہ پر چڑھین تو ایک آواز سنی پس کہا سنا جائیو اگر ہو نزدیک تیرے کوئی فریادرسی کرنے والا کہان
تھا وہ فرشتہ اور ایک روایت سے وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے پھر کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تو کون ہے کہا حضرت ہاجرہ
رضی اللہ عنہا نے مین ماں ہون اسمعیل علیہ السلام کی بی بی ابراہیم علیہ السلام کی کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہ یہان وہ
تمکو کس کے سپرد کر گئے ہین کہا حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے کہ اللہ تعالی کو سپرد کر گئے ہین کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
کہ سونپ گئے وہ تمکو طرف کفایت کرنے والے کے جب حضرت ہاجرہ رضہ ساتوین بار پھرین اور ناامید ہوئین سننے آواز کے سے
پھر قصد کیا کہ سنین آواز مگر کچھ نہ سنائی دیا گمان کیا کہ وہ جو کچھ اول سنا تھا شاید تشنگی اور مشقت کے سبب سے تھا پھر اسمعیل ع
کی طرف دیکھا تو مضطرب اور بیقرار تھے پھر کوہ مروہ پہ کچھ دیر کھڑی رہین پھر ایک آواز سنی اور وہ آواز اون کو اچھی معلوم
ہوئی کہا اونھون نے اگر تجھہ مین بھلائی ہے تو فریادرسی کر میری پھر آگے اور پیچھے سے آواز آنے لگی کہ قوی ہوا اوس سے دل اون کا
یہان تک کہ آئین سر پر حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پھر ظاہر ہوئے اونکے سامنے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور لے گئے اور کھڑا کیا اونکو
جگہہ پر چاہ زمزم کی پھر کھودا اوسکو اونھین نے اپنی ایڑیون سے یا بازو اپنے سے یا اونگلیون سے سو نکل آیا پانی اور بہنے لگا پھر
حضرت ہاجرہ رضہ نے مارے خوف کے کہ خشک نہو جاوے اوسکو گھیر اکھودا مانند چہبچے کے اور اپنی مشک کو چلوؤن سے بھر لیا اور
وہ چشمہ زمزم کا جوش مارتا تھا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رحم کرے اللہ تعالیٰ
اسمعیل ع کی مان پر اگر چھوڑ دیتین زمزم کو یعنی نہ گھیرتین اور نہ گہرا کھودتین تو ہوتا چشمہ جاری پھر حضرت ہاجرہ رضہ نے پانی پیا
اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کو دودھ پلایا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہان تباہ ہونے سے مت ڈرو یہ اللہ تعالی
کا گھر ہے بناویگا اوسکو یہ لڑکا اور باپ اسکا اور اشارہ کیا طرف جگہہ بیت اللہ کے اور تھا بیت اللہ اوسوقت بلند مانند ٹیلے کے کہ
آتا تھا سیلاب اور داہنے بائین ہو کر چلا جاتا تھا یہان تک یہ خلاصہ بیان چاہ زمزم کا مولانا محمد اسحاق محدث دہلوی کے رسالہ کا
ہو چکا ترجمہ عجائب القصص مین حال دوبارا کھودنے چاہ زمزم کا یون مذکور ہے کہ بعد چند مدت حضرت اسمعیل علیہ السلام کے
قبیلہ عمرو بن حارث جرہمی کے لوگون نے مارے حسد کے حجر اسود کو رکن سے اوکھاڑ ڈالا اور دو ہرن کے بچے طلائی مرصع بجواہر کہ اونکو غزال الکعبہ

بولا کرتے تھے اور کسی بادشاہ عجم نے اور وہ بادشاہ اسفندیار فارسی ہے بطور ہدیہ کے بیت اللہ مین بھیجے تھے اور کئی سلاح کو کعبے
سے نکال کر چاہ زمزم مین مدفون کیا اور پھر چاہ مذکور کو ایسا مسدود کردیا کہ نشان و پتا اوسکا معدوم اور غیر معلوم ہوگیا اسپر
ایک مدت مدید اور زمانہ بعید گذر گیا کہ اوس عہد کے لوگون سے کوئی زندہ نرہا پھر جب قریب آیا زمانہ نبی آخر الزمان کا تو حضرت
کے جد امجد عبد المطلب نے ایک شب خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ زمزم کے کھودنے مین مشغول ہو اونھون نے اوس سے
پوچھا کہ کیا زمزم پھر آنکھہ کھل گئی دل مین اندیشہ کیا کہ زمزم کے کھودنے سے کیا مراد ہے پھر دوسری شب کو دیکھا کہ ایک شخص نے
کہا کہ زمزم ایک گڑھا پانی کا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے قدم کی برکت سے واسطے پانی پینے حضرت اسمعیل علیہ السلام کے
اور اون کے لوگون کے پیدا ہوا تھا پھر عبد المطلب بیدار ہوئے اور کہا الہی اس خواب کا حال مجھپر مفصل ظاہر فرما پھر تیسری شب
کو مبشر غیبی نے نشان اوس جگہہ کا مشرح بیان کیا کہ موضع چاہ زمزم کا قریش کے دو بتون کے قریب ہے کہ ایک بت کا نام
اساف اور دوسرے کا نائلہ ہے کل کے روز جب ایک کوا ایسے ایسے رنگ کا آوے اور اپنی چونچ زمین پر مارے اور وہان
چینٹیون کا گھر ظاہر ہو اوس جگہہ کو کھودنا چاہیے پھر صبح کو عبد المطلب اوسی موضع موعود پر گئے دیکھا کہ ناگاہ ایک کوا اوسی رنگ
کا نمودار ہوا اور اوسی جگہہ اوسنے اپنی چونچ سے زمین کھودی اور گھر چینٹیون کا ظاہر ہوا عبد المطلب نے اپنی ایک بیٹے کو
ساتھہ لیا کہ اوسوقت مین اونکا وہی ایک بیٹا تھا اور اوسجگہہ کے کھودنے مین مشغول ہوئے قریش لوگ لڑائی پر آمادہ ہوئے کہ
ہمارے بتون کے قریب کنوان کھودنے نپاوینگا مگر تائید الہی سے عبد المطلب اونپر غالب رہے اور نذر مانی کہ الہی بعد
حاصل ہونے اس مراد کے ایک فرزند دلبند اپنا ساتھہ موافقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تیرے واسطے قربان کرونگا
القصہ بعد جد بسیار و کوشش بیشمار کے وہ چاہ قدیم ظاہر ہوا اور جو کچھہ سرداروں قبیلہ جرہم کے نے اوسمین دفن کیا تھا اون
کے ہاتھہ آیا قوم قریش نے اسحال پر مطلع ہوکر اون سے کہا کہ اس دولت خداداد مین سے ہمکو بھی کچھہ دو کسواسطے کہ ہمنے سنا
ہے کہ منافع اس چاہ کے زمان سابق مین ہمارے اور تمہارے جد امجد حضرت اسمعیل علیہ السلام کے ساتھہ تعلق رکھتے تھے
عبد المطلب نے اس امر مین انکار کیا اور کہا کہ یہہ کنوان وقف بیت اللہ کا ہے اور یہہ دفینہ مینے اپنے قوت بازو سے نکالا ہے اس
دولت خداداد کا کوئی حقدار نہین طمع نفسانی سے اونھون نے نمانا یہانتک کہ برسر خصومت آمادہ ہوئے آخر کار یہ ٹہر
برقرار پایا کہ اس حال کو کاہنہ بنت سعد بن ہاشم کے پاس کہ ملک شام مین رہتے تھے لے جاوین تا کہ وہ اونکے درمیان یہ آپ ہی حکم
فرماوے کسواسطے کہ اوس زمانہ مین جسکو کوئی مشکل پیش آتی تھی وہ اوسکی رائے دوربین پر عرض کرتا تھا جو وہ تجویز کرتے
تھے فرط اعتقاد سے اوسے بخوبی مان لیتا تھا آخر الامر عبد المطلب اور تمامی سرداران قریش اوس کی طرف روانہ ہوئے اکثر
منزلون مین اوس راہ کی پانی اور گھاس کا پتہ نتھا عبد المطلب بھوکے پیاسے منزلین طے کرتے تھے ایک دن اونپر اور اونکے
اونٹون پر تشنگی غالب ہوئی بقدر طاقت بشری کے صبر کیا جب بہت مضطرب ہوئے تب اون دعوی کرنے والون سے تھوڑا
پانی طلب کیا اون پست ہمتون نے صاف جواب دیا کہ اپنا پانی اگر ہم تمکو دیوین جب ہم پیاسے ہون تو کیا کرین اونکو یقین ہوا

کہ اب جان بچنی دشوار ہے چاہا کہ اپنے وطن کو پھر چلین جب اپنا اونٹ اوٹھایا دریاے رحمت آلہی نے جوش مارا کیا دیکھتے
ہین کہ اوسجگہہ نیچے قدم شتر کے چشمہ آب خوشگوار کا جاری ہے ہزار جان سے شکر آلہی ادا کیا اور پانی پیا اور تمام برتن
اپنے بھر لیے اور اون مخالفون سے کہا کہ تم بہی اپنے برتنون کا گرم پانی دور کرو اور اس چشمہ سے آب سرد بھر لو اون لوگون
نے جب اس قدرت آلہی کا حال معاینہ کیا سب نے شرمندہ ہوکر سر جھکا لیا اور آبدیدہ ہوکر کہا کہ آفرینندۂ آب وخاک اور پروردگار
انجم وافلاک نے کہ احکم الحاکمین ہے درمیان ہمارے اور تمہارے حکم فرمایا اب ہمکو تمہارے ساتھہ کچھہ تنازع اور خصومت نہین اب التماس
یہہ ہے کہ یہان سے اپنے مقام کی طرف مراجعت فرمایئے کہ آئندہ سلوک ہمارا سواے اطاعت اور انقیاد تمہارے کے نہوگا اور جو ہمسے آپکی
خدمت مین بسبب سہو اور غلطی کے بے ادبی اور گستاخی ہوئی معاف فرمایئے عبد المطلب نے اوس سفر خیریت اثر سے بخوشی وخورمی
مراجعت کی اور پھر نظر خلائق مین جاہ وشرف اون کا اول سے زیادہ ہوا اور امر حکومت اور ایالت مکہ از سر نو اونپر مقرر ہوا پھر جب
ایک مدت مدید گذری اور عبد المطلب کے بہت بیٹے ہوئے تب اوںھون نے چاہا کہ اس نذر مانی ہوئی کو وفا کرین اور قرعہ ڈال کر
اپنے ایک فرزند کو قربان کرین جسطرح سے کہ عرب کی اوس زمانے مین عادت تھی الغرض سب فرزندون کو راضی کر کے اونکے درمیان
قرعہ ڈالا چنانچہ وہ قرعہ عبد اللہ کے نام پر پڑا عبد المطلب نے اونکے قربانی کرنے کا قصد کیا اور یہہ فرزند ارجمند بہی اس امر پر
راضی ہوئے لیکن بنی مخزوم کہ رشتہ دار نانہالی عبد اللہ کے تھے عبد المطلب کو اسحرکت سے مانع ہوئے اوںھون نے اس امر کا فیصلہ
وہان سجاح نام ایک کاہنہ کی راے پر کہ جو شیوۂ کہانت مین یکتاے عصر تھے موقوف کہا اور جب جا کر اوس سے یہ ماجرا بیان
کیا اوسنے جواب دیا کہ دیت یعنی خون بہا ایک آدمی کا تمہاری قوم مین کیا ہے عبد المطلب نے کہا دس شتر ہین سجاح نے کہا
دس شترون کے اور اپنے فرزند کے درمیان قرعہ ڈالو اگر قرعہ شترون کے نام پر پڑے فبہا والّا دس دس شتر بڑہاتے جاؤ اور
قرعہ ڈالتے رہو جب شترون کے نام پر پڑے وہی اوسکی دیت ہے عبد المطلب نے موافق حکم اوسکے کے عمل کیا جب قرعہ ڈالتے
عبد اللہ کے نام پر نکلتا پھر دس شتر اور زیادہ کرتے یہان تک کہ جب سو شترون پر نوبت پہونچی تب قرعہ شترون کے نام پر نکلا
اور عبد اللہ نے اس مہلکہ سے نجات پائی اور جملہ اتفاقات سے یہ ہے کہ دیت حر کی شریعت مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اسیقدر مقرر ہوئی تمام ہوا حاصل ترجمہ عجائب القصص کا اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ نام عبد المطلب جد امجد آنحضرت صلی
اللہ تعم علیہ وسلم کا شیبہ ہے اور اونکو شیبۃ الحمد بہی کہتے ہین بسبب کثرت افعال جمیلہ اونکے کے اور اونکو عبد المطلب اس سبب
سے کہتے ہین کہ ہاشم والد ماجد اونکے نے اونکے صغر سن مین وفات پائی مطّلب اونکے چچا نے اونکو پرورش کیا اور دستور عرب کا
تھا کہ جو کوئی کسی یتیم کو پرورش کرتا اوسکو پرورش کرنے والے کی طرف منسوب کرتے اور اوسکا غلام کہتے تھے انتہی اور عبد المطلب
وہی اول شخص ہین کہ جنھون نے خضاب کیا تھا ساتھہ سیاہی کے عربون مین سے کذا فی مواہب لدنیہ اور وفات ہوئی اون کی
آٹھوین سال عام الفیل کے اور عمر اونکی ایک سو چالیس برس کی تھی اور اوسوقت مین عمر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
آٹھہ برس کی تھی اور عبد المطلب کے باپ ہاشم نام اونکا عمرو ہے اور ہاشم اونکو اس جہت سے کہتے تہے کہ قحط کے ایام مین وہ

لوگون کو ثرید کھلایا کرتے تھے ہاشم کے معنی روٹی توڑنے والا پس لقب اونکا ہاشم ہوا اور وہ سخاوت مین ضرب المثل تھے
اور اول انھین نے عرب مین مہمانون کی ضیافت ثرید کے ساتھہ کی اور وفات اونکی شام کی راہ مین ہوئی ایام شباب مین مقام
غزہ مین کہ علاقہ شام سے ہے اور وہین اونکی قبر مشہور ہے اور اونکے باپ عبد مناف اور نام اونکا مغیرہ اور کنیت اونکی ابو عبد الشمس
ہے وہ نہایت حسن و جمال رکھتے تھے اور اون کے باپ قصی بصیغہ تصغیر نام اونکا زید ہے اور لقب اونکا قصی اور مجمع ہے قصی
اس جہت سے ہے کہ وہ مکہ سے نکلکر دور چلے گئے تھے اور قوم قزاعہ مین جا کر رہے تھے اور مجمع اس جہت سے ہے کہ قوم قریش
بعد از پراگندگی یعنی بسبب استیلا اور غلبہ پانے خزاعہ کے مکہ سے متفرق ہو گئے تھے اونکی سعی سے جمع ہوئی اور اونکے باپ
کلاب اونکا نام حکیم ہے اوپر وزن امیر کے چنانچہ مواہب مین ہے وہ سر گروہ قریش اور اشراف قبیلہ عدنان سے تھے اور باپ
اونکے مرّہ اور وہ جد سادس یعنی چھٹی پیڑھی حضرت صدیق اکبر کے ہین اور اونکے باپ کعب وہ اشراف اور سرداران قریش
سے تھے اور مرجع الیہ جمیع امور مین اور سخی و کریم اپنی قوم مین تھے یہ اول شخص ہین کہ جمع کرتے تھے اپنی قوم کو روز جمعہ کے
اور خطبہ پڑھا کرتے اوپر اور نصیحت کرتے اونکو ساتھہ بعثت پیغمبر آخر الزمان کے اور ہمیشہ اسی طرح کی نصیحت کیا کرتے
اور خبر دیا کرتے کہ وہ میری اولاد سے ہوگا کما فی المواہب و السیرۃ الحلبی و المحلا اور بھی محلا مین نقل کیا ہے کہ بعضی اس
قصے کو قصی کی طرف نسبت کرتے ہین اور مدارج مین مرّہ کی طرف منسوب کیا ہے اور صحیح قول اول ہے اور اونکے باپ لوی
تھا اور مرجع قریش اور حاکم مقبول القول تھے اور اونکے باپ غالب سردار قریش تھے اور قبائل عرب اون کو جمیع
امور مین مرجع الیہ گردانتے تھے اور اونکے باپ فہر لقب اونکا قریش تھا اور قریش کہتے ہین ایک جانور دریائی کو اور وہ
بڑا جانور ہے اور کوئی جانور اوسکا شکار نہین کر سکتا وہ سب پر غالب رہتا ہے سو اونکو بسبب غلبے کے قریش کہتے تھے اور اونکے
باپ مالک اونھون نے اکثر قوم عرب پر غلبہ پایا تھا اور پرستش حال غربا کی بخوبی کیا کرتے اور مراسم رعایت کے بجا لاتے اور اونکے
باپ نضر کنیت اونکی ابو النضیر ہے اونھون نے ایک روز قبل رحلت اپنی کے سب قوم کو جمع کیا اور کہا کہ تم اولاد اسمعیل اور
ابراہیم علیہما السلام سے ہو اور ریاست عرب نے تمپر قرار پایا ہے تمکو چاہیے کہ احکام الہی کی تعظیم اور توقیر کرو اور ساتھہ اعمال
صالحہ کے خالصاً لِلّٰہ تقرب ڈھونڈو اور اونکے باپ کنانہ یہ رئیس تھے اسی برس کی عمر مین نضر اونکے گھر پیدا ہوئے عمر اون کی
نوے برس کی تھی اور وہ یمن مین مرے اور وہین اونکی قبر ہے ساتھہ اکثر صفات محمودہ کے قوم عرب مین موصوف تھے اور بموجب وصیت
آبا اپنے کے اونھون نے بھی وصیت سب اولاد اور قوم اپنے کو کی اور اونکے باپ مدرکہ ہا ہوز یعنی کلمہ تا کہ حالت وقف مین ہا سے
بدل جاتا ہے اس کلمہ مین مبالغہ کے لیے آیا ہے جیسے کہ طلب العلم فریضۃ مین نام اونکا عامر یا عمرو ہے اور مدرکہ اونکو اسواسطے
کہتے ہین کہ وہ ایک دن ایک خرگوش کے پیچھے دوڑے پھر اوس کو جا لیا اور اونکے باپ الیاس یاس کے معنی ہین نا امیدی کے
جو ضد ہے رجا کی جسکے معنی امیدواری ہین اور الف لام اوسکے اول مین واسطے تعریف کے ہے ساتھہ فتح اول کے پھر بعضی نے
ساتھہ کسرہ اول کے ضبط کیا ہے کما فی المواہب اور یہ نام اون کا اس جہت سے ہے کہ اونکے والدین اولاد سے مایوس ہو گئے تھے

معنی لفظ قریش

بعد ازان یہ پیدا ہوئے سو انکو ساتھ اس اسم کے اسمی کیا اور جب یہ سن تمیز کو پہنچے تو اونھون نے اولاد اسمعیل علیہ السلام کو
ساتھ اتباع دین ابراہیم علیہ السلام کے دعوت کی جب بزرگی اور دانشمندی اونکی قوم عرب پر ثابت ہوئی چھوٹے بڑے سبنے
اونکی متابعت پر کمر باندھی اور یہ ممدوح آفاق ہوئے اور بھی یہ مسلمان مومن تھے اور پر ملت حنیف کے اور اول ہدیہ شتر واسطے
خانہ کعبہ کے یہی لیگئے اور روایت ہے کہ وہ اپنی پشت سے آواز لبیک کہنے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کی حج مین سنتے تھے
اور وفات پائی اونھون نے سل کی بیماری سے اور اونکے باپ مضر ہین اونسے تقویت اور ترویج ملت حنیف کی بہت ہوئی
اور ہمیشہ اسی امر کے ساعی رہے اور اول حدی اشتر انھین کی مخترعات سے ہے اور تھے وہ خوش آواز زیادہ سب لوگون سے او
وہ مسلمان تھے ملت ابراہیم علیہ السلام پر چنانچہ مخبر صادق صلی اللہ تعم علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مت گالی دو مضر کو کہ وہ
اسلام لائے تھے اور اونکے باپ نزار کنیت اونکی ابو ربیعہ ہے اور وہ ساتھ اسم نزار کے اسلیے موسوم ہوئے کہ جب وہ پیدا
ہوئے تب اونکے باپ نے ہزار اونٹ شکرانے مین قربانی کیئے خلائق نے اونکو مسرف یعنے بیجا خرچ کرنے والا کہا اونھون
نے کہا ایسی نعمت کے مقابل مین کہ اللہ تعالی نے مجھکو عطا فرمائی ہے اتنا اسکو اندک شمار کرتا ہون اور نزار مشتق نذر سے
ہے اور معنی نذر کے اندک کے ہین اور کہتے ہین کہ جب وہ پیدا ہوئے اور ظاہر کیئے گیے تو اون کے باپ نے دیکھا نور محمدیؐ کو اون
کی دونون آنکھون کے درمیان تو بہت فرحت اور خوشی کی اور کھانا کھلایا پھر کہا ان ہذہ کلہ نذر یعنی یہ سب تھوڑا ہے
بہ نسبت حق اس فرزند کے تو اس جہت سے وہ نزار نام رکھے گئے کما فی المواہب اور اونکے باپ معد کنیت اونکی ابو قضاعہ
ہے اور معد کہتے ہین تازہ میوے کو اور چونکہ وہ بہت خوبصورت تھے اسلیے اونکو معد کہا اور اون کے آٹھ بیٹے تھے بہادر
اور دلیر چار اونمین سے بڑے مشہور ہین قضاعہ بن معد قنص بن معد آباد بن معد نزار بن معد انتہی از روضۃ الاحباب از انجملہ
ضحاک بن معد ساتھ چالیس ہزار آدمیون کے ایک جماعت بنی اسرائیل پر چڑھ گیا اور بسبب جہد بسیار اور کوشش بشمار کے
فتحیاب ہوا اور بقیۃ السیف یہود کو پکڑ لایا اوسوقت کے نبیؑ سے بنی اسرائیل نے استغاثہ کیا اور کہا بنی عدنان کے حق مین
دعاے بد کرو تا کہ بلا اون پر نازل ہو سو اونھون نے رو بقبلہ ہو کر چاہا کہ بد دعا کرین جناب باری سے وحی نازل ہوئی کہ
اس طلب سے دست بردار ہو یعنی درگذر کرو کہ خاتم النبیین افضل الاولین و الآخرین اولاد اوسکی سے ہوگا دعا بد اون کے
حق مین قبول نہوگی اور اونکے باپ عدنان اور ان عدنان کے دو فرزند تھے ایک عدن بن عدنان دوسرے معد جو اجداد سے
پیغمبر صلی اللہ تعم علیہ وسلم کے ہین کہتے ہین کہ عدنان ایک دن کہین اکیلے جاتے تھے قوم یہود کہ اون سے عداوت رکھتے تھے او ان
کے پیچھے آلگی جا کر اونکو دو پہاڑون کے بیچ مین گھیر لیا وہ اون یہودیون سے ہسقدر لڑے کہ گھوڑا اونکا گر پڑا اور پہاڑ پر
چڑھنے لگے دشمن وہین جا کر اونکو ستانے اور تنگ کرنے لگے یہانتک کہ اونھون نے اللہ تعم سے التجا کی غیب سے ایک ہاتھ نمودار
ہوا اور اونکو اوٹھا کر پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا اور ایک آواز ہولناک دشمنون کے کان مین پہنچی کہ وہ سب ہلاک ہو گئے خلاصہ ترجمہ
عجائب القصص و مواہب و روضۃ الاحباب اور آگے عدنان سے حضرت آدم علیہ السلام تک اختلاف بڑا ہے کسی تاریخ مین کچھ ہے اور

کسی مین کچھہ چنانچہ سیرت ابن ہشام مین اسطرح پر ہے عدنان بن آد بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن قیدار بن
نابت بن اسمعیل بن ابراہیم بن تارخ وہو آذر بن ناخور بن شاروح بن راعو بن فالخ بن عیبر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح
بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ وہو ادریس بن یرد بن مہلیل بن قینن بن یانش بن شیث بن آدمؑ اور دوسری اسناد سے جو
ذکر کیا ہے وہ اسکے مخالف ہے اسیطرح خلاصۃ السیر مین بھی بعضی نام کچھہ اور ہین مگر جیسا کہ نسب نامہ مطبوعۂ لکھنؤ مین لکھا ہے وہ یون
ہے کہ عدنان بیٹے اُدکے اور وہ جو عبری زبان مین کلام کرتے اور خط لکھتے تھے جیسا کہ بیچ طبقات ناصری کے ہے اور اد بیٹے آدد کے
اور یہ بلند آواز تھے چنانچہ آواز اونکی بارہ میل سے لوگ سنتے تھے اور اون کو اود بھی کہتے ہین کذا فی الطبقات الناصری اور ادد
بیٹے ہمیسع کے اور بعضی نسخون مین ہو یسع آیا ہے اور ہمیسع بیٹے سلامان کے اور وہ بیٹے نابت کے اور وہ بیٹے حمل کے اور وہ بیٹے
قیدار کے اور وہ بیٹے اسمعیل علیہ السلام کے اور وہ بیٹے ابراہیم علیہ السلام کے اور وہ بیٹے آذر کے اونکو کہتے ہین تارخ بھی بضم ثالث و
سکون خا رنقطہ دار بزبان پہلوی نام آذر بت تراش کما فی البرہان کہ نام پدر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے کذا فی العرائس اور وہ بیٹے
ناخور کے اور وہ بیٹے شاروخ کے اور بعضی نسخون مین سروع اور بعض مین مارخ اور بعض مین ساروع آیا ہے واللہ اعلم اور وہ بیٹے
ارغو کے اور بعض نسخون مین ارغب ہے اور طبقات ناصری مین ارغ ہے واللہ اعلم بالصواب اور وہ بیٹے فالغ کے اور وہ بیٹے
غابر کے اور وہ بیٹے شالخ کے اور وہ بیٹے ارفخشد کے اور وہ بیٹے سام کے اور وہ بیٹے نوح علیہ السلام کے اور وہ بیٹے لامک کے اور وہ
بیٹے متوشلخ کے اور وہ بیٹے اخنوخ کے کہ وہ ادریس علیہ السلام ہین اور اول انھین نے ساتھہ قلم کے لکھا کذا فی المدارک وشرح الاوراد
وعرائس القصص وسیرت ابن ہشام اور وہ بیٹے بیارد کے اور نسخہ صحیحہ مین بارد ہے باموحدہ سے اور ایک نسخہ مین نارد ہے نون سے
واللہ اعلم بالصواب اور وہ بیٹے مہلائیل کے اور وہ بیٹے قینان کے اور وہ بیٹے انوش کے اور وہ بیٹے شیث علیہ السلام کے اور وہ بیٹے
آدم علیہ السلام کے تنبیہ واضح ہو کہ عدنان سے اوپر جو نام آدم علیہ السلام تک نسب نامہ مذکور سے یہان نقل کیے گئے اور اسی
طرح اور بعضی کتابون مین سیر کی جیسے کہ خلاصۃ السیر وغیرہ مین ذکر کیے ہین اون کے باب مین مواہب اور روضۃ الاحباب مین
لکھا ہے کہ عدنان تک اتفاق ہے سب ارباب سیر اور تواریخ اور ارباب انساب کا اور عدنان سے جو آگے ہے اسمعیل علیہ السلام
تک اور اون سے آدم علیہ السلام تک اوس مین بڑا اختلاف واقع ہے تعین عدد مین اور تقرر اشخاص مین اور اونکے ضبط اسما
مین بعضون نے عدنان سے اسمعیل علیہ السلام تک چار عدد شمار کیے ہین اور بعضون نے چالیس تک گنے اسیطرح حضرت اسمعیل
سے لیکر ابو البشر تک بھی اختلاف بڑا ہے اور نفس الامر مین معین اور مقرر ہونا اعداد اور شمار اشخاص کا کہ درمیان عدنان کے
آدم پیغمبر تک ہین کسی روایت صحیح مین ثابت نہین ہے اسلئے خاموشی اونکے ذکر سے اولی و انسب دکھائی دیتی ہے مروی ہے
کہ حضرت سید المرسلین رسول رب العالمین سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کبھی اپنے نسب کا بیان کرتے جو عدنان تک پہنچتے
توقف فرماتے اور کہا ابن دحیہ نے کہ اجماع کیا ہے علما نے اسپر حالانکہ اجماع حجت ہے کہ وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہنچاتے
تھے نسب اپنے کو عدنان تک اور اوس سے آگے نہ بڑھتے اور رک جاتے تھے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے کذب النسابون الی ما فوق عدنان ترجمہ جھوٹ کہا ہے نسب بیان کرنے والون نے آگے
عدنان سے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کذب النسابون کو دو بار یا تین بار فرمایا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
منقول ہے کہ فرمایا ہمنے اپنا نسب معد تک ضبط کیا ہے معد سے آگے ہم نہین جانتے ہین کہ کیا ہے اور عروہ بن زبیر رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے کہ کہا نہین پایا ہمنے کسی کو کہ وہ پہچانتے ہوئے بعد معد بن عدنان کے اور مروی ہے امام مالک سے کہ پوچھے
حال اوس شخص کے سے کہ پہنچاوے اپنے نسب کو آدم علیہ السلام تک تو مکروہ جانا اوسکو اور کہا کس نے خبر دی ہے اوسکو ساتھ اس کے
اور اسی طرح مروی ہے اون سے بیچ رفع نسب انبیا علیہم السلام کے پس سزاوار ہے ہمارے لیے اعراض کرنا ما فوق عدنان
سے اسواسطے کہ اوس مین تخلیط اور تغیر ہے الفاظ کی اور غرابت اون نامون کی باوجود قلت فائدہ کے بیچ بیان اوسکے کے
مگر تمام اہل سیر و تواریخ متفق ہین اس پر کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام اور حضرت ابراہیم اور حضرت نوح اور حضرت ادریس
اور حضرت شیث علیہ السلام اجداد امجاد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سے ہین اور قول ابوبکر بن العربی کا کہ کہا ہے کہ
حضرت ادریس علیہ السلام آنحضرت کے اجداد مین سے نہین ہین بلکہ بنی اسرائیل مین سے ہین شاذ ہے اور دلیل اون کی
حدیث معراج کی ہے کہ وقت ملاقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا اونھون نے مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح
کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد مین سے ہوتے تو لائق تھا کہ الابن الصالح کہتے جیسا کہ وقت ملاقات کے حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا سو یہ دلیل پوری نہین کس واسطے کہ احتمال ہے کہ بطریق تواضع اور تلطف کے کہا ہو واللہ اعلم بالصواب
انتہی اور صحیحین مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ الانبیاء اخوۃ
من علات وامہاتہم شتی ودینہم واحد ترجمہ یعنی انبیا بھائی ہین ایک باپ سے اور مائین اونکی مختلف ہین اور
دین اونکا ایک ہے یعنی بسبب متحد ہونے مقصود بعثت اور رسالت کے کہ وہ ایمان اور توحید ہے گویا ایک ہی باپ کی اولاد
ہین اور بباعث اختلاف شرائع اور احکام کے گویا کہ مائین سبکی جدا ہین انتہی یعنی اختلاف فروع شرائع کے اور یہ اختلاف شرائع کا
بسبب اختلاف امم کے ہے بیچ استعداد اور قابلیت کے پس موافق اس حدیث کے جائز ہے کہ حضرت ادریس نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو اسی لحاظ سے بھائی کہا ہو اور حقیقت مین باعتبار نسب کے آپکے اجداد مین سے ہون نسب نامہ والدہ آنحضرت
حضرت آمنہ رضی بیٹی وہب کی وہب بیٹے عبد مناف کے عبد مناف بیٹے زہرہ کے زہرہ بیٹے کلاب کے کلاب بیٹے مرہ کے مرہ بیٹے کعب

اب معلوم کرنا چاہیے اسبات کا کہ اسلام ابوین شریفین آنحضرت صلعم کا ثابت ہے یا نہین

سو اختلاف ہے اسمین علما کو کہا بعض نے فوت ہوئے وہ کفر پر اور یہی قول جملہ متقدمین کا ہے اور کہا بعض نے وہ کفر پر نہین مرے
یہ قول اکثر متاخرین کا ہے اور بعض اس مین خاموش ہین ہان نہ نان کچھ نہین کہتے اور یہی طریقہ احتیاط کا ہے اور فرق اول
مین تین فرق ہین کہا بعض نے وہ اپنے کفر پر مرے اور کفر پر باقی ہین قیامت تک اور کہا بعض نے کہ پھر وہ زندہ ہو کر ایمان لائے
آپ پر اور پھر مر گئے اور یہ معجزہ تھا آپکا اور کہا بعض نے وہ ایمان لاوین گے حضرت عیسی علیہ السلام کے ہاتھ پر پھر وہ مرجاوین گے

اور فریق ثانی کہتے ہین کہ سب باپ اور دادے کفر اور شرک سے پاک تھے بعض دین ابراہیم علیہ السلام پر تھے اور بعضے اون
مین سے ایام فترت مین مرے اور موحد تھے او نپر مواخذہ نہین جیسے کہ آدیگا متمسکات متقدمین جو کہتے ہین کہ والدین
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کفر پر مرے اول قولہ تعالیٰ وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ساتھ فتح تا اور جزم لام کے کہ
قرأت سید القرا امام نافع اور یعقوب اور شیبہ اور اعرج کی ہے بنا بر صیغہ نہی معروف کے یعنے نہ سوال کر تو دوزخیون
کے حال سے یعنے حال اون کا مت پوچھ وہ بڑے عذاب مین ہین اور یہ جب ارشاد ہوا تھا جب آپ نے اپنے والدین شریفین
کے حال سے واقف ہونا چاہا تھا جیسے بروایت عطا مروی ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے ایک روز لیت شعری ما فعل ابوای ترجمہ کاشکے آگاہ ہوتا مین کیا معاملہ کیا گیا میرے والدین سے تو نازل
ہوئی آیت مذکورہ کذا فی تفسیر انوار الفرقان وتفسیر سراج المنیر شربینی اور تفسیر روح البیان مین ہے کہ کہا صاحب تیسیر نے
کہ جب بشارت دی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مومنون کو ساتھ جنت کے اور کفار کو ساتھ دوزخ کے اور ذکر کیا عذاب
کفار کا تو کھڑے ہو کر عرض کی ایک شخص نے یا رسول اللہ کہان ہین والدین میرے فرمایا آگ مین وہ شخص غمگین ہوا فرمایا والدین
تیرے اور والدین میرے اور والدین ابراہیم علیہ السلام کے آگ مین ہین تب اوتری آیت مذکورہ پھر نہ سوال کیا اونھون نے
آپ سے اس امر کا جیسے کہ وارد ہے وَلَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ترجمہ مت پوچھا کرو اون چیزون سے کہ اگر
ظاہر کی جاوین واسطے تمہارے ناخوش لگین تمکو ثانیاً قولہ تعالیٰ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ
وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى ترجمہ نہین پہونچتا ہے نبی کو اور جو لوگ کہ ایمان لائے یہہ کہ بخشش مانگین واسطے مشرکون کے اگرچہ ہون
صاحب قرابت اور مروی ہے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ جب تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین ایام فتح
مکہ مین تو گئے قبر پر اپنی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور کھڑے رہے یہان تک کہ گرم ہو گیا دن اسی امید پر کہ اپنی والدہ کے
لیے مجھے بخشش مانگنے کا اذن ملے پھر نازل ہوئی آیت مذکورہ اور اک روایت مین ہے ابن عباس سے کہ بیٹھے آپ سرہانے اپنی
والدہ کی قبر کے اور روئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ ہمین قبرون کی زیارت کرنے اور رونے سے منع فرماتے تھے
اور آپ نے زیارت کی اور روئے فرمایا مجھکو اذن دیا گیا ہے اور یہ یعنی مان میری عذاب الٰہی مین گرفتار ہے اور مین اوس
کو اللہ تعالیٰ سے بے پرواہ نہین کر سکتا ہون تو رو دیا مین رحمت اور شفقت سے تفسیر کبیر وتفسیر خطیب شربینی اور سنن
ابن ماجہ مین بروایت ابوبکر بن شیبہ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے عرض کی یا رسول اللہ باپ میرا صلہ رحمی کرتا تھا اور اس اس طرح سے تھا یعنے اچھے اچھے کام کرتا تھا وہ کہان ہے فرمایا آگ مین
اوس نے آزردہ ہو کر عرض کی یا رسول اللہ تمہارا باپ کہان ہے کہا جس جگہہ نکلے تو مشرک کی قبر کے پاس بشارت دے اوسکو آگ سے
پھر وہ مسلمان ہو گیا اور کہا کہ تکلیف دی مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشقت کرنے کی گذرا نہین مین کسی کافر کے پاس
مگر کہ خوشخبری دینے اوسے آگ کی انتہی اور کہا قتادہ نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بخشش چاہونگا مین اپنے

باپ کے لیے جیسے بخشش چاہی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے لیے تب نازل ہوئی یہ آیت اور طبرانی نے قتادہ سے یون روایت کیا کہ لوگون نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ احسان کرتے تھے پڑوسیون پر صلہ رحمی کرتے تھے رشتہ دارون سے قرضہ چھڑاتے قرضدارون کا ہم اونکے لیے استغفار کرین فرمایا واللہ استغفار کرونگا مین اپنے والدین کے لیے جیسے استغفار کیا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لیے تو اوتری یہ آیت مذکورہ در منثور اور تفسیر کبیر اور بعض دوسری کتابون مین یہ روایت یون منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ سے آکر عرض کی کہ والد میرا جاہلیت مین صلہ رحمی اور مہمان نوازی کرتا تھا اپنا مال لوگون کو منح پر دیتا یعنی عاریتاً وہ کہان ہے فرمایا کیا وہ مشرک مرا ہے عرض کی ہان فرمایا آگ مین ہے وہ روتا ہوا لوٹا آپ نے اوسے بلا کر فرمایا میرا باپ اور تیرا باپ اور ابراہیم کا باپ آگ مین ہین اور تیرے باپ نے ایک دن بھی یہ نکہا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ تب یہ آیت مذکورہ نازل ہوئی اور تفسیر خطیب شربینی مین ہے کہا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ سُنا مینے ایک شخص کو استغفار کرتا ہوا اپنے مشرک والدین کے لیے مینے اوس سے کہا تو استغفار کرتا ہے اپنے مشرک والدین کے لیے بولا کیا استغفار نہین کی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک والد کے لیے پھر ذکر کیا مینے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تب نازل ہوئی آیت مذکورہ انتہی اور کمالین حاشیہ جلالین مین حاکم سے بروایت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا کہ تشریف لے گئے ایک روز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبرستان مین ایک قبر کے پاس دیر تک مناجات کی اور روئے فرمایا جس قبر پر مین بیٹھا تھا وہ میری والدہ کی قبر ہے حق تعالیٰ سے مینے اون کے لیے استغفار کرنے کا اذن چاہا مگر اذن ندیا تب اوتری آیت مذکورہ انتہی اور جمع ان سب حدیثون مذکورہ مین یون ہے کہ کہین یہ آیت کئی بار نازل ہوئی ہے ایسے ہی نقل کیا کمالین حاشیہ جلالین مین اتقان سے ثالثاً امام احمد نے ابی رزین عقیلی سے اخراج کیا کہا اونھون نے عرض کی مینے یا رسول اللہ میری والدہ کہان ہے فرمایا آگ مین مینے عرض کی کہ آپکے اہل سے جو فوت ہوگئے ہین وہ کہان ہین فرمایا کیا راضی نہین ہے تو کہ ہو والدہ تیری میری والدہ کے ساتھ نقل کیا اسکو شوکانی نے فوائد المجموعہ فی احادیث الموضوعہ مین رابعاً تفسیر کبیر اور تفسیر سراج المنیر اور سنن ابن ماجہ اور ابو داؤد اور نسائی مین بروایت ابوہریرہ اور ہادی الناظرین مین بروایت عمر بن الخطاب رض نقل کیا ہے کہ زیارت کی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی والدہ آمنہ کی قبر کی ابواء مین سو روئے اور رولایا اپنے گرداگرد والون کو یعنی اونکی مفارقت پر یا عذاب پر اور فرمایا اذن چاہا مینے رب اپنے سے انکے استغفار کرنے کے لیے مگر اذن ندیا مجھکو کہا ابن مالک نے یعنی بسبب کفر کے اور اذن چاہا مینے زیارت اونکی کا تو اذن دیا گیا اور زیارت کرو تم قبرون کی کہ یاد دلاتی ہین یہ موت کو اور صحیح مسلم مین بھی یہ روایت موجود ہے کہا نووی نے کہ مطلب آپکا والدہ کی قبر پر جانے سے تکمیل وعظ کی تھی کہ بدون ایمان کے ایسے بیٹے معظم اور مکرم کی والدہ کا یہ حال ہے کہ بیٹے کی وجاہت والدہ کے حق مین خدا تعالیٰ کے یہان مفید نہوئی تو اور کسی کا کیا ذکر ہے انتہی اور کہا ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ مین تحت مین اس حدیث مسلم کے کہ عجیب تر ہے ابن حجر سے یہ کہنا کہ حکمت اذن ندینے مین استغفار کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اون کی والدہ کے حق مین پورا کرنا تھا نعمت کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر آپکی

والدہ کے زندہ کرنے سے تو کہون وہ اکابر مؤمنین سے اور مستحق ہون استغفار کامل کے اسلیے کہ کوئی شخص مستحق استغفار
کا نہین ہے قبل ایمان کے اور جمہور اس پر ہین کہ والدین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کفر پر مرے اور یہہ حدیث مسلم کی صحیح
اون حدیثون کی ہے جو وارد ہوئین ہین حق مین والدین شریفین آپکے اور جو کہا ابن حجر نے کہ حدیث اونکے زندہ ہونے اور
ایمان لاکر پھر مرجانے کی بھی صحیح ہے تصحیح کی اوس کی امام قرطبی اور حافظ ابن ناصر الدین نے سو بر تقدیر اس کے صحیح
ہونے کے بھی یہہ معارض نہین ہو سکتی ہے حدیث مسلم سے اسلیے کہ ترجیح ما فی الصحیحین مقرر ہے اور سوا اسکے یہہ ہے کہ ایمان
اس کا اجماعاً مقبول نہین فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ فَلَمْ
يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ترجمہ پھر جب دیکھا اونھون نے ہماری آفت کو بولے ہم یقین لائے اللہ اکیلے پر اور
چھوڑین جو چیزین شریک بناتے تھے پھر نہوا کہ کام آوے اون کو یقین لانا انکا جسوقت دیکھ چکے ہمارا عذاب اور فرمایا وَلَيْسَتِ
التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْاٰنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ
ترجمہ اور اونکی توبہ نہین جو کرتے جاتے ہین برے کام جب تک سامنے آئے ایسے کسی کے موت کہنے لگا مینے توبہ کی اب اور نہ
انکی جو مرتے ہین کفر مین اور یہہ کہ مطلوب مکلف سے ایمان غیبی ہے نہ سوا اسکے جیسے فرمایا وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ
ترجمہ اگر لوٹائے جاوین تو پھر کرین وہی جو منع کیے گئے تھے وہ اوس سے پوری یہ آیت یون ہے وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى
النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور کبھی تو دیکھے جسوقت اونکو ٹھہرایا ہے آگ پر
تو کہتے ہین ای کاشکے ہم کو پھر بھیجین اور ہم نہ جھٹلاوین اپنے رب کی آیتین اور رہین ایمان والون مین بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا
يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ کوئی نہین بلکہ کھل گیا اونسے جو چھپاتے تھے پہلے اور اگر
پھر بھیجے جاوین تو پھر کرین وہی جو منع ہوا تھا اونکو اور وہ جھوٹ بولتے ہین ف یعنے دوزخ کنارہ پر کھڑے حکم ہو گا کہ ٹھہراؤ
تو کافرون کو توقع ہو گی کہ شاید ہمکو پھر دنیا مین بھیجین تو ایکبار کفر نکرین ایمان لاوین سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسواسطے
انکو نہین ٹھہرایا بلکہ اس تدبیر سے انکے مونھہ سے اقرار کروایا کہ ہمنے کفر کیا تھا حالانکہ پہلے منکر ہوئے تھے کہ ہم شرک نکرتے تھے
اور پھر بھیجنا انکو عبث ہے موضح القران اور بھی یہ حدیث بظاہر طور رد ہے اوپر جو اہل فترت کو معذور رکھتے ہین اور بعضی علما نے
اس سلم کی روایت کے اصل مسلم کی روایت ہونے مین بھی کلام ہے کہا میرک نے روایت کیا اسکو حافظ کبیر ابو الحجاج نے کتاب اطراف
مین مگر ہمارے دیار کے مروجہ نسخون مین نہین پایا گیا اور کہا نووی نے بروایت ابو العلاء بن ہامان اہل مغرب سے پائی گئی ہے
مگر ہمارے بلاد کے نسخون مین عبد الغافر بن محمد فارسی سے نہین پائی گئی اور محی السنہ نے اسکو صحیح مسلم سے بطریق عبد الغافر
روایت کیا ہے پس معلوم ہوا کہ کسی نسخہ مین اونکو ملی ہو گی ورنہ مزنی بھی اوسکو اطراف مین ذکر نکرتے اور اختلاف ہے اسمین
بھی کہ آنحضرتؐ اپنی والدہ کی قبر پر سال حدیبیہ مین زیارت کو گئے تھے یا فتح مکہ مین هذا كله من المرقات اختصاراً اور کہا
شاہ عبد الغنی نے ابن ماجہ کے حاشیہ مین کہ سب متقدمین اسپر ہین کہ والدین آپ کے کفر پر مرے انتہی ملخصاً کما قال اکبر مین

ان والدیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ماتا علی الکفر یعنی تحقیق انتقال کیا آپکے والدین شریفین نے کفر پر کہا ملا علی قاری نے کہ یہہ رد ہے اوپر جو کہتے ہین فوت ہوئے وہ ایمان پر یا فوت ہوئے کفر پر مگر پھر زندہ ہوکر ایمان لاکر فوت ہو گئے اور بیچ اس مسئلہ کا جدا ایک رسالہ لکہا ہے کہ جسمین رد ہے سیوطی کے تینون رسالون کا کتاب او ر سنت اور قیاس ورا جماع امت سے اور عجائبات سے ہے کہ انکار کیا بعض جاہلون نے کہ امام ابو حنیفہ کی شان سے ایسا کلام بعید ہے سو نظیر اسکی ایسی ہے جیسے جہم بن صفوان گمراہ نے کہا تھا چاہتا ہون کہ قرآن شریف مین سے آیت ثم استوی علی العرش کو چھیل ڈالون اور احمد بن قاضی ابی داؤد خلیفہ مامون سے کہا کہ لیس کمثلہ شیئ کو کعبہ کے غلاف پر لکھون اور جیسے رافضی نے کہا کہ مین اوس قرآن سے بیزار ہون جسمین ابو بکر کی نعت ہو انتہی اور در مختار کے باب نکاح الکافر مین ہے کل نکاح صحیح بین المسلمین فھو صحیح بین اھل الکفر خلافا لمالک ویردہ قولہ تعالی وامرأتہ حمالۃ الحطب وقولہ ولدت من نکاح سو مقتضا اس قول در مختار کا بھی یہی ہے کہ والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفر پر تھے اور واضح ہو کہ جو لوگ واقعہ حدیث احیا کو حجۃ الوداع مین واقع ہوا جیسے کہ تمسک پنا ظاہر کرتے ہین کہ والدین شریفین آپکے زندہ ہوئے اور ایمان لاکر پھر مر گئے یہہ تمسک اونکا ضعیف ہے اسلیے کہ حدیث احیا کو اکثر لوگون نے ضعیف اور موضوع کہا ہے جیسے ما ثبت من السنۃ مین ہے کہ رد کیا حدیث احیا کو سہیلی اور خطیب نے کہا سہیلی نے کہ اس حدیث کی اسناد مین مجہول لوگ ہین اور ابن کثیر نے اسکو منکر اور اسکی اسناد کو مجہول کہا انتہی اور کہا ابن ناجی نے یہہ حدیث موضوع ہے اسکی اسناد مین محمد زیاد نقاش ثقہ نہین اور احمد بن یحیی اور محمد بن یحیی دونون مجہول ہین اور اسپر بہت گفتگو کی پھر کہا کہ صواب یہہ ہے کہ اس حدیث کو ضعیف کہا جاوے نہ موضوع اور یہہ حدیث کہ شفاعت قبول کیا گیا مین اس گروہ مین یعنی والدہ میری اور والد میرے اور چچا میرے ابی طالب اور رضاعی بھائی میرا یعنی ابن سعید جیسے کہ روایت کیا اسکو خطیب نے مرفوعا بالکل باطل ہے کذا قال الشوکانی اور قول عدم مواخذہ اہل فترت کا سخیف ہے ایسے ہی شاہ عبد الغنی صاحب نے ابن ماجہ کے حاشیہ مین اور کہا گیا ہے کہ آبا و اجداد آپکے سب موحد تھے جیسے فرمایا اللہ تعالی نے وتقلبک فی الساجدین مگر رد کیا اسکو ابو حیان نے اپنی تفسیر مین کہ یہہ قول روافض کا ہے اور معنی آیت کے یون ہین وتردد فی تصفح احوال المجتہدین یعنی دیکھتا ہے تجھکو اللہ تعالی وقت قیام کرنے تیرے کے اور وقت لوٹنے تیرے کے سجدہ کرنیوالون مین یعنی اوسوقت کہ تلاش کرے تو حال عبادت کرنے والون کا واسطے معلوم کرنے بھیدا ونکے کے کہ کیسی عمل کرتے ہین واسطے آخرت کے جیسا نقل مروی ہے کہ جب منسوخ ہوئی فرضیہ رات کے قیام کرنے کی تو پھرے آپ اوس رات صحابیون کی گھرون مین کہ وہ کیا کرتے ہین تو پس گھرون اونکے سے باریک آواز ذکر اللہ کی مثل گھرون مکھیون کے ہے اور مراد سجدہ کرنے والون سے نمازی ہین یا یہہ کہ دیکھتا ہے تصرف کرنا تیرا بیچ احوال مین مثل اور انبیا کے اور مراد ساجدین سے انبیا ہین یا یہہ کہ دیکھتا ہے تجھکو کھڑے ہونے مین بیچ نماز جماعت کے اور تصرف کرنا تیرا نمازیون مین ساتھ قیام اور رکوع اور سجود اور قعود کے جسوقت تو اونکا امام ہوتا ہے یا یہہ کہ پوشیدہ نہین ہے اوسپر حال قیام تیرے کا اور تصرف اور لوٹنا تیرا اسر انجام کو پہنچانے مین دین کے کا

[حاشیہ:] یعنی ابو لہب اور اسکی جورو کا نکاح باوجود کفر کے صحیح ہوا ... اور اسی طرح والدین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا نکاح صحیح ہوا ... [illegible]

ساجدین کی یا مراد تقلب سے لوٹنا آنکھ کا ہے چنانچہ وارد ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے پورا کیا کرو تم رکوع اور سجود کو کہ
بیشک مین دیکھتا ہون تمکو پیچھے اپنے سے جیسے دیکھتا ہون سامنے اپنے سے تفسیر کبیر یا یہ کہ تھا تو نظرگاہ ہماری وقت لوٹنے تیرے کے
عالم ارواح مین سجدہ کرنے والون مین اسطرح پر کہ پیدا کیا ہمنے روح تیری سے روح ہر ساجد کی کہ تو ہی تھا مستحق اس عنایت ہماری
کا اور بروایت عطا مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ مراد تقلب سے یہ ہے کہ دیکھتا ہے لوٹنا تیرا پشتون مین پیغمبرون کی ایک
نبی سے طرف دوسرے نبی کے یہان تک کہ پیدا کیا تجھکو اس امت مین اور معنی فی الساجدین کے فی اصلاب الانبیاء والمرسلین ہے یعنی
آدم اور نوح اور ابراہیم وغیرہ سے یہان تک کہ جدا ہوئے آپ اپنے والدین سے اور نبی ہونا بعض آبا آپکے کا اسکو منافی نہین اسلیے کہ
مراد بیان پر وقوع انبیا کا ہے آپکے نسب شریف مین نہ یہ کہ سب آبا آپکے نبی تھے تفسیر روح البیان واضح ہو کہ رافضیون نے ساتھ
اس آیت مذکورہ اور حدیث لم ازل انقل من اصلاب الطاہرین الی ارحام الطاہرات کے تمسک پکڑا ہے کہ آبا اور اجداد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے مومن تھے اسطرح پر کہ آیت تقلبك فی الساجدین ان سب معنون کا احتمال رکھتی ہے سو یہ بھی احتمال ہے
کہ مراد اس سے نقل کرنا روح مقدس آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ہو ایک ساجد سے طرف دوسرے ساجد کے یعنی ایک مومن سے
طرف دوسرے مومن کے پس جب معنون مین اسی آیت کے یہ سب وجوہ محتمل ہوئے تو واجب ہوا حمل کرنا اسکا سب معنی مذکورہ
پر اسلیے کہ نہ اسمین منافات ہے اور نہ ترجیح ایک دوسرے پر اور وجہ استدلال اونکے حدیث مذکورہ سے اسطرح پر ہے کہ فرمایا
آپنے نقل کیا گیا مین پاک لوگون کی پشتون سے طرف پاک عورتون کی رحمون کے پس قائل ہونے سے ساتھ کفر آبا اور اجداد
آپکے کے لازم آتی ہے مخالفت اس حدیث کی اسلیے کہ سب مشرک ناپاک ہین جیسے فرمایا حق تعالی نے إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ یعنی
بجز اسکے نہین کہ مشرک لوگ ناپاک ہین پس اسی سے معلوم ہوا کہ سب آبا و اجداد آپکے مومن تھے اور کہتے ہین کہ اگر کوئی ہماری
اس مذہب کے فساد پر دلیل پکڑے ہی ساتھ قول اللہ تعالی وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ کے کہ باپ ابراہیم کے کافر تھے اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام بھی آپکے اجداد مین سے ہین پس تمسک تمہارا صحیح نہوا تو جواب اسکا یہ ہے کہ لفظ اب کا کبھی چچا پر بھی بولا
جاتا ہے جیسے کہا بیٹون یعقوب کے نے یعقوب علیہ السلام سے کہ نَعْبُدُ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحَاقَ
سو اونھون نے اسمعیل علیہ السلام کو باپ کہا حالانکہ وہ اونکے چچا تھے اور حدیث مین بھی وارد ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حق مین ردوا علی ابی یعنی لوٹاؤ تم مجھپر میرے باپ کو علاوہ یہ کہ شاید آزر ابراہیم علیہ السلام
کی مان کا باپ ہو اسلیے کہ نانا کو بھی کبھی باپ کہتے ہین جیسے فرمایا حق تعالی نے وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ قولہ وَعِيسٰى
تک اسلیے کہ ٹھہرایا عیسی علیہ السلام کو ذریت ابراہیم سے حالانکہ ابراہیم جد مادری تھے اونکے نہ جد پدری جواب اسکا یون دیا ہے
کہ مراد آیت اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ آزَرَ مین لفظ اب سے باپ ہی مراد ہے نہ چچا اور یہی ہے ظاہر قرآن کا کیونکہ حقیقت کے ہوسکتے ہوئے
مجاز مراد نہین لیا جاتا کما ہو مقرر فی الاصول اور تَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ کو سب وجوہ پر حمل کرکے دفعۃ ایک حمل مین اون
سے سب احتمالات مراد لینا بالکل باطل ہے اسلیے کہ مشترک لفظ سے ارادہ کرنا سب معانی کا ہرگز جائز نہین اور رای پر حدیث مذکورہ

لم ازل انقل من اصلاب الطاہرین الخ یہہ خبر واحد ہے آیت قرآن سے معارض نہین ہوسکتی تفسیر کبیر اور علاوہ اسکے یہہ حدیث اونکی
ایمان پر بہی دال نہین ہے بلکہ اس سے فقط صحت نکاحون جاہلیت کی نکلتی ہے جیسے اور حدیث مین وارد ہے حتی اخرجنی من
بین ابوی لم یلتقیا علی سفاح فقط یعنی یہان تک کہ نکالا مجھے میرے والدین سے کہ ملے نہین وہ آپس مین زنا پر کبہی تفسیر
روح البیان اور نظم الدرر وغیرہ کتب متاخرین مین بہی موجود ہے کہ حدیث احیاے والدین شریفین کی ضعیف ہے اور غرایب الاصول
مین ہے کہ وہ اقوال جو وارد ہین کہ احیاے والدین شریفین اور عبد المطلب اور ابوطالب کا ہاتھہ پر عیسی علیہ السلام کے ہوگا یہہ
سب سست اور ضعیف ہین چنانچہ محققین اہل حدیث پر پوشیدہ نہین اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب خاتم المحدثین و المفسرین
قدس سرہ نے اپنے عجالہ نافعہ مین لکھا ہے جو حدیثین کہ قرون سابقہ مین کہ جنکا نام و شان معلوم نتھا اور متاخرین نے روایت کی ہین وہ دو
حال سے خالی نہین یا تو سلف نے اونکو تلاش کیا مگر اونکی کچھہ اصل نہ پائی یا اونکو پایا مگر کسی علت کے جہت سے اونکو روایت نکیا سو ہر تقدیر
کسی عقیدے کے اثبات مین یا عمل کے معمول بہ ہونے مین قابل تمسک نہین ہوسکتین کسی شیخ نے ایسی حدیثون کے باب مین کیا اچھا کہا ہے

شعر فان کنت لا تدری فتلک مُصیبۃ + وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم + ترجمہ پس اگر ہے تو اس حال پر کہ
تو نہین جانتا تو یہہ مصیبت ہے اور اگر جانتا ہے تو یہہ مصیبت زیادہ تر ہے اور اس قسم کی حدیثون نے بہت محدثین کی راہ ماری ہے
اور بنظر کثرت طرق انکے جو اکثر کتابون مین موجود ہین مغرور ہوکر حکم تواتر کرکے برخلاف احادیث طبقہ اولی و ثانیہ و ثالثہ کے مقام
قطع اور یقین مین آکر ایک مذہب اپنا ٹھہرایا ہے اور اس قسم کی حدیثون مین بہت کتابین تصنیف ہوئی ہین چنانچہ کسیقدر شمار کی
جاتی ہین از انجملہ کتاب الضعفا ابن حبان کی اور تصانیف حاکم کی اور کتاب الضعفا عقیلی کی اور کتاب الکامل ابن عدی کی اور تصانیف
ابن مردویہ کی اور تصانیف خطیب کی اور تصانیف ابن شاہین اور تفسیر ابن جریر اور فردوس دیلمی بلکہ تصانیف اوسکی اور مصنفات
ابونعیم اور تصانیف جوزقانی اور تصانیف ابن عساکر اور تصانیف ابو الشیخ اور تصانیف ابن سنجار اور بشیر مساہلہ اور وضع احادیث
کی مناقب اور تفسیر اور بیان اسباب نزول اور تواریخ اور ذکر احوال مین بنی اسرائیل اور قصص انبیاے سابقین اور ذکر شہر
اور اطعمہ اور اشربہ اور حیوانات مین واقع ہوا ہے بلکہ طب اور رقیہ اور عزائم اور ادعیہ خوانی اور ثواب نوافل مین بکثرت وقوع مین
آیا ہے ابن جوزی نے اپنے افسون موضوعات مین اکثر ایسی احادیث کو مطعون اور مجروح کیا اور راونکی وضع اور کذب کی دلائل
مفصل لکہے اور کتاب تنزیہ الشریعت ایسی احادیث کے غائلہ اور شتباہ دفعہ کرنے کے لیے کافی ہے اور اکثر نادر مسائل اور کمیاب
جیسے اسلام لانا والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کا اور روایت مسح رجلین کی اور مثل اسکے انہین کتابون سے نکلی ہین اور
مایہ بنیاد تصانیف شیخ جلال الدین کی اپنے رسائل احیاے والدین وغیرہ عجائبات مین بہی کتابین ہین اور شغل اور استنباط اکثر احکام
لاطائل کا اونہون نے انہین کتابون سے کیا ہے جس کسی کو تحقیق ان کتابون کی منظور ہو تو میزان الضعفا ذہبی و لسان المیزان
ابن حجر عسقلانی انکے رجال کے حال معلوم کرنے کے لیے کافی ہے انتہی متمسکات متاخرین کی جو کہتے ہین کہ والدین شریفین آنحضرت
صلی اللہ تعم علیہ وسلم کے زندہ ہوکر ایمان لائے پھر مرگیے تنبیہ الضلول مین ہے کہ زندہ کیے گیے ہین واسطے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم

کے والدین اونکے حجۃ الوداع مین اور بڑے بڑے محدثین نے زندہ ہونے کی احادیث طرق متعددہ سے روایت کی ہین اور کہا کہ
حدیثین ناسخ اون حدیثون کی ہین جو دلالت کرتی ہین اوپر خلاف اوسکے کے پہلی حدیث امام مالک کی خطیب بغدادی اور ابن عساکر
کے طریق سے بروایت مسلسل عروہ سے اور اونھون نے عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حج کیا ہمارے ساتھ رسول خدا
صلی اللہ تعم علیہ وسلم نے حج اخیر بعدہ گذرے میرے ساتھ مقام عقبہ حجون پر غمناک پس روئی مین رونے سے آپکے بعد ازان پھر
اونٹ پر سے اترے اور فرمایا ای حمیرا لی مہار اونٹ کی سو کھڑی رہی مین بازو سے اونٹ کے ٹیکا لگا کر پس بہت دیر کی آپ نے
پھر لوٹ آئے میرے پاس خوش وخرم مسکراتے ہوئے عرض کی مینے مان باپ میرے تمپر فدا ہون یا رسول اللہ گئے آپ روتے ہوئے
اور غمگین سو روئی مین آپ کے رونے سے اور اب دیکھتی ہون خوش مسکراتے ہوئے سبب اسکا کیا ہے فرمایا مین اپنی مان کی قبر پر گیا تھا
اور خدای تع سے سوال کیا تھا زندہ کرنے کا پس زندہ کیا اونکو اللہ تعالی نے وہ مجھپر ایمان لائین پھر رد کیا اونکو اوسی حالت پر
جس حالت مین کہ تھین دوسری حدیث ابن شاہین اور محب الدین طبرانی کی زہری سے بروایت معنعن عروہ سے اور اونھون نے
عایشہ رض سے کہا گذرے رسول اللہ صلی اللہ تعم علیہ وسلم حجون پر حزین اور غمگین اور وہان پر کھڑے رہے جسقدر چاہا خدا تعالی
نے پھر آئے خوش وخرم فرمایا سوال کیا مینے اپنے پروردگار سے اپنی مان کو زندہ کرنے کا سو زندہ کیا اونکو خدا تعالی نے میرے
لیے وہ مجھپر ایمان لائین پھر رد کیا اونکو اوسی حالت پر تیسرے حدیث حافظ فتح الدین ابن سید الناس کی کتاب بسیرۃ مین
کہا روایت کی گئی بعض صحاب سے کہ والدین آپکے اسلام پر ہین اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے زندہ کیا اونکو وہ آنحضرت صلی اللہ تعم
علیہ وسلم پر ایمان لائے اور چوتھی حدیث روایت کی سہیلی نے روض الانف مین عائشہ رضی اللہ تعم عنہ سے کہا خبر دی گئی مجھکو کہ
رسول خدا صلی اللہ تعم علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے اپنے والدین کو زندہ کرنے کا سوال کیا سو زندہ کیا اونکو حق تعم نے وہ آپ پر
ایمان لائے اور شیخ ابن حجر نے بعد حجت لانے آیہ کریمہ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ کے کہا ہے کہ یہ آیت صریح ہے اسپر کہ والدین
شریفین آپ کے اہل جنت سے تھے اسلئے کہ والدین قریب تر ہین آپ سے بہ نسبت سب اقربا کے اور مختار یہی ہے اور تصحیح کی
اسکی حفاظ حدیث نے اور التفات نکیا طرف اوسکے جسنے کہ اوسپر طعن کیا اور کہا بیشک زندہ کیا اونکو حق تعم نے وہ آپ پر
ایمان لائے اور یہ آپکا خصوصہ تھا اور ایک حدیث عبد المطلب کے زندہ ہونے کے باب مین بھی نقل کرتے ہین مگر وہ موضوع ہے
مذکور ہوئی انتہی اور لمعات شرح مشکوۃ مین ہے کہ حدیث احیا کی اگرچہ فی نفسہ ضعیف ہے مگر تصحیح کی اسکی بعض نے بسبب
پہونچنے اسکے کے درجہ صحت کو تعدد طرق سے اگرچہ علم اوسکا متقدمین پر پوشیدہ رہا مگر کھولدیا اللہ تعالی نے متاخرین پر واللہ
یَخْتَصُّ مَنْ يَّشَاءُ بِمَا شَاءَ مِنْ فَضْلِهِ ترجمہ یعنی اللہ تعالی خاص کرے جسے چاہے ساتھ جس چیز کے اپنے فضل سے اور سیوطی
نے اس باب مین کئی رسالے تصنیف کئے اور اسکو بدلائل ثابت کیا اور مخالفین کے شبہات کے عمدہ جواب دئے بلکہ اسقدر مبالغہ
کیا کہ مخالفین کے مذہب کو نقل بھی نکیا کہ ایسا ذکر مکروہ حکایتا بھی زبان پر نہ آوے انتہی اور یہی مضمون نظم الدرر مین ہے اور
ماثبت من السنت مین ہے کہ حکم یقینی کیا بعض علما نے کہ والدین آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کے ناجی ہین اور کیا اچھا کہا حافظ

شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے شعر حبا اللہ النبی مزید فضل علی فضل وکان به رؤفا فاحیاہ امّه
کذا اباہ لایمان به فضلا لطیفا فسلم فالقدیم به قدیر وان کان الحدیث به ضعیفا **ترجمہ**
عطا کی اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادتی فضیلت کی اوپر فضیلت کے اور تھے ساتھ اونکے مہربان پس زندہ کیا والدہ اون
کی کو اور ایسے ہی والد اونکے کو واسطے ایمان لانے کے ساتھ اونکے اپنے فضل وکرم سے پس تسلیم کرلے تو کہ اللہ تعالی قدیم ساتھ اسکے
قادر ہے اگرچہ حدیث اس امر کی ضعیف ہے اور حاشیہ شامی مین ہے کہ والدین شریفین آپکے زندہ ہوکر ایمان لائے اور یہ آپ کی
فضیلت تھی جیسے حدیث مین وارد ہے اور تصحیح کی اوسکی قرطبی نے اور ابن ناصر الدین نے کہ وہ منتفع ہوئے ایمان سے بعد موت کے
خلاف قاعدہ پر آپکے اکرام کے لیے اور تفسیر غرائب مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو کسی کام کے لیے بھیجا
جب وہ لوٹ کر آئے آپ نے فرمایا ای علی کل کی رات مجھپر عنایت ہوئی کہ مین اپنے والدین کی زیارت کو گیا تھا وہ سر اپنے سے خاک
جھاڑتے ہوئے آکر مجھپر ایمان لائے اور پھر اپنی قبر مین گئے اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مینے اپنی والدہ
کی قبر کو دیکھا وہ قبر سے نکلین لباس اونکا سرخ ریشم کا تھا بولین تو میرا بیٹا اللہ کا رسول ہے مینے کہا اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ
لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور روضۃ الاحباب مین اسقدر زیادہ کیا کہ سب باپ دادے آپ کے آدم علیہ السلام
سے آپ کے والد عبداللہ تک آپکے بعثت کے بعد روبرو آپکے زندہ ہوکر آپ پر ایمان لائے پھر فوت ہوکر اعلای علیین کو بھیجے گئے
اور اشباہ والنظائر مین ہے کہ جو کوئی کفر پر مرے لعنت کرنا اوسپر مباح ہے سوائے والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
کے اسلیے کہ ثبوت پہنچا زندہ ہوکر ایمان لانا اون کا کذا فی مناقب الکردی انتہی اور مروی ہے کہ سخت روئے آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم ایک روز اپنی والدہ کی قبر پر اور اوس پر ایک درخت خشک لگا کر فرمایا اگر یہ سبز ہوگیا تو علامت اونکے ایمان لانے
کی ہے وہ درخت سبز ہوگیا پھر وہی دونون آپ کی دعا سے قبرون سے نکل کر ایمان لاکر فوت ہوگئے کہا شیخ افتادہ افندی نے
کہ منجملہ دلائل اس امر سے ایک یہ بھی ہے کہ نام آنحضرت کے والد کا عبداللہ ہے اور اللہ اسم ذات ہے نام نہین رکھا گیا کوئی بت
اس نام سے ایام جاہلیت مین کسی کا نام لات کسی کا عزی تھا مگر اللہ کسی کا نام نہ تھا انتہی کلامہ دوسرے یہ کہ زندہ ہوکر ایمان
لانا اون کا عقلا اور شرعا بھی ممتنع نہین اور زندہ ہونا قتیل بنی اسرائیل کا اور معجزہ احیای موتی کا عیسی علیہ السلام کے لیے
بنصوص قاطع ثابت ہے پھر کون مانع ہے زندہ ہوکر ایمان لانے سے آپکے والدین کے باوجود آپکے اس مزید فضل وکرم کے
روح البیان اور حدیث ما فعل ابوای شان نزول مین وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحَابِ الْجَحِیْمِ کے ضعیف ہے جیسے تفسیر مظہری مین
ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے زعم ہے نہ یقین اسلیے کہ اگر تسلیم بھی کرین ہم کہ آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم نے لیت شعری ما فعل ابوای فرمایا اور باتفاق علما یہ آیت اوسی روز نازل ہوئی تو بھی یہ اس پر دال نہین
کہ اصحاب الجحیم سے مراد آپکے والدین شریفین ہین اور بالفرض اگر یہ بھی تسلیم کرین کہ آپ کے والدین کی شان مین نازل ہوئی تو
اس سے کفر اونکا ثابت نہین ہوسکتا اسلیے کہ مومن بھی کبھی بسبب گناہون کے شفاعت شافع یا اپنی میعاد تک اصحاب جحیم سے

ہوتا ہے اور بروایت بخاری صحیح ہوچکا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن الذی کنت فیہ یعنی مبعوث ہوا مین بہترین قرون بنی آدم سے قرن بعد قرن کے یہان تک کہ پیدا ہوا مین بہترین قرون سے جسمین مین ہون اور شیخ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارہ مین کئی رسالے لکھے ہین چنانچہ مینے خلاصہ اون سبکا ایک رسالہ مسمی تقدیس آباء النبی مین جمع کیا ہے اور وجوہات ثبتہ اسلام والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جو مخالفین کے لیے شافی جواب ہوسکین بہت لکھدئے ہین انتہی اور ما سوا اسکے اور احادیث بھی والدین شریفین کی طہارت کے باب مین وارد ہین جیسا کہ آویگا اور صاحب تفسیر سراج المنیر نے بھی لکھا ہے کہ حدیث ما فعل ابوای ضعیف ہے آیت مذکور کفار اہل کتاب کے حق مین نازل ہوئی ہے اور قرات فتح لام کی فقط یعقوب اور شیبہ اور اعرج اور امام نافع کی ہے اور باقی سب نے بضم لام کے کہا ہے یعنی بعد تبلیغ کے کفار کے حال کی تجھ سے باز پرس نہو گی علاوہ اسکی یہ کہ قرات ابن مسعود کی اور قرات ابی کی وما تسئل یہ دونون قراتین بھی اسی کی مؤید ہین کہ یہان پر صیغہ نفی کا ہو نہ نہی کا اور صاحب تفسیر کبیر نے بھی اس حدیث کے ضعف کیطرف اشارہ کیا ہے اور جو شان نزول مین آیت کریمہ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ کی وارد ہین جواب اونکا یہ ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے باب مین نازل ہوئی جیسے تفسیر روح البیان وغیرہ مین ہے کہ جب بیمار ہوئے ابوطالب بعد دس برس کے بعثت سے ہجرت سے تین برس پیشتر اور معلوم ہوئی قریش کو بیماری اون کی تو اونھون نے آپس مین کہا حمزہ اور عمر مسلمان ہوگئے محمد کا کام عرب کے جملہ قبائل مین پھیل گیا ابوطالب کے پاس چلو کہ وہ اپنے بھتیجے اور ہمارے درمیان مین عہد کرادیوے کہ واسطے ہم اوس سے امن مین نہین ہین کہ وہ کام ہمارا خراب کر دیگا اور ایک روایت مین ہے کہ ہم ڈرتے ہین کہ شاید اس بڈھے کے بعد ہم سے محمد کو کچھ پہنچے یعنے ہم اوسکو قتل کرین اور عرب کے لوگ ہمین ملامت کرین کہ دیکھو چچا اوسکا مرگیا اور اوھون نے اوسکے ساتھ کیا کیا چنانچہ شرفا اونکے مل کر ابوطالب کے پاس گئے جیسے عتبہ اور شیبہ اور دونون بیٹے ربیعہ کے اور ابوجہل اور امیہ بن خلف اور ابوسفیان اور ابوطالب سے کہا تم ہمارے سردار اور ہمارے بڑے ہو تمہارے بھتیجے اور ہمارے درمیان مین جو معاملہ ہے خوب جانتے ہو اور ہمکو تمہاری موت کا اندیشہ ہے اونکو بلا کر ہمارا اونکا عہد کرادو کہ نہ وہ ہمارے دین سے غرض رکھین نہ ہم اوسکے دین سے ابوطالب نے آپکو بلایا آپ آئے تو اوسوقت ابوطالب کے پاس ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہہ تھی ابوجہل لعین کو ناگوار گذرا کہ اگر محمد یہان بیٹھین گے تو ہم سے اونچے رہین گے وہ ملعون کود کر وہان پر بیٹھ گیا جب آپنے ابوطالب کے پاس جگہہ نہ پائی دروازہ کے پاس بیٹھ گئے ابوطالب نے کہا ای بھتیجے یہ تمہاری قوم کے شرفا ہین جو یہ کہین سو کرو اور یہ اچھا کہتے ہین کہ تم اونکے معبودون کو برا نکہو یہ تمہارے اللہ کو برا نکہین گے آپنے فرمایا جو تم کہو گے مین کرونگا مگر مین تمسے ایک بات چاہتا ہون کہ جس سے تم عرب کے مالک ہوجاؤ گے اور عجم تمہارے مطیع ہونگے ابوجہل نے کہا تمہاری وہ بات مانین گے اور ساتھ اوسکے دس اور وہ کیا ہے فرمایا کہو لا الہ الا اللہ اور چھوڑ دو جسکی تم عبادت کرتے ہو سوا اللہ کے اوھون نے تالی مار کر کہا ای محمد اس سے سوا اور کہو فرمایا اگر تم آفتاب لا کر میرے ہاتھ پر رکھدو گے تو بھی مین سوا اسکے

تم سے اور کچھہ نچا ہوگا اونھون نے آپس مین کہا جو تم چاہتے ہو واللہ یہہ ہرگز نہ مانے گا اپنے باپ دادا کے دین پر رہوینا تک
کہ حکم کرے اللہ درمیان تمہارے اور اوسکے اور وے اوٹھکر چلے گئے پھر ابوطالب سے کہا چچا تمھین یہ کلمہ کہو کہ گواہی دون
مین تمہارے لیے ساتھ اسکے روبرو اللہ تعالی کے کہا واللہ اے بھتیجے اگر نہوتا مجھکو ڈر ننگ اور ناموس کا تمپر اور تمھارے باپ کی
اولاد پر بعد میرے اور کہا کہ قریش کہین گے ابوطالب نے موت کے ڈر سے یہ کلمہ کہا تو مین ضرور کہتا جب ابوطالب نے کلمۂ توحید
سے انکار کیا آپ نے فرمایا مین ہمیشہ تمہارے لیے استغفار کرونگا جبتک مجھے حکم ممانعت کا نہو گا جب ابوطالب نے انتقال کیا
تو قریش سے آپ نے بڑی تکلیفین اوٹھائین اور استغفار کرتے رہے ابوطالب کے لیے اوسوقت سے نزول اس آیت تک روح البیان
اور تفسیر کبیر مین ہے کہ کہا سعید بن حبیب نے بروایت اپنے والد کے کہ نازل ہوئی آیت مذکورہ شان مین ابوطالب کے کہ
جب مرنے لگے تو سب اون کے پاس گیے اور ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ بھی وہان پر تھے فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم نے اے چچا کہو لا الہ الا اللہ کہ حجت کرون مین تمہارے لیے ساتھ اسکے روبرو اللہ کے ابوجہل اور عبداللہ نے کہا اے
اباطالب تم عبدالمطلب کے دین سے برگشتہ ہوتے ہو چنانچہ پیش کرتے رہے آپ اون پر یہ کلمہ اور وہ دونون باز رکھتے رہے
اونکو یہان تک کہ کہا ابوطالب نے آخر مین کہ مین عبدالمطلب کے دین پر ہون ہمیشہ آپنے فرمایا مین تمہارے لیے استغفار کرتا
رہونگا جب تک باز رکھا جاؤنگا تب نازل ہوئی یہ آیت مذکورہ کہا واقدی نے بعید جانا اس وجہ کو حسین بن فضل نے اسلیے کہ
یہ سورہ آخر قرآن ہے اوترنے مین اور وفات ابی طالب کی ابتداے اسلام مین تھی مکہ مین مگر مین کہتا ہون کہ بعید سمجھنا اس شان
نزول کو میرے نزدیک بعید ہے اسلیے کہ شاید استغفار کرتے رہے ہون آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ابیطالب کے لیے اوسوقت سے
اس آیت کے نزول تک اسلیے کہ کفار سے بچنے کی تاکید اس سورۃ مین آئی ہے اور ممکن ہے قبل اس سے جائز ہو آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم کو استغفار کرنا اپنے مشرک والدین کے حق مین اور آپنے ایسا ہی کیا ہو اسپر منع فرمایا حق تعالی نے ساتھ نزول اس
آیت کے اور کہا ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب سے کہ کہو اے چچا لا الہ الا اللہ
تا کہ گواہی دون مین تمہارے لیے ساتھ اسکے دن قیامت کے کہا کاشکے اگر نہ ملامت کرتے مجھکو قریش کہ کہین گے گھبرا گیا ابوطالب موت
سے تو البتہ ٹھنڈی کرتا مین آنکھین تمہارے ساتھ اسکے تب نازل ہوئی یہ آیت اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ
يَّشَآءُ ترجمہ بیشک تو نہین ہدایت کر سکتا ہے جسے چاہے مگر اللہ ہدایت کرے جسے چاہے انتہی اور روایت کیا بخاری نے ابی سعید
خدری سے کہ سنا اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ذکر تھا روبرو آپکے ابوطالب کا فرمایا امید ہے کہ نافع ہوگی اوسکو
شفاعت میری دن قیامت کے پس کیے جاوینگے وے جھلکتی آگ مین کہ پہونچے گی اونکے ٹخنون تک اوبلے گا اوس سے دماغ اوس کا
روح البیان سو یہ حدیثین مذکورہ صاف دال ہین اسپر کہ آیت مذکورہ نازل ہوئی مکہ مین ابوطالب کے حق مین اور راے پر حدیث
بریدہ اور قتادہ اور ابن عباس اور ابوہریرہ اور ابن مسعود کی جیسے کہ متقدمین کے متمسکات مین گذر چکین پس کوئی اونمین سے
معارض نہین ہو سکتی ہے قوت مین ان احادیث سے پس وجہ ہے ہزار دکرنا اونکا کہا حاکم نے کہ حدیث ابن مسعود کی صحیح ہے

مگر تعاقب کیا اوسکا ذہبی نے شرح مستدرک مین اور کہا ایوب بن ہانی نے کہ ضعیف کہا اوسکو ابن معین نے اور وجہ اخراج کیا
ہے طبرانی اور ابن مردویہ نے حدیث ابن عباس سے کہ جب تشریف لائے آپ غزوہ تبوک سے اور عمرہ کرکے اوترے ثنیہ عسفان
سے تو اپنے والدہ کی قبر پر گئے اور اذن چاہا اونکے لیے استغفار کرنے کا مگر اذن نہ دیا گیا تب نازل ہوئی یہ آیت کہا سیوطی نے
کہ اسناد اسکی ضعیف ہے قابل اعتماد کے نہین اور کہا بغوی نے بروایت ابوہریرہ اور بریدہ کے کہ جب تشریف لائے آپ مکہ مین تو
اپنی والدہ کی قبر پر گئے اور کھڑے رہے یہان تک کہ گرم ہوا آفتاب باین امید کہ اذن دیا جاوے اونکے لیے استغفار کرنے کا تب
نازل ہوئی یہ آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الآیہ اور اخراج کیا ابن سعد اور ابن شاہین نے حدیث بریدہ سے کہ جب فتح کیا آپ نے مکہ
تو گئے اپنی والدہ کی قبر پر آخر حدیث تک اور نزدیک ابن جریر کے بھی ایسے ہی ہے بریدہ سے جیسے ذکر کیا بغوی نے سو کہا ابن سعد
نے طبقات مین بعد تخریج اسکے کہ یہ سب غلط ہے حضرت کی والدہ کی قبر مکہ مین نہین بلکہ ابواء مین ہے اور اخراج کیا امام احمد اور
ابن مردویہ نے حدیث بریدہ سے کہا تھا مین ساتھ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے کہ گئے آپ ثنیہ عسفان پر اور دیکھی قبر اپنی والدہ کی
پھر وضو کیا اور نماز پڑھی اور روئے اور کہا اذن چاہا مینے رب اپنے سے اونکی شفاعت کا مگر منع کیا گیا تب اوتری یہ آیت مذکورہ
کہا سیوطی نے کہ اس حدیث کے سب طرق معلول ہین اور کہا حافظ ابن حجر نے شرح بخاری مین کہ حکم کرنا ساتھ صحت حدیث
ابن مسعود کے اس جہت سے نہین ہے کہ وہ صحیح لذاتہ ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ وہ ساتھ طرق کثیرہ کے وارد ہے اور بعد تامل
مینے اوسکے سب طرق کو معلول پایا اور اس حدیث مین ایک اور علت بھی ہے کہ یہ مخالف ہے ما فی الصحیحین سے کہ نازل ہوئی یہ
آیت مکہ مین ابوطالب کے مرنے کے بعد اور اسی پر حدیث قتادہ کی جو ذکر کی بغوی نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مین بخشش چاہونگا اپنی والدہ کے لیے جیسے بخشش چاہی ابراہیم نے اپنی والدہ کے لیے تب اوتری یہ آیت مذکورہ سو یہ حدیث بھی
مرسل ہے صحیح نہین بلکہ ضعیف اور حدیث صحیحین سے مخالف ہے کما مر پس جائز نہوا قول کرنا ساتھ مشرک ہونے والدین شریفین
کے بمقتضای آیت مذکورہ کے اگر کوئی کہے کہ صحیحین کی حدیث سے جو ابوطالب کے قصہ مین وارد ہے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالمطلب
مشرک تھے تو جواب اسکا یہ ہے ہم اسکو تسلیم نہین کرتے بلکہ عبدالمطلب مومن موحد تھے جیسے کہ باسانید ذکر کیا ابن سعد نے طبقات
مین کہ عبدالمطلب نے ام ایمن سے کہا جو کہ دودہ پلاتی تھین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اسی برکت غافل نرہنا اس میرے
بیٹے سے اسلئے کہ پایا مینے اسکو ساتھ لڑکون کے کہ وہ سدرہ سے قریب ہے یعنی جب یہ لڑکون کے ساتھ ہوتا ہے تو سب سے نرالا
معلوم ہوتا ہے اور لمعان انوار پیشانی اور آثار سعادت اور بزرگی سے اسکی پایا جاتا ہے کہ یہ نبی آخر الزمان ہوکر سدرۃ المنتہی تک
پہونچےگا اور اہل کتاب کہتے ہین کہ یہ بیٹا میرا اس امت کا نبی ہے مگر چونکہ وہ زمانہ جاہلیت مین تھے احکام نبوت اونکو نہین
پہونچے موحد ہونا اونکا موجب ہے بخلاف ابوطالب کے کہ باوجود دیکھنے زمانہ بعثت کے ایمان نہ لائے اسلیے وہ مشرک ٹھہرے
حاصل تفسیر مظہری اور جواب ان دونون حدیث صحیح مسلم کا کہ اذن چاہا مینے اپنی والدہ کے لیے استغفار کرنیکا مگر مجھکو اذن
ندیا گیا اور یہ کہ ایک شخص سے فرمایا کہ باپ میرا اور باپ تیرا آگ مین ہین یہ ہے کہ تھا یہ فرمانا آپکا قبل زندہ کرنے اونکے سے اسلیے

که واقع ہوا واقعہ احیا کا حجۃ الوداع مین کذا فی در المختار اور تفسیر روح البیان مین بھی یہی جواب لکھا ہے اور اتنا اور بڑھایا کہ
مقامات علیہ آپ کے یوماً فیوماً رحلت تک ترقی پر تھے سو ممکن ہے کہ یہ مقام آپکو حجۃ الوداع مین حاصل ہوا ہو انتہی اور یہ کہنا معتقدین
کا کہ ایمان یاس کا مقبول نہین تو جواب اسکا یہ ہے کہ درحقیقت معاینہ کے وقت ایمان لانا ایمان یاس کا ہے وہ مقبول نہین مگر
ایمان بعد اعادہ کے مقبول ہے جیسے دال ہے اسپر قول تعالی وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ اور وارد ہے کہ اوٹھائے جاوینگے
اصحاب کہف آخر زمانہ مین حج کرنے کے اور تشریفاً اس امت مین داخل ہونگے اور مرفوعاً وارد ہے کہ اصحاب کہف مددگار ہوونگے
مہدی آخر الزمان کے پس معتبر شمار کیے گئے افعال اصحاب کہف کے بعد زندہ ہونے اونکے کے موت سے روح البیان اور حاشیہ شامی
مین ہے کہ قبول ہونا ایمان یاس کا غیر خصوصیت مین ہے اور آپکے والدین کے حق مین مقبول ہونا آپ کا خصیصہ تھا انتہی کلام
اور جواب روایت امام اعظم رحمۃ اللہ اور در مختار کا یون ہے کہ طحطاوی مین بیان نکاح الکافر مین لکھا ہے وما فی الفقہ الاکبر ان والدیہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ماتا علی الکفر فمدسوس علی الامام ویدل علیہ ان النسخ المعتمدۃ منہ لیس فیہا شئی من ذلک
یعنی جو کہ فقہ اکبر مین ہے کہ والدین آپکے فوت ہوئے کفر پر بہتان داخل کیا ہے امام پر اور دلالت کرتا ہے اسپر یہ کہ معتبر نسخون مین
فقہ اکبر کے اسکا کچھ نشان نہین ہے بلکہ یہ مقولہ ہے ابوحنیفہ بن یوسف بخاری کا نہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کا ایسے ہی کہا
ابن حجر مکی نے اپنے فتاوی مین اور بالفرض اگر تسلیم بھی کرین کہ یہ قول امام ہی صاحب کا ہے تو معنی اوسکے یون ہین کہ مرے وہ کفر
کے زمانہ مین نہ کفر پر اور استدلال صاحب در مختار کا جید نہین اسلیے کہ یہ قول مقتضی ہے والدین شریفین کے کفر کو اور سوا ادبی
ہے شان مین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اور دوسرے یہ کہ جب ابوطالب کے حق مین وارد ہے کہ وہ کمتر ہونگے عذاب مین دوزخیون
سے کہ پہنین گے وہ نعلین آگ کے اوبلے گا جس سے دماغ اونکا کما مر اور یہ امر فقط آپ ہی کے اکرام اور فضیلت کی جہت سے ہے پھر
جب تخفیف عذاب کی ثابت ہوئی آپکے چچا کے لیے تو والدین آپکے جو قریب تر ہین آپ سے بہ نسبت چچا عالم کے مامون و مرفوع العذاب
ہونا اونکا چاہیے علاوہ یہ کہ اہل فترت ناجی ہین چنانچہ یہی مذہب ہے اشاعرہ اور بعض محققین ماتریدیہ کا اور یہی مختار ہے
مجدد الدولہ کا جیسے کہ آویگا انتہی روایت ہے بخاری اور مسلم سے کہ کسی نے ابی لہب کو خواب مین دیکھکر اوسکا حال پوچھا
ابولہب نے کہا مین سخت عذاب مین ہون مگر جبکہ میری کنیز ثویبہ نے محمد بن عبد اللہ کے تولد ہونے کی خبر مجھے پہنچائی وہ خوشخبری
سنکر مینے ثویبہ کو اونگلی کے اشارہ سے آزاد کیا اور اونکے دودھ پلانے کو کہا تو چوسنے سے اوس اونگلی کے میری تشنگی جاتی رہی اس
اونگلی پر اثر آتش کا نہین سبحان اللہ جبکہ ابولہب جو کہ جناب سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے کمال عداوت رکھتا تھا آزاد
کرنے سے ثویبہ کے عذاب اوس سے کم ہوگیا پھر لوگون کو کیا گمان ہے حق مین آمنہ رضی اللہ عنہا کے کہ اونھون نے سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کو نو مہینے تک شکم مبارک مین رکھا اور بعد وضع حمل کے مدت تک اقسام کی مہربانیون سے آپ نے اونکی گود کے
گہوارہ مین آرام فرمایا اور شیخ کمال الدین شمسی سے نقل ہے کہ کسی نے قاضی ابوبکر مالکی سے سوال کیا اگر کوئی شخص کہے کہ والدین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوزخ مین ہین اوسکا کیا حکم ہے فرمایا وہ ملعون ہے بحکم اس آیت کے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللہ

ورسولہ لعنہم اللہ آخر آیت تک جب اس آیت مین مطلق ایذا سبب لعنت کا ہو تو اس اذیت سے کون سی اذیت زیادہ ہوگی جو آپکے والدین کو دوزخی کہے امام سہیلی نے بعد نقل کرنے اقوال فریقین کے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کے والدین مسلمان تھے کر کے گفتگو کرنا ہمکو سزاوار نہین کیونکہ حدیث مین آیا ہے لاتوذوا الاحیاء بالاموات یعنی مت رنج دو زندون کو مردون کے ذکر بد سے ہرچند کہ اس باب کی بعض حدیثون مین محدثین کو کلام ہے اور خالی ضعف سے نہین مگر یہان ضعیف پر روا ہے عمل کرنا قال فی الدر المختار لایفتی بتکفیر مسلم کان فی کفرہ خلاف ولو روایتہ ضعیفۃ انتہی یعنی فتوی ندیا جاوے تکفیر پر اوس مسلمان کے جسکے کفر مین اختلاف ہو اگرچہ دلیل اسلام کی ضعیف ہو چنانچہ اسی جہت سے علامہ المعی حافظ جلال الدین سیوطی الشافعی اور امام ربانی ابن حجر عسقلانی اور امام ماوردی صاحب حاوی کبیر اور قرطبی اور ابن شاہین اور خطیب بغدادی اور ابن عساکر اور صلاح الدین صفدی اور شمس الدین دمشقی اور محب الدین طبری اور ابن حجر مکی اور شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے اسماء اصحاب بدر کے شرح مین والدین شریفین کا اسلام ثابت کیا ہے تنبیہ الضلول آدر مروی ہے کہ ایک فاضل حال مین والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کی رات بھر متفکر رہے کہ بعضے حدیث احیا کو صحیح کہتے ہین اور بعضے ضعیف جمیع ان اقوال مین ممکن ہے یا نہین یہ فکر اونپر ایسی غالب رہی کہ اوس غفلت مین وہ چراغ کی طرف جھکے داڑھی اونکی اوس سے کچھ جل گئی صبحکو ایک شخص اونکو دعوت کھلانے لے گیا رستے مین ایک شخص حضرمی دوکان کے دروازہ پر بیٹھا تھا اور کچھ آلات فروخت وغیرہ کے بھی اوسکے پاس رکھے تھے اوس نے اوٹھکر سواری کی باگ پکڑ کر یہ شعر پڑھے **اشعار**

امنت ان ابا النبی وامہ احیاہما الحی القدس الباری حتی لقد شہدا لہ برسالتہ صدق فتلک کرامۃ المختار وبہ الحدیث ومن یقول بضعفہ فہو الضعیف عن الحقیقۃ عاری **ترجمہ** ایمان لایا مین کہ تحقیق والد نبی اور مان آپ کی زندہ کیا اون کو اللہ تعالی نے یہان تک کہ گواہی دی اون دونون نے آپ کے لیے ساتھ رسالت آپکی کے سچ مان تو بس یہ بزرگی مختار کی یعنی آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کی ہے اور ساتھ اسکے حدیث وارد ہے اور جو کوئی قول کرے ساتھ ضعف اوسکے کے پس وہ ضعیف ہے حقیقت سے ننگا ہے اور کہا ای شیخ اسکو یاد کر لے اور اسقدر بدخوابی اور تفکر نکر کہ چراغ تجھے جلا وے جاؤ جہان جاتے ہو کھانے کو لقمے حرام کے شیخ اوس سے متعجب ہوئے پھر اوسکو ہرچند تلاش کیا نملا اور وہان کے رہنے والون سے بھی دریافت کیا کسی نے پتا ندیا اور کہا کہ ہمین معلوم نہین کہ اس جگہہ کوئی شخص بیٹھا ہو پھر وہ شیخ دعوت کھانے کو نگئے وہین سے لوٹ آئے **متمسکات** اون کے جو کہتے ہین کہ والدین آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کے عیسیٰ کے ہاتھ پر زندہ ہو کر ایمان لاوینگے اور تفسیر عرائس مین ہے کہ سات آدمی دنیا مین کافر ہے اور وقت نزول حضرت عیسی علیہ السلام کے حق تعم اونکو زندہ کریگا وہ ایمان لا کر بہشت مین جاوینگے والدین ابراہیم علیہ السلام کے اور نوشیروان عادل اور حاتم طائی اور طاہر غازی جو شام کے ملک مین تھا اور ایک روایت مین ہے کہ جب حضرت عیسیٰ اوترینگے اور دجال سے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لڑینگے تو چار آدمیون کی قبر پر جا کر اونکو زندہ کرینگے والدین آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کے اور عبدالمطلب اور ابوطالب سو وہ زور سے چلا کر کہینگے ایمان لائے ہم دین محمد صلی اللہ تعم علیہ

وسلم پھر مرجاوین گے اور قیامت مین جنت کو بھیجے جاوین گے انتہی اور رسالہ مظفریہ مین ہے کہا مظفر نے سوال کیا مینے
خضر علیہ السلام سے کہ بعضے لوگ کہتے ہین ابوطالب کو عذاب دوزخ کا ہوگا یہ بات کیسی ہے کہا درحقیقت یون ہی ہے کہ
ابوطالب کو عذاب دوزخ ہوگا کہا مینے وہ کافر نہین مرے مجھے اسکا بھید بتلاؤ کہا بتلاتا ہون بشرطیکہ سید عالم صلی اللہ تعالے
علیہ وسلم پر ہزار مرتبہ درود پڑھو مین نے کہا شرط کرتا ہون کہ دو ہزار مرتبہ پڑھونگا ایک ہزار تمھارے حکم سے اور ایک ہزار شکرانہ
مین کہا جان اے مظفر کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام نیچے آوین گے تو ابوطالب کے قبر پر جاکر وہ دعا پڑھین گے جس سے مردہ
زندہ ہوجاوے بفرمان خدای تعالی ابوطالب زندہ ہوکر قبر سے باہر آوینگے عیسیٰؑ اون سے سوال و جواب کرین گے وہ کہین گے
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پھر یہ کہکر مرجاوینگے مینے کہا یہ تمکو کہان سے معلوم ہوا حضرت خضر علیہ السلام
نے کہا مینے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے مینے کہا کہ حدیث مین آیا ہے جو احوال موت کو دیکھکر مرگئے ایمان اونکا مقبول نہین
حضرت خضرؑ نے کہا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے انتہی مگر ضعف اور سستی ان اقوال کی اہل تحقیق پر اوضح ہے

بیان متمسکات اوس فریق کا جو کہتے ہین کہ سب آبا اور اجداد آپ کے لوث شرک سے پاک تھے

احادیث صحیحہ اور آثار صریحہ سے ثابت ہے کہ آبا اور اجداد آپ کے زمانہ جاہلیت سے پاک اور ساتھ حریت اور طہارت کے موصوف اور
ساتھ پاکی اور صفائی کے معروف تھے پس جو کوئی ساتھ ان صفات کے موصوف ہوگا وہ مشرک کیسے ہوسکتا ہے بلکہ آبا اور
اجداد آپکے کا مومن اور موحد ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے جیسے امام ماوردی وغیرہ نے اس معنی پر ساتھ اس آیت کے استدلال
کیا ہے یراك حين تقوم وتقلبك في الساجدين حيث قال معنى تقلبك ان نور وجودك ينقل من ساجد الى
ساجد بدليل قوله عليه الصلوة والسلام لم ازل انقل من اصلاب الطاهرين الى ارحام الطاهرات یعنی خدا تم دیکھتا ہے جبکہ
کھڑا رہتا ہے تو عبادت مین اور دیکھتا ہے انتقال کرنا تیرا صلبون مین سجدہ کرنے والون کی یعنی مومنین کی اور کہا ماوردی
نے معنی تقلبک کا یہ ہے کہ نور وجود تمھارے کا آدم علیہ السلام سے نقل کیا گیا سجدہ کرنے والون مین اسلیے کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ مین ہمیشہ نقل کیا جاتا تھا صلبون سے پاک مردون کے پاک عورتون کے رحمون کیطرف انتہی اور مروی
ہے ابن عباسؓ سے کہ تقلب سے مراد تقلب ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آبا اور اجداد کی پشتون مین ایک نبیؑ سے طرف
دوسرے نبیؑ کے مگر اس تاویل مین کمال مدح آپکی نہین پائی جاتی اسلیے کہ قریش وغیرہ اکثر لوگ اس صفت مین شریک آپ کے
ہوسکتے ہین بلکہ یہ تاویل اولی ہے کہ کہا جاوے مراد تقلب سے تقلب ہے پشتون طاہرین اور ساجدین کے سے طرف شکمون پاک
عورتون سجدہ کرنے والیون کے اور شکمون سجدہ کرنے والیون سے طرف پشتون طاہرین کے یعنے موحدین اور مومنین سے
طرف موحد عورتون کے تو کہ دلالت ہو اسپر کہ آبا حضرتؐ کے سب مومنین تھے ایسے ہی کہا سیوطی نے اور کہا حافظ شمس الدین
بن ناصر الدین دمشقی نے شعر ؎ تنقل احمد نورا عظيما ۔ تلالا في وجوه الساجدين ۔ تقلب فيهم قرنا فقرنا
الى ان جاء خير المرسلين ۔ اور موید اس معنی کی بہت حدیثین ہین اول روایت بخاری کی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے فرمایا مبعوث کیا گیا مین بہترین قرن بنی آدم سے قرن بعد قرن کے یہان تک کہ پیدا ہوا مین اوس قرن سے جسمین کہ مین
ہون دوسری روایت مسلم کی اپنے صحیح مین واثلہ بن اسقع سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وسلم نے کہ ممتاز کیا اللہ تعہ
نے اولاد ابراہیم سے اسمٰعیل کو اور اولاد اسمٰعیل سے کنانہ کو اور بنی کنانہ سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھکو تیسری روایت بیہقی
کی دلائل مین انس رضی اللہ تعہ عنہ سے کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وسلم نے کہ جدا نہوئے آدمی دو فرقہ ہوکر مگر کہ کیا اللہ تعہ
نے مجھکو بہترین اون دونون مین سے پس پیدا ہوا مین اپنے مان باپ سے حالانکہ پہنچی نہین مجھکو کوئی چیز زنا رجاہلیت سے پیدا
ہوا مین نکاح سے اور نہین پیدا ہوا مین زنا سے آدم علیہ السلام سے اپنے والدین تک پس مین بہتر ہون تم مین سے از روی ذات کے
اور بہتر ہون مین تم سے از روی باپ کے تفسیر مظہری چوتھی حدیث ابونعیم کی انس رض سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعہ علیہ وسلم
نے کہ آدم علیہ السلام کے وقت سے جبسے اللہ تعہ نے نقل فرمایا پاک صلبون سے پاک رحمون کی طرف جیسے ہین پاک دو فرقہ نہوئے مگر کہ
مین بہتر اونکے مین ہوتا تھا پانچوین حدیث ابن سعد کی طبقات مین مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلعم نے بہترین عرب مضر ہین اور بہترین مضر عبد مناف اور بہترین اولاد عبد مناف ہاشم اور بہترین اولاد ہاشم عبد المطلب ہین
قسم ہے خدا کی کہ دو فرقہ نہوئے جیسے کہ پیدا کیا اللہ تعالی نے آدم کو مگر یہ کہ مین بہترین فرقہ مین تھا چھٹی حدیث حضرت
ابوالقاسم حمزہ بن یوسف تیمی کی کہ وہ بھی واثلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا آپ نے تحقیق جب اللہ تعہ نے مقبول کیا ابراہیم
علیہ السلام کو اور کیا اون کو دوست اپنا اور قبول کیا اولاد سے ابراہیم علیہ السلام کی اسمٰعیل کو اور اولاد سے اسمٰعیل کے نزار کو اور
اولاد سے نزار کی مضر کو پھر اولاد سے مضر کے کنانہ کو پھر اولاد سے کنانہ کے قریش کو اور اولاد سے قریش کے ہاشم کو اور اولاد
سے ہاشم کے عبد المطلب کو تو قبول کیا اولاد سے عبد المطلب کے مجھکو ساتوین حدیث حاکم کی ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے کہ
فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعہ علیہ وسلم نے پیدا کیا اللہ تعہ نے خلائق کو اور بنائے اون مین دو فرقے پھر اون دو فرقون مین مین
افضل ہون پھر بنائے اونکے کئی فرقے اور کیا مجھکو بہترین اونکے سے پھر مقرر کیے اون کے گھرانے تو مقرر کیا مجھکو بہترین گھرانے
مین پس اسصورت مین بہت بہتر ہون مین قبیلہ اور خاندان مین آٹھوین حدیث ترمذی کی عباس بن عبد المطلب سے
کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعہ نے جسوقت پیدا کیا مجھکو تو کر دیا مجھکو بہترین اپنے خلق مین پھر جب
پیدا کیا قبائل کو تو کر دیا مجھکو بہترین اونکے سے پھر جب پیدا کیا نفسون کو تو کر دیا مجھکو بہترین اونکے سے پس بہتر ہون مین اون
سے از روی گھرون کے اور بہتر ہون مین از روی ذات کے نوین حدیث روایت کی ملک العلما مولانا عبد العلی رحمہ اللہ نے
شرح مین اسماء اصحاب بدر کے ابن حجر عسقلانی سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کیا گیا ہون مین پیٹھ سے
آدم علیہ السلام کے طرف بہترین اہل زمین کے پھر اسیطرح پھر اسیطرح پر یہانتک کہ پیدا ہوا مین دسوین حدیث قاضی عیاض
مالکی کی امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے پڑھا رسول خدا صلی اللہ تعہ علیہ وسلم نے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ساتھ فتح
فا کے یعنے آیا تمہارے پاس تمہاری ہدایت کو ایک رسول بہتر پاک قبائل سے تمہارے اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعہ علیہ وسلم

نے بہت پاک ہون مین تم سے از روی نسب کے اور از روی قرابت بالکے آدم علیہ السلام کے وقت سے میرے آبا سب نکاح سے
ہوئے ہین اور نہوا کوئی زنا سے گیارہوین حدیث ابن ابی عمر کی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم نے جب پیدا کیا اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو تو ڈالا مجھکو اونکی پیٹھ مین طرف زمین کے اور کیا مجھکو پشت
مین نوح علیہ السلام کے کشتی مین اور پھینکا مجھکو آگ مین پشت مین ابراہیم علیہ السلام کی پھر نقل کرتا رہا مجھے بزرگ لوگون
سے پاک رحمون مین یہان تک کہ پیدا کیا مجھکو میرے باپ سے اور کوئی مان باپ میرا زانی نہین ہوا بارہوین روایت ابن حجر
مکی کی شرح ہمزیہ مین لکھا ہے کہ حضرت حوا کے ہر حمل مین دو بچے پیدا ہوتے تھے مگر شیث علیہ السلام تنہا پیدا ہوئے اسلیے کہ
پشت مین اونکی نور نبی آخر الزمان کا امانت تھا جب اونکی وفات کا وقت پہنچا اونھون نے اپنے فرزند کو وصیت کی کہ اس نور
مکرم کو مت رکھیو مگر رحم پاک مین اور اسی طرح سے یہ وصیت اونکی اولاد مین جاری تھی یہان تک کہ وہ نور پیشانی مین عبد المطلب
کی چمکا بعد ازان منتقل ہوا طرف والد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پاک اور صاف رکھا اللہ تعالی نے اس نسب شریف
کو زنا سے جاہلیت کے جیسا کہ سنن بیہقی مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے وما ولدنی من سفاح الجاهلية وما
ولدنی الا نکاح الاسلام اور روایت کیا ابن سعد اور ابن عساکر نے محمد بن ساعدی سے اونھون نے کلبی سے کہ لکھا مین نے
اول کی کتابون سے اور گنا مین نے پانسو ماؤن تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیڑھی در پیڑھی تو پایا مینے اونکو پاک اور صاف
زنا جاہلیت سے پس ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ تمام آبا بزرگوار سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سے کوئی مشرک نہین ہوا
اور تفصیل اس اجمال کی یون ہے کہ آدم علیہ السلام سے نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ یعنی ادریس بن یارد بن مہلائیل
بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام تک یہ تمام دس پیڑھی شریعت حق پر تھے اور بت پرستی نوح علیہ السلام کے زمانہ مین
پیدا ہوئی جیسا کہ مسند بزار اور مستدرک حاکم مین اور تفسیر مین ابن جریر کی تحت مین آیہ کریمہ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً کے لکھا ہے
کہ مروی ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ تھے درمیان آدم اور نوح علیہم السلام کے دس قرن کہ وہ سب شریعت حق پر تھے پھر مختلف
ہوئے تو بھیجا اللہ تعالی انبیا علیہم السلام کو اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یون روایت کی ہے کہ درمیان آدم اور نوح علیہ السلام
کے دس قرن تھے سب اونکے علما مقتدی تھے شریعت حق پر پھر مختلف ہوئے لوگ تو بھیجا اللہ تعالی نے نوح علیہ السلام کو اور
تھے نوح علیہ السلام اول پیغمبرون کے جب بھیجا اللہ تعالی نے اونکو طرف زمین کے اور طبقات مین ابن سعد کے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے
منقول ہے کہ درمیان نوح علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کے مان باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام پر تھے اور اسیطرح سے حضرت نوح
علی نبینا وعلیہ السلام کے زمانہ سے ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن شاروخ بن ارغو بن فالخ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام
بن نوح علیہ السلام تک کوئی مشرک نہین ہوا چنانچہ ابن سعد معتبر کتابون سے نقل کرتے ہین ان الناس من عهد نوح لم يزالوا
ببابل وهم على الاسلام الى ان ملكهم نمرود بن كوش بن كنعان فدعاهم الى عبادة الاصنام ترجمہ یعنی لوگ
نوح علیہ السلام کے زمانہ سے بابل کے شہر مین رہتے تھے اور ہمیشہ شریعت اسلام پر تھے یہانتک کہ بادشاہ اونکا نمرود بن کوش

بن کنعان پیدا ہوا اور لوگون کو بت پرستی کی تعلیم کی انتہی اور جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے درج منیفہ مین کہا ہے کہ جب سام
فرزند نوح علیہ السلام نے اپنے باپ کے ہمراہ کشتی مین نجات پائی اور ایمان اوسکا بہ نص قرآن ثابت ہے بلکہ بعض اوس کی
نبوت کے قائل ہین اور شیخ عبد الحکیم نے تاریخ مصر مین اسلام ہر ایک کا تاریخ تک آثار مرویہ ابن عباس سے ثابت کیا ہے اور
لکہا ہے کہ جب ارفخشد نے اپنے دادا نوح علیہ السلام کو دیکہا تو نوح علیہ السلام نے اوسکی اولاد کے حق مین نبوت اور سلطنت کی
دعا کی انتہی اور اسمعیل سے کنانہ بن خذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد بن اود بن سمیع
بن ہمیسع بن سلامان بن حمل بن قیذار بن اسمعیل بن ابراہیم علیہ السلام تک تمام دین ابراہیم کا رکہتے تہے اور اگر کوئی کہے کہ قرآن
کریم مین صریح آیا ہے کہ آذر والد ابراہیم علیہ السلام کے مشرک تہے جیسے فرمایا اللہ تعالے نے اِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ[1]
اور آذر بہی آپ کے اجداد مین سے ہے جواب آذر ابراہیمؑ کا چچا تہا نہ باپ اور چچا پر اطلاق باپ کا آیا ہے چنانچہ آیت
نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اس معنی پر شاہد ہے اسلیے کہ اسمٰعیل یعقوب علیہ السلام کے چچا تہے نہ باپ تنبیہ الضلول کلام
مگر ضعف اس جواب کا اہل خبرت پر ظاہر ہے جیسا کہ تفسیر کبیر سے نقل ہو چکا علاوہ یہ کہ آیت نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ مین
اطلاق اب کا چچا پر بالطبع ہے نہ بالاستقلال انتہی اور جب عمرو بن لحی خزاعی مکہ معظمہ پر غالب ہوا تو اجداد آنحضرت صلی اللہ تعالے
علیہ وسلم سے حکومت بیت اللہ کی لے لی اور بت پرستی نے عرب مین شہرت پائی اوس وقت سے حضرت کی بعثت کے زمانہ تک
جو عرصہ پانسو برس کا ہے بعضے دین ابراہیم علیہ السلام پر تہے جیسے کہ ابن جریر اور بخاری اور مسلم اور احمد نے ابی ہریرہؓ
سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکہا مینے دوزخ مین عمرو بن لحی بن خزاعی بن قمعی کو کھینچے جاتے
ہین انتڑیان اوسکی آگ مین وہ اول شخص ہے کہ بدلا اوس نے دین ابراہیم علیہ السلام کو اور کہا حافظ عماد الدین بن کثیر نے
کہ تہے عرب دین ابراہیم علیہ السلام پر یہان تک کہ والی ہوا اونپر عمرو بن لحی خزاعی اور نکال لی اوس نے حکومت بیت اللہ کی
اجداد آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم سے پھر شروع کرائی اوس نے بت پرستی اور گمراہ کیا اہل عرب کو مگر بعضی احکام دین ابراہیمؑ
کے عرب مین باقی رہے انتہی اور یہی مروی ہے ابن حبیب سے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ تہے عدنان اور معد اور
ربیعہ اور مضر اور خذیمہ اجداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین ابراہیم علیہ السلام پر ذکر نکرو تم اونکا بغیر خیر کے اور روایت
کیا ابن سعد نے عبد اللہ بن خالد سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے مت گالی دو تم مضر کو کہ بیشک وہ اسلام لایا تہا
اور سہیلی نے روضۃ الانف مین روایت کی ہے کہ برا نکہو تم الیاس کو کہ بیشک وہ مؤمن تہا اور سنتا تہا وہ اپنی پشت مین آواز
تلبیہ حج کا نبی صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے اور کنانہ سے مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نزار
بن کنانہ تک بہی منصوص ہے کہ سب اسلام پر تہے چنانچہ ابن سعد سے روایت ہے کہ کعب بن لوی نے ایک روز اپنی اولاد کو جمع
کر کے یہ خطبہ پڑہا کہ آبا میرے دین ابراہیم علیہ السلام پر تہے اور تم بہی اسی دین پر مستقیم رہو اور نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم
کے پیدا ہونے کا ذکر کیا اور اس پیغمبر کی تابعداری کرنے کی وصیت کی اور کہا کاش اوس زمانہ تک مین بہی رہتا کہ مین آپکی کمک کرتا

[1] یعنی جب کہا ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے ۱۲

جسوقت کفار جھٹلاوین گے آپکو کہا سیوطی نے اس تقریر سے ثابت ہوا کہ اجداد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آدم علیہ السلام سے مرۃ تک ایمان انکا منصوص ہے کسی کو اسمین اختلاف نہین اور باقی رہا کلام کلاب کا اور عبد مناف اور ہاشم اور عبد المطلب اور عبد اللہ کہ والد بزرگوار آپکے ہین سو انکے اسلام پر سوائے دلیل اجماعی سابق اور دلائل عامہ ماخوذ نہونے اہل فترت کے اور کوئی دلیل صریح نہین پائی گئی اور مشہور یہ ہے کہ عبد المطلب دین ابراہیم علیہ السلام پر تھے بت پرستی اونھون نے کبھی نہین کی اور زمانہ فترت سے وہ زمانہ مراد ہے جو درمیان دو نبی کے واقع ہو اور آثار احکام شریعت نبی سابق کے باقی نہ رہین پس جو لوگ کہ زمانہ فترت مین مرنے نزدیک جمہور شافعیہ اور اکثر حنفیہ کے اہل نجات سے ہین اون پر ناری ہونے کا حکم ہرگز روا نہین اور یہ مقدمہ موقوف اس بات کے علم پر ہے کہ حسن اور قبح اشیا کا جیسے حسن ایمان کا اور قباحت کفر کی شرعی ہین یا عقلی سو نزدیک اکثر شافعیہ کے حسن اور قبح شرعی ہین یعنی کسی حکم کے نیک و بد جاننے مین عقل کو بالکل دخل نہین بلکہ نیک و بد کا جاننا موقوف ہے شرع شریف پر اور نزدیک بعض حنفیہ اور معتزلہ کے حسن اور قبح عقلی ہین مگر نزدیک اکثر حنفیہ کے حسن اور قبح کا عقلی ہونا قبل زمانہ نبوت اور پیش از ظہور دعوت کے کسی حکم کو لازم نہین کرتا بسبب تفاوت اور نقصان عقل کے جیسے کہ آیت کریمہ سے ظاہر ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا پس جو کوئی کہ نہ پہنچے اوسکو دعوت بمجرد وجود عقل کے نہ وہ مکلف ہے اور نہ موصوف بکفر اور نہ بایمان اگرچہ معتقد نہین ہے دونون مین سے کسی شئی کا اور جبکہ مدد کری اوسکی اللہ تعالیٰ نے ساتھ تجربہ اور مدت تامل کی تو اس صورت مین وہ معذور نہین اگرچہ نہ پہنچے اوسکو دعوت اور یہ مدت تامل کی بسبب تفاوت عقل کے مختلف ہے چنانچہ کم مدت تامل بعد عقل و بلوغ کے پچیس برس کی عمر تک کہتے ہین جیسے کہ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ کا ہے عطا کرنے مین مال مفقود کی اور بعضون نے کہا چالیس برس تک ہین باین دلیل کہ خبر مین آیا ہے قد تمت حجۃ اللہ علی ابن اربعین اور اعتبار عقلی ہونے نیک و بد کا یعنی حسن و قبح کا اس جہت سے ہے کہ بعد وارد ہونے شرع کے علت مستحق ہوجانے ثواب اور عذاب کے معلوم ہوجاوے اور فعل حکیم مین غلبہ ایک طرف کا بغیر غلبہ دینے واسطے کے لازم نہ آوے پس نزدیک حنفیہ کے علت ترتیب ثواب اور عذاب کی عقل اور شرع ہے اور نزدیک معتزلہ کے عقل خود علت مستقلہ ہے سو جملہ شافعیہ اور اکثر حنفیہ جیسے طحاوی اور ابو الحسن کرخی اور فقیہ ابو اللیث اور کمال الدین بن ہمام صاحب فتح القدیر اور مشائخ بخارا کا اتفاق ہے کہ جن لوگون کو زمانہ بعثت نبی کا نہین پہنچا وہ اسلام کو ترک کرنے اور کفر اختیار کرنے سے ماخوذ نہون گے تنبیہ الفضول اور یہی مذہب ہے اشاعرہ کا جیسے حامی اور غایت التحقیق مین ہے قالت الاشعریۃ لاعبرۃ بالعقل اصلا بدون السمع فمن اعتقد الشرک ولم تبلغہ الدعوۃ فھو معذور حتی جاز ان یکون من اھل الجنۃ یعنی کہا اشعریہ نے کہ اعتبار نہین ہے ساتھ عقل کے بغیر ہونے شرع کے پس جو کوئی اعتقاد کرلے شرک کا اور پہنچی نہو اوسکو دعوت نبی کی پس وہ معذور رہے یہان تک کہ جائز ہے کہ ہووے اہل جنت سے اور تمسک ٹھہرایا اونھون نے اولا یہ قولہ تعالیٰ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا پس جب پایا نگیا اہل فترت پر استحقاق عذاب کا تو جاری نہوگا اونپر حکم کفر کا دوسرے یہ قولہ تعالیٰ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ یعنی تو کہ نہو آدمیون

احکام فترت

بیان جن جن

کو حجت بعد آنے پیغمبرون کے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ رسولون کے آنے سے پہلے ترک ایمان پر اونکے لیے حجت قائم نہ ہے
تیسرے یہ کہ خازن دوزخ کے کفار سے کہین گے اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ کیا نہین آئے تھے تمھارے پاس نبی تم مین سے وہ
کہین گے ہان ہمارے پاس رسول آئے تھے تب قائم ہوجاوے گی اوپر حجت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی پس لے جاوین گے اون
کو آگ مین بسبب آنے انبیا کے نہ بسبب وجود تنہا عقل کے بخلاف معتزلہ کے کہ نزدیک اونکے پیش از آنے نبی اور پہونچنے
دعوت کے بسبب عقل کے ماخوذ ہون گے اسلیے کہ عقل گویا پیغمبر باطن ہے انتہی اور احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد
امتحان کے اہل فترت سے عذاب اوٹھایا جاویگا اس سبب سے کہ وہ عرض کرین گے ای بارخدایا کوئی رسول ہم پر نہ آیا کہ ہم اوسکی
اطاعت کرتے تیرے حکمون کو بجا لاتے بری باتون سے باز رہتے اللہ تعالیٰ حکم کریگا اونکو دوزخ مین جانے کا پس جو شخص کہ عذر
لاکر دوزخ مین جانے سے باز رہے گا اوسے حکم ہوگا کہ تو نے میرے روبرو حکم نہ مانا میری غیبت مین پیغمبر کی تابع داری تو کیسے کرتا اِس
لیے تو سخت عذاب کا مستوجب ہے اور جو کوئی دخول نار سے انکار نکریگا اوسپر آتش دوزخ کی سرد ہوجاوے گی اور عذاب سے
بچ رہے گا جیسا کہ امام احمد اور اسحق بن راہویہ اور بیہقی نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو کوئی مرا زمانہ فترت مین
وہ عذر کریگا کہ ای پروردگار میرے میرے پاس کوئی رسول نہ آیا کہ مین اوسکی اطاعت کرتا پس لیگا اللہ تعالیٰ ایسے لوگون سے
عہد و پیمان اطاعت کا اور بھیجیگا طرف اونکے فرشتے کہ داخل کرین اونکو آگ مین پس جو کوئی حکم پر داخل ہوگا آگ مین اوسپہ
آگ سرد ہوجاوے گی اور جو عذر پیش کریگا وہ آگ مین ڈالا جاویگا اور روایت کیا بزار نے ابی سعید خدری سے کہ لایا جاویگا
دن قیامت کے فترت مین مرنے والا اور معتوہ یعنی نیم دیوانہ اور بچہ پس عرض کریگا فترت مین مرنے والا کہ نہ آئی میرے پاس کتاب
اور کہے گا نیم دیوانہ نہ دی تو نے ای پروردگار میرے مجھکو عقل کہ مین نیکی اور بدی پہچانتا اور کہے گا بچہ کہ نہ پہونچی مجھکو عمر عمل
کرنے کی پس بلند ہوگی اونکے لیے آگ دوزخ کی حکم ہوگا اونکو آگ مین جانے کا سو گھس جانے گا آگ مین جو نیک ہوتا علم الٰہی
مین اور باز رہے گا جو بد ہوتا علم الٰہی مین اگر پاتا عمل یعنی عمل کی قدرت اللہ تع فرمائے گا میرے روبرو تمنے میری اطاعت
نکی پس غیبت مین میرے رسول کی اطاعت تم کیسے کرتے اور تفسیر مین عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن منذر
کی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا جمع کریگا اللہ تعالیٰ روز قیامت کے اہل فترت اور نیم دیوانہ اور گونگے اور بہرے
اور بڈھون اور جنھون نے اسلام نہین پایا پھر بھیجے گا طرف اونکے فرشتے کہ لے جاوین اونکو آگ مین عرض کرینگے ہم آگ مین
کیسے جاوین آیا نہین ہمارے پاس رسول فرمایا قسم اللہ کی اگر داخل ہوتے وہی آگ مین تو ہوجاتی اونپر سرد پھر بھیجیگا اونکے
پاس فرشتہ کہ اطاعت کرو اوسکی تو اطاعت کریگا جو ارادۂ الٰہی مین مطیع تھا کہا ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اگر چاہو تو یہ
آیت پڑھو وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور اس مقام مین امام حافظ شہاب الدین عسقلانی نے کہا ہے کہ گمان حق مین
آبا و اجداد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جو فوت ہوئے ہین قبل بعثت کے یہ ہے کہ اطاعت کرینگے وہ اللہ تعالیٰ کی وقت امتحان کے
تو کہ موجب ہو خنکی چشم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ابن جریر نے تفسیر مین اسی آیت کی وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی روایت

کیا ہے ابن عباس سے کہ رضامندی رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس مین ہے کہ اہل بیت سے آپکے کوئی آگ مین نجاوے
کہا شیخ ابو سعید نے شرف النبوۃ مین عمران بن حصین سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوال کیا مینے رب اپنے
سے کہ میرے اہلبیت سے کوئی آگ مین نجاوے تو قبول کیا اللہ تعالیٰ نے یہ میرا سوال واضح ہو کہ اگرچہ دلائل عامہ اہل فترت سے
جنتی ہونا والدین شریفین آپکا ثابت ہے مگر بشارت شفاعت خاص کی بھی اون کے حق مین ظاہر ہے جیسے حاکم نے اپنی مسند
مین عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے اور صحت پر اوسکی جزم کیا کہ سوال کیے گئے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے والدین
شریفین کے حال سے فرمایا سوال کیا مینے اونکے حق مین رب اپنے سے سو وہ مجھے عنایت ہوا اور بیشک مین کھڑا ہونگا قیامت کیدن
مقام محمود مین جو شفاعت کی جگہ ہے حافظ ابو نعیم نے ام سماع سے اور اونھون نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ والدہ میری
وقت وفات بی بی آمنہ والدہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر تھی اور اوسوقت عمر شریف آپکی پانچ برس کی تھی
اور وہ اونکے سرہانے بیٹھی تھی کہ بی بی آمنہ نے چند اشعار اس مضمون کے پڑھے خدا نے برکت دی تجھے اے نیک خصلت بچہ مین
جو کہ خواب مین دیکھتی ہون مین اور یہ تمام حق اور سچ ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے تمام خلائق پر پیغمبر کیا ہے اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے دین کو زندہ کریگا اور بتون کی عبادت مین لوگون سے موافقت نکریگا بعد شعر پڑھنے کے بی بی آمنہ نے فرمایا ہر زندہ کو آخر
موت ہے اور ہر نئے کو پرانا پن پیچھے ہے مین مرتی ہون اور ذکر میرا اس بیٹے سے قیامت تک باقی ہے مین چھوڑتی ہون بہترین عالم
کو اور جنا ہے مینے پاک اور طاہر کو پھر وفات پائی سو ظاہر یہ سب امور مذکورہ اون کی توحید پر دلالت صحیح رکھتے ہین جیسے کہ کہا
جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے کہ یہ قول والدہ شریفہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صاف دال ہے اسپر کہ وہ موحدہ تھین اسلیے
کہ ذکر کیا اونھون نے دین ابراہیم علیہ السلام کا اور بعثت کا اپنے بیٹے کے ساتھ دین اسلام کے اور ممانعت پرستش بتون کی کا اور
موافقت نکرنے کا قوم سے بتون کی پرستش مین سو اسقدر رکھنا ایام جاہلیت مین کفر سے پاک اور توحید کے ثابت ہونے کے لیے کافی
ہے اور باقی بمراد حصول فضائل مزید اس امت کے اور نجات پانے کے لیے دغدغہ امتحان سے اپنے والدین شریفین کو حجۃ الوداع
مین زندہ کیا کذا فی تنبیہ الضلول **سوال** اگر کوئی کہے کہ اہل عرب کے حق مین معنی فترت کا متحقق نہین ہو سکتا اسلیے کہ اہل عرب
مین شریعت حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کی باقی تھی **جواب** معنی فترت کا اہل عرب مین موجود ہے اسلیے کہ فترت عبارت
ہے زمانہ سے جو متحقق ہو درمیان دو نبی کے کہ منقطع ہو جاوے اوسمین نزول اور تتابع احکام نبوت کا جیسے کہ مجمع البحار وغیرہ
کتب فن مین موجود ہے اور یہ معنی اہل عرب مین متحقق تھا اسلیے کہ حضرت اسمٰعیل کے زمانہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظہور
تک عرب مین نزول احکام نبوت اور رسالت کا بالکل منقطع رہا کما ہو التحقیق اور جواب متمسکات متقدمین کا یون ہے کہ آیت
وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ دوزخیون کے حق مین ہے نہ والدین شریفین کے قصہ مین اور یہ حدیث شان نزول آیت مذکورہ
کی بافعل ابو اہی ضعیف ہے کما مر اور آیت وَمَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ الخ ابو طالب کے قصہ مین اوتری جیسے متاخرین کے
متمسکات مین گذر چکا اور جواب آیت اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ کا دو طرح پر ہے اول یہ کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے چچا

تہے باپ تہے کمام اور بر تقدیر تسلیم مراد اس قول سے کہ آبا آپ کے کافر اور مشرک تہے یہ ہے کہ جبتک آبا آپکے سے ہرایک آدمی مرد و زن
محل اور حامل آپکے نور مقدس کا رہا وہ لوث شرک سے پاک رہا اور بعد انتقال نور مقدس کے پشت اوسکی سے مشرک ہونا اوس کا
ممکن ہے چنانچہ ایسے ہی آذر نے بت پرستی نہین کی مگر بعد انتقال کرنے نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوس سے طرف ابراہیم کے
فتوحات الٰہیہ حاشیہ جلالین اور وہ حدیثین مذکورہ جنسے معلوم ہوتا ہے کہ نزول آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ الخ کا والدین
شریفین کے قصہ مین ہے سب مجروح ہین متاخرین کے متمسکات مین تفسیر مظہری وغیرہ سے مفصل مرقوم ہو چکا اور بر تقدیر تصحیح صحیح
یہ جواب ہے کہ متمسکات متقدمین کی احادیث ہین اور متمسکات قائلین ناجیہ اہل فترت کی آیات اور آیت ناسخ ہے حدیث کی جیسے
مشکوۃ مین ہے بروایت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے كَلَامِي لَا يَنْسَخُ كَلَامَ اللّٰهِ وَكَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ
كَلَامِي وَكَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ بَعْضُهُ بَعْضًا یعنی کلام میرا منسوخ نہین کرتا کلام اللہ کو اور کلام اللہ کا منسوخ کرتا ہے کلام میرے
کو اور کلام اللہ کا منسوخ کرتا ہے بعض اوسکا بعض کو اور جواب قول فقہ اکبر اور قول درمختار کا وہی ہے جو متاخرین نے دیا
کمام اور حدیث احیا کی اور متمسکات اونکے جو کہتے ہین کہ والدین شریفین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ایمان لاوینگے
قائلین ناجیہ اہل فترت کے مدعا کو منافی نہین ہو سکتی اسلیے کہ ممکن ہے یہ کہ اگرچہ والدین شریفین ناجی ہون مگر بمراد فریلہ
درجات اور درک ثواب اس امت مکرمہ کے آپ کے معجزہ سے زندہ ہو کر تجدید ایمان کر کے فوت ہو گئے ہون یا ہاتھ پر حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے تجدید کرین واضح ہو کہ یہ سب تقریر اوس صورت مین کہ والدین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مدت
تامل کی گذر چکی ہو مگر بصحت پہنچا یا حافظ صلاح الدین علائی نے کہ وقت وفات کے عمر حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اٹھارہ
برس کی تہی اور عمر بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی بیس برس کی اور ماسبق مین گذر چکا کہ مدت تامل پچیس برس کی عمر تک ہین اور ایک
جماعت کے قول پر چالیس برس کی عمر تک تو اسصورت مین ناجی ہونے مین والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام
نرہا واللہ اعلم بالصواب بیان اقوال اوس فریق کا جو اس مسئلہ مین خاموش ہین ہان نہ نان کچہہ نہین کہتے اور یہی طریق احوط
ہے کہا امام سخاوی نے مقاصد حسنہ مین کہ اس مسئلہ مین بینے کئی خبر لکہی مگر پسندیدہ اور مستحسن نزدیک میرے باز رہنا ہے اس گفتگو
سے نفیاً و اثباتاً انتہی اور جواب ابو بکر مالکی کا کہ کسی نے اون سے کہا تہا کہ کیا آبا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آگ مین ہین تو اونھون
نے جواب دیا کہ جو کوئی یہ کہے وہ ملعون ہے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ اور حدیث مین آیا ہے لَا تُؤْذُوا الْاَحْيَاءَ بِسَبِّ الْاَمْوَاتِ یعنی ایذا مت دو تم زندون کو ساتہہ بدگوئی مردون کے سابق
مین گذر چکا اور سوال کیے گئے امام رستغفی اس قول بعض الناس سے کہ جب ظاہر ہوئی حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش کہ سیاہ
ہو گیا تمام بدن اونکا پہر جب اوتارے گئے زمین پر تو مامور ہوئے نماز اور روزہ پر چنانچہ نماز پڑہی اور روزے رکھے تب سفید
ہو گیا بدن اونکا کیا صحیح ہے یہ قول یا نہ کہا انبیا کی شان مین ایسا قول کرنا جسمین اونکی اہانت اور عیب نکلے مطلقاً جائز نہین
اسلیے کہ ہم مامور ہین ساتہہ روکنے زبان کے بدگوئی اونکی سے علاوہ یہہ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت ذکر کیے جاوین

اصحاب میرے تو باز رہو تم بد ذکر اونکے سے پھر جب ہم اوسپر مامور ہوئے کہ ذکر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایسے انداز سے نکرین کہ جسمین ان کی شان مین کسی نوع کا عیب ونقصان نکلے تو انبیا علیہم السلام کی نسبت ایسا ذکر کرنے سے بطریق اولی بچنا لازم پڑا پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ ایسی گفتگو سے زبان کو باز رکھے جسمین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان مین کسی نوع کی خفت یا نقصان عائد ہو نعوذ باللہ من ذلک تفسیر روح البیان اور ماثبت من السنت مین ہے والکلام فی ابویہ الشریفین طویل والسکوت فی ھذا الباب احوط یعنی گفتگو حق مین والدین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دراز ہے اور سکوت کرنا اس مین بہتر ہے اور حاشیہ شامی اور حسن الادب مین ہے کہ ذکر کرنا اس مسئلہ کا تمام ادب سے چاہیے اور یہ مسئلہ ایسے مسائل سے نہین ہے کہ جہل اوسکا مضر ہو یا قبر مین یا موقف قیامت مین اس سے باز پرس ہو پس اس صورت مین بہتر اور اولی یہ ہے کہ ایسی گفتگو ہی منزلۃ الاقدام سے زبان کو روکنا چاہیے ھذا ما تبین لی من التحقیق فی ھذا الباب واللہ اعلم بالصواب

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا بیان

فرمایا واقدی نے کہ مشہور ہمارے نزدیک و اہل علم کے نزدیک یہ ہے کہ آمنہ رضی اور عبداللہ رضی کے اولاد نہین ہوئی بجز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور سبط ابن جوزی نے نقل کیا ہے اجماع اہل نقل کا اسپر اور خصائص صغرا مین بھی سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لم یلد ابواہ غیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور نہ نکاح کیا عبداللہ نے کسی سے بجز آمنہ کے اور نہ آمنہ نے بجز عبداللہ کے اور ولادت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دوشنبہ کے روز ماہ ربیع الاول مین اوس سال مین جب اصحاب فیل بیت اللہ شریف کو ڈھانے آئے تھے ثابت ہوئی اور مروی ہے ابن عباس رض سے کہ پیدا ہوئے حضرت دوشنبہ کے دن ربیع الاول کے مہینے مین اور اوتری آپ پر نبوت دوشنبہ کے دن اور ہجرت کی مدینہ کو دوشنبہ کے دن اور اوتری سورہ بقر بھی آپ پر اوسی دن ماہ ربیع الاول مین اور وفات بھی پائی اوسی دن اسی مہینے مین کما فی الحلبی کتب سیر مین حضرت آمنہ رض سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے سجدہ کیا اور آپکے سجدہ مین اشارہ تھا کہ مبدا آپکے امر کا قرب پر ہے درگاہ الٰہی سے اور شہادت کی اونگلی آسمان کی طرف اوٹھائی جیسے کوئی عاجزی کرتا ہے اور کتب سیر مین ہے کہ آپ نے وقت پیدا ہونے کے آسمان کی طرف سر اوٹھایا چنانچہ ابن سعد نے نقل کیا اسمین اشارہ تھا طرف حصول رفعت اور سیادت اور شرف کے واسطے ذات اپنی کے خدا کی طرف سے کما فی الحلبی پھر دیکھا مینے ایک ابر سفید کہ اوترا آسمان سے اور اوٹھا لیا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور غائب کیا میری آنکھون سے اور ایک کہنے والا کہتا تھا کہ پھرالاؤ انکو مشرق اور مغرب اور دنیا کی سب حدون مین اور دریاؤن مین تاکہ پہچان لیوین انکو ساتھ نام اور صفت اور صورت کے اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ آمنہ رض کہتی ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے دیکھا مینے کہ ایک ابر بزرگ نورانی ہے کہ سنی جاتی ہے اوسمین سے آواز گھوڑون کی اور آواز پرندون کے پرون کی اور باتین آدمیون کی پھر چھپا لیا اوس ابر نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اور غائب ہوئے میرے روبرو سے زیادہ اول بار سے اور سنا مینے کہ کوئی کہنے والا کہتا تھا سیر کراؤ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام زمین کی اور پیش کرو انکو اوپر تمام روحانیات انسانون اور جنون اور فرشتون کے اور پیش کرو طیور و وحوش پر اور دو انکو کنجی نبوت اور نصرت کی اور کلید خزانہ عالم کی اور دو انکو خلافت و صفوت

اور خلق آدمؑ اور معرفت شیثؑ اور شجاعت اور شکر نوحؑ اور خلت ابراہیمؑ اور لسان اسمٰعیلؑ اور رضا مے اسحقؑ اور فصاحت صالحؑ اور حکمت لوطؑ اور بشارت یعقوبؑ اور جمال یوسفؑ اور کلام اور قوت موسیٰؑ اور تحمل ہارونؑ اور صبر ایوبؑ اور صوت داودؑ اور عبادت یونسؑ اور جہاد یوشعؑ اور عصمت یحییٰؑ اور حکمت لقمانؑ اور حب دانیالؑ اور وقار الیاسؑ اور زہد و کرم عیسیٰؑ اور غوطہ دریاے اخلاق مین سب پیغمبرون کے المختصر جو جو کمال اور خوبیان ہر نبی مین تھین سو وہ سب آپکی ذات بابرکات مین جمع ہوئین بیت خوبیان جو سب انبیا مین تھین ٭ ساری وہ ذات مصطفےٰ مین تھین ٭ رباعی خط سبز و لب لعل و رخ زیبا داری ٭ حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ٭ خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات ٭ انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ٭ پھر آمنہ کہتی ہین کہ کھل گیا وہ ابر اور لپٹا پایا مینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھہ مین ایک پارچہ حریر سبز کا کہ قطرے آب زلال کے اوس مین سے ٹپکتے تھے اور ایک کہنے والا کہتا تھا کہ واہ واہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمام دنیا پر قبضہ کیا اور باقی نرہی کوئی مخلوق مگر کہ بیچ قبضہ تسخیر اون کے آئی ساتھہ رغبت تمام کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملخص مواہب و روضۃ الاحباب وغیرہما اور تاریخ ولادت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت اختلاف ہے بعضے دوسری اور بعضے تیسری اور بعضی بارہوین ربیع الاول کی کہتے ہین اور سوا اسکے اور بھی اقوال ہین خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ شب ولادت مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کیا زبیر بن بکار اور حافظ ابن عساکر نے کہ پیدا ہوئے پیغمبر اوس شب مین وقت شروع طلوع فجر کے اور دلالت کرتا ہے اسپر یہ قول آپکے جد عبدالمطلب کا ولد لی اللیلۃ مع الصبح مولود پیدا ہوا میرے واسطے رات کو ساتھہ صبح کے فرزند کما فی سیرۃ الحلبی پس اس قول سے توفیق ہوگئی اون قولون مین کہ کوئی دن کو روایت کرتا ہے اور کوئی شب کو واللہ اعلم جنبش مین آیا محل کسریٰ کا یہان تک کہ سنی گئی اوس سے آواز اور گر پڑے اوس محل سے چودہ کنگورے اور بجھگیا آتشکدہ فارس کا جو ہزار برس سے کبھی نہین بجھا تھا اور خشک ہوگیا چشمہ ساوہ کا ساوہ ایک شہر ہے عراق عجم سے اور زبان فرس مین اوس جگہہ ایک نہر تھی کہ گبر لوگ اپنے فرزندون کو ولادت کے وقت مین اوسمین دھوتے تھے اور جو ہی ساوہ کہ ملک شام مین ہے کہ ہزار برس سے اوس مین پانی نتھا سو وہ جاری ہوگئی کذا فی معارج النبوۃ ــــ اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ پیدا ہوئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین بیچ اوس مکان کے جو مشہور ہے ساتھہ دار محمد بن یوسف نزار کے یہ گھر پہلے عقیل بن ابی طالبؓ کا تھا اور بعد وفات کے اونکی اولاد مین رہا یہان تک کہ بیچا اولاد عقیل کی نے محمد بن یوسف برادر حجاج کے ہاتھہ لاکھہ دینار کو جیسا کہ فاکہانی نے کہا کما فی سیرۃ الحلبی اوس مکان کو ابتک لوگ متبرک جانکر زیارت کرتے ہین اور وہ مکان ایک کوچہ مین واقع ہے اور اوسکو زقاق المولد کہتے ہین اور وہ کوچہ اوس شعب مین ہے کہ جو مشہور ہے ساتھہ شعب بنی ہاشم کے اور بیان گرنے کنگورونکا اور قصہ اصحاب فیل کا معجزات مین دوسری جلد مین آویگا مترجم عفی اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ وہ جو لوگون مین عمل قیام کا وقت سننے ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مروج ہے سو یہ بعد قرون ثلثہ کے کہ مامور بہا ہین ساتھہ اتباع کے ایجاد ہوا ہے اور اسی سبب سے درمیان علما کے سلف سے لیکر آج تک اس مسئلہ مین اختلاف واقع ہے چنانچہ دلائل طرفین کی کتب مین موجود ہین من شاء فلیرجع الیہا مگر ایک بات کا دریافت کرنا یہان ضرور ہے اور وہ یہ ہے

کہ تعظیم شرع شریف مین دو طرح پر ہے ایک قولی دوسرے فعلی قولی تین قسم پر ہے بعضی جگہہ مامور بہ جیسے جل جلالہ یا عز سبحانہ وغیرہ کہنا وقت نام لینے اللہ تعالیٰ کے ساتھہ لفظ اللہ کے یا درود پڑھنا وقت نام لینے سرور کائنات کے اور باقی انبیا علیہ السلام کے کہ ثبوت اور مامور بہ ہونا اوسکا بدلائل ثابت ہے جیسے حدیث مین آیا ہے من ذکرت عندہ فلم یصل علی فقد شقی اور دوسری جگہہ وارد ہے فمن ذکرت عندہ فخطی الصلوٰۃ علی خطی طریق الجنۃ اور اور جگہہ وارد ہے بحسب المرء من البخل ان اذکر عندہ ولا یصلی علی اور بعضی جگہہ وارد ہے البخیل من ذکرت عندہ فلم یصلی علی جیسے ترمذی وغیرہ مین ہے اور اور حدیث مین وارد ہے من ذکرت عندہ فلیصل علی فان من صلی علی صلی اللہ علیہ عشرۃ اور بعضی مقام پر مندوب جیسے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا وقت ذکر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اور رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ کہنا وقت ذکر اولیا اور ائمہ مجتہدین کی اور بعضی مقام پر ممنوع جیسے وقت پڑھنے قرآن اور خطبہ کے کہ ممانعت اسکی آیت و حدیث ثابت ہے جیسے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اور حدیث جیسے اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ فَلَا صَلٰوۃَ وَلَا کَلَامَ اور اسی پر تعظیم فعلی پس وہ دو قسم پر ہے یا یہہ کہ مخصوص اور مختص ہے واسطے حق سبحانہ تعالیٰ کے جیسے رکوع اور سجود وغیرہ یا مشترک ہے جیسے کہ قیام کرنا کہ واسطے بندہ کے بھی آیا ہے چنانچہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ اور کھڑا ہونا آپکا شفقۃً واسطے سید النسا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور کھڑا ہونا اونکا واسطے آپکے اور یہ تین طرح پر ہے ۱ واجب جیسے حاکم وقت حکم کرے ساتھہ کھڑے ہوکر تعظیم دینے کے واسطے کسی اہل تعظیم کے کہ مباح اوسکے حکم سے واجب ہو سکتا ہے بفحوای اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۲ مندوب جیسے شکراً واسطے ہادی اور منعم اور بعضی اکابر کے ۳ مباح جیسے واسطے احبا اور اصاغر کے سو یہ سب اقسام فعلی کی شرعاً واسطے حاضر کے ہین نہ غائب کے پس بجالانا تعظیم فعلی مذکور کا مقام تعظیم ذکری اور قولی مین بے محل ہے پس اب ظاہر ہو گیا حکم اوس قیام کا جو مجالس مولود مین لوگ وقت ذکر تولد شریف کے کیا کرتے ہین اور دفع ہو گیا قول اوس شخص کا جسنے کہا ہے کہ لوگون مین یہ عادت جاری ہے کہ مجلس مولد مین جب ذکر وضع شریف کا آتا ہے تو وہ اوٹھہ کھڑے ہوتے ہین سو یہ قیام مستحسن ہے واللہ اعلم بالصواب اور واضح ہو کہ مجلس میلاد شریف کی فی زماننا جس طور پر عوام الناس بلکہ اکثر خواص لوگ بھی کیا کرتے ہین اور انواع بدعات اور منکرات شرعیہ سے وہ مجلس پر ہوتی ہے اور فاعلین اوسکے بسبب پابندی رسم و رواج کے اوسکی برائی کو نہین معلوم کرتے اور ذکر جمیل اور نیک کام کو کہ وہ ذکر میلاد شریف ہے ساتھہ ملا دینے بدعاتون اور غیر مشروع کامون کے اوس مین اوسکی حسن لذاتہ ہونے کو ساتھہ قبیح لغیرہ ہو جانے کے بدل ڈالتے ہین اور متبعین سنت کو جو اونکو ایسے نیک کامون کو بدعت مین شامل کرنے سے منع کرتے ہین اونکو مطعون کرتے ہین اللہ تعالیٰ اون کو فہم عطا کرے اب جانو کہ یہ مجلس مذکورہ بہیئت کذائی قبیح لغیرہ حسن لذاتہ ہے اور نکالی گئی ہے بعد زمان برکت نشان مشہود لہا بالخیر کے کہ وہ زمانہ ہدایت کاشانہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا جنکے حق مین فرمایا حضرت سید ابرار رسول مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خیر القرون قرنی الذین بعثت فیہم ثم الذین یلونہم ثم یفشوا الکذب فلا

وا اقوالهم وافعالهم کذا فی المجالس ترجمہ یعنی بہتر قرون کا قرن میرا ہے کہ وہ لوگ ہین جنمین مین اوٹھایا گیا ہون پھر بہتر وہ لوگ ہین کہ متصل اونکے ہین یعنی تابعین پھر بہتر وہ لوگ ہین جو متصل اونکے ہین یعنی تبع تابعین پھر بعد اون کے یعنے قرن رابع مین ظاہر ہوگا کذب یعنی لوگون مین سو نہ اعتماد کریو کہنے اونکے کا اور نہ کرنے اونکے کا یہ حدیث مجالس الابرار اور طریقہ محمدیہ سے بخاری سے مروی ہے انتہی اور حدیث مین وارد ہے من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لا یؤمن علیہ الفتنۃ اولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کانوا افضل ہذہ الامۃ وابرھا قلوبا واعمقہا علما واقلہا تکلفا اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ ولاقامت دینہ فاعرفوا لہم فضلہم واتبعوا ہم علی اثرھم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقہم وسیرھم فانہم کانوا علی الہدی المستقیم ترجمہ جو کوئی ہو طریقہ اختیار کرنے والا تو چاہیئے کہ اختیار کرے طریق اوسکا جو مرگیا پس بیشک زندہ نہین مامون ہے فتنہ کا وہی لوگ یعنے جو مرگئے صحابہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعم علیہ واٰلہ وسلم کے ہین کہ تھے وہی افضل اس امت کے اور پاک تر تھے از روی دلون کے اور عمیق تر تھے از روے علم کے اور قلیل تر تھے از روے تکلف کے اختیار کیا اون کو اللہ تعم نے واسطے صحبت نبی اپنے کے اور واسطے قائم کرنے دین اپنے کے پہچانو تم بزرگی اونکی اور پیچھے چلو نقش قدم پر اونکے اور مضبوط پکڑو تم جسقدر سکو تم اخلاق اونکے سے بیشک تھے وہی راہ رست پر یہ حدیث مشکوٰۃ مین ہے انتہی سو اگر یہ فعل مجلس مولد بہیئت کذائیہ کا کہ مشتمل اوپر انواع بدعت او محظورات کے ہوتا ہے مثل تغنی اور وجد اور تواجد اور تصفیق وغیرہ اور اور بدعات کے موجب قربت جناب الٰہی اور محبت حضرت رسالت پناہی کا ہوتا تو اسکے بجالانے مین لوگ قرون ثلاثہ کے کیون قاصر رہتے کہ وہی لوگ طالب اور جالب خیر و ثواب کے سب سے زیادہ تھے پھر جب یہ فعل نہ ثابت ہوا اون سے تو ثابت ہوا بدعت سیئہ ہونا اسکا مجالس الابرار مین ہے لان عدم وقوع الفعل فی الصدر الاول لیس الا لعدم الحاجۃ الیہ او لوجود مانع منہ او لعدم التنبیہ او للتکاسل عنہ او لکراہیۃ وعدم مشروعیۃ والاولان منتفیان فی العبادات البدنیۃ المحضۃ لان الحاجۃ للتقرب الی اللہ تعم بالعبادات لا ینقطع بعد ظہور الاسلام وغلبۃ اہلہ لم یکن منہا مانعا وکذا عدم التنبہ لہا او التکاسل عنہا منتف ایضا اذ لا یجوز ان یظن ذلک بالنبی علیہ السلام وجمیع اصحابہ فلم یبق الا کونہ بدعۃ مکروہۃ غیر مشروعۃ وہذا المعنی اراد عبد اللہ بن مسعودؓ لما اخبر بالجماعۃ الذین کانوا یجلسون بعد المغرب وفیہم رجل یقول کبروا اللہ کذا کذا وسبحوا اللہ کذا کذا واحمدوا اللہ کذا کذا فیفعلون فحضرھم فلما سمع ما یقولون قام فقال انا عبد اللہ بن مسعود فواللہ الذی لا الہ غیرہ لقد جئتم ببدعۃ ظلماء او لقد فضلتم علی اصحاب محمد علیہ السلام علما یعنی انما جئتم اما ان یکون بدعۃ ظلماء او انکم تدارکتم علی الصحابۃ بما فاتہم لعدم تنبہہم لہ او لتکاسلہم عنہ فغلبتموہم من حیث العلم بطریق العبادۃ والثانی منتف فتعین الاول وھو کونہ بدعۃ ظلماء انتہی ترجمہ یعنی اس لیے کہ نہ واقع ہونا کسی فعل کا زمانہ سابق مین نہین ہے مگر بسبب نہ حاجت ہونے کے طرف اوسکے یا بسبب موجود ہونے کسی مانعکے اوس سے یا

بسبب نہ آگاہ ہونیکے اوسپر یا بسبب کاہل کے اوس سے یا بسبب مکروہ جاننے کے اوسکو اور نا مشروع ہونے اوسکے کے اور پہلے دونون
باتین یعنی عدم الحاجت اور وجود مانع کے تو منتفی ہین عبادات محض مین اسلیے کہ حاجت تقرب الی اللہ تعالی کی ساتھ عبادات کے نہین
منقطع ہوئی ہے اور بعد ظاہر ہونے اسلام اور غلبہ اہل اسلام کے نتھا اوس سے کوئی مانع اور یون ہی نہ آگاہ ہونا اونکا اوس سے اور سستی
کرنا اونکا اوس سے منتفی ہے اسلیے کہ نہین جائز ہے یہ کہ گمان کیا جاوے اس امر کا ساتھ نبی علیہ السلام کے اور اونکے اصحاب کے سو باقی
نرہا مگر ہونا اوسکا بدعت مکروہ ہہ غیر مشروعہ اور یہی ارادہ کیا تھا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب آگاہ کئے گئے وہ ساتھ ایک جماعت کے
کہ تھے وہ بیٹھے بعد نماز مغرب کے اور ایک شخص اون مین تھا کہ وہ اون لوگون کو کہتا تھا کہ کہو اللہ اکبر اس اس طور پر اور سبحان اللہ اس
اس طور پر اور الحمد للہ اس اس طور پر سو کرتے تھے وے اوسکو پھر آئے عبداللہ بن مسعود رضہ اونکے پاس پھر جب سنا جو کہتے تھے وہی کھڑے ہوئے
اور کہا کہ مین عبداللہ بن مسعود ہون سو قسم ہے اوس اللہ کی کہ نہین کوئی معبود سواے اوس کے بیشک نکالی تمنے ایک بدعت اندھیری یا سبقت
لے گئے تم محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ سلم کے صحابہ پر از راہ علم کے یعنی سواے اسکے نہین کہ یا نکالی تمنے بدعت اندھیری یا تدارک کیا تمنے صحابہ پر
اوس چیز کا کہ فوت ہو گئی تھی وہ اون سے بسبب نہ آگاہ ہونے اونکے اوسپر یا بسبب سستی کرنے اونکے اوس سے سو غالب ہوئے تم
اون پر از راہ علم کے ساتھ طریق عبادت کے اور امر دوسرا منتفی ہے یعنے تدارک کرنا تمہارا عبادات مافات پر اون سے سو مقرر اور معین
ہوا امر اول اور وہ ہونا اوسکا بدعت ظلما رہے انتہی اور مشکوۃ کے باب الاعتصام والسنت مین ہے عن انس رضہ قال جاء ثلثۃ رھط الی
ازواج النبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم یسئلون عن عبادۃ النبی صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم فلما اخبروا بھا کانھم
تقالوھا فقالوا این نحن من النبی صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم وقد غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر فقال احدھم
اما انا فاصلی اللیل ابدا وقال الاخر انا اصوم النھار ابدا ولا افطر وقال الاخر انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابدا فجاء
النبی صلی اللہ تعم علیہ وسلم الیھم فقال انتم الذین قلتم کذا وکذا اما واللہ انی لاخشٰکم للہ واتقیکم لہ لکنی اصوم وافطر
واصلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی متفق علیہ ترجمہ روایت ہے انس رضہ سے کہا اونھون نے کہ آئے
تین شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیون کے پاس پوچھتے ہوئے عبادت آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کی پھر جب خبر دی گئی
عبادت کی تو گویا کم جانا اوسکو کہا آپس مین کہان ہین ہم بنسبت حضرت کے اور حال یہ ہے کہ بیشک بخشی اللہ تعم نے پہلے گناہ
اور پچھلے گناہ اونکے پھر کہا اونمین سے ایک نے کہ مین تمام رات نماز پڑھا کرونگا ہمیشہ اور کہا دوسرے نے مین روزے رکھا کرونگا
ہمیشہ اور نہ افطار کرونگا اور کہا تیسرے نے کہ مین الگ رہونگا عورتون سے پھر کبھی نکاح نکرونگا پھر تشریف لائے حضرت نبی
صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم طرف اونکے پھر فرمایا کہ تمنے ایسا ایسا کہا تھا خبردار ہو قسم خدا کی بیشک مین بہت ڈرتا ہون بہ نسبت تمہارے
اللہ سے اور بہت متقی ہون بہ نسبت تمہارے لیکن مین روزہ بھی رکھتا ہون اور افطار بھی کرتا ہون اور نماز بھی پڑھتا ہون رات کو
اور سوتا بھی ہون اور نکاح بھی کرتا ہون عورتون سے سو جسنے موندہ پھیرا میری سنت سے وہ نہین ہے مجھ سے روایت کیا ہے اسکو
بخاری اور مسلم نے انتہی سو اب خیال کرنا چاہیے کہ کیون کر ناپسند رکھا حضرت نے زیادتی کو سنت پر اور صاف فرمایا فمن رغب عن سنتی

فلیس مِنّی باوجودیکہ نماز روزہ وغیرہ عبادت ہے پروے لوگ مستعد ہوئے تھے کوئی اور نیا عمل اپنی طرف سے نہین نکالتے تھے مگر صرف خلاف سنت ہونے کو حضرت نے پسند نفرمایا اور اسپر تہدید شدید کی اور کمی وبیشی کرنے کو اوسمین جائز نرکھا اور اس سے اونکو روکا اور موافق سنت ہی کے امر کیا سو وہ حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ جو چیز خلاف سنت کے ہے اگرچہ عبادت ہی مین ہو وہ بدعت سیئہ ہے اوسکو حسنہ نجاننا چاہیے اسلیے کہ اگر اوسمین کچھ بھی خوبی ہوتی تو حضرت اوس سے منع نفرماتے اور وعید شدید او سپر نہ ارشاد کرتے مجالس الابرار مین ہے وھکذا یقال لکل من اتی فی العبادات المحضة لصفة لم تکن فی زمن الصحابة اذ لو کان وصف العبادة فی الفعل المبتدعة یقتضی کونه بدعة حسنة لما وجد فی العبادات ماهو بدعة مکروهة وقد وجد فیها البدعة مکروهة علی ما صرح به العلماء فی تصانیفهم مثل صلوة الرغائب والجماعة فیها ومثل الترضیة والتصلیة والتامین فی اثناء الخطبة وانواع النغمات الواقعة فیها وفی الاذان وقراءة القران ومثل الجهر بالذکر امام الجنازة وقدام العروس فی الطرقات وغیر ذلك من بدعة المنکرة الواقعة فی العبادات انتهی ترجمہ اور اسی طرح کہا جاتا ہے واسطے ہر ایک اوسکے کہ لاتا ہے عبادات محضہ مین یعنی کرتا ہے عبادت کو ساتھ اوس صفت کے کہ نتھی وہ زمانہ صحابہ مین اسلیے کہ جو وصف عبادت کا فعل مبتدع مین مقتضی ہوتا اوسکی بدعت حسنہ ہونے کو تو البتہ پائی نجاتی عبادت مین وہ چیز کہ بدعت مکروہ ہے اور حالانکہ بیشک پائی گئی بدعت مکروہ اوس چیز پر کہ تصریح کی ہے علمانے اپنی تصانیف مین مثل صلوة رغائب اور جماعت کے اوسمین اور مثل درود بھیجنے اور رضی اللہ عنہ کہنے کے اور آمین کہنے کے اور مثل ان الفاظ کے درمیان پڑھے جانے خطبہ کے اور طرح طرح کے نغمون کے کہ پائے جاتے ہین اوس مین اور اذان اور قرأت قرآن مین یعنی یہی نغمے پائے جاتے ہین اور نغمہ کہتے ہین راگ کے لہجہ کو اور مثل پکار کر ذکر کرنے کے آگے جنازے کے اور آگے دولھن کے راہون مین اور سوا انکے بدعات منکرہ سے ایسی کہ واقع ہوتی ہین عبادتون مین انتہی غرضکہ جو کام زمانہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین مین بلا نکیر جاری ہوا وہ ملحق بالسنت ہے اور یا نظیر اوس کی پائی گئی وہ سنت حکمیہ ہے اور بدعت حسنہ بھی اوسکو باعتبار معنی لغوی کے بعضون نے کہا ہے نہ باعتبار معنی شرعی کے اور جو چیز بعد ان تینون قرن کی ایجاد ہوئی ہو وہ بدعت سئیہ سراسر ظلمت اور موجب ضلالت ہے کما مر آور نقل کیا ہے تفہیم المسائل مین کہ کہا صاحب نصاب الفقہ نے کہ ہر انچہ بدعت حسنہ مجتہدان قرار دادہ اند ہمان صحیح است اگر درین زمانہ چیزی را بدعت حسنہ قرار دہند خلاف است زیرا کہ مصطفی میگوید کہ کل بدعة ضلالة انتہی اور مثل اسی کے کہا صاحب نہایہ نے البدعة بدعتان بدعة هدی وبدعة ضلال فما کان فی خلاف ما امر الله تع به ورسوله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم فهو فی حیز الذم والانکار وما کان واقعا تحت عموم ما ندب الله تع الیه وحض علیه رسوله صلی الله تع علیه وسلم فهو فی حیز المدح وما لم یکن له مثال موجود کنوع من الجود والسخا وفعل المعروف فهو من الافعال المحمودة ولا یجوز ان یکون ذلك فی خلاف ما ورد الشرع به لان النبی صلی الله تع علیه واله وسلم قد جعل له فی ذلك ثوابا

فقال من سن سنة حسنة كان له اجرها واجر من عمل بها وقال في ضده من سن سنة سيئة كان عليه
وزرها ووزر من عمل بها وذلك اذا كان في خلاف ما امر الله تعم به ورسوله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم
ومن هذا النوع قول عمر رض نعمت البدعة هذه لما كانت من افعال الخير وداخلة في حيز المدح سماها بدعة
ومدحها لان النبي صلى الله تعم عليه وآله وسلم لم يسنها لهم وانما صلها ليالي ثم تركها ولم يحافظ عليها ولا
جمع الناس لها ولا كانت في زمن ابي بكر رض وانما عمر رض جمع الناس عليها وندبهم اليها فبهذا سماها بدعة و
هي على الحقيقة سنة بقوله صلى الله عليه وسلم عليكم بسنتي وسنت الخلفاء الراشدين من بعدي وقوله اقتدوا
بالذين من بعدي ابا بكر وعمر وعلى هذا التاويل يحمل الحديث الاخر كل محدث بدعة انما يريد ما خالف اصول الشريعة
ولم يوافق السنت واكثر ما يستعمل البدع عرفا في الذم انتهى ترجمہ یعنی بدعت دو قسم پر ہے ایک بدعت ہدیٰ یعنے
جسکے کرنے مین ثواب ہے اور نکرنے مین برائی نہین اور دوسری بدعت ضلالت ہے یعنے گمراہی سو جو کہ ہو خلاف اوس چیز کے کہ
اللہ تعم اور اوسکے رسول ص نے حکم کیا ہے پس وہ بیچ احاطہ مذمت اور انکار کے ہے اور جو واقع ہو نیچے اوس چیز کے کہ مندوب
کیا اوسکو اللہ تعم نے اور رغبت دلائی اوسپر رسول اوسکے نے سو وہ چیز بیچ احاطہ مدح کے ہے اور جو چیز کہ نہو واسطے اوس کے
مثال موجود مثل کسی نوع جود وسخا کے اور کسی اچھے کام کے سو وہ اچھے کامون سے ہے اور نہین جائز ہے یہ کہ ہون یہ کام اون
کامون سے کہ خلاف ہون کامون شرعیہ کے اسلیئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا ہے اسکے کرنے والے کے لیے اسمین ثواب
سو فرمایا کہ جسنے جاری کیا کوئی طریقہ نیک ہوگا واسطے اوسکے اجر اوسکا اور اجر اوس شخص کا جو عمل کرے ساتھ اوسکے اور فرمایا
اسکی ضد مین کہ جس نے جاری کیا کوئی طریقہ برا ہوگا اوسپر گناہ اوسکا اور گناہ اوس شخص کا جو عمل کرے ساتھ اوسکے اور گناہ
اوسوقت ہے کہ ہو خلاف اوس چیز کے کہ حکم کیا ہے اللہ تعم نے ساتھ اوسکے اور رسول اوسکے نے اور یونہین ہے قول عمر رض کا
نعمت البدعت یعنی یہ اچھی بدعت ہے اور یہ فرمانا اوسوقت تھا کہ تھا یہ فعل افعال خیر سے اور داخل تھا محل مدح مین سو نام رکھا
اوسکا بدعت اور مدح کی اوس کی اس لیے کہ حضرت نے نہین مسنون کیا تھا اوسکو اون کے لیے اور سوا اسکے نہین کہ پڑھا تھا اس کو
یعنی تراویح کو حضرت نے کئی راتون پھر ترک کر دیا تھا اوسکو اور نہ محافظت کی تھی اوسپر اور جمع کیا تھا لوگون کو اوسکے لیے اور نہ تھا
زمانہ مین ابوبکر رض کے اور سوا اسکے نہین کہ جمع کیا عمر رض نے لوگون کو اوسپر اور بلایا اونکو طرف اوسکے سو اسلیئے نام رکھا اوس کو
بدعت اور وہ حقیقت مین سنت تھی حضرت ص کے فرمانے سے کہ لازم پکڑو اوپر اپنے سنت میری اور سنت خلفای راشدین کی بعد
میرے اور فرمایا پیروی کرو اون لوگون کی جو بعد میرے ہین ابوبکر اور عمر رض اور اسی تاویل پر حمل کیا جاوے حدیث دوسری
کو کہ ہر ایک نئی بات بدعت ہے یعنی سوا اسکے نہین کہ ارادہ کیا جاوے اوس چیز کا کہ مخالف اصول شریعت سے ہو اور نہ موافق
سنت کے اور اکثر استعمال بدعت کا عرف مین محل ذم مین ہوتا ہے انتہی سو دیکھو اب سنت جلکیہ کو اسمین بدعت حسنہ کر کے بیان
کیا باعتبار معنی لغوی کے نہ باعتبار معنی شرعی کے ساتھ دلیل نظیر لانے قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوپر جاری کرنے جماعت

تراویح کے کیونکہ قول وفعل اون کا ہمارے لیے سنت ہے بموجب علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین کے اور خصوصًا
شیخین کا فعل کہ جنکی شان مین فرمایا فاقتدوا بالذین من بعدی کے سو فرمانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اوسکو نعمة البدعة بموجب
معنی لغوی کے تھا کہ مطلق بمعنی ایجاد کے ہے نہ بحسب معنی شرعی کے اور یہی مراد ہے صاحب نہایہ کی چنانچہ خود کلام اونکا اوسپر
مشعر ہے کہ جابجا قید خلاف ما امر اللہ تعالی وما ندب اللہ تعالی ورسولہ کی درمیان محمودیت اور مذمومیت فعل کے لگائی
ہے اور پھر آگے جا کے کہتے ہین فبهذا اسماها بدعة وهی علی الحقیقة سنة اور آگے جاکے کہتے ہین ومحمل الحدیث الآخر کل
محدثات بدعة انما یرید ما خالف اصول الشریعة ولم یوافق السنة انتهی اور دیکھو حضرت فرماتے ہین ما احدث قوم
بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسك بسنة خیر من احداث بدعة رواه احمد ترجمہ نہین نکالی کسی قوم نے کوئی بدعت
مگر اوٹھالی گئی مثل اوسکے سنت سے یعنی جو لوگ دین مین نئی بات نکالتے ہین تو ایک سنت اون مین سے اوٹھالی جاتی ہے چنگل
مارنا ساتھ سنت کے بہتر ہے نکالنے بدعت کے سے روایت کیا اسکو امام احمد نے انتهی سو اختیار کرنا سنت کو اگرچہ قلیل سے ہو بہتر
ہے ایجاد کرنے بدعت کے سے کیونکہ اتباع سنت سے نور پیدا ہوتا ہے اور بدعت کے کرنے سے ظلمت حاصل ہوتی ہے اور اسکی شامت
سے قساوت قلبی کو پہنچتا ہے قساوت کو رین اور طبع یعنی زنگ اور مہر کہتے ہین اسکو اللہ تعالی فرماتا ہے کلا بل ران علی
قلوبهم اور بل طبع الله علیها بکفرهم سو جاننا چاہیے کہ کسل اور سستی کی راہ سے ترک کرنا سنت کا باعث ملامت اور عتاب کا
ہوتا ہے اور خفیف جانکر ترک کرنے سے جرم اور عذاب ثابت ہوتا ہے اور انکار اسکا بیشک بدعتی کر دیتا ہے اور ترک بدعت سے
اگرچہ موافق خیال لوگون کے حسنہ بھی ہو کچھ بھی اسمین لازم نہین آتا کذا فی شرح المشکوة اور سنن دارمی مین یون آیا ہے
ما ابدع قوم بدعة فی دینهم الا نزع الله من سنتهم مثلها ثم لا یعیدها الیهم الی یوم القیمة ترجمہ نہین نکالی کسی قوم نے
کوئی بدعت دین اپنے مین مگر نکالی اللہ تعالی نے سنت اوسکی سے مثل اوسکے پھر نہین پھیرتا ہے اوسکو طرف اونکے قیامت کے دن تک
انتهی اور بدعت وہی امر ہے جسکے اصل قرون ثلثہ مین پائی نجاوے اور یہ بات بخوبی ظاہر ہے کہ یہ مجلس میلاد مذکور بعد قرون
ثلثہ کے اہل بدعت نے ایجاد کی ہے اور اسکے بدعت ہونے مین منصف لوگون کو کچھ شک وشبہہ نہین ہے اور فعل بدعت
خود سیئہ ہے سوائے ظلمت کے کسی طرح کا اوسمین نور نہین ہے جیسے اوپر حدیثون سے بخوبی معلوم ہو چکا اور جو حدیث مین آیا ہے
من سن سنة حسنة فی الاسلام الخ سو وہ سنت حکمیہ کے حق مین فرمایا ہے نہ ایجاد بدعت کے امر مین چنانچہ قصہ اوس حدیث کا
مبین اسکا ہے جیسے فرمایا ہے من تمسك بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید کہ جس نے بیچ چنگل مارا اجرای
سنت پر وقت فساد امت میری کے پس اوسکے لیے اجر سو شہید کا ہے سو مراد اس سے یہی ہے کہ جس نے اجرا کیا نیک کام کو
کہ اصل مین ثبوت اوسکا سنت سے ہو چکا ہے اوسکے لیے یہ ثواب ہوگا نہ اوسکے لیے کہ دین مین نئی بات نکالی کہ جسکی اصل سنت
سے نہ ثابت ہوا سلیے کہ فرمایا ہے آپ نے من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد ترجمہ یعنی جسنے نئی بات نکالی ہمارے
دین مین وہ جو اوس مین نہین ہے سو وہ مردود ہے یعنی وہ نئی بات یا وہ نکالنے والا اوسکا انتهی اور فرمایا کل بدعة ضلالة

یعنی ہر ایک نئی بات دین مین گمراہی ہے انتہی اور بدعت اوسی امر کو کہتے ہین جو دینیات مین نیا نکالا جاوے بعد کامل ہونے
اوس کے کہ صراح مین ہے بدعت نو بیرون آوردن رسمی در دین بعد از کامل شدن دین انتہی اور یہ ہر کوئی جانتا ہے کہ اکمال
دین کا حضرت کی حیات ہی مین ہو چکا تھا چنانچہ خود اللہ تعالی فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم
الاسلام دینا ترجمہ آج کے دن کامل کیا مینے واسطے تمھارے دین تمھارا اور پوری کی مینے تمپر نعمت اپنی اور اختیار کیا مینے واسطے
تمھارے اسلام کو دین انتہی اور بعضی لوگ مولد کی مجلس کرنے والون مین سے جو کہتے ہین کہ اسپر اجماع ہے سو غلط ہے اسلیے کہ اگر اجماع
سے مراد اجماع مجتہدین ہے تو احداث اس امر کا بعد گذرنے زمانہ اونکے کے ہے کہ وہ عہد ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کا چار سو برس تک تھا
اور اگر اجماع غیر مجتہدین کا مراد ہے تو وہ معتبر نہین جیسے کہ کہا بیچ کتاب تحقیق شرح حسامی کے الاجماع فی اللغۃ ھو العزم یقال اجمع فلان
علی کذا اذا عزم علیہ ومنہ قولہ تعالی اخبارا فاجمعوا امرکم ای اعزموا علیہ وقولہ علیہ السلام لا صیام لمن یجمع
الصیام من اللیل ای لم یعزم علیہ والاتفاق ایضا ومنہ قولھم اجمع القوم علی کذا ای اتفقوا علیہ والفرق بین
المعنیین ان الاجماع بالمعنی الاول یتصور من واحد وبالمعنی الثانی لا یتصور الا من اثنین فما فوقھا وفی الشریعۃ
ھو عبارۃ عن اتفاق المجتہدین من ھذہ الامۃ فی کل عصر علی امر من الامور فازید بالاتفاق الاشتراک فی الاعتقاد
والقول والفعل اذا اطبق بعضھم علی الاعتقاد انتہی ترجمہ معنی اجماع کے لغت مین عزم کے ہین کہا جاتا ہے کہ عزم کیا فلانے
ایسے ایسے کام پر جبکہ ارادہ کیا اوسپر اور اسیطرح ہے قول اللہ تعالی کا از روے خبر دینے کے فاجمعوا امرکم یعنی پس عزم کرو کام اپنے
کا اور قول حضرت کا کہ جسنے رات سے روزہ کا جمع یعنی عزم اور نیت نہین کی اوسکا روزہ نہین اور اجماع کے معنی اتفاق کے بھی
ہین اور اسی سے ہے قول اونکا کہ اتفاق اجماع کیا قوم نے اوسپر اور فرق دونون معنون مین یہ ہے کہ تحقیق اجماع ساتھہ معنی اول
کے ہو سکتا ہے ایک شخص سے بھی اور ساتھہ معنی ثانی کے متصور نہین ہوتا مگر دو سے یا زیادہ سے اور شریعت مین اجماع کہتے ہین
اسی امت کے مجتہدین کے اتفاق کو درمیان ہر عہد کے کسی کام پر کامون دین سے یا کئی کامون پر سو اتفاق مشترک ہوتا ہے اعتقاد
مین یا قول مین یا فعل مین یا جبکہ مطابق ہو جاوین بعضی اونکے اعتقاد پر اور بعضے اونکے فعل پر یا قول پر ایسے قول اور فعل کہ دلالت
کرتے ہین اعتقاد پر انتہی اور جو اجماع مجتہدین مقلدین کا مراد ہے تو شرط اجماع سے متفق ہونا اوس عصر کے مجتہدون کا ہے جیسا
کہ منار مین ہے والشرط اجماع الکل وخلاف الواحد مانع کخلاف الاکثر ترجمہ اور شرط اجماع سے ہے مجتمع ہونا سبکا اور
مخالف ہونا ایک کا مانند مخالف ہونے اکثر کے ہے انتہی اور شرط اجتہاد سے ہے تدین اور صلاح جیسا کہ کہا منار مین واھل الاجماع
من کان مجتہدا صالحا الی ان قال ولیس فیہ ھوی ولا فسق وقال فی شرحہ فتح الغفار ای لیس صاحب بدعۃ یدعوا
الناس الیھا ولیس ھو من الامۃ علی الاطلاق وسقطت عدالتہ بالتعصب او السفہ فانہ ان کان وافر العقل عالما بقبح
ما یعتقدہ ومع ذلک یعاند الحق ویکابرہ فھو التعصب وان لم یکن وافر العقل کان سفیھا اذ السفہ خفۃ و
اضطراب یحملہ علی فعل مخالف للعقل بقلۃ التامل کذا فی التوضیح وصحح شمس الائمۃ ان اصحاب البدعۃ ان کان

مشیراًالیہا فلا یعتد بقولہ اصلا والا فالحکم کما ذکر وصرح فی التلویح بان المبدع من امة الدعوة دون المتابعة کالکفار و مطلق الاسم لامة المتابعة المشہود لہا بالعصمة انتہی ترجمہ اور اہل اجماع وہ ہین کہ ہو ہر ایک اون مین کا مجتہد صالح اور نہو اوس مین خواہش نفس اور فسق اور کہا شرح منار مین جو فتح الغفار ہے کہ نہو بدعتی کہ بلاوے لوگون کو طرف اوس کے اور نہوا مطلق سے یعنی عامی نہو اور ساقط ہو جاتی ہے عدالت اوسکی بسبب تعصب اور سفاہت کے سو اگر ہے وہ بڑا عاقل دانا ساتھ قباحت اوس چیز کے کہ اعتقاد کرتا ہے وہ اوسکا باوجود اوسکے روگردانی کرتا ہے ساتھ حق کے اور جہالت کرتا ہے وہ اوس سے وہ تعصب ہے اور اگر نہین ہے بڑا عاقل تو ہوگا نادان اسلیے کہ نادانی خفت اور اضطراب ہی اوٹھاتا ہے اوسکو اوس کام پر کہ مخالف عقل کے ہے بسبب کم ہونے سوچ کے اور تصحیح کی ہے شمس الائمہ نے کہ بیشک بدعتی اگر ہو اظہار کرنے والا اوسی بدعت کا تو نہ اعتماد کیا جاویگا ساتھ قول اوسکے کے اصلا اور اگر نہین تو حکم ہے جیسے کہ مذکور ہوا متن مین اور تصریح کی ہے تلویح مین ساتھ اس بات کے کہ بدعت نکالنے والا امت دعوت سے ہے نہ امت پیروی کرنے والے سے مانند کفار کے اور مطلق اسم امت کا واسطے امت متابعہ مشہود لہا بالعصمة کے ہے انتہی اور وہی لوگ قرون ثلثہ کے ہین یعنی حدیث لا تجتمع امتی علی الضلالة مین انتہی اور ظاہر ہے کہ موجد اس مجلس میلاد و ہیئت کذائیہ کا شیخ عمر اور ملک مظفر ابو سعید ہین اور معلن بالفسق ہونا انکا قول صاحب مراة الجنان سے واضح اور ثابت ہے کہا نواسی ابن جوزی کے نے مراة الجنان مین حکی بعض من حضر سماط المظفر فی بعض المولد انہ اعد فی ذلک السماط خمسة الاف راس غنم مشوی و عشرة الاف دجاجة و مائة الف زبدیة و ثلثین الف صحن حلوی و یحل الصوفیة سماعا من الظہر الی الفجر و یرقص بنفسہ و کان یصرف علی المولد کل سنة ثلث مائة الف دینار ترجمہ نقل کیا بعض حاضرین دسترخوان ملک مظفر کے سے بیچ بعض مولد کے کہ اوس نے شمار کیا اوس دسترخوان مین پانچ ہزار بکری بھنی ہوئی اور دس ہزار مرغیان اور ایک لاکھ زبدیہ اور تیس ہزار طباق حلوے کے اور کرتا تھا واسطے صوفیون کے راگ ظہر سے فجر تک اور ناچتا تھا آپ اور تھا خرچ کرتا مولد مین ہر سال تین لاکھ دینار یعنی اشرفیان انتہی سو یہ قابل اعتماد اور سند کے نہین ہے سو کیونکر جائز ہوگا حالانکہ اسلیے علما ربانیین اوسی وقت سے آجتک اس فعل محدث پر رد و قدح کرتے آئے ہین اور تاج الدین فاکہانی نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے کہ لا اعلم لہذہ المولد اصلا فی کتاب ولا سنة ولا ینقل عملہ عن احد من العلماء الائمة الذین ہم القدوة فی الدین المتمسکین باثار المتقدمین بل ہو بدعة احدثہا البطالون و شہوة نفس اعتنا بہا الاکالون علمنا بدلیل اردنا علیہا الاحکام الخمسة قلنا اما ان یکون واجبا او مندوبا او مباحا او مکروہا او حراما و لیس بواجب اجماعا و لا مندوبا لان حقیقة المندوب ما طلبہ الشرع من غیر ذم علی ترکہ و ہذا لم یاذن فیہ الشرع ولا فعلہ الصحابة و التابعون المستدینون فیما علمت و ہذا جوابی عنہ بین یدی اللہ عز و جل ان عنہ سالت ولا جائز ان یکون مباحا لان الابتداع فی الدین لیس مباحا باجماع المسلمین فلم یبق الا ان یکون مکروہا او حراما انتہی ترجمہ نہین جانتا ہون مین واسطے اس مولد کے کوئی اصل قرآن مجید مین اور نہ حدیث شریف مین اور نہ نقل کیا گیا عمل اس کا

بجسم الوکی امر عامی گراہی بلہ ۱۱

کسی ایک علما ائمہ مین سے جو مقتدا تھے دین مین جنگل مارنے والے آثار متقدمین کے بلکہ وہ بدعت ہے کہ نکالا ہے اوسکو بطالون نے اور نفس کے خواہش والون نے اور اہتمام کیا اوسکا پیٹو لوگون نے یہ معلوم ہوا ہمکو ساتھ دلیل کے کہ پھیرا ہم نے اسپر احکام خمسہ کو کہا ہم نے یہ کہ ہووے وجب یا مندوب یا مباح یا مکروہ یا حرام سو نہین ہے واجب از روی اجماع کے اور نہ مندوب ہے کیونکہ حقیقت مندوب کی وہ ہے کہ طلب کیا ہوا وسکو شرع نے بدون مذمت کے اوسکے ترک کرنے پر اور یہ مجلس مولد کی کہ نہین اذن دیا ہے اہمین شرع نے اور نہین کیا اسکو صحابہ نے اور نہ تابعین دیانت دارون نے الخ اور نہین جائز ہے یہ کہ ہووے مباح اسلیے کہ نئی بات نکالنی دین مین نہین ہے مباح ساتھ اجماع مسلمانون کے سو نہ باقی رہا مگر یہ کہ ہو مکروہ یا حرام انتھی اور تحفۃ القضات مین ہے سئل القاضی عن مجلس المولد الشریف قال لا ینعقد لانہ محدث وکل محدث ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار وما یفعلون الجہال علی کل حول فی شہر الربیع الاول لیس بشیء ویقومون عند ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ویزعمون ان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم یجیئی وحاضرۃ فزعمہم باطل بل ہذہ الاعتقاد شرک وقد منع الائمۃ الاربعۃ عن مثل ہذہ انتھی ترجمہ اور پوچھے گئے قاضی مجلس مولد شریف سے کہا اونھون نے کہ نہ مقرر کی جاوے مجلس اسلیے کہ محدث ہے اور ہر ایک محدث گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ مین ہے اور وہ جو کرتے ہین جاہل سرے پر ہر سال کے ماہ ربیع الاول مین نہین ہے کچھ چیز یعنی لا اصل ہے اور کھڑے ہوتے ہین قریب ذکر تولد ہونے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اور گمان کرتے ہین کہ بیشک روح آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کی آتی ہے اور حاضر ہوتی ہے سو گمان اون کا باطل ہے بلکہ یہ اعتقاد شرک ہے اور بیشک منع کیا چارون امامون نے ایسی باتون سے انتھی اور یون ہی اسکو منع لکہا ہے عبداللہ بن حاج نے کتاب مدخل مین اور نور الدین علی سے شارح مواہب لدنیہ نے اور صاحب ذخیرۃ السالکین نے اپنے ذخیرہ مین اور مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات مین اور حسن بن ہندی نے اپنے رسالہ طریقۃ السنت فی رد اہل البدعۃ مین اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے تحفہ اثنا عشریہ اور صاحب مواہب لدنیہ قسطلانی نے مواہب مین اور شیخ عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین اور صاحب سیرۃ حلبی نے اور ان سب کے اقوال سیرت شامی اور تفہیم المسائل مین مرقوم ہین جسکو اس سے زیادہ تحقیق اس امر کی منظور ہو وہ رسالہ مرآت سنت اسنیہ من دلائل قویہ فی دفع ظلمت مجلس المولدیہ بہیئت الکذائیہ وغیرہ مین دیکھ لی اب قطع نظر اس سب گفتگو سے ایک اور بات ہے وہ یہ ہے کہ حدیث مین آیا ہے دع ما یریبک الی ما لا یریبک ترجمہ چھوڑ دے تو اوس چیز کو جو شک مین ڈالے تجھکو طرف اوس چیز کے کہ نہ شک مین ڈالے تجھکو یعنی جو شک والی بات ہو اوس کو چھوڑ دے اور جس مین شک نہو وہ اختیار کر اور قاعدہ اصول کا ہی نور الانوار مین لکھا ہے اذا اجتمع الحلال والحرام فغلب الحرام ترجمہ جبکہ جمع ہو جاوین حلال اور حرام تو غالب ہو جاتا ہے حرام اور طریقہ محمدیہ اور اوسکی شرح مین ہے الفقہاء قالوا اذا تردد المکلف فی شیء بین کونہ سنۃ وبدعۃ فترکہ لازم ای واجب ترجمہ فقہا نے کہا ہے کہ جب متردد ہو آدمی مکلف درمیان کسی چیز کے ہونے اوس کے مین سنت اور بدعت تو چھوڑ دینا اوسکا لازم ہے یعنی واجب ہے انتھی اب اس سے

بھی ثابت ہوا کہ مسلمانون کو یہ فعل کہ درحقیقت عبادت اور حسن لذاتہ ہونے مین اوسکے شک نہین ہے بجالانے
اور کرنے مین کچھہ تامل نہین چاہیئے مگر ہان یہ بات ضرور ہے کہ عبادت کو عبادت کے طور پر جو سلف صالحین سے موافق سنت
سنیہ کے ثبوت اوسکا آیا ہے ویسے ہی بلا آمیزش کسی بدعت کے اوسکو کرنا واجب اور لازم ہے ورنہ خلاف مین اوس کے
وعید شدید وارد ہے کہ اصحاب البدع کلاب اہل النار یعنی بدعتی لوگ کتے ہین دوزخیون کے سو ہر مسلمان کو لازم
ہے کہ آپ کو اس وعید شدید سے بچاوے روایت کیا اس حدیث کو اقامۃ السنۃ اماتۃ البدعۃ مین صواعق محرقہ سے اور
مبشر کرے آپکو ساتھہ اشارت کے بشارت اس حدیث پر رحم اللہ خلفائی قیل ومن خلفاءک یا رسول اللہ قال
الذین یحبون سنتی ویعلمونہا الناس ترجمہ فرمایا حضرت نے کہ رحمت ہووے اللہ تعالی کی میرے خلیفون پر کہا گیا
کہ کون خلیفہ ہین آپکے یا رسول اللہ فرمایا وہی لوگ کہ جو زندہ کرین میری سنت کو اور سکھلاوین اوسکو لوگون کو روایت
کیا اسکو تنبیہ الضالین مین فتح سر المنان فی اثبات مذہب النعمان سے اور اوس مین روایت کیا کتاب ابانہ ابونصر سجزی
اور تاریخ ابن عساکر سے

بیان رضاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور دودہ پلایا آنحضرت صلعم کو حلیمہ بنت ابی ذویب نے تفصیل اسکی یہ ہے کہ پہلے پہل
جسنے آپکو دودہ پلایا وہ والدہ شریفہ آپکی ہین اور یہ دودہ پلانا تین دن تک تھا پھر بعد تین دن کے ثویبہ نے جو لونڈی ابولہب
کی تھی چند دن آپ کو دودہ پلایا پہلے حلیمہ سے اور انھین ثویبہ نے دودہ پلایا تھا حضرت حمزہ آپ کے چچا کو آپ سے پہلے اور بعد
آپکے ابو سلمہ مخذومی اور عبد اللہ جحش اسدی کو اور دودہ شریک بھائی انکا السی مروج بیٹا انکا تھا پھر بعد انکے دودہ پلایا حضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو حلیمہ بنت عبد اللہ ابن ابی ذویب بن الحارث بن جابر بن زرام بن ناصرہ بن سعد نے اور رضاعی
بھائی النبی آپکا عبد اللہ بن الحرث بیٹا انکا تھا ایسے ہی ہے امیر السیر مین اور مروی ہے حلیمہ سے کہتے ہین کہ ہمارے قبیلے
بنی سعد مین سے بہت سی عورتین مکہ کو دایہ گری کرنے کو آتی تھین مین بھی اون کے ساتھہ اسی ارادہ سے چلی اور یہ برس
قحط وکال کا تھا ہمارے ملک مین اور گود مین میرے لڑکا میرا عبد اللہ بن الحرث دودہ پیتا اور خاوند میرا ہم تینون چلے اور
ہمارے پاس ایک گدھا تھا جسپر مین سوار تھی اور ایک بڈھی اونٹنی تھی اور میری چھاتیون مین اتنا دودہ تھا کہ جس مین
میرے لڑکے کا پیٹ بھرتا اور نہ اونٹنی کے دودہ تھا پھر جب ہم مکہ مین پہنچے تو ہم سب بچون کی تلاش مین مصروف ہوئے اور قسم
اللہ تعالی کی کوئی عورت میرے ساتھہ کی ایسی تھی کہ اوسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نکیا ہو مگر جب یہ سنتین کہ وہ یتیم ہین تو قبول
نکرتین اونکو اور ہٹ جاتین وہ اون سے پھر وہ سب میری ساتھنین اپنے مقصود کو پہونچین اور ایک ایک رضیع سب نے لیا مگر
صرف مین ہی اکیلی باقی رہی تو مینے اپنے خاوند سے کہا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ سب میرے ساتھہ والیون کو رضیع ملجاوین اور مین
ہی صرف خالی ہاتھہ پھر جاؤن مین تو اب جاکر اوسی یتیم کو لیتی ہون یہ کہکر مین گئی تو مینے آپکو ایک سفید کپڑے مین لپٹا ہوا پایا کہ
وہ دودہ سے بھی زیادہ سفید تھا اور مشک کی خوشبو اوس مین سے آتی تھی اور نیچے آپکے ایک سبز اطلس بچھا ہوا تھا اوس پر
وہ چت لیٹے ہوئے سو رہے تھے مجھے اون کا حسن وجمال دیکھکر اون پر شفقت اور محبت آئی کہ جگا دینا اونکا جس سے مجھے ناگوار ہوا

پھر ہولے سے مین اون کے پاس گئی اور ہاتھ اپنا اون کی چھاتی پہ رکھا تو مسکرا کر ہنسے اور آنکھین کھولکر مجھے دیکھا اونکی آنکھون سے
ایک نور نکلا اور میرے دیکھتے ہی وہ آسمان پر چڑھ گیا پھر مینے اونکی دونون آنکھون کے درمیان مین محبت سے چوم لیا اور سیدھی
طرف کی چھاتی اونکے موںھ مین دی اونھون نے اوس سے جتنا دودھ چاہا اوتنا پی لیا پھر بائین جانب کی چھاتی اونکے موںھ مین دی
تو نہ قبول کیا اونھون نے اوسکو اور ہمیشہ یہی عادت رہی اونکی اور یہ الہام تھا اللہ تعہ کی جانب سے آپکو کہ اونکا ایک اور بھی دودھ
شریک ہے پس تعلیم ہوئی عدالت کی اللہ تعہ کی جانب سے اونکو اس مین پھر ہمیشہ اسی طریق سے آپ سیراب ہوتے تھے ایک چھاتی سے اور
دوسری سے دودھ شریک بھائی آپ کا پھر لے لیا مینے آپکو اور آئی اپنے ڈیرا اومین پھر کھڑا ہوا خاوند میرا اونٹنی کی طرف تو دیکھا کہ
بھر آیا تھا دودھ اوسکے تھنون مین اور حال یہ کہ نتھا دودھ اوسکے تھنون مین ایک قطرہ بھر بھی پھر دوہا اوسکو اور پیا ہم دونون نے
اوسکو آسودہ ہوکر پھر سو رہے ہم پڑکر اوس مبارک رات مین کہتے ہین وہ کہ پھر وداع کیا آپس مین سب نے ایک دوسرے کو اور
وداع کیا ہمنے والدہ شریفہ حضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کو اور سوار ہوئی مین اپنے اوس گدھے پر اور آگے اپنے لیا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر دیکھا مینے اپنی اونٹنی کو کہ تین سجدے کیے اوسنے طرف کعبہ کے اور اوٹھایا سر اپنا آسمان کی طرف پھر چلی
یہان تک کہ آگے ہوگئی سب ساتھ والون سے سو تعجب کیا اس امر سے سب نے اور کہا کہ تحقیق حلیمہ کے لیے البتہ ایک شان ہے
بڑی پھر جب ہم اپنے گھرون مین پہونچے اور حال یہ تھا کہ خشک سالی تھی ہمارے یہان اور گھاس چارہ کا بھی نشان نتھا اور بکریان
ہماری شام کو جنگل سے بھوکی اور سوکھی ہوئی آتی تھین دودھ کا پتا اور نشان بھی اونکے تھنون مین نہوتا تھا پھر آنے لگین
بکریان میری شام کو پیٹ بھری اور دودھ بھرا ہوا اونکے تھنون مین تھا ہم اون کو دوہتے اور پیتے اور سارے قبیلہ کی بکریان
ویسے ہی بھوکی اور سوکھی رہا کرتین کسی کو ایک قطرہ دودھ بھی نصیب نہوتا پھر سب نے اپنے اپنے چراہون سے کہا کہ تم بھی
وہین اپنی بکریان چرایا کرو جہان ابی ذویب کی بیٹی یعنے حلیمہ کی بکریان چرا کرتی ہین پھر وہی سب بکریان شامل چرتین مگر
اونکی ویسے ہی بھوکی سوکھی چلی آتین اور میری بھر پور دودھ سے اور خوب اگھائی چارہ سے آتین اور اس خیر و برکت کا سبب
وہ خوب جانتی تھین اور پہچانتی تھین کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی ذات شریف ہے چنانچہ کہا ہے لقد بلغت بالھاشمی
حلیمۃ مقاما علی فی ذروۃ العز والمجد یعنی تحقیق پہونچی ساتھ برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیمہ ایک مقام برتر کو بیچ
بلندی عزت اور بزرگی کے وزادت مواشیھا واخضر العیبھا وقد عم ھذا سعد کل بنی سعد اور زیادہ ہوئے مویشی
اوسکے اور سبز ہوئی زمین اوسکی قوم اوسکی اور تحقیق عام ہوئی یہ سعادت سب بنی سعد کو اور حلیمہ وقت کھلانے اور بہلانے حضرت
صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ اشعار پڑھتین یا رب اذا اعطیتہ فابقہ واعلہ الی العلی وارقہ وادحض اباطیل
العلی بحقہ یعنی ای اللہ جب دیا تو نے اسکو باقی رکھ اسکو اور چڑھا اسکو طرف بلندی کے اور ترقی دے اسکو اور پست کر
جھوٹ دشمنون کی ساتھ حق اوسکے کے اور کھلاتی اور بہلاتی تھی آپ کو شیمہ بہن دودھ شریک بھائی آپکے کی اور پڑھتی اوسوقت
یہ شعر ھذا اخ لی لم تلدہ امی ولیس من نسل ابی وعمی یعنی یہ بھائی میرا ہے نہین جنا اسکو ماں میری نے اور نہین ہے یہ نسل

باپ اور چچا میرے سے فدیة من مخول معمی فانه اللهم فیا تمھی قربان کیے بیٹے اوس پر ماموں اور چچا اپنے پس
بڑھا اسکو ای اللہ بیچ اوس چیز کے کہ بڑھاوے تو اور مروی ہے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا اونھون نے اے رسول اللہ
تعالی بلایا مجھکو واسطے داخل ہونے کے دین مین ایک نشان نبوت تمھارے نے کہ دیکھا تھا مینے پالنے مین باتین کرتے ہوئے
چاند سے اور اشارہ کرتے تھے تم اوسکو اونگلی سے پھر جدہر کو تم اشارہ کرتے وہ اودہر ہی کو جھک جاتا فرمایا آپ نے تحقیق
مین باتین کرتا تھا اوس سے اور وہ مجھسے باتین کرتا تھا بہلانے اور روکنے کو مجھے اوس سے اور سنتا تھا مین آہٹ
سجدہ کرنے اوسکے کی جبکہ سجدہ کرتا تھا وہ نیچے عرش کے اور یہ حدیث ضعیف ہے کذا فی زرقانی اور جھلایا کرتے آپ کو اور
جھونکے دیا کرتے گہوارے کو آپکے فرشتے کذا فی المواہب اور کلام فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جبکہ دودھ چھڑایا آپ کا
ساتھ کلمہ اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرة واصیلا[لہ] اور جب پاؤن چلنے تو نکلتے گھر سے اور دیکھتے کھیلتے
ہوئے لڑکون کو تو منع کرتے اونکو اور پکڑتے ہاتھ اپنے بھائی رضاعی کا اور کہتے کہ تحقیق ہم نہین پیدا کیے گئے ہین کھیلنے کو اور
نہ جانے دیتی تھین حلیمہ اونکو دور گھر سے کہین ایک روز غافل ہوگئین وہ اور نکلے رسول اللہ ساتھ رضاعی بہن شیما کے ٹھیک
دوپہر اور گئے طرف مویشی کے پھر نکلی پیچھے اونکے حلیمہ ڈھونڈتی ہوئی پھر پایا اونکو ساتھ بہن رضاعی اونکی کے اور کہنے لگی
اس گرمی مین تو کہان نے نکلی انکو اونھون نے کہا ای مان نہین دھوپ لگی ہے میرے بھائی کو ایک بادل کے ٹکڑے نے سایہ
کیا ان پر جہان کہین کھڑے ہوئے کھڑا ہوگیا وہ اور جب چلے چلا وہ بھی سایہ ڈالے ہوئے اور کہا حلیمہ نے دودھ چھڑانے کے بعد
جب لائی مین اونکو اونکی مان کے پاس اور چاہتی تھی مین کہ ابھی اور رکھتی مین اونکو اپنے پاس بسبب اوس خیر و برکت کے کہ
دیکھی تھی مینے اون سے کہا مینے اونکی مان سے کہ اگر رہنے دو تم اونکو ہمارے پاس اونکے بڑے ہونے اور قوی ہونے تک تو
بہتر ہے مکہ کی وبا سے مین اسپر خوف کرتی ہون سو قبول کیا اونھون نے اس بات کو اور پھر لوٹا لائی مین اون کو اپنے گھر اور
کل مدت رہنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حلیمہ کے گھر پانچ برس تھی اور بعد پانچ برس کے پہونچا گئین وہ آپ کو اپکی والدہ شریفہ
کے پاس کذا فی المواہب اور باقی **ذکر رضاعت شریف کا بیان مرضعات آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی**
دوسری جلد مین آویگا اور آپ جس ایام مبارک فرجام مین حلیمہ کے یہان تشریف شریف رکھتے تھے شق کیا گیا آپکا سینہ مبارک
ف اور واقع ہوا تھا یہ واقعہ بعد دو یا تین مہینے کے بعد دوبارہ تشریف فرما ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیمہ
کے گھر مین جبکہ مکہ لے گئی تھین وہ پھر دوسری دفعہ آپکو اپنے گھر مین والدہ شریفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذن لیکر
اپنی خواہش سے اور شق کیا تھا سینہ مبارک آپکا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اور اونکے ہمراہ حضرت میکائیل اور اسرافیل بھی
تھے اور باہر نکالا سینہ بکینہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے سے حصہ شیطان کا اور پر کیا اوسکو حکمت اور نور ایمان سے
شواہد النبوت مین لکھا ہے کہ روایت ہے حلیمہ سے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ
بکریان چرانے گئے تھے ناگہان ضمرہ آپکا برادر رضاعی روتا ہوا دوپہر کو میرے پاس آیا اور کہا کہ ای مان جلد چل میرے بھائی قرشی

[لہ] اللہ بہت بڑا ہے بزرگ اور تعریف واسطے اللہ کے ہے بہت اور پاکی بولنا ہے اللہ کی صبح اور شام ۱۲ سید عبد اللہ شاہ

کی خبر لے کہ اونکا زندہ پانا مشکل معلوم ہوتا ہے بیبی نے کہا کیا حال ہے اوس نے حال مفصل بیان کیا اور کہا کہ ہم سب لڑکے کھیل رہے تھے ناگاہ ایک آدمی آیا اور اونکو ہمارے درمیان سے پہاڑ پر اوٹھا لے گیا اور چھری سے اونکا پیٹ چاک کر ڈالا حلیمہ کہتی ہین کہ یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مین اور میرا خاوند دوڑے تو محمد صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کو پہاڑ پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور چہرہ آپ کا روشن تھا اور نگاہ آپکی طرف آسمان کے لگی تھی ہم دونون نے آپکی پیشانی نورانی کو بوسہ دیا اور کہا ای جان مادر کیا حال ہے اور آپکو کس نے دکھہ پہنچایا ہے آپنے اشارہ کیا کہ مین اپنے بھائیون کے ساتھہ کھیل رہا تھا ناگاہ تین آدمی آئے ایک کے ہاتھہ مین چاندی کا آفتابہ تھا اور دوسرے کے ہاتھہ مین زمرد کا طاس برف سے بھرا ہوا مجھکو وہان سے اوٹھا کر اس پہاڑ پر لائے پھر ایک نے بکمال شفقت سے مجھے زمین پر لٹا کر میرا سینہ ناف تک چھری سے چیرا اور مین دیکھتا تھا کچھہ مجھکو درد والم معلوم نہین ہوتا تھا پھر سینے کے اندر ہاتھہ ڈال کر دل کو نکالا اور اوس مین سے ایک سیاہ چیز خون آلودہ نکالکر پھینک دی اور کہا کہ یہ تمھارے وجود مین حصہ شیطان کا تھا جسنے اوسنے نکال ڈالا اور اوسکے وسوسہ اور مکر و فریب سے بیخوف کیا پھر میرے دل کو وہین اوس کی جگہہ پر رکھکر نور کی خاتم سے اوس پر مہر کر دی چنانچہ ابتک مین اوسکی سردی اور خوشی اپنی تمام رگون اور جوڑون مین پاتا ہون پھر تیسرے شخص نے اون مین سے مخاطب دونون سے ہو کر کہا کہ تم دونون اپنے کام کر چکے اب الگ ہو جاؤ پھر اوس نے میرے پاس آکر میرے زخم پر ہاتھہ پھیرا وہ زخم مل گیا پھر اوس نے اون دونون سے ایک کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اوسکو ساتھہ دس آدمیون امت کے تول اور برابر کر اوس نے برابر کیا تو مین غالب آیا پھر کہا سو آدمیون سے برابر کہ جب اوس نے برابر کیا مین غالب آیا پھر کہا ہزار آدمیون سے برابر کر جب اوس نے برابر کیا تو پھر بھی مین غالب آیا پھر کہا کہ اب رہنے دو اگر اسکو تمام امت کے آدمیون کے برابر کرو گے یہی غالب آئے گا پھر مجھے ہاتھہ پکڑ کر بٹھا دیا اور میرے سر اور پیشانی پر تینون نے بوسہ دیا اور کہا کہ ای حبیب خدا تجھکو کچھہ خوف مت ہو جو اگر تو معلوم کرے کہ تیرے لیے کیا کیا سعادتین اور کرامتین ہین البتہ تیری آنکھون مین نور زیادہ ہو یہ کہکر وہ تینون آسمان کو اوڑ گئے اور اوسکے اندر داخل ہوئی اگر تم چاہو تو مین تمکو اونکی وہ جگہہ بتاؤن جہان سے وہ آسمان مین داخل ہوئے تھا دون انتہی واضح ہو جیو کہ جو اس حدیث مین ذکر وزن کرنے حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کا آیا ہے سو مراد اوس سے وزن اعتباری ہے اور مراد رجحان سے رجحان فضیلت اور بزرگی مین ہے یعنی حضرت حبیب خدا صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم بزرگی اور فضیلت مین تمام امت بلکہ تمام عالم سے افضل اور ارجح ہین ابیات قبای دو عالم بہم دوختند وزان ہر دو یک زیور افروختند چو گشت آن ملمع قبا جامی او بدستی کم آمد ز بالای او و الحق کذالک کذا فی المواہب اللدنیہ اور بخوبی تفصیل سے بیان اسکا معجزات مین آویگا انشاء اللہ تعالی اور دودہ پلایا آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کو ثویبہ نے جو کنیز تھین ابولہب کی اور وہ اوسوقت آزاد تھین کہ ابی لہب نے اونکو وقت بشارت ولادت آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کیا تھا چنانچہ مواہب مین کہا وارضعتہ علیہ السلام ثویبۃ عتیقۃ ابی لہب حین بشرتہ بولادتہ علیہ الصلوۃ والسلام اور گود مین کھلایا آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم کو ام ایمن حبشیہ نے کہ نام اونکا برکت تھا اور آنحضرت صلعم نے ام ایمن کو اپنے والد کا

کے میراث مین پایا تھا اور آپ جب بڑے ہوئے تب اونکو آزاد کیا اور زید بن حارثہ سے اونکا نکاح کر دیا اور وفات پائی والدۂ
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوس حال مین کہ آنحضرت علیہ الوف من التحیۃ والثنا اپنے والدہ کے شکم مبارک مین تھے
اور بعضون نے کہا کہ آپ دو مہینے کے تھے اور بعضون نے کہا کہ سات مہینے کے تھے اور بعضون نے کہا کہ دو برس اور چار مہینے کے
تھے اور وفات پائی والدہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اوس وقت کہ آپ چار برس کے تھے اور بعضون نے کہا کہ چھہ برس کے تھے
روضۃ الاحباب اور سیرت حلبی مین ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھہ یا سات برس کے ہوئے آپکی والدہ ماجدہ آپ کو اور
ام ایمن کو لیکر مکہ سے مدینہ کو گئین واسطے دیکھنے ماموون جد امجد اوس سرور مختار کے اور وہ بنی عدی بن نجار تھے بنی عدی
ابن نجار ماموں تھے عبد المطلب کے اسواسطے کہ والدہ اونکی ون مین سے تھی اور نجار کا نام تیم ہے اور جب اونھون نے تیشہ کے ساتھ
کہ آلہ ہے درودگری کا اپنا ختنہ کیا اس علاقہ سے نجار کہلانے گئے کما فی سیرۃ الحلبی اور اوس مکان مین اوترین جس کو دار النابغہ
کہتے ہین اور پھر وہان ایک مہینا رہکر مکہ کی طرف لوٹین جب منزل ابوا مین آئین وہان وفات پائی اور اوسی منزل مین لوگون نے
اونکو دفن کیا اور بعض روایت مین ہے کہ قبر آمنہ رضی کی مکہ مین ہے ایک جماعت علما کی نے کہا ہے کہ جمع ہونا درمیان دونون روایتون
کے یون ہوسکتا ہے کہ اول شاید ابوا مین دفن کیا ہو پھر وہان سے لاکر مکہ مین دفن کیا ہو ابوا ساتھ فتح الف کے نام ایک مکان کا
ہے مابین مکہ اور مدینہ کے والدہ ماجدہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہین مدفون ہوئین اور امام باقر وہین پیدا ہوئے اور حضرت
سرور عالم نے اپنی والدہ شریفہ کی قبر کی وہان پر زیارت کی تھی کما مر اور کہا صاحب قاموس نے کہ مدفن حضرت کے والدہ صاحبہ
کا دار رایعہ ساتھ رای مہملہ اور الف اور یای تحتانیہ اور عین مہملہ اور آخر مین ساتھ ہای ہوز کے ہے مکہ مین اور بعد وفات
والدہ کی ذمہ دار ہوئے آپکی پرورش کے عبد المطلب دادا آپکے منقول ہے کہ جب آمنہ رضی نے ابوا مین وفات پائی ام ایمن
آنحضرت کو مکہ مین لیکر آئین تو دادا آپ کے عبد المطلب نے آپکو گود مین لیا اور آمنہ رضی کے فوت ہوجانے پر رقت کی اور آپ کی
پرورش کے ذمہ وار ہوئے اور شفقت اور رحمت آپ پر بہت کرتے کہ کسی اپنے بیٹے کے حق مین اسقدر شفقت اور مہربانی نہین کرتے
تھے اور جب تک آپ تشریف شریف نہ لاتے ہرگز دسترخوان نہ بچھاتے اور طعام تناول نفرماتے اور آپکو بہت معزز اور مکرم رکھتے
اور آپ جب چاہتے حالت خواب اور بیداری اور خلوت مین عبد المطلب کے پاس چلے جاتے اور اون کی مسند پر جا بیٹھتے اور
عبد المطلب کی ایک مسند خاص تھی کہ کوئی شخص بجز اونکے اوس پر نہ بیٹھتا اور اشراف قریش گرداگرد اون کے بیٹھا کرتے تھے
چنانچہ روضۃ الاحباب مین ہے اور جب کوئی خواص عبد المطلب مین سے بپاس رعایت قاعدۂ ادب کے آپکو اس امر سے مانع ہوتا
عبد المطلب کہتے رہنے دو اس میرے فرزند ارجمند کو کہ فر بادشاہی اونکے چہرہ سے نمایان ہے کذا فی روضۃ الاحباب
اور جب سن شریف آپکا آٹھہ برس اور دو مہینے اور دس دن کو پہنچا وفات پائی عبد المطلب نے بعد اسکے پرورش کا عہدہ لیا
ابوطالب نے جو آپکے چچا تھے روایت ہے کہ مرتے وقت عبد المطلب نے ابوطالب کو وصیت کی کہ محافظت اور حمایت آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پرلے درجہ کی بلاقصور کرنا اور کہتے ہین کہ عبد المطلب آخر عمر مین نابینا ہوگئے تھے اور عمر اونکی

ایک سو بیس برس کی ہوئی تھی اور ایک روایت سے بیاسی برس کی تھی اور وفات عبد المطلب اور نوشیروان کی اور تخت پر بیٹھنا
ہرمز بن نوشیروان کا اور موت حاتم طائی کی جو مشہور تھا ساتھ سخا اور کرم کے ایک ہی سال مین واقع ہوئی اور کسی نے آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپکو اپنے دادا کا مرنا یاد ہے فرمایا ہان اور مین اوس روز آٹھ برس کا تھا چنانچہ روضۃ الاحباب
مین ہے مروی ہے کہ عبد المطلب نے ابو طالب کو اسلیے مہم کفالت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سپرد کی تھی کہ یہ آپکے حقیقی
چچا تھے اور ابو طالب کو آپ سے ایسی محبت اور الفت تھی کہ کسی چچا کو ایسی تھی اور مروی ہے کہ جب عبد المطلب نے آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کونسے چچا کو اپنے سب چچاؤن سے چاہتے ہو کہ تمھارا کفیل ہو آپنے ابو طالب کو اختیار
کیا اور کہتے ہین کہ ابو طالب اور زبیر دونون چچاؤن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نے آپکی کفالت کے باب مین قرعہ ڈالا
وہ ابو طالب کے نام پر پڑا چنانچہ روضۃ الاحباب اور اوسکی منہیہ مین ہے جب ابو طالب والی امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی ہوئی محافظت آپکی بخوبی کرنے لگے اور سعی مشکور اور جہد بلیغ اس امر مین بجا لائے کیا قبل نبوت سے اور کیا بعد نبوت کے اور
آپکو اپنے سب بیٹون سے زیادہ پیار کرتے اور ہر بات مین مقدم رکھتے اور جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ آتے
موافق دستور عبد المطلب کے دستر خوان نہ بچھاتے مروی ہے کہ ابو طالب چندان مالدار نہ تھے اور عیال بہت رکھتے تھے جب کبھی
بے حضور حضرت کے کھانا کھاتے پیٹ اونکے ہرگز نہ بھرتے اور جب آپ دستر خوان پر حاضر ہوتے تب سب شکم سیر ہو جاتے اور کھانا
بچ رہتا اور کہتے ابو طالب قسم خدا کی البتہ بیشک تو مبارک ہے اور بستر آپکا اپنے بستر کے برابر بچھاتے اور جب گھر سے باہر جاتے آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ لے جاتے کذا فی روضۃ الاحباب اور جب آپ بارہ برس اور دو مہینے اور دس دن کی ہوئی
سفر کو گیے طرف شام کے ہمراہ اپنے چچا ابو طالب کے پھر جب داخل ہوئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شہر بصرے مین تو دیکھا
اور پہچانا آپکو ایک راہب نے کہ نام اوسکا بحیرا تھا بحیرا ساتھ فتح اول و کسر ثانی و آخر الف مقصورہ کے اور نزد بعضی بضم اول
و فتح ثانی کے نام ایک راہب کا ہے ان نشانیون اور پتون کے ساتھ کہ جانتا تھا پھر آگے آپکے آیا اور پکڑا آپکے دست مبارک
کو اور کہا یہ رسول ہے رب العالمین کا کہ بھیجا اللہ تعالیٰ نے اسکو واسطے ہدایت عالم کے تا کہ رحمت ہو واسطے اہل جہان کے اور
کہا کہ جس وقت تم یہان آئے باقی نرہا کوئی پتھر اور درخت مگر کہ سجدے مین گر پڑا اور پتھر اور درخت سجدہ نہین کرتے مگر پیغمبر کو اور
بیشک صفات اسکے پاتا ہون مین اپنی کتابون مین ف جاننا چاہیے کہ مراد سجدے سے یہان سجدہ تعظیم اور تحیت ہے کہ اونٹ
اور بکری اور درخت اور پتھر نے آپکو سجدہ کیا ہے اور سجدہ کرنا انکا حدیثون صحیح مین آیا ہے چنانچہ مشکوۃ شریف اور قاضی عیاض
کی شفا اور اوسکی شرح نسیم الریاض مین جو تصنیف شیخ الاسلام علامہ احمد شہاب الدین خفاجی کی ہے بتفصیل مذکور ہے کہ
اللہ تعالیٰ کے الہام سے پہچان گئے یہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اور بسبب مشاہدہ انوار نبوت کے سجدے مین گر پڑے
اور سجدہ اونکا منجملہ علامات نبوت اور معجزات رسالت سے تھا چنانچہ سجدہ تعظیم کا کرنا ستارون اور سورج اور چاند کا حضرت یوسف
علیہ السلام کو خواب مین علامت اور دلالت تھی اون کی نبوت پر اور سجدہ عبادت کا خاص ہے واسطے ذات پاک رب العالمین کے

خواہ حیوان سے ہو خواہ انسان سے خواہ نباتات وجمادات سے یہ سجدہ غیر کے واسطے ہرگز جائز نہین نہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کی شریعت مین نہ اور انبیا علیہم السلام کی شریعتون مین اور دلیل اسکی کہ سجدہ عبادت کا خاص اوسی معبود حقیقی
کو ہے یہ کلام پاک اوس مسجود خلائق کا ہے وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ
ترجمہ اور واسطے اللہ ہی کے سجدہ کرتا ہے جو آسمانون اور زمین مین ہے جاندارون سے اور فرشتے اور وہی سرکشی
نہین کرتے لفظ ما کا عام ہے شامل ہے ذوی العقول اور غیر ذوی العقول کو دواب اور جمادات اور نباتات سے اور دوسری
آیت مین تفصیل سے فرمایا اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ
وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ترجمہ کیا نہین دیکھا تونے اے محمد کہ تحقیق اللہ کو سجدہ
کرتے ہین جو کوئی آسمانون مین ہے اور جو کوئی زمین مین ہے اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور
بہت آدمی اور بہت ہین کہ ثابت ہو چکا ہے اونپر عذاب ایک سجدہ ہے کہ سب اوس مین شامل ہین آسمان زمین مین جو کوئی ہے
وہ یہ کہ اللہ کے قدرت مین بے بس ہین اور ایک سجدہ ہے ہر ایک کا جدا وہ یہ کہ اوسکو جس کام کا بنایا اوس کام مین لگے یہ
بہت آدمی کرتے ہین بہت نہین کرتے اور خلق ساری کرتی ہین موضح القرآن پھر سجدہ تعظیم کا بھی پیغمبر خدا کے لیے اور اسی طرح
اور بزرگون کے لیے بھی ذوی عقول کو ہماری شریعت مین جائز نہ رہا بخلاف غیر ذوی عقول کے کہ تعظیماً اون سے جائز رہا چنانچہ نقل
کیا امام احمد اور بزار نے بیچ حدیث صحیح کے کہ تشریف لائے وہ سرور انس رض جانب ایک انصاری کے بستان مین اور ابو بکر رض اور عمر رض
اور ایک شخص اور انصار مین سے آپکے ہمراہ تھے اور اوس بستان مین ایک بکری تھی اوس نے آپکو سجدہ کیا تب حضرت صدیق رض
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم زیادہ لائق ہین ساتھ سجدہ کرنے کے واسطے آپکے اس بکری سے آپنے فرمایا نہین لائق ہے
واسطے کسی ذوی العقول کے کہ سجدہ کرے کسی کو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہا داخل ہوئے نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم باغ مین ایک انصار کے پھر آیا اونٹ کہ اوس باغ مین تھا پھر اوس نے آپ کو سجدہ کیا اور لفظ من کا دوسری آیت مین
اگرچہ خاص واسطے ذوی العقول کے ہے لیکن باقی آیت مین عام ہے غیر ذوی العقول کو شامل ہے باعتبار تغلیب کے اور یہی مختار
ہے اکثر مفسرین کا جیسے کہ مظہری مین ہے اور حمل کیا بیضاوی نے کلمہ من کا اوپر عموم کے اور کہا من جائز ہے یہ کہ عام ہو
ذوی العقول اور غیر اونکے کو علی سبیل التغلیب اور کہا محققین نے تحقیق من نہین تعبیر کی جاتی ہے ساتھ اوسکے غیر ناطقین
سے مگر جبکہ جمع کیا جاوے درمیان اونکے اور درمیان غیر اونکے کے پس اوپر تقدیر ارادہ عموم کے قول اللہ تعالیٰ کا والشمس الخ
قبیل عطف خاص سے ہے اوپر عام کے تنہا لایا گیا بیچ ذکر کے واسطے شہرت اوسکی کے اور بعید ہونے سجدے کے اوس سے
ظاہر مین انتہی اور مراد ساتھ سجدہ کے ان دونون آیتون مین سجدہ عبادت اور طاعت کا ہے اسواسطے کہ جمیع اشیاء
جمادات یعنی بیجان اور حیوانات یعنی جاندار بعقل سے مطیع اور فرمانبردار ہین اللہ تعالیٰ کے اگرچہ ہم جمادات کو مردہ سمجھتے ہین
لیکن نزدیک اللہ کے نہین خالی ہین ایک نوع کی حیات اور ادراک سے اور دلالت کرتا ہے اوسپر قول اللہ تعالیٰ کا قَالَتَا اَتَيْنَا

طَآئِعِیْنَ ترجمہ کہا اون دونون نے یعنی آسمان اور زمین نے آئے ہم خوشی سے اور یہ قول اللہ تعا کا وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ
مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ترجمہ اور تحقیق بعضی اون مین سے یعنی پتھرون مین وہ جو گرپڑتے ہین اللہ تعا کے ڈر سے انتہی اور یہ قول اللہ تعا
وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ترجمہ اور سن لے آسمان حکم رب اپنے کا اور اوسی لائق ہے انتہی اور یہ قول اللہ تعا کا وَاِنْ مِّنْ
شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ترجمہ اور کوئی چیز نہین جو نہین پڑھتی خوبیان اوسکی ولیکن تم نہین
سمجھتے انکا پڑھنا اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعا علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق پہاڑ پکارتا ہے پہاڑ کو اے فلانے کیا گذرا اوپر
تیرے کوئی شخص کہ ذکر کرتا ہو اللہ تعا کا روایت کیا اسکو طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انتہی ما فی المظہری اور کہا ابو طالب
کو اس راہب نے اگر لیجاوگے تم انکو طرف شام کے تو بیشک مار ڈالینگے انکو یہود یہ سنکر آپکو اونھون نے مکہ مین اولٹا بھیجدیا
شواہد النبوۃ مین ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعا علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف بارہ برس کی ہوئی ابو طالب نے شام کے سفر کا ارادہ
کیا آنحضرت صلی اللہ تعا علیہ وآلہ وسلم کو اونکی مفارقت ناگوار ہوئی اور اوسکی شکایت ان سے کی ابو طالب کو رقت ہوئی آپکو
اپنے ساتھ لیکر شام کیطرف روانہ ہوئے راہ مین ایک مقام مین پہنچے کہ نام اوسکا بصری ہے بصری ساتھ ضمہ بے اور جزم صاد کے
ایک شہر ہے بلاد شام سے وہان ایک بحیرا نام راہب بہت بڑا عالم رہتا تھا راہب نصرانیون کے عالم اور عابد کو کہتے ہین اور جاننا
چاہیے کہ یہ بحیرا کہ نام اوسکا جرجیس بھی تھا احبار انصار سے ساتھ زہد و ورع کے موصوف و ممتاز تھا مدت مدید سے پیغمبر
آخر الزمان کے دیدار شریف کا نہایت اشتیاق سے منتظر تھا آخرش تیر مراد نشانہ حصول پر بیٹھا مروی ہے کہ جب قافلہ شریف
آپکا عقبہ جبل مین پہنچا بحیرا ہر شجر و مدر سے سنتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ آخر کار بحیرا بعد پہچاننے کے آپکو ساتھ علامات
معلومہ کے آپپر ایمان لایا اور یہ بحیرا ہمیشہ سے مومن موحد تھا اور قسم دینا اوسکا آپکو ساتھ لات اور عزی کے جیسا کہ آتا ہے
امتحان کے رو سے تھا تاکہ حقیقت حال اوس سرور انس و جان کی معلوم کرے والا وہ بت پرست تھا اور جاننا چاہیے کہ
بحیرا اون لوگون مین سے ہے کہ آپ پر پہلے بعثت سے ایمان لائے جیسے حبیب نجار قصہ اصحاب قریہ مین اور دوسرا راہب
اسی شہر بصری مین نسطورا تھا جس سے دوسرے سفر مین آپکی ملاقات ہوئے کذا فی مدارج النبوۃ اور روضۃ مین ہے کہ
نسطورا راہب اوسوقت بحیرا کے صومعہ مین رہتا تھا اور گذر قافلہ قریش کا اکثر وہان سے ہوتا تھا وہ راہب کبھی کسی سے
التفات نکرتا تھا مگر اسکی بار جب یہ قافلہ وہان سے نزدیک ہوا اوس راہب نے دیکھا کہ ایک شخص پر اس قافلہ مین ابر سفید
سایہ کی ہوئی ہے جہان جہان وہ جاتا ہے وہان وہان وہ ابر اوسکے ساتھ جاتا ہے جب وہان ایک درخت بیری کے نیچے اوترے
دیکھا کہ وہ ابر اوسپر ٹھہر گیا اور درخت کی شاخون نے اونکے سر پر میل کیا تاکہ وہ اوسکے سایہ مین رہین جب یہ حال بحیرا نے
دیکھا تب کھانا پکایا اور سب قافلہ کی دعوت کی جب سب آکر حاضر ہوئے اوسنے اپنا مقصود نپایا پوچھا کہ اور کوئی تو باقی نہین
رہا لوگون نے کہا نہین مگر ایک لڑکا کہا اوسکو بھی لاؤ حارث بن عبد المطلب جو ابو طالب کے بھائی تھے جاکر آپکو لائے بحیرا اوپر
سے دیکھتا تھا کہ ابر سایہ کیے ہوئے چلا آتا ہے جب مجلس کے قریب پہنچے بحیرا اوٹھکر تعظیم سے آپکو لایا اور بغور آپکو دیکھتا تھا اور نشان

اور تھے جو اگلی کتابون مین دیکھی تھے آپ مین مشاہدہ کرتا تھا جب سب لوگ تناول طعام سے فارغ ہو کر متفرق ہوئے بحیرا نے آپ سے کہا ای لڑکے تجھے قسم ہے لات اور عزی کی جو کچھ مین تجھسے پوچھون وہ بتا دینا آپنے فرمایا کہ مجھے لات اور عزی کی قسم مت دے مین ان دونون سے زیادہ دشمن رکھتا ہون پھر بحیرا نے خدا کی قسم دی آپ نے قبول کیا بحیرا نے حالت خواب اور بیداری اور باقی حالون سے آپکے سوال کیا آپ نے سب بیان فرمایا اوسنے سب نشانیون کو موافق پایا پھر اوسنے کہا کہ اپنا مونڈھا کھولو آپ نے شرم کی پھر ابوطالب کے کہنے سے کپڑا مونڈھے سے دور کیا اوس نے مہر نبوت کو دیکھا اور صفات اوسکی جو کتب آلہی مین پڑھی تھین مطابق پائین پھر اوس پر بوسہ دیا اور ابوطالب سے پوچھا کہ یہ لڑکا تمھارے رشتے مین کون ہے کہا یہ میرا فرزند ہے اوس نے کہا کہ یہ تمھارا فرزند نہین ہے اسکے والدین زندہ نہون گے پھر ابوطالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے کہا اوسنے سچ کہتے ہو پھر اوس نے پوچھا کہ یہ سرخی اوسکی آنکھون کی ہمیشہ رہتی ہے یا کسی وقت کہا ہمیشہ رہتی ہے اوسنے کہا سچ کہا تمنے پھر کہا کہ یہ تمھارا بھتیجا اس امت کا پیغمبر ہوگا اسے جلد مکہ کو پہنچا دو اگر یہود کو یہ حال معلوم ہو جائے گا تو اوسکے مار ڈالنے کا قصد کرینگے اور یہ پیر اسکے حق مین عہد و پیمان بہت سا ہے ابوطالب نے کہا عہد پیمان تمسے کسنے لیا ہے اوسنے تبسم کیا اور کہا کہ انجیل مین اللہ تعالی نے اسکا عہد ہم سے لیا ہے یہ سنکر ابوطالب آپکو لیکر اوس سفر سے اولٹے پھرے بعد اوسکے پھر کبھی آپکو سفر مین نہ لے گئے اور اگر ارادہ سفر کا کرتے اور آپ سے رنج جدائی کا دریافت کرتے تو اپنا ارادہ بھی فسخ کرتے اور سفر کو نجاتے بعد اوسکے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے دوبارہ سفر شام کا کیا ہمراہ میسرہ کے جو غلام تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اور اوس وقت حضرت خدیجہ رضی آپکے عقد نکاح مین نہین آئین تھین آپ اونھین کی طرف سے تجارت کو گئے تھے پھر آپ جب داخل ہوئے ملک شام مین اور اوترے نیچے ایک درخت کے جو نزدیک تھا ایک راہب کے حجرے سے کہا اوس راہب نے کہ نہین اوترا نیچے اس درخت کے کبھی کوئی مگر پیغمبر اور یہ بھی شواہد النبوۃ مین ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ و آلہ وسلم پچیس برس کی عمر مین قبل نکاح کرنے کے خدیجہ سے انکے غلام میسرہ کے ساتھ طرف شام کے گئے اور شہر بصری مین پہنچے اور وہان ایک درخت کے نیچے جو نسطورا راہب کے مکان کے قریب تھا اوترے وہ راہب میسرہ کو پہچانتا تھا اوسنے میسرہ سے پوچھا کہ اس درخت کے نیچے کون بیٹھا ہے اوس نے کہا کہ وہ اشرافون قریش اور بزرگون بنی ہاشم سے ہے راہب نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ اس درخت کے نیچے سوا پیغمبر کے کوئی نہین اوترا پھر اوس نے کہا کیا اس شخص کی آنکھہ مین سرخی خلقی ہے جو ہمیشہ رہتی ہے میسرہ نے کہا کہ ہان یہ سرخی ہمیشہ رہتی ہے اور کبھی دور نہین ہوتی یعنی وہ اس قسم کی سرخی نہین ہے کہ آنکھہ دکھنے سے پیدا ہوتی ہے بلکہ اصلی سرخی ہے نسطورا ساتھہ فتح کے نام ایک مرد کا ہے کہ وہ صاحب مذہب اور مجتہد تھا ترسایونکا ایسے ہی نقل کیا اسکو غیاث مین مؤید اور کشف سے مگر سیر گاذرونی اور حلبی مین نسطوری ساتھہ الف مقصورہ کے ضبط کیا ہے اور کہا کہ فرقہ نسطوری ترسائیون مین سے اور اسکی طرف منسوب ہے انتہی اور روضۃ الاحباب مین بھی نسطورا اور نسطوری دونون لغت کو تجویز کیا ہے پھر نسطورا نے قسم کھا کر کہا کہ یہ پیغمبر آخر الزمان اور خاتم الانبیا ہے کاشکے مین اسکے مبعوث ہونے تک زندہ رہتا تاکہ ملت اسلامی مین اسکی متابعت کرتا مطہری اور

دوبارہ سفر کرنا طرف شام کے [illegible] نسطورا راہب

سیرت حلبی مین ہے کہ بعضی روایتون مین آیا ہے کہ پھر وہ حضرت کے پاس آیا اور کہا مین ایمان لایا اور شاہدی دیتا ہون کہ
آپ وہی نبی ہین جنکا تورات مین ذکر ہے پھر آپکی مہر نبوت کو دیکھا اور چوما اور کہا آپ اللہ کے پیغمبر ہین جنکی بشارت دی عیسی علیہ السلام
نے کہ کہا نہین اوترے گا نیچے اس درخت کے میرے پیچھے مگر نبی اُمّی ہاشمی عربی مکی صاحب حوض کوثر و شفاعت کبری اور لوآ احمد کا
انتہی سیرت حلبی اور مظہری مین نقل کیا ہے کہ یہ جو راہب نے کہا نہین اوترا تلے اس پیڑ کے کبھی کوئی مگر نبی سہیلی کہتے ہین کہ مراد
راہب کی اس کلام سے یہ ہے کہ نہین اوترا نیچے اس درخت کے اس گھڑی کوئی مگر نبی تو دفع ہوگیا یہ شبہہ کہ راہب کے
اس قول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس درخت کے سایہ کے تلے کوئی شخص کبھی زمانہ ماضی مین نہین اوترا تھا مگر نبی یعنی نبی
ہی اوسکے سایہ مین اوترتے چلے آئے ہین اور حضرت بھی نبیؐ ہین تو اسی واسطے آپ بھی اوترے اور یہ معنی عقلاً اور عادۃً بعید
معلوم ہوتے ہین اسلیے کہ ہمارے حضرتؐ کے اور انبیاؑ کے درمیان مین زمانہ بہت دراز گذرا ہے تو باقی رہنا اوس درخت کا اتنی
مدت دراز تک بہت مستبعد ہے عادۃً علاوہ اسکے وہ درخت رستے کے سرے پر تھا پھر کوئی اتنی مدت دراز تک اوسکے نیچے
نہ اوترے یہ بات بہت بعید ہے ولیکن لفظ قط کا کہ نسطور کے کلام مین واقع ہوا ہے کہ کہا اوس نے ما نزل تحت هذه
الشجرة قط الا نبی یعنی نہین اوترا نیچے اس درخت کے کبھی کوئی مگر نبی پس یہ لفظ قط کا منع کرتا ہے سہیلی کی توجیہ کو اسلیے
کہ وہ موضوع ہے واسطے نفی فعل کے زمانہ گذشتہ مین زمانہ حال تک کما لا یخفی پس جواب اس شبہہ کا اسطرح پر دیا جاوے کہ ظاہر
ہے کہ معجزات خرق عادات کی قسم سے ہوتے ہین اور اللہ تعالی اسپر قادر ہے کہ برخلاف عادت کے باقی رکھے ایک درخت کو ایک
مدت دراز تک اور باز رکھے لوگون کو اوسکے نیچے اوترنے سے ایک زمانہ طویل تک پس اب کچھ جگہہ شبہہ کی نہین رہی اور بھی جائز
ہے کہ کہا جاوے وہ درخت زیتون کا تھا اور وہ تین ہزار سال تک باقی رہتا ہے انتہی اور میسرہ بیان کرتا ہے کہ جب دوپہر ہوتی
اور سخت گرمی پڑتی تب اوترتے دو فرشتے اور سایہ کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور جب پھرے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اوس سفر سے تب اپنے عقد نکاح مین حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کو لائے اور اوس وقت عمر شریف آپکی پچیس برس اور دو مہینے
اور دس دن کی تھی اور سوا اسکے اور بھی روایتین ہین خلاصہ اس کلام خیر انجام کا یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ
وسلم سفر شام سے مکہ مین تشریف لائے دوپہر کا وقت تھا اوس وقت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے بالاخانہ پر بہت سی عورتین لیے
ہوئے بیٹھی تھین دیکھا کہ دو مرغ کہ دو فرشتے تھے آپکے سر مبارک پر سایہ کیے ہوئے تھے نہایت متعجب ہوئین آخر میسرہ سے پوچھا
اوسنے کہا جسدن سے ہم شام کی طرف گئے ہین یہی حال ہے اور تمام کرامتین جو آپ سے دیکھی تھین اور قصہ نسطور راہب کا بھی
بیان کیا حضرت خدیجہؓ کے دل مین نہایت رغبت پیدا ہوئی کہ آپکے عقد نکاح مین آوین نفیسہ بنت منیہ کو آپکے پاس بھیجا
تا دریافت کرے کہ آپکو رغبت طرف نکاح کے کرنیکی ہے یا نہین نفیسہ کہتی ہے کہ مین آپکی خدمت مین آئی اور پوچھا کہ آپ شادی
کیون نہین کرتے کون سی چیز مانع ہے فرمایا مین ساز و سامان نہین رکھتا مینے عرض کیا کہ کوئی عورت صاحب شرف و حسن و
جمال ہو کہ اوسکا مال حوائج خانہ داری کو کفایت کرے اگر آپکو ملے تب بھی آپ رغبت فرماوینگے یا نہین فرمایا ایسی کون ہے مین نے

عرض کیا کہ خدیجہ بنت خویلد کو اس بات پر راضی کرتی ہون پھر مین حضرت خدیجہ کے پاس آئی اونھون نے بت منت مان کر
قبول کیا اور ایک وقت مقرر کرکے نکاح کیا اور اوسی روز زفاف ہوگیا اور حضرت نہایت خوش ہوئے از روضۃ الاحباب
اور ایک روایت مین ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خود آپ سے یہ مضمون کہا کہ ای محمد تمکو خوب معلوم ہے کہ سارے قریش کے سردار
میرے طالب ہین اور مین کسی کی طرف رغبت نہین کرتی مگر جو کہ میرے اور آپکے درمیان خویشی اور قرابت ہے اور آپ سچے اور
امانت دار بھی ہین کہ ایسا اور کوئی مین نہین دیکھتی اسلیے مین چاہتی ہون کہ تمسے نکاح کرون اور مال اپنا تمکو دون جب
قریشون نے یہ حال سنا بہت تعجب کیا اور کہا کہ ایک مدت سے ہم آرزو نکاح کی اوس سے رکھتے ہین اور اپنا مال خرچ کرتے
ہین اور وہ راضی نہین ہوئی اور یتیم ابوطالب کیطرف ایسی رغبت کی پھر یہ حال حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اپنے
چچاؤن سے کہا ابوطالب اور عباس اور حمزہ رضی اللہ عنہما خوش ہوئے اور حضرت حمزہ آپکے ساتھ ہوکر حضرت خدیجہ رضی اللہ
عنہا کے باپ کے پاس گئے اور آپکا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے باندھا اور بیس اونٹنیان مہر ٹھہرین کذا فی سیرۃ
النبی پوشیدہ نرہے کہ بعضی روایتون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مہر اونکا بیس اونٹنیان تھین جیسا کہ خطبہ ابوطالب سے
مفہوم ہوتا ہے اور بعضی روایتون سے چارسو مثقال طلا جیسا کہ خطبہ ورقہ بن نوفل سے سمجھا جاتا ہے اور بعضی روایتون سے
بارہ اوقیہ اور ایک نش طلا بارہ اوقیہ کے پانسو درم شرعی اور نش کے بیس درم ہوتے ہین پس توفیق درمیان تینون روایتون
کے کئی وجہ پر ہوسکتی ہے ایک یہ کہ کہین ہم کہ یہ سب امور مذکورہ مہر مین تھے اور ہر راوی کو جو روایت پہنچی اوس نے وہی
نقل کی اور دوسرے یہ کہ قیمت بیس اونٹنیون کی اوسوقت پانسو درم یا چارسو مثقال طلا تھے اور راویون نے نقل
بالمعنی کی ہو تیسرے یہ کہ جائز ہے کہ ہووین اونٹنیان عوض مین مہر مذکور کے اور بعضون نے کہا جائز ہے کہ ابوطالب
نے وہ مہر مقرر کیا جو اوپر ذکر ہوا اور پھر حضرت نے اپنی طرف سے اوپر بیس اونٹنیون کو بڑھایا یہ حاصل ہے روضۃ الاحباب
اور سیرت حلبی کا اور یہی اصح ہو کہ قول صحیح یہ ہے کہ اونکے نکاح کے دن والد اونکے زندہ تھے جیسے کہ روضۃ الاحباب
مین کہا ہے اور سیرت حلبی مین بھی لکھا ہے کہ محفوظ اہل علم سے اسی طرح ہے کہ خویلد بن اسد والد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
کے مرچکے تھے فجار کی لڑائی سے پہلے فجار بکسر فا بمعنی مفاجرت کے جیسے قتال بمعنی مقاتلہ کے اور فجار نام ہے قتال کا کہ عکاظ
مین واقع ہوا اور وہ چار قتال ہین چنانچہ بیان اونکا مع وجہ تسمیہ کے سوق عکاظ مین ہوگا انشاء اللہ تعالی اور معارج مین ذکر کیا کہ وہ
جو بعضی سیر مین آیا ہے کہ خویلد پدر خدیجۃ الکبری رض کے مجلس عقد مین حاضر تھے یہ روایت صحت نہین رکھتی اسواسطے کہ خویلد پیشتر لڑائی فجار کے
سے فوت ہوگئے تھے مگر یہ تاویل کیجاوے کہ پدر کا ذکر کیا اور اوس سے چچا کا کہ اونکا نام عمرو بن اسد تھا ارادہ کیا انتہی اور تمام حال اسکا
جلد دوسری مین بیچ بیان احوال ازواج مطہرات کے شرح اور مفصل آویگا اور جب عمر شریف آپکی پینتیس ۳۵ سال کو پہنچی حاضر ہوئے آپ واسطے
تعمیر بیت اللہ کے اور رکھا حجر اسود کو اپنے دست مبارک سے درمیان دیوار کعبہ کے جاننا چاہیے کہ یہ تعمیر کعبہ کی آٹھوین
بار ہوئی کہ بنایا اول بار فرشتون نے پہلے پیدا ہونے حضرت آدم علیہ السلام کے سے پھر دوبارہ بنا رکھی بیت اللہ کی آدم نے

نے اوتارا گیا او سپر اونکے لیے ایک خیمہ یاقوت سرخ کا اور بعد وفات پانے آدم علیہ السلام کے اوٹھا یا گیا وہ بعد اونکے
پھر تیسری بار بیت اللہ کو اولاد آدم علیہ السلام نے مٹی پتھر سے تعمیر کیا اور کہتے ہین کہ شیث علیہ السلام نے اس کام سرانجام
دیا اور طوفان مین غرق ہوا اور مکان اوسکا ایک ٹیلہ سرخ تھا پھر چوتھی بار بنا کیا حضرت خلیل علیہ السلام نے اوسکو
بعد ازان پانچوین بار عمالقہ نے اوسکی بنا کی پھر چھٹی بار جرہم نے اوسے بنایا بعد ازان ساتوین بار قصی بن کلاب نے تعمیر کیا
پھر آٹھوین بار قریش نے اوسے بنایا اور مختلف کیا اس بنا کعبہ کو قریش نے بناء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سے سات
چیزون مین ایک یہ کہ زیادہ کیا اونچا بیت اللہ کو نو گز پہلے سے کہ سب بلندی اوسکی اٹھارہ گز ہو گئی دوسرے یہ کہ کم کیا درازی
مین قریب سات گز کے اور باہر کیا اوس جگہہ کو کہ اوسے حطیم کہتے ہین تیسرے یہ کہ بند کیا دروازہ مغرب کا کہ مقابل دروازہ مشرق
کے تھا یعنے دو دروازون مین سے ایک بند کر دیا چوتھے یہ کہ بلند کیا دروازے کو زمین سے اسواسطے کہ بے اذن اون کے کوئی
بیت اللہ مین داخل نہو پانچوین یہ کہ اندر خانہ کعبہ کے دو صفین لکڑیون کے ستونون کی کھڑی کین ہر صف مین تین ستون رکھے
چھٹے یہ کہ اندر خانہ کعبہ کے متصل رکن شامی کے زینہ بنایا کہ بام کعبہ پر اس سے چڑھا کرین ساتوین یہ کہ چھت ڈالی اوس پر اور
پہلے اس سے فقط چار دیواری تھی پھر مباحثہ کرنے لگے قبائل قوم قریش آپس مین بیچ جگہہ رکھنے حجر اسود کے ہر کوئی اوسکو
اپنے محلے کی طرف رکھا چاہتا تھا پھر یہ بات ٹھہری کہ جو کوئی پہلے مسجد الحرام مین صبح کو داخل ہووے وہی جس جگہہ چاہے حجر اسود
کو رکھے پھر منتظر بیٹھے اوس اثنا مین یکایک داخل ہوئے فجر کو پہلے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر سب نے رجوع کیا اس مقدمہ
کو طرف حضرت کے پھر رکھا آپ نے کہ اوسوقت عمر شریف آپکی پچیس برس کی تھی اوس حجر اسود کو رکن بیت اللہ مین کہ وہ
جگہہ مشہور ہے ہمارے زمانے تک واضح ہو کہ روایت بناء کعبہ شیث علیہ السلام سے اور اوٹھہ جانے بیت المعمور کے بعد
وفات حضرت آدم علیہ السلام کے محققین محدثین کے نزدیک صحیح اور درست نہین ہے بلکہ صحیح یہی ہے کہ بیت المعمور تا زمان
طوفان نوح علیہ السلام زمین پر کعبۃ اللہ کی جگہہ موجود رہا اور وقت آنے طوفان کے وہ آسمان پر اوٹھا یا گیا پھر جب سے خلیل
کے زمانہ تک ویسے ہی ایک سرخ ٹیلہ سادہ جگہہ اونچی ممتاز باقی رہی پھر بموجب حکم اللہ جل شانہ کے حضرت خلیل علیہ الصلوۃ والسلام
نے اوسے بنایا فقط پس اب اس تحقیق کے بموجب بناء قریش ساتوین بنا تھی پھر بعد بناء قریش کے بنایا اوسکو از سر نو عبد اللہ بن
زبیر علیہ الرحمۃ نے اور حطیم کو داخل کیا اوسمین پھر بعد شہید ہونے اونکے بنایا اوسکو حجاج یا محمد بن مروان نے حکم عبد الملک سے
بعد ازان سن ایکہزار چالیس مین پھر سلطان مراد بن احمد خان نے بسبب ہونے منہدم ایکجانب سے اوسکے صدمہ سے سیل کے بنایا
اور از سر نو تعمیر کیا اوسکو بہت مال وزر خرچ کر کے کذا فی فتح العزیز و تاریخ مکہ و ذخیرۃ الدارین و روضۃ الاحباب و رسالہ حضرت
مولانا محمد اسحاق رضی اللہ عنہ اب کہ سنہ ۱۲۹۱ ہجری قدسی ہین قائم ہے وہی بنا سلطان مراد خان کی صانہ اللہ عن الآفات و
البلیات اور جب سن شریف آپکا چالیس برس اور ایک دن کا ہوا تب مشرف کیا اللہ تعالیٰ نے آپکو ساتھ تشریف نبوت اور انذار
اور بشارت کے یعنی نبی کیا اور وحی کو بھیجا یا اور اوسوقت مین بیسوان سال تھا سلطنت خسرو پرویز سے چنانچہ محمد سعید بن

مسعود گاذرونی نے اپنی کتاب سیر عربی مین ذکر کیا انذار کہتے ہین ڈرانی کو عذاب الہی سے اور بشارت کہتے ہین خوشی سنانے
کو یعنی ثواب کی اور آئے جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے پاس غار حرا مین حرا نام ہے مکہ مین ایک پہاڑ
کا اب اوسکو جبل نور بولتے ہین اور اوس سے کعبہ تک تین میل کی مسافت ہے اوس مین ایک غار ہے کہ درازی اوسکی بقدر
چار گز شرعی کے ہے اور عرض اوسکا ایک گز اور دو ثلث کا بعضی جگہون مین اور باقی مین اوس سے کم وہان اکثر اوقات
آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم قبل نبوت کے جاکر تنہا عبادت مین مشغول رہتے تھے اور اقوال علما کے مختلف ہین
اسمین کہ آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کی عبادت غار حرا مین کسطرح کی تھی بعضون نے کہا ساتھہ فکر کے بعضون نے کہا
ساتھہ ذکر کے بھی مگر پچھلا قول صحیح زیادہ ہے پہلے قول سے کیونکہ مرتبہ ذکر کا بڑا اور بلند ہے مرتبہ فکر سے اسلیئے کہ ذکر کرنا بندہ
کا مولی کو مقتضی ہوتا ہے طرف ذکر کرنے مولے کے اوس بندہ کو اور کوئی حال بندہ کے احوالون سے ایسا نہین ہے کہ صفت
حق کی اوسکے برابر مین پڑی سوا ذکر اور محبت کے چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ترجمہ پس یاد کرو تم
مجھکو یاد کرون مین تمکو اور فرمایا يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ترجمہ وہ دوست رکھتا ہے اونکو اور وہ دوست رکھتے ہین اوسکو
اور محبت اور ذکر دونون لازم ایک دوسرے کو ہین چنانچہ کہا ہے من احب شيئا اكثر ذكره ترجمہ جو کوئی دوست
رکھتا ہے کسی چیز کو تو بہت کرتا ہے ذکر اوسکا اور یہی ذکر حق تعالی کی ذات سے علاقہ رکھتا ہے اور فکر اوسکی بخششون اور نعمتون
سے اور ذکر سبب فراموشی نفس اور فنا ہونے ذاکر کا بیچ مذکور کے ہوتا ہے فنا عبارت ہے شدت محبت سے اس نہایت تک
کہ زائل کردے محب ذاکر اپنے نفس کو نزدیک ذکر محبوب کے یہان تک کہ نہ رکہے اپنے نفس سے اور نہ اپنے غیر سے وجود کو اور نہ
اوسکی اثر کو ماسوا محبوب کے کما فی المظہری تحت قولہ تعم قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى[له] اور متفکر یعنے
فکر کرنے والا اپنے نفس اور اوسکے حالات پر قائم ہوتا ہے اور فکر بھی اگرچہ حالات خوب خوب پیدا کرتی ہے جیسا کہ اگر فکر بیچ نشانیون
اور علامتون قدرت الہی کے کرتے ہین تو معرفت زیادہ ہوتی ہے اور جو فکر بیچ نعمتون اور عنایتون الہی کے کرتے ہین تو شکر زیادہ
کرتے ہین اور جو بیچ وعدہ الہی کے فکر کرتے ہین تو امید اور رغبت ہوتی ہے اور جو اوسکے وعید مین فکر کرتے ہین تو خوف الہی
پیدا ہوتا ہے لیکن جو ذکر غلبہ پاتا ہے یعنی تجلی عظمت الہی بندہ ذاکر پر غالب آتی ہے اور اوسکے قلب کو اور کیطرف توجہ کرنیسے
خالی کرتی ہے اور اپنے مشاہدہ مین اور طرف التفات کرنے سے باز رکھتی ہے بلکہ اوسکے ظہور اور استیلا سے ماسوا اللہ نظر نہین
پڑتا ہے اگرچہ نفس الامر مین وہ ثابت ہوتا ہے جسطرح روشنی تارون کی کالی رات پر غلبہ کرتی ہے پھر جو سورج نکلتا ہے تو
اوسکا نور تارونکی روشنی پر غلبہ کرتا ہے اگرچہ اونکی روشنی اپنے حال پر باقی ہوتی ہے تو فنا اور غیبت یعنی کیفیت بیخودی کی
اور نسیان یعنی بھلاوڑ سب سے سوائے اللہ تعم کے پیدا کرتا ہے اور صفائی سر کی اور نزدیکی ساتھہ ذات پاک کے بخشتا ہے ع
اتصال بی تکیف بی قیاس ٭ یعنی یہ اتصال ایسا ہے کہ اوسکی کیفیت بیان نہین ہو سکتی اور نہ یہ اتصال قیاس مین آتا ہے کیونکر
ہے اور یہ بھی ہے کہ اللہ تعم کو ذاکر کہتے ہین اور متفکر نہین سو ذکر صفت خدا تعالی کی ہوئی اور فکر صفت بندے کی اور ضرور ہوا کہ

[له] ترجمہ نہین مانگتا مین تم سے اس پر مزدوری مگر دوستی قرابت دارون مین ۱۲

صفت خدا کی افضل ہو صفت بندے کی سے کذا فی شرح سفر السعادت و فصل الخطاب **روایت ہے** کہ جس ایام فرخندہ فرجام
مین وہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم غار حرا مین جاکر عبادت الٰہی مین مشغول رہتے تھے ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام
آئے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی طرف مخاطب ہو کر کہا اِقْرَأْ یعنی پڑھو آپ نے فرمایا مین کچھ پڑھا نہین ہون پھر اونھون
نے آپکو اپنی بغل مین اسقدر تنگ پکڑا کہ حضرت کو نہایت مشقت پہنچی شاید اسمین تعلیم امت کے لیے اشارت ہو طرف اس حکمت
کے کہ تعلیم علم مین اول مشقت اوٹھاوین تب کمال کو پہنچین اسلیے جبہی کو کیا کچھ تکلیف اوٹھانی پڑتی ہے واللہ اعلم پھر چھوڑ دیا
اور کہا اقرأ یعنی پڑھو پھر حضرت نے فرمایا کہ مین کچھ پڑھا نہین ہون پھر جبرئیل علیہ السلام نے آپکو اپنی گود مین پکڑ کر خوب دبایا
اور تیسری بار کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۙ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ
الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ روایت ہے کہ جب زمانہ نزول وحی کا قریب آیا تب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم جس درخت اور پتھر کے
پاس ہو کر گذرتے وہ ساتھ زبان فصیح کے کہتا السلام علیک یا رسول اللہ آپ ہر طرف نگاہ کرتے کلام کرنے والے کو نہ دیکھتے یہان تک کہ آپ
ایک روز کوہ حرا پر کھڑے تھے ناگاہ ایک شخص ظاہر ہوا اور کہا بشارت ہو جیو تمکو ای محمد مین جبرئیل ہون تمھاری طرف بھیجا ہوا ہون
تم رسول خدا کے ہو واسطے اس امت کے پھر ایک نامہ حریر کا جس مین جواہر جڑے تھے نکالا اور آپکے دست مبارک مین دیا اور کہا
پڑھو آپ نے فرمایا کہ واللہ مین ہرگز کچھ نہین پڑھا ہون اور اس نامہ مین کچھ لکھا نہین دیکھتا ہون تب حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنی گود مین پکڑ کر ایسا دبایا کہ درجہ بیطاقتی کو پہنچایا اور پھر چھوڑ کر کہا کہ پڑھو آپنے کہا مین
پڑھنا نہین جانتا پھر آپکو گود مین لیکر خوب بھیچا اسی طرح تین بار دبایا اور حکمت اس تین بار دبانے مین یہ ہے کہ نفس نفیس
آپکا مراتب ثلثہ یعنی امارہ اور لوامہ اور ملہمہ سے تجاوز اور ترقی پا کر منزل مطمئنہ پر قرار پکڑے اور ہر بار چھوڑ کر کہا پڑھو پھر بعد
تیسری بار کے کہا کہ کہو اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ سے مَا لَمْ يَعْلَمْ تک کہ پانچ آیتین ہین پھر یہ آیات منزلہ ذہن شریف
نبوی مین بیٹھ گئین اور آپنے انکو یاد کر لیا چنانچہ فرمایا آپ نے کہ جو کچھ مینے اوس سے سنا اوسکو اپنے دل مین کالنقش فی الحجر
پایا کذا فی السفر السعادت و مدارج النبوۃ واضح ہو کہ اس قصہ مین کئی نکتے دریافت کرنے چاہیئین اول یہ کہ عادت بنی آدم کے
پرورش کی اس بات کو چاہتی ہے کہ سہج سہج ہو پس اگر اول ہی بار آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی سے قرآن کی مشرف
فرماتے تو اوسکے اوٹھانے کی تاب نلاتے اسلیے اول خواب مین کہ اس عالم سے غفلت کی حالت ہے اللہ تعالیٰ نے آپکے دل مین ایک چیز کا ڈالنا
شروع کیا تا آہستہ آہستہ عادت علم سیکھنے کی عالم غیب سے پیدا ہو اور رفتہ رفتہ اس تعلیم غیبی کے خوگر ہو جاوین بعد اسکے چاہا کہ
انکو بیداری مین اور ہوشیاری مین انقطاع اور بے پروائی جورو اور بچون اور گھر بار سے حاصل ہو کہ بالکل عالم غیب کیطرف
متوجہ ہو جاوین تو اوسوقت محبت خلوت اور گوشہ گیری کی اونکے دل مین پیدا کی اور ایک ایسا مکان اونکو بتایا کہ وہان کوئی
آدم زاد نہو تا کہ وحی اوترنے کے وقت کسی کے دل مین شبہہ شاگرد ہونے اور سیکھہ لینے کا نگذرے پھر وحی نازل ہونے کے
وقت ایک بڑا صدمہ اور تھرتھرانا اور خوف آپکے دل مین ڈالا تا کہ خیال کسی کو بناوٹ اور ملاوٹ کا نہو دوسرا یہ کہ جبرئیل کی

تاثیر کو آپ کی روح مین بواسطہ بھیجنے اور بغل مین دبانے کے ساتھ پرلے درجہ کمال کے ثابت اور راسخ کر دیا اسواسطے کہ
کاملون کی تاثیر جو دوسرے کے اندر اثر پیدا کرتی ہے جسکو اہل طریقت کی اصطلاح مین توجہ کہتے ہین چار طرح سے ہوتی ہے
اول تاثیر انعکاسی اور وہ ایسی ہے جیسے کوئی شخص خوب عطر لگا کر مجلس مین آوے اوس عطر سے خوشبو سب ہمنشینون
کے دماغ کو معطر کر دے پس یہ قسم توجہ کی سب قسمون مین سے ضعیف ہے کیونکہ اسکا اثر تب ہی تک ہے جبتک اوسکی صحبت ہے بعد
اوسکے کچھہ اثر باقی نہین رہتا دوسری تاثیر القائی ہے وہ اس قسم سے ہے جیسے کوئی شخص بتی اور تیل سکورے مین
ڈال کر لایا اور دوسرے شخص کے پاس آگ تھی اوس نے اوسکو روشن کر دیا پس چراغ تیار ہو گیا اس قسم کی تاثیر کچھہ البتہ قوت
رکھتی ہے کہ سکینے سکھانے کی صحبت کے بعد بھی اوسکا اثر باقی رہتا ہے لیکن جب کوئی صدمہ پہنچا جیسے آندھی یا مینہ یا کوئی اور آفت
تو اوسکا اثر جاتا رہتا ہے اور یہی یہ تاثیر نفس کو اور لطیفون کو درست نہین کر سکتی ہے جیسے تیل اور بتی اور سکورے کے ناکارہ پن
کو فقط شعلہ نہین سنوار سکتا تیسری قسم تاثیر اصطلاحی ہے وہ اسطور کی ہے جیسے پانی کو دریا سے یا کنوئین سے لاکر
خزانے مین جمع کرین اور خزانہ کی راہ کو کوڑے کرکٹ سے فوارہ تک صاف کر دین پھر خوب زور سے اوس مین پانی چھوڑ دین
کہ فوارہ خوب جوش و خروش سے چھوٹنے لگے اس قسم کی تاثیر اون اگلی تاثیرون سے بہت قوی ہے کہ اصلاح نفس اور ستھرائی
لطیفون کی بھی اوس مین ہوتی ہے لیکن خزانے کی استعداد اور راہ کی مسافت کے موافق فیضان ہوتا ہے نہ کوئین اور دریا
کے برابر اور باوجود ان سب باتون کے اگر خزانہ مین کچھہ آفت یا فتور واقع ہو جاوے تو البتہ نقصان پڑ جاتا ہے چوتھی تاثیر
اتحادی کہ شیخ اپنی روح باکمال کو طالب کی روح کے ساتھہ خوب زور سے ملا دے کہ شیخ کی روح کا کمال طالب کی روح مین
اثر کر جاوے اور یہ مرتبہ سب قسم کی تاثیرون سے زیادہ تر قوت رکھتا ہے کیونکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہو جانے سے دونون
روحون کے جو کچھہ کہ شیخ کی روح مین ہے وہ طالب کی روح مین سما جاتا ہے اور بار بار حاجت فائدہ لینے کی نہین رہتی اور
اولیاء اللہ مین اس قسم کی تاثیر بہت کم پائی جاتی ہے چنانچہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ سے منقول ہے کہ ایک روز
آپ کے مکان پر کئی مہمان آ گئے اور اوس روز آپکے یہان کچھہ کھانے کی قسم سے موجود نتھا اسواسطے آپکو کمال تشویش
ہوئی اور اونکے لیے کھانا تلاش کرنے لگے اتفاقاً ایک نان بائی کی دکان آپکے مکان کے متصل تھی اوس نے اس بات کی
خبر پاکر ایک خوان بھرا ہوا روٹیون کا خوب بتکلف اور مرغن تیار کر کے آپکے سامنے لاکر حاضر کیا آپ اوسکو دیکھہ کر نہایت خوش
ہوئے اور فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اوسنے عرض کی کہ مجھکو اپنا سا کر دیجئے فرمایا کہ تو اسحالت کا تحمل نکر سکے گا کچھہ اور مانگ وہ
اسی بات کا سوال کئے جاتا تھا اور خواجہ انکار کرتے تھے جب وہ بہت سے عاجزی کرنے لگا تو ناچار ہو کر اوسکو اپنے ساتھہ
حجرے مین لے گئے اور تاثیر اتحادی اوسپر کی جب حجرے سے باہر نکلے تو خواجہ مین اور اوس نان بائی کی صورت مین کچھہ فرق
نتھا لوگون کو پہنچاننا مشکل پڑا لیکن اسقدر تھا کہ خواجہ ہوشیار تھے اور وہ نان بائی بیہوش اور سرشار تھا القصہ اوس
نان بائی نے تین روز کے بعد اوسی سکر او بیہوشی مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایسے ہی شخصون کے حق مین خواجہ حافظ

بیان تاثیر اور اقسام اوسکے

شیرازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ ؎ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ٭ ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما ٭ شاہ
خوب اللہ رحمہ اللہ نے بیچ بیان طبقات مشائخ کے لکھا کہ ایک بار نواب خان جہانخان ظفر جنگ نے کہا کہ طریقہ نقشبندیہ مین
پہلے گرمی ہوتی ہے پھر سردی یہ بات مرشدی شاہ محمد افضل الہ آبادی نے سنی آپ نے میری طرف دیکھا مینے عرض کیا کہ پہلے وہ
گرمی اثر توجہ مرشد کا ہے کہ آئینہ طالب مین منعکس ہے تاکہ وہ لذت پاوے اور اوسکے حاصل کرنے کے لیے دوڑے سو یہ گرمی عاریتی
ہے دیرپا نہین ہے مگر اوسوقت کہ بواسطہ عمل کے موافق فرمودہ مرشد کامل کے وہ ملکہ اوسکی ملک ہوجاوے تب پائداری آوے
اور یہ بھی لکھا کہ دوام صحبت مرشد کے سے ملکہ اوسکی ہوجاتا ہے ایک روز ایک مرید جدید نے اسطریق مین اوس درویش سے کہ
ذکر حاصل کیا تھا عرض کیا کہ جب مین آپکے مقابل ہوتا ہون ذکر دل کا جوش و غلبہ بہت ہوتا ہے جب کسی سبب سے آپ سے جدا
ہوتا ہون وہ غلبہ جاتا رہتا ہے اونھون نے فرمایا پانی دریا کا ہمیشہ جاری ہے جب تیز آندھی چلتی ہے جوش و خروش مین
آتا ہے پس حضوری شیخ کی حکم تیز آندھی کا رکھتی ہے اور یہی لکھا ہے کہ وہ مرید بنیا مصنف تکملہ حاشیہ نفائس الانس کا تھا
حاصل کلام کا یہ ہے کہ تاثیر جبرئیل علیہ السلام کی اتحادی تھی کہ اپنی روح لطیف کو بدن کے مسامون کی راہ سے حضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم کے بدن مین داخل کرکے آپکے روح مبارک سے ملادے پھر وہ شیر و شکر کیطرح گھل مل گئین تو ایک عجیب
حالت ملکیت اور بشریت کے درمیان پیدا ہوئی کہ بیان مین نہین آسکتی تیسرے یہ کہ ورقہ بن نوفل کو کہ تسلی بخشنے والا اوس
جناب کا ہوا تھا اور وحی کے نازل ہونے پر اوس نے گواہی دی تھی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو پہچانا تھا اور آپ کی
نصرت اور مدد کے واسطے کمر ہمت باندھی تھی جلد اس عالم سے اوٹھا لیا کہ کسی کو یہ گمان نہو کہ یہ سب اگلے قصہ اور دوسرے
کام شرع کے وہی ورقہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو سکھاتا اور یاد دلاتا ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو
بعد اوس واقعہ کے صحبت بھی اوس سے ہمیشہ کی نہین رہی اسواسطے گنجائش اس احتمال کی بالکل بند ہوگئی اور یہ بھی
منظور تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو اس دین کے مقدمہ مین اہل کتاب کے بلکہ کسی اگلے دین والے کی تائید اور مدد
شامل نہو جو کچھ کہ ہو آپ ہی کے دست مبارک سے ہو کما فی فتح العزیز بعد اسکے حضرت جبرئیل ع نے کہا کہ اس پہاڑ سے نیچے اترو آپ جبرئیل ع کے
ساتھ پہاڑ سے اترے پھر جبرئیل نے آپکو پہاڑ کی جڑ پاس ایک میدان مین کھڑا کیا پھر وہان ایک کپڑا بچھا دیا اور اوسپر آپکو بٹھایا پھر اپنا پانون
زمین مین مارا وہان ایک چشمہ پانی کا جاری ہوا جبرئیل علیہ السلام نے اوس سے وضو کیا ساتھ مضمضہ اور استنشاق کے یعنے کلی
کی اور ناک مین پانی ڈالا اور ہر عضو کو تین تین بار دھویا یعنے مونھہ اور ہاتھون اور پانون کو تین تین بار دھویا اور مسح
سر کا ایک بار کیا اس فعل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو تعلیم کیا اور غالبا تعلیم فعلی خصوصا اسطرح کے
فعلون مین آسان تر اور ذہن نشین زیادہ ہوتی ہے تعلیم قولی سے اور بعد اسکے تعلیم قولی بھی کی پھر بہت آنحضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے کہا تو آپ نے بھی اوسی طرح وضو کیا جب وضو سے فارغ ہوئے تب جبرئیل علیہ السلام
نے چلو بھر پانی لے کر آپ کے چہرہ مبارک پر چھڑکا پھر اوٹھکر دو رکعت نماز پڑھی آنحضرت نے اون کے پیچھے اقتدا کی اور

اوسی طرح ادا کی جبرئیل نے کہا کہ وضو اور نماز پڑھنے کا یہی طریقہ ہے اس کلام سے تعلیم قولی بھی واقع ہوئی پھر جب وضو اور نماز کی
تعلیم سے فارغ ہوئے تب جبرئیل علیہ السلام وہان سے چلے گئے اور آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم مکہ مین تشریف لائے اور یہ حال حضرت
خدیجہ رض سے بیان کیا اور وضو اور نماز اونکو تعلیم کیا کذا فی سفر السعادت واضح ہو کہ اول وہ چیز کہ واجب ہوئی عبادات مین بعد
توحید کے بھی دو رکعت تھین کہ تعلیم کین جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کو اور پڑھین آپ نے ساتھ اونکے
اور کہا مقاتل نے کہ پہلے دو ہی رکعت نماز فجر اور عصر کی فرض ہوئین تھین اور پانچ وقت کی نمازین شب معراج مین فرض ہوئین اور
کہا فتح الباری مین کہ آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم پہلے قصہ معراج سے بھی نماز پڑھا کرتے تھے مگر اختلاف ہے
آپس مین کہ پہلے فرض ہونے نماز پنج وقتی کے بھی کوئی نماز فرض تھی یا نہین سو کہا بعضون نے کہ فجر اور عصر کی نماز دو دو رکعت فرض
تھی بموجب اس نص کے وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ترجمہ اور پاکی بول خوبیان اپنے رب کی پہلے سورج
نکلنے سے اور پہلے ڈوبنے سے اور کہا امام نووی نے کہ بعد توحید کے تہجد کی نماز حضرت پر واجب ہوئی بموجب آیت یاایها المزمل
قم اللیل الا قلیلا الخ کے ترجمہ ای جھرمٹ مارنے والے کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات یہ سورہ اول مین اوتری ہے جب وحی کی دہشت
سے حضرت کو جاڑا لگا اپنے اوپر کپڑے لپیٹے اللہ نے بھی نام لیکر پکارا رات کو کھڑا رہ یعنے نماز پڑھو رات کو اول دین مین نماز رات
ہی کی فرض ہوئی مگر کسی رات نہو تو معاف تھی پھر منسوخ کیا اوسکو اخیر مین اسی سورہ کے پھر منسوخ کیا سب نماز ونکو ساتھ فرض
کرنے نماز پانچ وقت کے شب معراج مین کذا فی المدارج اور ابتدای نبوت تھی بعضون کے قول مین روز دوشنبہ آٹھوین تاریخ
ربیع الاول کی ف کہا ابن عبد اللہ نے کہ دوشنبہ کے دن آٹھوین تاریخ ربیع الاول کو اکتالیسوین برس عام الفیل سے اوٹھایا
اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ رسالت کے تمام خلق کیطرف یعنی جن وانس جتنی مخلوق ہے سبکی طرف
اور اوس سے پہلے نشانیان اور علامتین نبوت کی آپ پر ظاہر ہوتی تھین جیسے کہ دیکھنا سچے خوابونکا اور مدت اوسکی چھہ مہینے ہین چنانچہ
ایک جماعت اسیطرف گئی ہے کہ مدت وحی کی خواب مین چھہ مہینے ہین یہان تک کہ ظاہر ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ پر اور
کہا ہے اونھون نے وہ جو حدیث مین آیا ہے کہ رویا صادقہ ایک جزو ہے چھیالیس جزؤن نبوت سے اسکے معنی یہ ہین کہ حضرت نے
ابتدائے نبوت سے وفات تک تیرہ برس مکہ مین اقامت کی اور دس برس مدینہ مین پس تئیس برس پورے ہوئے جسکے چھیالیسوان
حصہ ششماہ ہین پھر جب قسمت کی گئی مدت وحی منامی کی جو چھہ مہینے ہین تو بنا بر اس قسمت کی پائی گئی مدت بعثت کی وفات تک
چھیالیس جزو سو واضح ہوئے وہ معنی کہ گئی ہے جسکی طرف وہ جماعت واللہ اعلم کذا فی سیر گازرونی عربی اور سلام کرنا درختون کا
اور پتھرون کا آپ پر چنانچہ معجزات مین اسکا بیان آوے گا مروی ہے کہ پہلے اوترنے وحی سے آپ جب راہ سے اکیلے
نکلتے آواز کسی شخص کی سنتے کہ پکارتا ہے یا محمد ہر چند آپ داہنی یا بائین دیکھتے کوئی معلوم نہوتا تو وہم آپ پر غالب ہوتا
وہان سے دوڑ کر چلے جاتے ایک روز آپ نے یہ حال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ
کچھہ آفت مجھے پہونچے اونھون نے آپکی تسلی کی اور عرض کی کہ معاذ اللہ خدائے تعالی آپکے ساتھہ ایسا معاملہ کرے آپ خاطر جمع

پیدا ہوا مین اوسی دن نازل ہوا مجھپر قرآن ۱۲ مواہب منہ دام فیوضہم

رکھین امید ایسی ہے کہ بجز خیر و فلاح کے اللہ تعہ نے آپکے لیے اور کچھہ نچاہا ہوگا اور ایک روایت مین ہے کہ یہ معاملہ مذکورہ قبل
نزول وحی کے پندرہ برس تک رہا اور سات برس تک روشنی دیکھتے تھے اور اوس سے خوش ہوتے تھے بعد ازان آپ کو
خلق اللہ سے تنہائی محبوب و مرغوب ہوئی آپ نے غار حرا مین خلوت اختیار کی وہان عبادت الہی مین مشغول رہتے تھے اور لعبد
کئی دن کے آتے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے پھر کئی دن کا توشہ لے جاتے اور وہین عبادت مین مشغول رہا کرتے
ناگاہ وحی نازل ہوئی اور مروی ہے کہ قاعدہ آنحضرت صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ تھا کہ ہر برس مین ایک بار آپ مکہ سے باہر تشریف
لیجاتے اور غار حرا مین خلوت نشین ہوتے عبادت الہی مین مشغول رہتے جب ایک مہینا گذرتا خلوت سے نکل کر مکہ کو آتی اور بعد
سات بار کعبہ کا طواف کرتے پھر گھر جاتے یہی معمول ہمیشہ آپکا تھا یہان تک کہ اکتالیسوان سال آپکی عمر شریف کا شروع ہوا
آپ بموجب عادت شریف کے غار حرا مین تشریف لے گئے اور عبادت مین مشغول ہوئے اللہ تعالی نے وہان آپکو ساتھہ نبوت
اور وحی کے مشرف کیا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ غار حرا مین آپ تکیہ کیے ہوئے تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپکو خبردار
کیا آپ بیٹھہ گئے اور داہنے بائین دیکھا کوئی نظر نہ پڑا پھر تکیہ کیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر خبردار کیا اور کہا اوٹھو ای
محمد آپنے ایک شخص کو دیکھا بصورت آدمی کے وہ آگے آگے آپکے جاتا تھا آپ بھی اوسکے پیچھے روانہ ہوئے جب وہ شخص کوہ صفا
اور مروہ کے درمیان پہنچا پیر اوسکے زمین مین اور سر اوسکا آسمان پر دیکھا اور پر و بال اپنے اوس نے کھولکر مشرق و مغرب
کو گھیر لیا پیر اوسکے زرد اور بازو سبز تھے اور دو گردن بند یاقوت سرخ کے اوسپر تھے اور روشن و صاف پیشانی اور رخسارے نورانی
اور دانت سفید مثل برق کے اور سر کے بال سرخ جیسے مونگا اور دونون آنکھون کے درمیان لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
آپنے جب اسطرح کی صورت دیکھی خوفناک ہوئے اور کہا من انت رحمك الله فانی لم ارشیئا قط اعظم منك خلقا ولا
احسن منك وجها ترجمہ کون ہے تو رحم کرے اللہ تعہ تجھپر نہین دیکھی مینے کبھی کوئی چیز بڑی تجھسے از روی خلقت کے اور نہ خوبتر
تجھسے از روی چہرے کے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا انا الروح الامین الی النبیین والمرسلین اقراء یا محمد ترجمہ مین جبرئیل
ہون بھیجا ہوا طرف انبیا اور مرسلین کے پڑھہ ای محمد آپنے فرمایا مین پڑھنا نہین جانتا پھر جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پر کے
نیچے سے ایک نامہ حریر بہشتی کا موتیون اور یاقوت سے بنا ہوا نکالکر آپکے چہرۂ مبارک پر ڈالا اور کہا پڑھہ آپنے فرمایا کہ مجھہ کو
پڑھنا نہین آتا اور اس نامہ مین کچھہ لکھا ہوا بھی نہین دیکھتا جبرئیل علیہ السلام نے آپکو اپنی بدن سے لگا کر خوب دبایا یہان
تک کہ بیہوش ہو جانے کے قریب ہوگئے اور پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھہ اسی طرح تین بار کیا پھر شروع سورہ اقرا کا آپ پر پڑھا جیسا
کہ بیان ہوچکا اور اس بغل کے دبانے مین تصرف ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے آپکے وجود شریف مین ساتھہ داخل کرنے انوار
ملکوت کے تا مہیا اور آمادہ ہو جاوین واسطے قبول وحی کے اور خالی ہون شغل ماسوا۔ اسکے سے اور بھی اشارہ ہے طرف ثقل
اوس قول کے کہ القا کیا جاویگا جیسے کہ آیا ہے اِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا اور اشارہ اسپر کہ قبیل وسواس اور تخیل سے
نہین ہے اسلیے کہ وسواس اور تخیل کو تاثیر جسم مین نہین ہوتی اور تکرار واسطے تاکید اور تقریر اور مبالغہ کی ہے از مدارج سوال

اگر کوئی کہے کیسے پہچانا حضرت نے کہ جبرئیل علیہ السلام فرشتہ ہین اللہ کیطرف کے اور نہین ہین جن جواب اونکو آپ نے دو وجہ سے پہچانا ایک یہ کہ اللہ تعا نے ظاہر کئے اونکے ہاتھون پر ایسے معجزے جنسے آپ پہچان گئے اونکا فرشتہ ہونا جیسے کہ ظاہر کئے ہاتھ پر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہ جن سے ہم پہچان گئے کہ آپ پیغمبر ہین دوسری یہ کہ اللہ تعا نے پیدا کیا حضرت کی ذات مین علم ضروری کہ جبرئیل علیہ السلام فرشتے ہین اللہ کے پاس سے نہ جن ہین اور نہ شیطان جیسے کہ اللہ تعا نے پیدا کیا حضرت جبرئیل ع مین علم ضروری کہ متکلم اون کے ساتھ اللہ ہی ہے مواہب پھر جبرئیل امین نے اپنا پاؤن زمین پر مارا چشمہ پانی کا جاری ہوا پھر وضو کیا ساتھ مضمضہ اور استنشاق کے اور مونھہ اور ہاتھہ پاؤن ہر ایک کو تین تین بار دھویا اور سر کا مسح ایک بار کیا پھر آنحضرت صلی اللہ تعا علیہ و آلہ وسلم سے وضو کرنے کو کہا تب آپ نے بھی اوسی طرح سے وضو کیا جب آپ وضو سے فارغ ہوئے تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک چلو پانی لیکر آپکے چہرہ مبارک پر چھڑک دیا اور آگے ہوکر دو رکعت نماز پڑھی آپ نے اون کی اقتدا کی بعد فراغ نماز کے حضرت جبرئیل ع نے کہا اسیطرح نماز پڑھتے ہین بعد اوسکے جبرئیل علیہ السلام غائب ہوگئے اور آنحضرت صلی اللہ تعا علیہ و آلہ وسلم اپنے گھر آئے ڈرتے ہوئے چنانچہ آپکا دل اور ایک روایت مین گردن اور مونڈھے کے درمیان کا گوشت لرزتا تھا اور فرماتے تھے زملونی زملونی یا دثرونی دثرونی یعنی اوڑھا دو مجھکو اوڑھا دو مجھکو تب آپکو ایک کمل اوڑھا دیا پھر جب خوف آپکا جاتا رہا تب خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا لقد خشیت علی نفسی یعنی البتہ تحقیق ڈرا مین اپنی جان پر اونھون نے کہا آپ کچھہ خوف نکرین کہ رب تمھارا آپکو کبھی بلا مین نہ ڈالے گا اور اندوہناک نکریگا بلکہ تمھارے ساتھہ سوائے بہتری کے کچھہ نکرے گا اسلیے کہ تم مہمان نواز اور راست گفتار اور امانت گذار اور عاجزون کے مددگار اور پناہ دینے ہو یتیمون کو اور نیکی کرتے ہو ساتھہ غریبون کے اور نیک خوئی کرتے ہو ساتھہ لوگون کے یعنے باوجود ان خصلتون نیک کے محل خوف کا نہین ہے اور ایک روایت مین ہے کہ کہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مت ڈرو تحقیق آپ صلہ رحم کا بجالاتے ہو اور بار عیال کا اوٹھاتے ہو اور کماتے ہو جو صرف کر دیتے ہو اور مہمانداری کرتے ہو اور حمایت کرتے ہو لوگون کی نوائب اور حوادث حق مین نہ باطل مین اور ایک روایت مین ہے کہ آپ خوشرو اور خوشخو اور خوش آواز اور عالی ہمت اور نیک نیت ہین یعنی جو کوئی یہ صفتین پاکیزہ اور احوال پسندیدہ رکھے گا ہرگز بلا اور آفت مین نہ پڑیگا اور برائی کا مونھہ نہ دیکھیگا از روضہ و مدارج بعد اسکے حضرت خدیجہ رض نے آپسے اجازت لیکر اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل سے حال خیر مآل آپکا بیان کیا اور ورقہ اس ایام مبارک انجام مین دین بت پرستی کا چھوڑکر نصرانی مذہب اور موحد ہوگیا تھا اور بڑا عالم انجیل مقدس کا تھا جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آکر حقیقت اور حال جبرئیل ع کا اوس سے پوچھا اونے کہا قدوس قدوس[1] یا سبوح سبوح ان کلمات مین گویا تنزیہ اور تقدیس کی جناب باری کی اس طرح پر کہ وہ پاک ذات بڑی شان والا ہے اس سے کہ فرشتہ مقرب اوسکا ایسی زمین مین اترے چنانچہ روضۃ الاحباب کے حاشیہ مین کہا جبرئیل ع کو اوس بت پرستون کے شہر مین کون یاد کرے جبرئیل خدا کا امین اور اوسکے پیغمبرون کا ہمنشین ہے یعنی امانت دار ہین درمیان خدا اور اوسکے انبیا ع کے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ محمد کہتے ہین کہ وہ مجھپر نازل ہوا پھر خدیجہ رض

[1] معنی قدوس اور سبوح دونون کے بہت پاک ۱۲

نے سب حال ہدایت مآل بیان کیا ورقہ نے کہا قسم خدا کی اگر جبرئیل امین اس سرزمین پر نازل ہوا ہوگا تو یہان خیر و برکت بیشمار ہوگی اور کہا اے خدیجہ اگر تو یہ سچ کہتی ہے تو یہ وہی ناموس اکبر ہے جو حضرت موسی اور حضرت عیسی علیہما السلام پر نازل ہوا ہے اور کہا اے خدیجہ تو جا اوس مکان پر جہان محمد نے اوسے دیکھا ہے وہ پھر آویگا جب وہ پھر آوے تب تو اپنا سر کھولدینا اگر وہ اللہ تعالی کا بھیجا ہوا ہے تو اوسے نہ دیکھے گا یہ بتایا اسلیے بتایا کہ سر عورت کا ستر ہے اور فرشتے وقت ستر کھلنے کے حیا کرکے دور ہوجاتے ہین اور تخصیص کی سر کی باقی ستر ہے اس مین کمال دانائی ورقہ کی سمجھی گئی واللہ اعلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ سب حال آکر آپکے پاس بیان کیا اور کہا کہ ابکی بار جب وہ آوے مجھکو خبر کردینا جب ایک روز پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم پر ظاہر ہوئے تب آپ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ وہ شخص اب آیا ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت علیہ الوف من التحیۃ والثنا کو اپنے داہنے زانو پر بٹھا کر پوچھا کہ اب بھی وہ شخص نظر آتا ہے کہا ہان نظر آتا ہے پھر بائین زانو پر بٹھایا اور کہا کہ اب بھی نظر آتا ہے کہا ہان پھر سر اپنا کھولدیا اور کہا کہ اب بھی نظر آتا ہے آپ نے فرمایا اب نہین نظر آتا وہ چلا گیا خدیجہ نے کہا کہ بشارت ہو آپکو وہ فرشتہ ہے بزرگتر اللہ تعالی کیطرف سے پھر یہ حال خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی ورقہ سے جاکر بیان کیا اوسنے کہا کہ بیشک وہ ناموس اکبر اون پر نازل ہوا ہے پھر ورقہ نے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کو بلاکر بالمشافہہ حال آپکا دریافت کیا اور کہا ابشر یا محمد ثم ابشر ثم ابشر بشارت ہو تجھکو اے محمد پھر بشارت ہو پھر بشارت ہو تحقیق مین گواہی دیتا ہون کہ تم وہ پیغمبر ہو کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ میرے بعد ایک رسول مبعوث ہوگا کہ نام اوسکا احمد ہوگا گواہی دیتا ہون کہ تم احمد ہو اور اللہ تعم کے رسول ہو تحقیق وہ ناموس اکبر کہ موسی علیہ السلام پر نازل ہوا تھا تم پر نازل ہوا اور قریب ہے کہ مامور ہوگے تم ساتھ جہاد اور قتال کرنے کے کفار سے اگر اون روزون مین مین زندہ رہتا تو مدد کرتا تمھاری یہ کہکر آپکے یافوخ یعنی تارک سر کو بوسہ دیا اور ایک روایت مین ہے کہ کہا کاش مین اون دنون مین جوان اور توانا ہوتا کاش مین زندہ رہتا اون دنون مین کہ قوم تمھاری تم کو نکال دے گی اپنے یہان سے آپ نے فرمایا کیا میری قوم مجھکو نکالدے گی کہا ورقہ نے کوئی نبی ایسا نہین ہوا کہ اوسکے لوگون نے اوسکے ساتھ دشمنی نکی ہو اور ایذا نہ پہنچائی ہو پھر بعد چند روز کے ورقہ نے وفات پائی اور زمانہ دعوت کا نہ پایا اور آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا البتہ تحقیق دیکھا مینے عالم نصاری کو یعنی ورقہ کو جنت مین کہ پوشاک اوسکی سبز تھی اسلیے کہ تحقیق اوسنے میری تصدیق کی اور ایمان لایا تھا مجھپر اور منقول ہے کہ خدیجہ رضی اللہ تعم عنہا بعد ملاقات ورقہ کے نزدیک عداس راہب کے کہ غایت پیری سے ابرو اوسکی آنکھون پر آپڑین تھین تشریف لے گئین اور کہا اے عداس خبر دے مجھکو جبرئیل ؑ سے عداس سجدہ مین گیا اور کہا قدوس قدوس جس شہر مین اللہ کی بندگی نہین کرتے جبرئیل کا نام کیسے یاد کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھکو حقیقت اور وصف اوسکے بتا کہا واللہ بتاونگا جب تک سبب اس سوال کا نہ بتاوگی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اوسکے چھپانے کا عہد کرلے اوس نے عہد کیا تب خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ محمد بن عبد اللہ کہتے ہین کہ جبرئیل مجھپر اوترا عداس نے کہا وہ ناموس اکبر ہے کہ حضرت موسی اور عیسی پر وحی لایا قسم خدا

کی اگر جبرئیل اس شہر مین اوترے تو بہت خیر و نیکی اس مین ظاہر ہوگی ولیکن ای خدیجہ کبھی شیطان بعض شخص پر ظاہر ہوتا ہے
اور صورتین دکھاتا ہے اس سبب سے اوسے جنون ہوجاتا ہے ای خدیجہ تو یہ کتاب لیجا اور محمد کو دکھا اگر وہ امر شیطانی ہے
تو اس کتاب کی برکت سے وہ آفت شیطانی سے سلامت رہینگے اور جو رحمانی ہے تو رفعت درجہ کی ہوگی پھر وہ آئین
اور جبرئیل علیہ السلام اوسوقت سورہ نون لیکر آئے تھے اور آپ ان آیات بینات کو بسرعت تکرار کرتے تھے نٓ
وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ تک خدیجہ نے کلام الہی سنکر خوش ہوکر کہا آپ
پر میرے ماں باپ فدا ہون عداس پاس چلئے آپ گئے عداس مہر نبوت دیکہکر سجدہ مین گر پڑا اور کہا قدوس قدوس ای محمد
تم وہی پیغمبر ہو کہ حضرت موسی علیہ السلام نے آپکی خوشخبری دی ای نبی اللہ کے آپکو کچھہ حکم ہوا ہے فرمایا نہین کہا آپ عنقریب
مامور ہونگے دعوت خلائق کے اور لوگ آپکو جھٹلاوینگے اور آپ ناچار اس شہر سے ہجرت کرینگے اور فرشتے آپکی مدد کرینگے
اور کہا واللہ اگر مین آپکے ایام دعوت تک زندہ رہتا تو روبرو آپکے تلوارین مارتا غرض ان دو گواہ یعنی ورقہ و عداس عادل
کی گواہی سے مدار رسالت کا ثابت ہوکر مسجل ساتھہ حجت کے ہوگیا ملخص معارج اور مروی ہے کہ بعد اوترنے آیات اول سورہ
اقرا کے وحی کا آنا موقوف ہوا یہ حال تین سال تک رہا اور بموجب روایت اشہر کے توقف وحی کا چھہ مہینے تک رہا ہذا ما
افادہ بقیۃ المحدثین مولوی شیخ محمد تہانوی مگر اون ایام مبارک انجام مین حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے تئین آنحضرت
صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم پر ظاہر کرتے تھے اور آپکو تسکین و تسلی دیتے تھے مگر قرآن نلاتے تھے آپ کو وحی کے نہ آنے
سے بہت رنج تھا یہانتک کہ کئی بار اپنے آپکو پہاڑ سے گرانے کا قصد کیا اور ہر بار حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ پر ظاہر ہوتے
اور کہتے یا محمد انک رسول اللہ حقا یعنی ای محمد تحقیق تم اللہ تعم کے رسول برحق ہو اس بات سے آپکے نفس نفیس کو
تسکین ہوتی اور آپکے دل کو اطمینان حاصل ہوتا زہری ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کرتا ہے کہ کہا اونسے کہ سنا مینے
جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کہ زمانہ فترت
وحی مین ایک راہ سے جاتا تھا مین کہ ناگاہ ایک آواز سنی مینے آسمان کیطرف سے آنکھہ اوٹھا کر کیا دیکھتا ہون کہ وہ فرشتہ
جو غار حرا مین مجھپر نازل ہوا تھا ایک کرسی پر بیٹھا ہے درمیان آسمان اور زمین کے تب مجھپر خوف غالب ہوا مین اپنے
گھر لوٹا اور کہا مینے زملونی زملونی لپیٹے مجھکو کپڑہ اوڑھا دو تب حق تعالی نے وحی بھیجی يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ
وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ترجمہ ای لحاف مین لپیٹے کھڑا ہو پھر ڈر سنا اور اپنے رب کی بڑائی بول
اور اپنے کپڑے پاک رکھہ اور گندگی کو چھوڑ دے پھر اوسوقت سے وحی آنے لگی اور یہ سورۃ اوتری تب خلق کو دعوت
کا حکم ہوا اور نماز کا اور نماز کے ساتھہ تکبیر کا اور کپڑے پاک رہنے اور گندگی سے بچنا یا کہتر اکہا ہے کو وہ اکثر دہ دہ او
تیل مین آلودہ رہتا ہے انتہی واضح ہو کہ محدثین کے مذہب پر نبوت مین تبلیغ اور انذار شرط نہین ہے اور رسالت مین
شرط ہے اور نزول وحی کا واسطے تکمیل نفس کے کافی ہے تو بنا پر اسکے اول اوترنے سے سورہ اقرا کے بسبب تعلیم اور تکمیل

نفس امر حکیم امت کے ثابت ہوا کہ نبوت آپکی مقدم تھی رسالت پر چنانچہ کہا ابن ابی عمر وغیرہ نے اور چنانچہ کہا ابو امامہ بن نقاش
نے سو ظاہر ہوئی اوسکے اوترنے سے آپکی نبوت اور مدثر کے اوترنے سے آپکی رسالت اسواسطے کہ وہ مشتمل ہے بشارت اور انذار
اور تبلیغ احکام الٰہی پر اور انذار اور تبلیغ متاخر ہے تکمیل اور تعلیم سے اور سورہ اقرأ متضمن ہے اطوار آدمی کو کیونکہ اوسمین پہلے
مذکور ہے خلقت کا پھر تعلیم پانے کا پھر سمجھ جانے کا تو مناسب ہوا کہ اول یہی سورہ نازل ہوا اور یہی ترتیب طبعی ہے مدارج
وسواہب جاننا چاہیے کہ محمد بن اسحاق اور ایک جماعت کثیر ائمہ حدیث اور سیر اور تواریخ سے اسپر ہین کہ شروع نزول وحی
کا رمضان مین تھا دلیل اونکی یہ آیت کریمہ ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ ترجمہ مہینا رمضان کا جس
مین نازل ہوا قرآن اور إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ترجمہ ہمنے یہ اوتارا شب قدر مین لیکن اکثر اصحاب سیر و تواریخ اسپر ہین
کہ ماہ ربیع الاول مین آپکی ولادت باسعادت سے اکتالیسوین سال وحی آپ پر نازل ہوئی تیسری یا آٹھوین تاریخ اور جامع الاصول
مین ہے کہ یہی صحیح ہے نزدیک علماے حدیث اور راویوں کے اور اصحاب تواریخ اور سیر کے اور جواب ان دونون آیتون مرقوم الصدر کا یہ ہے
کہ مراد نزول قرآن سے رمضان مین نزول اوسکا لوح محفوظ سے ہے آسمان دنیا پر اسلیے کہ مروی ہے کہ قرآن مجید ایک دفعہ لوح محفوظ
سے آسمان دنیا پر اوترا اور معنی انزال تمام قرآن کے آسمان دنیا پر یہ ہین کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے لکھوایا سب قرآن لیل مبارک
شب قدر مین کہ رمضان مین واقع ہوئی تھی لوح محفوظ سے نقل کرکے اون فرشتون سے کہ اس آسمان مین ہین سو لکھا اونھون
نے اون صحف مین کہ بیت العزت مین تھے پھر جبرئیل علیہ السلام تھوڑا تھوڑا تیس برس مین حسب وقائع اور حادثون کے حضرت کی طرف
لائے خلاصہ بیضاوی و خطیب پھر وہان سے آیت آیت اور سورت سورت بدفعات اوترا اوتارا گیا آسمان دنیا پر اوتارا اور رکھا گیا
بیت العزت مین وہ اسواسطے اشتیاق بڑھانے کے طرف اوسکے مثل اوس شخص کے کہ خبر سنے اپنے والد بزرگوار کے آنے کی تو یہ خبر دیدار کا
شوق بڑھاتی ہے اور خصوصیت اس آسمان کی اسلیے ہوئی کہ وہ بمنزلہ چیز مشترک کے ہے درمیان ہمارے اور فرشتون کے کہ اونکے
لیے جاے سکونت ہے اور ہمارے لیے چھت اور زینت اور فرمایا انزلناہ الی السماء الدنیا اسواسطے کہ اوتارنا اوسکا چرخ زیرین
پر برابر ہے اوتارنے اوسکے کے زمین پر اور یا مراد انزل فیہ القران سے انزل فی شأنہ القران ہے یعنے مہینا رمضان
کا ایسا مہینا ہے کہ نازل ہوا اوسکی شان و فضیلت مین قرآن اور علماے متاخرین محدثین نے کہا ہے کہ ابتداے نزول
وحی کا خواب مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ربیع الاول کے مہینے مین اکتالیسوین سال ولادت سے ہوا اور ابتدا
نزول وحی کی بیداری مین اور اوترنا قرآن کا اسی برس کے رمضان مین تھا واللہ تعالیٰ اعلم تنبیہ واضح ہو کہ ضمن روایات
گذشتہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اول قرآن مین سے سورہ اقرأ نازل ہوئی نووی نے فرمایا کہ یہی صواب ہے اور اسی پر جمہور
سلف اور خلف ہین مظہری اور دوسری روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اول سورہ مدثر نازل ہوئی اور ایک روایت سے
معلوم ہوتا ہے کہ اول سورہ فاتحہ نازل ہوئی چنانچہ مروی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے
کہا کہ تحقیق جبکہ اکیلا ہوتا ہون مین آواز سنتا ہون کہ یا محمد یا محمد اور کہنے والے کو نہین دیکھتا تو خوف کے سبب وہان سے بھاگ

جاتا ہون حضرت خدیجہؓ آپکو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئین آپنے حال بیان کیا ورقہ نے کہا کہ اگر ابکی بار آواز سنو تو وہان سے
نہ بھاگیو اور کھڑے ہوکر سنیو کہ کیا کہتا ہے پھر جب آپ اکیلے ہوئے آواز سنی تب کھڑے ہوگئے اور لبیک کہا آواز دینے والے نے
کہا کہ کہو اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله پھر کہا کہ کہو بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين
آخر سورہ تک اور جمع ان سب روایتون مین بر تقدیر صحت ان سب کے یون ہے کہ اول جو چیز کہ قرآن سے نازل ہوئی علی الاطلاق
اول سورہ اقرا کا ہے اور رہ وہ جو وارد ہوا ہے کہ اول سورہ مدثر تھی مراد اس سے بعد فترت وحی کے ہے اور اول وہ سورہ کہ تمام
وکمال اوتری فاتحۃ الکتاب ہے واللہ تعالی اعلم یا اول وہ سورہ کہ قرأت نماز کے واسطے نازل ہوئی سورہ فاتحہ ہے انتہی
بقیۃ المحدثین جاننا چاہیے کہ وحی آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر کئی طرح سے اوترتی تھی از انجملہ سچی خواب ہے جیسا کہ مروی
ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہتی ہین وہ اول ما بدء به رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الرؤيا الصالحة
وفی روایۃ الصادقۃ ترجمہ اول وہ چیز کہ ظاہر ہوئی آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر وحی سے خواب نیک ہے اور ایک
روایت مین خواب سچے اور القا کرنا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آپکے دل مین بے اسکے کہ آپ اونکو دیکھین جیسے کہ آیت کریمہ
نزل به الروح الامين على قلبك لتكون من المنذرين ترجمہ لے اوترا اوسکو جبرئیل تیرے دل پر تو کہ ہو تو ڈر سنانے والا
اسپر دلالت کرتی ہے اور یہ حدیث بھی اوس پر دلالت کرتی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ان الروح القدس
نفث فی روعی ان لن تموت نفس حتی تستکمل رزقها فاتقوا الله واجملوا فی الطلب ترجمہ تحقیق جبرئیل نے پھونکا میرے
دل مین یہ کہ نہین مریگا کوئی جاندار جب تک کہ پورا لے لیوے رزق اپنا سو ڈرتے رہو اللہ سے اور کم کوشش کرو طلب مین یعنی
تلاش روزی مین از روضہ اور از انجملہ متشکل ہونا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ساتھ شکل آدمی کے اور پڑھنا وحی کا آپ پر
مروی ہے کہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل پر جبرئیل علیہ السلام اکثر متشکل ہوتے تھے اور کبھی کبھی بعضی صحابہ نے بھی اونکو دیکھا ہے
اور از انجملہ نازل ہونا وحی کا مثل آواز جرس کے کہ نہ سمجھے جاتے اوس سے کلمات و معانی مگر سمجھتے حضرت اوسے اور یہ
صورت اشد صورتون وحی کی تھی آپ پر چنانچہ اگر اس حال مین آپ اونٹ پر سوار ہوتے تو دونون اگلے پاؤن اوس کے
خم ہو جاتے اور اگر کسی کی ران پر ٹیک لگائے ہوتے تو خوف اوسکے ٹوٹنے کا ہوتا اور سردی کے موسم مین آپکی پیشانی مبارک
سے پسینا بہنے لگتا اور از انجملہ دیکھنا جبرئیل علیہ السلام کو صورت اصلی پر اور وحی پڑھنا اونکا آپ پر اور از انجملہ شب
معراج مین نازل ہونا آپ پر اوپر آسمان کے جو کچھ کہ نازل ہوا اور از انجملہ کلام کرنا باریتعالی کا آپ سے بیواسطے فرشتہ کے
پردے کی آڑ سے جیسا کہ آیا ہے معراج کی حدیثون مین اور از انجملہ کلام کرنا اللہ تعالی کا آپ سے بیواسطے اور بدون حجاب
کے شب معراج مین اوس کسی کے قول پر کہ قائل ہے دیکھنے آنحضرت کا حق تعالی کو اوس رات مین سر کی آنکھون سے واللہ اعلم
کذا فی روضۃ الاحباب حضرت مولانا جامی زلیخا مین فرماتے ہین ؎ یکی دیدہ وہم از قید یکی پاک * ز لیباری برون و ز
اندکی پاک * بدید آنچہ از حد دیدن برون بود * میرس از ما کیفیت کہ چون بود * نہ چندی گنجد آنجا و نہ چونی * فرو بند ا

کی لب وزفرونی، بعد ازآن باآواز بلند اظہار کیا آپ نے اللہ تعم کے حکم کو اور پہنچایا پیغام اوسکا اوسکے بندون کو جاننا چاہیے
کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کو ساتھہ دلیلون اور حجتون کے روشن ہوا کہ مین پیغمبر برحق ہون پس اول وس
کسی کو کہ آپ نے دعوت طرف توحید اور خدا پرستی کے کی وہ خدیجہؓ ہین وہ آپ پر بی توقف ایمان لائین پھر ایک روز کے
بعد یا اوسی دن کے آخر مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ آپکے کنار تربیت مین تھے آپ پر ایمان لائے بعد اونکے حضرت زید بن حارثہ
رضی اللہ عنہ کہ آزاد کیے ہوئے خدیجہ رضی اللہ تعم عنہا کے تھے ایمان لائے بعد اونکے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعم عنہ
مشرف ساتھہ اسلام کے ہوئے اور نزدیک بعض کے حضرت ابو بکر صدیق بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ایمان لائے کذا
فی المقصد الاول من روضۃ الاحباب اور مقدمے مین دوسرے مقصد اسی کتاب کے یون بیان کیا ہے کہ علماء سیر اور تواریخ کا
اس باب مین اختلاف ہے کہ اول جو شخص کہ ایمان لایا اصحابہ رضی اللہ عنہم مین سے کون ہے بعضون نے ابو بکر صدیقؓ کو اور بعضون
نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو اور بعضون نے خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کو کہا کذا فی روضۃ الاحباب پس صحیح نزدیک محققون
اہل سیر و تواریخ کی وہ ہے کہ اول خدیجۃ الکبری پھر علی مرتضی پھر زید بن حارثہ پھر ابو بکر صدیق پھر بلال رضی اللہ عنہم اور ابن
عبد البر کتاب استیعاب مین لایا ہے کہ محمد بن کعب قرظی ساتھہ ضمہ قاف اور فتح راء مہملہ اور کسرہ ظاء معجمہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اسلام
علی کرم اللہ وجہہ کا پہلے تھا یا اسلام ابو بکر صدیق رضؓ کا اونسے کہا سبحان اللہ علی کرم اللہ وجہہ اول ساتھہ اس دولت کے مشرف ہوئے
مگر برعایت جانب ابو طالب کے ایمان اپنا ظاہر نکرتے تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضؓ بعد اذکی فائز باسلام ہوئے اور اسلام
اپنا ظاہر کیا اس جہت سے لوگ اشتباہ مین پڑے اور بعضی اہل دین کہتے ہین کہ قریب تر ساتھہ احتیاط کے یہ ہے کہ کہین کہ پہلی عورتون
سے جو اسلام لائین حضرت خدیجۃ الکبری ہین اور لڑکون سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہین اور مردون بالغ اور احرار سے یار
غار جان نثار حضرت ابو بکر صدیق رضؓ ہین اور موالی یعنی آزاد کیے ہوؤن سے حضرت زید بن حارثہ رضؓ ہین اور عبیدون سے
حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہین سے علی ارواحہم رضوان ربی و مغفرۃ الی یوم الحساب انتہی اور منقول ہے
کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اسلام لائے تب اپنے یارون اور دوستون کو بھی طرف اسلام کے دعوت کی اونھون نے اجابت
کی اور مشرف باسلام ہوئے از انجملہ پانچ شخص عشرہ مبشرہ سے حضرت عثمان بن عفان اور زبیر بن العوام اور طلحہ ابن
عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص و عبد الرحمن بن العوف رضی اللہ عنہم کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپکی محفل بہار
منزل مین لائے سب مشرف باسلام ہوئے پھر دوسرے دن عثمان بن مظعون اور ابو عبیدہ بن الجراح اور ابو سلمہ بن عبد الاسد
مخزومی اور ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہم کو آپکی خدمت بابرکت مین لائے وہ بھی مسلمان ہوئے پھر بتدریج حضرت بلال
اور صہیب اور خباب بن ارت اور عمار بن یاسر اور اونکے ماں سمیہ اور اسماء بنت ابی بکر اور ابو عبیدہ بن الحارث اور عبد اللہ
بن مسعود اور خنیس بن حذافہ اور جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین جدے جدے اسلام لائے منقول ہے کہ جب
بیس روز آپکی بعثت سے گذرے تو شیاطین آسمان کی طرف چڑھنے اور خبر آسمانی لانے سے ممنوع ہوگئے مروی ہے ابن عباس

ہے کہ ظہور نبوت سے پہلے شیطان آسمان کی طرف چڑھتے کان لگا فرشتون سے زمین کے حادثون کی باتین سنتے اور ایک
سچ مین کئی جھوٹ ملا کر اہل زمین کو پہنچاتے جب حضرت مبعوث ہوئے اس امر سے بالکل ممانعت ہو گئی چنانچہ یہ آیت اسپر
دلالت کرتی ہے وانا لمسنا السماء فوجدناها ملئت حرسا شديدا و شهبا وانا كنا نقعد منها مقاعد للسمع فمن
يستمع الان يجد له شهابا رصدا ترجمہ اور یہ کہ ہمنے ٹٹول دیکھا آسمانون کو پھر پایا اونکو بہر رہا ہے اوسمین چوکیدار سخت اور
انگارے اور یہ کہ ہم بیٹھتے تھے آسمان کے ٹھکانون مین سننے کو پھر جو کوئی اب سننے پاوے اپنے واسطے ایک انگارا گھات مین یعنی انگارے
پڑتے ہین اور خبر سننے نہین دیتے چوکیدار اور انھین تارونکی روشنی سے آگ نکلتی ہے جس سے شیطان کو مار پڑتی ہے جیسے سورج
آتشی شیشہ سے از روضہ و موضح القرآن اور مظہری مین ہے کہ وہ جو دکھتا ہے کہ تارا اوڑتا ہے ایک شعلہ ہے کہ تارے سے چھوٹتا ہے
اور قول فلاسفہ کا کہ وہ بخار ہے کہ کرہ نار مین جا کر مشتعل ہو جاتا ہے باطل ہے ظن و تخمین پر اوسکی بنا ہے وان الظن لا يغني من
الحق شيئا مروی ہے کہ اوائل اسلام مین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم خفیہ لوگون کو دعوت اسلام کی کرتے تھے اطراف
و جوانب سے ایک ایک دو دو آدمی آتے تھے اور ایمان لاتے تھے تین برس تک یہی حال رہا پھر یہ آیت اوتری فاصدع بما تؤمر
واعرض عن المشركين انا كفيناك المستهزئين ترجمہ ای محمد ظاہر کر اپنے کو اور قیام کر ساتھ اوسکے کہ حکم کیا جاتا ہے تو
اور موںھ پھیر لے مشرکون سے اور اپنا دل خوش رکھ کہ ہم اونکے شر کو تجھسے کفایت کرینگے یعنی ہم بس ہین تیری طرف سے
ٹھٹھے کرنے والون کو وہ پانچ شخص تھے رؤساے قریش سے ولید بن مغیرہ مخزومی اور عاص بن وائل سہمی اور اسود بن
عبد المطلب بن حارث اور اسود بن عبد یغوث اور حارث بن قیس ولید کی پنڈلی مین بھال چبھی اور ہلاک ہوا اور عاص
کے پاؤن مین کانٹا لگا اور مر گیا اور اسود کی آنکھین اندھی ہوئین دیوارون سے سر ٹکرا کر مر گیا اور اسود بن عبد یغوث جلندر
سے مر گیا اور حارث کا سر پیپ سے سڑا اور مرا اور ہر ایک مرتے وقت کہتا تھا مارڈالا مجھے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے رب نے
ملخص معالم اور یہ حال بتفصیل جلد ثانی مین آویگا پھر آپنے مستعد ہو کر خلق کو آشکارا دعوت اسلام کی یہانتک کہ مامور ہوئے
واسطے ڈرانے اپنے قرابت والون کے کہ وانذر عشيرتك الاقربين واخفض جناحك لمن اتبعك من المؤمنين
ترجمہ اور ڈر سنا اپنے اقربا کو اور جھکا دے بازو اپنا یعنی عاجزی کر واسطے اوسکے جو اتباع کرے تیرے مؤمنون سے مروی ہے
کہ جب یہ آیت اوتری آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کوہ صفا پر آئے اور پکارا یا معشر قريش[۲] يا بني فهر يا بني غالب
يا بني لؤي يا بني عدنان جدا جدا قریش کے ہر ایک گروہ کو پکارتے تھے اونھون نے آواز آپکی سنی کہا محمد صلعم ہمکو کوہ صفا پر
پکارتے ہین سب آکر وہین جمع ہوئے اور کہا ما لك يا محمد یعنی کیا ہے واسطے تیرے اے محمد اور ایک روایت مین ہے کہ جو کوئی
وہان نہ آسکا اوسنے کسی کو اپنی طرف سے بھیجا اور ایک روایت مین ہے کہ آپنے فرمایا کہ اے گروہ قریش اشتروا
انفسكم من الله لا اغني عنكم من الله شيئا يا بني عبد المطلب لا اغني عنكم من الله شيئا يا عباس بن
عبد المطلب لا اغني عنك من الله شيئا يا صفية عمة رسول الله لا اغني عنك من الله شيئا يا فاطمة بنت

[۱] اور باطل کلام ہین ثانی مجلسات بین کیہ ام
[۲] ای گروہ قریش ای اولاد فہر ای بیٹو غالب کے ای اولاد لوی ای فرزند و عدنان کے ۱۲

سلبینی ما شئت من مالی لا اغنی عنك من الله شیئا ترجمہ ای گروہ قریش کے خرید لو اپنے نفسون کو اللہ تعالی
سے مین نہین کام آنے کا تمہارے اللہ سے کچھ یعنی مین اللہ تعالی کے عذاب کو تمسے دور نہین کر سکتا باوجودیکہ مین پیغمبر ہون ای
اولاد عبد المطلب کے مین نہین کام آنے کا تمہارے اللہ تعالی سے کچھ ای عباس بن عبد المطلب مین نہین کام آنے کا تیرے اللہ
تعالی سے کچھ ای صفیہ پھوپھی رسول اللہ کی مین نہین کام آنے کا تیرے اللہ سے کچھ ای فاطمہ بیٹی رسول اللہ کی مانگ لے تو
مجھسے مال میرے سے جو کچھ کہ چاہے تو مین نہین کام آنے کا تیرے اللہ سے کچھ پھر فرمایا آپ نے لوگو اگر مین تمھین اسبات کی خبر دون کہ
اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے کہ ارادہ تمہارے لوٹنے کا کرتا ہے آیا اس خبر سے تم مجھکو سچا جانوگے یا نہین سب نے کہا ہان البتہ تم آجتک
تو کبھی ہمارے درمیان جھوٹ سے متہم نہین ہوئے اور ہمنے سوا سچ کے تمسے نہین دیکھا پھر حضرت نے فرمایا کہ خبردار رہو جاؤ مین تمکو
ڈراتا ہون عذاب سخت سے کہ آگے آنے والا ہے لائق ہے کہ قبول کرے وہ شخص کہ عاقبت اندیش ہے کہو کلمہ لا الہ الا اللہ اور
میری رسالت کا اقرار کرو ابولہب لعین بولا تبا لك سائر الیوم لهذا جمعتنا یعنی ہلاکت ہوجیو تجھکو سارے دن اسی لیے ہمکو
تو نے جمع کیا تھا پس سورہ تبت یدا اوسکی شان مین نازل ہوئی کذا فی روضۃ الاحباب والمعارج اور صحیحین مین ہے کہ نقل کیا
ابوہریرہ رضی نے کہ جب یہ آیت اوتری کہ ڈرا تو اپنی برادری کو جو ناتا رکھتے ہین تجھسے تو پکارا پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے
اپنے ناتے والون کو پھر اکٹھا کرکے پکارا اور جدا جدا بھی سو فرمایا ای اولاد کعب بن لوی کی بچاؤ تم اپنی جانون کو آگ سے
کیونکہ بیشک مین نہین اختیار رکھتا تمہارا اللہ کے یہان کچھ یا یون فرمایا کہ بیشک مین نہین کام آنے کا تمہارے اللہ کے یہان کچھ
اور ای اولاد مرہ بن کعب کی بچاؤ تم اپنی جانون کو آگ سے کیونکہ بیشک مین نہ کام آونگا تمہارے اللہ کے یہان کچھ اور ای اولاد
عبد شمس کی بچاؤ تم اپنی جانون کو آگ سے کیونکہ بیشک مین نہ کام آونگا تمہارے اللہ کے یہان کچھ اور ای اولاد عبد مناف کی
بچاؤ تم اپنی جانون کو آگ سے کیونکہ مین بیشک نہ کام آونگا تمہارے اللہ کے یہان کچھ اور ای اولاد ہاشم کی بچاؤ تم اپنی جانون
کو آگ سے کیونکہ بیشک مین نہ کام آون گا تمہارے اللہ کے یہان کچھ اور ای اولاد عبد المطلب کی بچاؤ تم اپنی جانون کو آگ سے
کیونکہ بیشک مین نہ کام آونگا تمہارے اللہ کے یہان کچھ اور ای فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھسے جتنا چاہے میرا مال
کیونکہ بیشک مین نہ کام آون گا تیرے اللہ کے یہان کچھ اور معالم مین روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت نے مجھکو
بلاکر فرمایا ای علی حکم ہوا مجھکو کہ ڈرا اپنے ناتے والون قریب کو اور مین جانتا ہون کہ جب بلاؤن گا اونکو طرف اسلام کے دیکھونگا
اونسے ایذائین اور بری باتین اسی لیے مین خاموش رہا یہانتک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا ای محمد اگر تو موجب
فرمانے کے قیام نہین کریگا تو عقوبت الٰہی مین گرفتار ہوگا اب ای علی ایک صاع بھر کھانا تیار کرا اور ڈال اسمین ایک ران بکری
کی اور بھر رکھہ ایک قدح دودھ سے پھر جمع کر بنی عبد المطلب کو مینے کھانا طیار کیا پھر اونکو بلایا چالیس مرد تھے ایک دو یا ایک کم
اون مین سے ابوطالب اور حمزہ اور عباس اور ابولہب ہین آپنے وہ کھانا منگایا اور ایک پارہ گوشت کا اپنی دانتون سے چیر کر
تو اسی طباق مین ڈال دیا پھر فرمایا خذوا بسم اللہ شروع کرو اللہ کے نام سے سب نے سیر ہوکر کھا لیا اور قسم اللہ کی ایک مرد کھا لیتا

اتنا کھانا اور قدح سے سب پیکر سیراب ہو گئے اور قسم اسکی ایکہ ہی لیا اتنا دودہ پھر جب آپ نے اونسے کلام کرنا چاہا پہلے
بول اوٹھا ابو لہب کہ جادو کیا تم پر تمہارے صاحب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سب اوٹھکر چلے گئے اور آپ کچھہ نبولے دوسرے
دن آپ نے فرمایا ای علی اس مرد نے سبقت کی کلام کرنے مین اور کہا جو کچھہ کہ تو سن چکا آج پھر کل کا سا کھانا تیار کر اور بولا
انکو جب آئے آپ نے کھانا منگایا اور جیسے کل کیا تھا آج بھی کیا پھر سب کھا چکے آپ نے فرمایا ای بنی عبد المطلب مین لیکر آیا
ہون پاس تمہارے خوبی دنیا اور آخرت کی اور حکم کیا مجھکو اللہ نے کہ بلاؤن تمکو اوسکی طرف پس کون مدد کرتا ہے میری اس
امر پر اور ہو جاوے میرا برادر اور وصی اور خلیفہ کوئی نبولا تب مینے عرض کیا حالانکہ مین خورد سال تھا سب سے کہ ای نبی اللہ
مین مددگار ہون آپکا اس امر پر پھر پکڑی آپ نے میری گردن اور فرمایا یہ بھائی میرا ہے اور وصی اور خلیفہ ہے درمیان تمہارے
پس سنو کہنا اوسکا اور طاعت کرو اسکی یہ سنکر لوگ اوٹھہ کھڑے ہوئے اور ہنستے تھے اور ابو طالب سے کہتے تھے کہ حکم کیا تمکو
محمد نے یہ بات سنی تو علی کی اور اطاعت کرے تو اوسکی انتہی اور یہ دعوت آپ نے اپنے گھر مین کی تھی پھر کوہ صفا پر چڑھکر
پکارا کما مر خلاصہ اس حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ کسی بزرگ کے قرابتی ہوتے ہین اونکو اوسکی حمایت پر بھروسا ہوتا ہے اور اوسپر
مغرور ہوکر اللہ کا خوف کم رکھتے ہین سو اسلیے اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ وہ اپنے قرابتیونکو ڈرا دیوین سو اونھون نے
سبکو اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اوسی چیز مین ہو سکتا ہے کہ آپ کے اختیار کی ہو سو یہ میرا مال موجود
ہے اس مین مجھکو بخل نہین اور اللہ کے یہان کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہان مین کسی کی حمایت نہین کر سکتا اور کسی کا
وکیل نہین بن سکتا سو وہان کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے اس آیت
اور حدیث سے معلوم ہوا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے یہان کچھہ کام نہین آتی جب تک کچھہ معاملہ اپنا اللہ سے صاف
نکرے تو کچھہ کام نہین نکلتا تمام ہوا فائدہ آیت و حدیث کا آیہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم اپنی قوم کی خیر خواہی
مین دریغ نہین فرماتے تھے ولیکن مکے کے لوگ نہایت نادانی سے ایذا دینے پر مستعد ہوئے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ و آلہ وسلم لوگون کو دعوت اسلام کی کرتے تھے اور تعرض اونکے معبودون باطلہ سے نفرماتے تھے وہ بھی آپ سے
چندان متعرض نہوتے تھے اور جب آپ اونکی مجلسون اور محفلون پر ہوکر گذرتے وہ کہتے یہ جوان بنی عبد المطلب سے ہے
اسکو آسمان کی باتین کہتی ہین اور وہ اون سے خبر دیتا ہے اسی طور سے چند مدت گذری یہانتک کہ اللہ تعالی نے اون کے
معبودون باطلہ کی مذمت بیان فرمائی اور باپ دادے اونکے جو کفر کی حالت مین مرے تھے اونکے دوزخ مین معذب ہونیکی
خبر فرمائی تب قوم قریش نے عداوت اور دشمنی شروع کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا
صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم نے کہ مین درمیان دو ہمسایون بد کے تھا ابو لہب اور عقبہ بن ابی معیط یہ دونون جاتے اور گوبر جمع
کرتے اور آپکے راستے پر ڈال دیتے آپ گھر سے تشریف لاتے اور لطف اور نرمی سے انکو فرماتے کہ ای بنی عبد مناف یہ کیا ہمسایگی
ہے اور اوسکو راستے سے ہٹا دیتے اور منقول ہے کہ موسم حج مین لوگون پر آپکو ظاہر کرتے اور دعوت اسلام کی کرتے اور فرماتے

یا ایہا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا یعنی ای آدمی کہو لا الہ الا اللہ تا فلاح پاؤ اور ابولہب آپ پر آپکے پیچھے سے پتھر
مارتا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ اوسنے ٹخنے اور قدم مبارک آپکے پتھرون سے زخمی کر دئے تھے اور کہتا تھا ای لوگو اس کی
بات نہ سننا کہ یہ کاذب ہے نعوذ باللہ منہ اور آپ فرماتے کون ہے کہ مجھے جگہ دے اور میری مدد کرے تو مین رسالت اپنے پروردگار
کی بجا لاؤن اور وہ بہشت مین جاوے کذا فی روضۃ الاحباب اور یہی روضہ مین ہے کہ جو کوئی مکہ مین آتا قریش اوس کو
کہتے کہ خبردار محمد سے بچا رہنا کہ وہ تجھکو فتنے مین ڈالے اور باتین پریشان آپکی شان مین بکتے کبھی ساحر کبھی شاعر کبھی کاہن
کبھی مجنون کہتے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت حزین ہوتے رب العالمین آپکی دل بحالی اور تسکین فرماتا اور آپکے بری
ہونے پر ان عیبون سے آیتین نازل کرتا جیسے کذلک ما اتی الذین من قبلہم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون
اتواصوا بہ بل ہم قوم طاغون اور جیسے فذکر فما انت بنعمۃ ربک بکاہن ولا مجنون ام یقولون شاعر
نتربص بہ ریب المنون اور مانند اسکے اور آپ ایذا اوٹھانے پر صابر اور ثابت قدم اور دعوت مین راسخ دم رہتے مروی
ہے کہ جب ایذا کفار کی حد سے گذر گئی اور رفع نہو سکی آپ نے صحابہ کو اجازت دی ہجرت کی اور فرمایا حبشہ مین چلے جاؤ کہ وہان
ایک بادشاہ ہے کہ اوسکے ملک مین ظلم نہین ہوتا پس ماہ رجب مین پانچوین سال نبوت سے گیارہ مرد چار عورتین کہ حضرت عثمان
معہ زوجہ اپنی رقیہ کے اونہین مین تھے مکہ سے خفیہ نکلے اور نجاشی کے جوار مین امین ہوئے بعد ازان مشہور ہوا کہ کفار مکہ نے
آپسے صلح کی مہاجر حبشہ کے بسبب محبت وطن کے پھر مکہ مین آئے تو معلوم ہوا کہ وہ ویسے ہی ایذا دیتے مین پھر کچھ اوپر اسی مرد اور
گیارہ عورتین حبشہ کو گئین انہین مین حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ تھے جب نجاشی نے اونسے کلام الہی سنا آنسو رونا کہ داڑھی پر آنسو جاری
تھے اور کہا قسم خدا کی یہ کلام اور وہ جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوا ایک ہی مشکوۃ سے ہے اور کہا مرحبا تم جسکے پاس سے آئے وہ
بیشک رسول خدا ہے جسکی انجیل مین مدح ہے اور اگر جہانبانی ملک کا کام نہوتا تو اوسکے پاس جاتا اور نعلین برداری کرتا اور تکلم
پاؤن دھلاتا اور گھیر لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک گھاٹی مین کہ اوسکو شعب ابی طالب کہتے ہین اور رہے حضرت اوس
گھیرے مین کچھ کم تین برس اور تمام اہل بیت بھی آپکے اوسی گھیرے مین تھے پھر جب باہر آئے آپ اوس گھیرے سے اوسوقت عمر شریف
آپکی اونچاس برس کی تھی تفصیل اس اجمال کی شواہد النبوۃ مین یون ہے کہ جب قوم قریش بسبب حمایت ابوطالب کے مجادلے
اور معارضے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سے عاجز ہوئے تب سب نے اکٹھے ہوکر مجمع کیا اور ایک عہدنامہ لکھا اور قسم
کھائی کہ آج سے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے ساتھ رعایت صلہ رحم کی نکرین اور اپنی بیٹیان اونکو ندین اور نہ اونکی لین اور نہ
اونسے خرید و فروخت کرین اور نہ اونسے کلام کرین پھر اوس عہدنامہ کو اطلس مین لپیٹ کر موم مین لپٹیا اور اوسپر سب نے
مہرین لگا کر خانہ کعبہ مین لٹکا دیا جب ابوطالب نے یہ سنا سب بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو سوائے ابولہب کے اپنے ساتھ لیکر
شعب ابی طالب مین چلے گئے اور حضرت مسلمانون کو بھی اپنے ساتھ لے گئے کذا فی السیر الکازرونی اور وہان اونکے گھر بھی تھے
قریب تین برس کے وہان رہے اس عرصہ مین کوئی ساتھ اونکے نیکی سے پیش نہ آیا بلکہ اونپر بڑی سختی رکھتے گھیرے رہتے بازار تک

شعب سے نکلتے تو اون کے
آنے نہ دیتے جہان کہین پاتے دکھہ دیتے جو کوئی اونکے لیے غلہ لیجاتا اوسے منع کرتے اور جو وہ موسم مین
ایذا رسانی کو صبح کو تڑکے سے وہان پہنچ جاتے اور بازار کے کھانے کھاتے اور اونھین ایذا پہونچاتے ولید بن مغیرہ پکڑوا دیتا
کہ جو کوئی اصحاب محمدؐ سے غلہ خریدے اوسکے ہاتھہ دوگنی قیمت کو بیچو اور تین برس تک یہی معاملہ رہا از بسکہ گا ذروتی مگر ابو العاص
بن الربیع داماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ کبھی کبھی کاروان گیہون اور خرمون کا وہان راتکو پہنچاتا آپنے اسکام کے
سبب اوسکی تعریف کی جب حال اہل شعب کا تنگ ہوا اور سختی نہایت کو پہنچی تب اللہ تعالی نے ایک جانور اوس عہد نامہ پر بھیجا کہ
جو کچھہ اوسمین لکھا تھا سوای نام اللہ کے سب کو چاٹ گیا اللہ تعالی نے آپکو اسحال سے خبر دی آپ نے یہ حال اپنے چچا ابو طالب سے
کہا ابو طالب نے تمام بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو ساتھہ لیکر اور لباس فاخرہ پہنکر طرف حجر کے آئے اور مجلس قریش مین بیٹھے قریش
نے اونکی عزت اور حرمت کی ابو طالب نے کہا ای قوم قریش ہم تمھارے پاس ایک کام کو آئے ہین چاہیے کہ اوس کام مین ساتھہ عدل
و انصاف کے ہمسے پیش آؤ سب اس بات پر راضی ہوئے کہ بہتر ہے ابو طالب نے کہا کہ محمدؐ نے مجھکو خبر دی ہے کہ اللہ تعالی نے ایک جانور بھیجا
کہ اوسنے تمھارے عہد نامہ سے سوائے نام اللہ کے کچھہ نہین چھوڑا اسکو کھا لیا اور ای قریش بیٹے کبھی اونسے آج تک جھوٹھہ نہین سنا ہے
اب تم اوس صحیفہ کو منگا کر دیکھو اگر اونکو اسخبر مین سچا پاؤ تو ڈرو اللہ تعالی سے اور اپنی بری راہ سے باز آؤ اور اگر جھوٹ ہو تو مین اونکو
تمھارے سپرد کر دونگا پھر تم اوسکو جو چاہو سو کرو سب نے کہا تمنے خوب بات سوچی پھر کسی کو بھیجکر اوس عہد نامہ کو منگایا اور
کھولکر دیکھا تو فی الحقیقۃ سوائے لفظ باسمک اللھم کے اوسمین کچھہ نہ پایا جب ابو طالب نے یہ امر دریافت کیا سبکو ملامت کی
سب چپ رہے کسی نے کچھہ جواب نہ دیا اور اپنے اوس عہد سے پشیمان ہوئے پھر آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اوسی شعب
یعنی گھاٹی سے ساتھہ تمام اپنی قوم کے باہر آئے پھر قوم قریش نے ایک مدت تک آپکے ساتھہ طریقہ نیکی کا اختیار کیا پھر بعد گذرنے
آٹھہ مہینے اور اکیس دن کے اسواقعہ سے ابو طالب نے وفات پائی مروی ہے کہ جب ابو طالب مریض ہوئے ساتھہ مرض موت کے
قوم قریش اونکی عیادت کو آئی اور بعد پوچھنے حال مزاج کے کہا کہ ای ابو طالب کسی کو بھیجو اپنے بھتیجے کے پاس تاکہ اوس شے سے
جسکا بیان کرتے ہین کوئی چیز بھیجین کہ تمکو شفا ہوا اونھون نے ایک شخص کو بھیجا اوسنے جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
عرض کیا کہ آپکے چچا کہتے ہین کہ مین پیر ضعیف اور بیمار ہون کچھہ کھانا اور پینا واسطے میرے بہشت سے بھیجو کہ مجھکو اوس سے شفا
حاصل ہو اسکے جواب مین آپ نے کچھہ نفرمایا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپکی مجلس پر فیض مین حاضر تھے کہا تحقیق کہ اللہ تعالی
نے طعام و شراب جنت کا کافرون پر حرام کیا یہ جواب اوس آدمی نے جاکر ابو طالب سے کہا کافرون نے ابو طالب سے کہا
کہ ایک بار آدمی پھر بھیجو کہ وہی سوال جاکر کرے اونھون نے اوس آدمی کو پھر بھیجا اوسنے آکر پھر وہی سوال حضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا ان اللہ حرمھما علی الکافرین یعنی اللہ تعالی نے حرام کیا اون دونون کو کافرون
پر وہ شخص پھر آیا اور وہی خبر حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی زبان درفشان سے پہنچائی اور آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ
وآلہ وسلم خود پیچھے سے اوس شخص کے ابو طالب کے گھر تشریف لائے دیکھا تو گھر آدمیون سے بھرا ہوا ہے فرمایا کہ تم سب

باہر چلا جاؤ مکان خالی کر دو اونھون نے کہا جیسے تم ابوطالب سے خویشی اور قرابت رکھتے ہو ویسے ہی ہم بھی رکھتے ہین اِسلیے
وقت مین ہم اونکے پاس سے نجاوینگے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور سرہانے اونکے بیٹھے اور فرمایا کہ اے میرے
چچا خدا تم تمکو جزاے خیر دیوے حالت لڑکائی مین تمنے میری کفالت کی اور جب بڑا ہوا مین تو تمنے میری حفاظت کی اور ایک روایت
مین آیا ہے کہ آپ نے فرمایا انك اعظم الناس علی حقا واحسنهم عندی یدا و لانت اعظم حقا من والدی
ترجمہ حق تمھارا مجھپر بہت بڑا ہے تمام آدمیون کے حق سے اور ہاتھہ حمایت اور نعمت تمھاری کا مجھپر نیک تر ہے اور البتہ حق تمھارا
مجھپر زیادہ ہے میرے باپ کے حق سے پھر فرمایا اے چچا میرے مدد کرو میری ساتھ کہنے ایک کلمہ کے تا کہ مین شفاعت کرون تیری اوسکے
وسیلے سے نزدیک خدا کے دن قیامت کے ابوطالب نے کہا وہ کیا ہے فرمایا کہو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ابوطالب نے
کہا بیشک جانتا ہون مین کہ تم میرے خیرخواہ ہو واللہ اگر اس بات کا خطرہ مجھکو نہوتا کہ بعد میرے تجھپر طعن کرینگے کہ چچا تیرا موت سے
ڈر گیا تو بیشک مین اس کلمہ کہنے سے آنکھین تیری روشن کرتا اور اوس مقدمہ مین یہ بیتین کہین **اشعار** ودعوتنی وعلمت
انك ناصحی ولقد صدقت وکنت فیه امینا اظهرت دینا قد علمت بانه من خیر ادیان البریة دینا
لولا الملامة او حذار مسبته لوجدتنی سمحا بذاك مبینا ترجمہ اور دعوت اسلام کی کی تو نے مجھکو اور جانا مینے
بیشک تو خیرخواہ میرا ہے اور البتہ تحقیق سچ کہا تو نے اور ہے تو اوس مین امانت دار ظاہر کیا تو نے ایک دین کہ تحقیق جانا
مینے بیشک وہ بہتر دینون خلق کے سے ہے دین اگر نہوتا اندیشہ ملامت کا یا خوف گالی دینے کا تو پاتا تو مجھکو جوانمرد اوس مین
ظاہر اور ایک روایت مین ہے کہ عیب کرینگے تجھپر اور تیرے باپ کی اولاد پر نہین تو مین بجا لاتا جو تو فرماتا ہے اور بسبب اوسکے
تیری آنکھین ٹھنڈی کرتا کیونکہ مین دیکھتا ہون شکرگذاری تیری اور خیرخواہی اور ترسکاری تیری بہ نسبت اپنے اور اسی مقدمہ
مین اشعار بہت کہے اون مین سے یہ ہین **اشعار** واللہ لن یصلوا الیك بجمعهم حتی اوسد فی التراب دفینا
فاصدع بامرك ما علیك غضاضة ابشر وقر بذاك منك عیونا ترجمہ قسم اللہ کی ہرگز نہ پہنچ سکینگے تجھتک
وہ سب کے سب یہانتک کہ سلایا جاؤن مین بیچ زمین کے مدفون ہو کر پس قیام کر تو اپنے امر پر اور کھینچا اوسکو نہین ہے تجھپر
کچھ ذلت اور خوش ہو اور ٹھنڈی کر ساتھ اوسکے آنکھین اپنی بعد ان دو شعر کے یہ تین شعر ہین جو متن مین مذکور ہین کذا فی سیر
گازرونی عربی قوم قریش نے شور و غل کیا کہ اپنے بڑون عبدالمطلب و ہاشم اور عبد مناف کے دین سے پھرتا ہے تو کہا نہین
ابوطالب اپنے بزرگون کے دین پر جاتا ہے اور ایک روایت مین یون ہے کہ ابوطالب نے عبدالمطلب کی اولاد کو بلایا اور واسطے
محافظت اور حمایت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصیت کی اور کہا کہ ہمیشہ اوپر خیر اور بہتری کے رہوگے اگر کہنا محمدؐ کا
سنوگے اور پیروی حکم اوسکے کی کرو اور مدد اوسکی کرو تا فلاح اور ہدایت پاؤ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
یہ بات کیونکر ہے کہ اونکو حکم کرتے ہو ساتھہ متابعت میری کے اور آپ مخالفت کرتے ہو کہا اگر بیچ حالت صحت کے ہوتا مین تو واللہ
پیرو تمھارا ہوتا مین ولیکن اب مکو وہ معلوم ہوتا ہے یہ کہ لوگ کہین کہ ابوطالب حالت صحت مین تو مسلمان نہوا اور اب گھبراہٹ اور

خوف موت کے سے مسلمان ہوتا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکے ایمان سے ناامید ہوکر اوس مجلس سے اوٹھے اور فرمایا
کہ قسم ہے خدا کی کہ تمہارے لیے خدا سے مغفرت چاہونگا جبتک وہ مجھکو اوس سے منع نکریگا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین
کہ جب ابوطالب نے وفات پائی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مینے خبر دی اور کہا ان عمك الشیخ الضال قد مات یعنی
تحقیق چچا تمہارا بوڑھا گمراہ مرگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے پھر کہا کہ جاؤ اون کو غسل دو اور تجہیز و تکفین اونکی بجالاؤ
کہا مینے یا رسول اللہ انہ قد مات مشرکا یعنی یا رسول اللہ وہ بیشک مشرک مرے آپ نے فرمایا اذہب فواره غفر اللہ لہ ورحمہ
یعنی جاؤ اور چھپاؤ یعنی دفن کرو اونکو اللہ تعالی اونکو بخشے اور اون پر رحمت کرے پھر جب مین تجہیز و تدفین سے فارغ ہوا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا آپنے میرے واسطے دعای خیر کی اور ایک روایت مین یون ہے کہ آپ نے مجھے ایسی دعائین دین
کہ خوش نہین کرتین مجھے اگر اوسکے بدلے میرے پاس اونٹ سرخ یا سیاہ ہووین از سیر عربی گاذرونی اور وہ سن دسوین مین نبوت سے
کچھہ اوپر اسی برس کے ہوکر مرے اور ایک روایت مین یون ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ہمراہ جنازہ اوسکے
کے جاتے تھے اور فرماتے تھے اے چچا میرے تو صلہ رحم کا بجالایا اور تو نے میرے حق مین کچھہ قصور نکیا خدا تعالی تجھکو جزاے خیر دیوے
اور ایک روایت مین یون ہے کہ جب ابوطالب کو لوگ دفن کرچکے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنے گھر آئے اور چند روز باہر تشریف
نلائے اور واسطے ابوطالب کے مغفرت مانگا کیے جب صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ حال معلوم ہوا کہ آپ واسطے ابوطالب کے استغفار
کرتے ہین کہا ہم بھی اپنے آبا اور اقربا کے واسطے استغفار کیون نکرین حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے واسطے
استغفار کیا تھا اور اب ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا کے واسطے استغفار کرتے ہین اللہ تعالی نے یہ آیت بھیجی
ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لهم انهم اصحاب الجحیم
وما کان استغفار ابراهیم لابیه الا عن موعدة وعدها ایاه فلما تبین له انه عدو لله تبرأ منه ان ابراهیم
لاواه حلیم ترجمہ نہین لائق ہے نبی کو اور نہ ایمان والونکو کہ مغفرت چاہین واسطے مشرکون کے اگرچہ وہ ہون قرابتی جب
کھل چکا اوپر کہ وہ بیشک دوزخی ہین اور نتھا مغفرت مانگنا ابراہیم کا اپنے باپ کے واسطے مگر وعدہ کے سبب کہ اقرار کیا تھا
اوسکا اوسنے پھر جب اوسپر کھلا کہ وہ دشمن ہے اللہ تعالی کا اوس سے بیزار ہوا ابراہیم بڑا نرم دل والا ہے تحمل والا اس آیت
مین اور دوسری آیت وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ مین اون کے باپ کا خاص ذکر کیا اس سے ثابت ہوا کہ اونکی
والدہ مسلمان تھین اور تائید کرتی ہے اسکی یہ آیت سورہ ابراہیم کی رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ کیونکہ والدہ کے لیے استغفار
مانگنے سے ابراہیم علیہ السلام کیطرف سے عذر نفرمایا اور معالم مین ذکر کیا کہ تحقیق کہا گیا کہ اونکی والدہ اسلام لائی تھین
اور کہتے ہین کہ یہ آیت کریمہ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝
ابوطالب کے قصہ مین نازل ہوئی چنانچہ نقل کیا اسکو شیخین اور نسائی اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ
اور ابن مردویہ اور بیہقی نے انتہی کما فی المظہری معنی اسکے یہ ہین کہ اے محمد تو ہدایت نہین کرسکتا جسکو دوست رکھے

ولیکن اللہ تعالی ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور وہی خوب جانتا ہے ہدایت پانے والون کو اور بخاری اور مسلم کی حدیث مین مروی ہے عباس بن عبد المطلب سے کہ کہا گیا مین پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اور کہا مینے کہ یا رسول اللہ چچا تمہارے ابو طالب خیرخواہ آپکے تھے اور حمایت اور حفاظت آپکی کرتے تھے اور آپکے واسطے قوم قریش پر غصہ ہوتے تھے سو یہ کام اونکو سودمند ہونگے یا نہین آپ نے فرمایا کہ ہان دی آگ کے ایک ضحضاح مین ہین اگر مین نہوتا تو وہ درکہ اسفل مین دوزخ کے ہوتے ضحضاح اصل مین پانی کی جھیل کو کہتے ہین جسکا پانی ٹخنون تک ہو اور یہان آگ کی جھیل مراد ہے جسکی آگ ٹخنون تک ہو درکہ اسفل ایک طبقہ ہے قعر جہنم مین چنانچہ ابو سعود نے کہا اور بغوی نے کہا وہ تابوت مقفل ہین لوہے کے آگ مین اور یہی اوس نے ابی ہریرہ رض سے نقل کیا کہ کہا وہ تابوت ہین اونکو دوزخیون پر مقفل کر دین گے اور آگ روشن کرینگے اونکے اوپر سے اور اونکے نیچے سے اور ابن وہب نے کعب الاحبار سے نقل کیا کہ وہ آگ مین ایک کنوان ہے بند کھولے نگئے اوسکے دروازے ابھی تک اور جب سے وہ بنا ہے ہر روز اوسکی گرمی سے دوزخ پناہ مانگتی ہے بہر تقدیر وہ ٹھکانا منافقون کا ہے اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ اسلیے کہ وہ اخبث ہین سب کفرہ سے کہ اونھون نے اپنے کفر کے ساتھ ملایا ہے ٹھٹا اللہ تعالی اور اوسکے رسول اور اسلام سے اور دغابازی کی ہے مسلمانون سے اور اسلیے کہ وہ امن مین رہے سیف سے اور جزیہ سے دنیا مین پس مستحق ہوئے اوسکے کما فی المظہری اور حدیث صحیح ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اھون الناس عذابا یوم القیمة ابو طالب له شراکان من نار یغلی منھما دماغه ترجمہ بہت ہلکا سب آدمیون سے عذاب قیامت کے دن ابو طالب کو ہوگا کہ واسطے اوسکے جوتے مین دو تسمے آگ کے ہونگے اوبلیگا اون دونون کی گرمی سے دماغ اوسکا واضح ہو کہ اون حدیثون سے جو ابو طالب کی وفات کے قصہ مین وارد ہوئین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ قصہ سبب نزول آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ کا تھا اور یہ آیت مکہ مین اوتری ہو اور حالانکہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم جب مکہ کو تشریف لے گئے عمرہ ادا کرنے کو آپ نے اپنی والدہ آمنہ کی قبر کی زیارت کی اور جناب الہی سے اذن چاہا کہ واسطے اونکے استغفار کرین اجازت نپائی اور یہ آیت نازل ہوئی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الاٰیة روایت کی حاکم اور بیہقی نے دلائل مین ساتھ طریق ایوب ابن ہانی کے ابن مسعود سے اور حاکم نے اوسکو صحیح کہا تو ذہبی نے شرح مستدرک مین اوسکا پیچھا کیا کہ ایوب کو ابن معین نے ضعیف کہا اور حافظ ابن حجر نے بخاری کی شرح مین کہا کہ سب طریق ابن مسعود کی حدیث کے معلول ہین اور دوسری علت اوس مین یہ ہے کہ مخالف ہے حدیث صحیحین کی اور اسیطرح ابن مردویہ اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی کہ جب تبوک سے آپ لوٹے اور عمرہ بجا لائے تو نیچے اوترے ثنیہ عسفان سے اور اپنی والدہ کی قبر پاس آئے الحدیث سیوطی رحمہ اللہ نے کہا اسکی اسناد ایسی ضعیف ہے کہ جسپر کچھ اعتماد نہین اور اسیطرح سے وہ جو بغوی نے بریدہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے اور ابن سعد اور ابن شاہین نے بریدہ سے نقل کی بلکہ خود ابن مسعود

مستغفرت چاہی پہر یہہ قصہ پیغمبر خدا سے ذکر کیا تب یہہ آیت اوتری اس سے معلوم ہوا کہ یہہ قصہ اس آیت کے اوترنے کا سبب تہا تو وجہ جمع کی یہہ ہے کہ شاید یہہ قصہ مقارن ہو قصہ موت ابی طالب سے پس اوتری یہ آیت در ترغیب والذین امنوا کا مقارن ہونا النبی سے تاکید کو اس وجہ مذکور کی ۱۲ سراج الرحمن غفرلہ

بعد تخریج کے کتاب طبقات مین کہا کہ یہ غلط ہے اور قبر آمنہ رض کی مکہ مین نہین بلکہ ابوا مین ہے اور اسی طرح سے ہے وہ جو احمد اور ابن مردویہ نے بریدہ سے نقل کی کہا سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمیع طرق اس حدیث کے معلول ہین یہ خلاصہ ہے مظہری کا پھر صاحب مظہری نے کہا کہ کوئی حدیث اون مین سے کچھ صلاحیت نہین رکھتی ہے کہ معارض پڑے صحیحین کی حدیث کی قوت مین جو ابوطالب کے قصہ مین آیا ہے پس واجب ہے رد کرنا اونکا انتہی کہتا ہون مین اگرچہ یہ احادیث صحت مین ساتھ مرتبے اوس حدیث کے کہ ابوطالب کے حق مین صحیحین مین وارد ہوئی ہے نہین پہونچتی ہین ولیکن کئی طریقون سے روایت کیے گئے ہین کہ بعضا طریق قوت دینے والا بعض کا ہے تا عرفت سو جمع ان مین ممکن ہے بایںطور کہ کہا جاوے کہ احتمال ہے کہ نزول آیت کا پیچھے ہوا ہو وفات ابوطالب سے اور سبب نزول اوسکے کا وہی قصہ وفات ابوطالب کا ہووے اور جائز ہے کہ واسطے نزول آیت کے کئی سبب ہون اون مین سے ایک متقدم ہو کہ وہ قصہ وفات ابوطالب کا ہے اور دوسرا متاخر کہ قصہ زیارت قبر آمنہ وغیرہ کا ہے اور جو بعضی طرق صحیحہ سے بیچ قصہ ابوطالب کے واقع ہوا کہ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ بَعْدَ ذٰلِکَ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیہ موید اس توجیہ کا ہے اور یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ یہ آیت مذکورہ ایک بار نازل ہوئی ہو ابوطالب کی وفات کے قصہ مین اور بیچ قصہ آمنہ کے جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کو وہ آیت یاد دلائی ہو اور اوسکو حکم نزول کا دیا ہو جیسا کہ مشہور ہے کہ سورہ فاتحہ کو سبع المثانی اس سبب سے کہتے ہین کہ دوبار نازل ہوئی ایک بار مکہ مین اور ایک بار مدینہ مین اوپر قول بعضی مفسرین کے اور مخفی نرہے کہ نہ بیچ ضمن روایات سابقہ کے دلالت ہے اوپر ضعف اوس حدیث کے کہ محمد بن اسحاق وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے جب کلمہ طیب اوپر ابوطالب کے عرض کیا اونھون نے نمانا حضرت عباس رضی اللہ تعم عنہ نے ابوطالب کیطرف دیکھا کہ وہ لب اپنے ہلاتے تھے اونھون نے کان لگا کر سنا تو وہی کلمہ جو حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے اونپر عرض کیا تھا پڑھتے تھے پھر یہ حال اونھون نے حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ای بھتیجے میرے واللہ وہی کلمہ جو آپ نے فرمایا تھا آخر کو ابوطالب نے کہا سو یہ حدیث بر تقدیر صحت اوسکے اور اوسکے مانند کے معارض نہین ہوتی ساتھ اون حدیثون کے جو صحیحین اور باقی کتابون سنت کے مین مروی ہین چہ جائیکہ ضعیف ہو اور ظاہر ہو وہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوطالب کو کہا کہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو کہ اس سبب سے مین تمھاری شفاعت کرون تو مراد اس سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے کیونکہ یہ کلمہ کلمۂ ایمان کا علم ہو گیا ہے اور ایمان بے اقرار رسالت کے صحیح نہین اگرچہ اقرار ساتھ وحدانیت حق تعم کے ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ ابوطالب کو اقرار آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا ہو ساتھ قرینہ اس بیت کے جو ابوطالب نے آپکے حق مین کہے تھے ۔ ودعوتنی وعلمت انک صادق ولقد صدقت وکنت فیہ امینا ۔ ولیکن مقر ساتھ توحید خدای تعالی کے نہوئے ہون سو اس جہت سے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے تلقین اوسی کلمہ ایمان کی اختصارا اوپر کلمہ توحید کے فرمایا ہو جاننا چاہیے کہ بعض علما رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ کفر چار نوع پر ہے ایک کفر انکار دوسرا کفر جحود تیسرا کفر نفاق چوتھا کفر عناد کفر انکار وہ ہے کہ خدای تعالی کو ساتھ

دل کے نہ پہچاننے اور نہ ساتھ زبان کے اقرار کرے جیسے کفر فرقہ دہریہ ملاعنہ کا اور کفر جحود وہ ہے کہ خدای تعالیٰ کو ساتھ دل
کے پہچانے مگر اقرار ساتھ زبان کے نکرے چنانچہ ابلیس مردود کا اور کفر قوم یہود کا ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کے اسی قبیل سے ہے فلما جاءهم ما عرفوا کفروا بہ ای جحدوا بہ یعنی پہچان کر انکار کیا ساتھ اوسکے اور کفر
نفاق وہ ہے کہ اقرار زبان سے کرے ساتھ خدا تعالیٰ کے اور دل سے اعتقاد نکرے اور کفر عناد وہ ہے کہ خدای تعالیٰ کو ساتھ
دل کے پہچانے اور ساتھ زبان کے اقرار اوسکی خدائی کا کرے ولیکن فرمانبردار اوسکا نہو جیسا کہ کفر ابو طالب کا اسواسطے
کہ کہا ہے اوسنے اشعار میں ولقد علمت بان دین محمد ۔ من خیر ادیان البریۃ دینا ۔ لولا الملامۃ او حذار
مسبۃ ۔ لوجدتنی سمحا بذاک مبینا ۔ اور تمام قسمین چاروں طرح کی کہ مذکور ہوئین برابر ہین آمین کہ ان چاروں کفروں
سے جس کفر پر کوئی مریگا اللہ تعالیٰ اوسکو نہ بخشیگا واللہ اعلم بالصواب کذا فی روضۃ الاحباب اور طریقہ محمدیہ اور فتوحات
الٰہیہ مین ہے کہ خلاصہ اوسکا یہ ہے کفر کے معنی ہین ایمان نہ لانا اوس کسی کا کہ شان اوسکی سے ہے ایمان لانا جن ہو یا انسان
اور وہ تین قسم ہے کفر جہلی کہ پیدا ہوتا ہے جہل سے ساتھ حق عز وجل کے اور سبب اوسکا کان نہ دہرنا دین کی تقریر سننے کو اور
نہ سوچنا آیات وحدانیت اور دلائل شریعت مین دوسری جحودی اور عنادی یعنی دیدہ و دانستہ انکار کرنا اور حق کو دل مین
پہچان کر بسبب عناد کے زبان سے اوسکا منکر ہونا فرمایا اونکے بیان مین وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا
اور فرمایا انہ کان لایاتنا عنیدا جیسے کہ کفر فرعون اور اوسکی قوم اور ابو جہل اور ولید کا اور سبب اوسکا استکبار ہے اور
ڈر ہے ریاست نکلنے کا مثل کفر ہرقل کے اور ڈر مذمت اور عار کا جیسے کہ کفر ابی طالب کا تیسرا کفر حکمی وہ کہ جسکو مقرر کیا ہے
شرع نے علامت تکذیب کی مانند ہلکا سمجھنا اوس چیز کے کہ واجب ہے اوسکی تعظیم کرنی اور اسباب اسکے بہت ہین اور بدترین
نوع اوسکی کفر عنادی ہے یعنی اوسکی سزا بڑی ہے انتہی اور بعد وفات ابو طالب کے تیسرے روز انتقال فرمایا حضرت
خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اور بعضوں نے کہا بعد ایک مہینے اور پانچ دن کے لیکن قول اول اشہر ہے اور منقول ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بسبب ان دو مصیبتوں متعاقب کے بہت غمگین اور اندوہناک ہوئے چنانچہ نہایت غم سے گھر سے باہر
کم تشریف لاتے تھے اور اس سال کو عام الحزن کہتے تھے اور اوسوقت کفار نے جور و جفا کا ہاتھ دراز کیا جو ایذا پہلے نہین پہنچا
سکتے تھے اوسوقت پہنچانے لگے منقول ہے کہ ایک روز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجمع قریش پر گذرے ناگاہ ایک سفلہ
نامعقول نے اپنے سفلوں بیوقوفوں کو بکایا کہ خاک سر اور مونہہ مبارک پر اوس سرور عالم کے ڈالین اون نامعقولوں نے
بہت خاک اوڑائی ولیکن مصرعہ چھپے ہے کہین خاک ڈالے سے چاند ۔ وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر کو لوٹ
گئے آپکی ایک دختر سعادت اختر نے اپنے پدر بزرگوار کو اس حال مین دیکھا جلد اوٹھکر خاک سر اور چہرے چاند ایسے سے پاک کیا اور
رونا شروع کیا حضرت خواجہ کائنات نے فرمایا کہ جبتک ابو طالب زندہ تھے قریش کوئی امر مکروہ نہ پہنچا سکتے تھے اور فرمایا کہ
ای دختر تو نہ رو اللہ تعالیٰ تیرے پدر کی حمایت کریگا نقل ہے کہ جب یہ دو مصیبتین یعنی موت ابو طالب اور فوت حضرت خدیجہ

مقدسہ کے جناب پیغمبر علیہ السلام مین جمع ہوئین آپ اکثر اپنے سعادت خانہ کے اندر تشریف رکھتے اور اگر باہر تشریف
لاتے تو قریش تغلب کرتے اور آزار بہت پہنچاتے اور امر کیا اللہ عظیم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذای کفار پر صبر و تحمل
کرنے کو مروی ہے کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ فرمایا مجھسے رسولخدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ای عائشہ دنیا نہ چاہیے محمد کو
اور نہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ای عائشہ اللہ تعالیٰ نے پسند نرکھا الوالعزم سے مگر صبر کرنا اوسکے مکروہ پر اور صبر کرنا اوسکے
محبوب پر اور پسند نرکھا مگر یہ کہ مکلف کیا مجھکو اوس چیز کا کہ مکلف کیا اونکو اور حکم کیا فاصبر کما صبر اولوا العزم من
الرسل ولا تستعجل لھم ترجمہ سو تو ٹھہرا رہ جیسے ٹھہرے رہے ہین ہمت والے رسول اور شتابی نکر اونکے واسطے
یعنی نہ چاہ جلد وشتاب قبل وقت کے اونکے واسطے عذاب اور تحقیق قسم اللہ تعالیٰ کی مجھسے کچھ چارہ نہین ہے اوسکی فرمانبرداری
سے اور تحقیق قسم اللہ کی مین صبر و ثبات فرمانبردار ہونگا جیسے کہ صبر و ثبات فرمایا عزم والے پیغمبرون نے اور محنت سہنے والا ہونگا
جیسے وہ سہتے رہے اور ابولہب نے بھی جانا کہ اب قریش حد سے زیادہ حضرت کو ایذا پہنچاتے ہین اور وہ امر دعوت مین مشغول
نہین ہو سکتے ہین اسی جہت سے ملول ومحزون رہتے ہین ابولہب آپکے پاس آیا اور کہا یا محمد قم وامض لما اردت وما کنت
صانعا اذ کان ابو طالب حیا فاصنعہ لا واللات والعزی لا یوصل الیک حتی اموت ترجمہ یعنی ای محمد اٹھو اور جاری
کرو اوس کام کو کہ ارادہ کرتے ہو اور جو کچھ کہ کیا کرتے تھے تم جسوقت کہ ابو طالب زندہ تھے سو اب بھی اوسکو کرو یعنی تبلیغ
امر رسالت مین مشغول رہو قسم ہے لات وعزی کی نہ پہنچا سکین گے کوئی مضرت تمھاری طرف یہان تک کہ مین مرجاؤن پھر
گالی دی ابن غیطلہ نے تو مونھ پھیرا اوسکی طرف ابولہب نے اور اوسکو خوب سزا دی وہ بدکیش چلاتا فریاد کرتا قریش پاس آیا
اور کہا یا معشر قریش صبا ابو عتبۃ ترجمہ ای گروہ قریش کی مسلمان ہوگیا ابولہب قریش اوسکے نزدیک آئے اور کہنے
لگے کہ کیا تو اپنے دین سے پھر گیا ہے اوسنے جواب دیا کہ مین دین عبد المطلب سے نہین پھرا ہون ولیکن اپنے بھتیجے کی حمایت کرتا
ہون تاکہ اوسکو کچھ ملال نہ پہنچے اور بفراغ خاطر کے جو کچھ کہ چاہے کہہ سکے اونھون نے کہا یہ کام مبارک ہے نیکی کرتا ہے تو اور صلہ رحمی
بجالاتا ہے تو پھر آپ چندمدت باہر آیا جایا کرتے اور دعوت اسلام مین مشغول رہتے اور قریش ابولہب سے ہیبت کھاتے پھر کوئی انمین
کا آپ سے بسبب حمایت ابولہب کے متعرض اور مزاحم ہوتا ناگاہ ایک دن ابوجہل اور عقبہ بن ابی معیط ابولہب کے پاس آئے اور کہنے لگے
کہ کیا تیرے بھتیجے نے تجھسے کہا ہے کہ عبد المطلب کا ٹھکانا کہان ہے اوسنے کہا مجھسے نہین کہا ہے پھر اونھون نے کہا تو اوس سے
پوچھ ابولہب آپکے پاس پوچھنے آیا اور کہا این مدخل عبد المطلب یعنی کہان ٹھکانا ہے عبد المطلب کا آپنے فرمایا مع قومہ
یعنی جہان اوسکی قوم ہے رہین وہ بھی ہے پھر ابولہب نے یہ کلام اونسے کہا اونھون نے کہا مدعا محمد کا اس بات سے یہ ہے کہ وہ
دوزخ مین ہے پھر ابولہب آپ پاس آیا اور کہا ای محمد تو کہتا ہے کہ عبد المطلب دوزخ مین ہے آپ نے فرمایا ہان وہ بھی اور جو کوئی
کہ اوسکے مذہب پر مرا ہے دوزخ مین ہے ابولہب غصہ ہوا پھر اوسکے دل مین اس بات سے ملال پیدا ہوا اور کہا کہ اب مین بھی
اس تیری بات سے ہمیشہ تیری ساتھ دشمن رہونگا پھر اوسنے دست حمایت کو حضرت پر سے اوٹھالیا اور کفار قریش کے

ابولہب کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرنا بعد وفات ابو طالب کے اور پھر دشمن ہوجانا

حاضر ہونا جنون نصیبین کا واسطے اسلام لانے کے

ساتھہ متفق ہوکر ایذا و اضرار سید الابرار مین شریک ہوا اور مثل اونکے عداوت اور ایذا رسانی مین کوشش کرنے لگا کما فی
السیر اگا ذرونی و روضۃ الاحباب والمعاریج وغیرہا پھر جب سن شریف آپکا پچاس برس اور تین مہینے کو پہنچا آپ کی خدمت
مین جن نصیبین کے حاضر ہوئے اور اسلام لائے تعریف جن جن اجسام ہوائی ذی روح ہین مانند حیوانون کے عاقل
ہین مانند انسانون کے مخفیہ ہین لوگون کی آنکھون سے مانند فرشتون کے اونکو قدرت ہے اوپر متشکل ہونے کے ساتھ
شکلون رنگ برنگ کے اور طاقت ہے سخت سخت کام کر لینے کی اور جن ضد ہے انس کی پیدا ہین آگ سے جیسے انسان خاک سے
مرد ہین اور عورت اور توالد اون مین جاری ہین اور جو اون مین بد ہین اون کو شیاطین کہتے ہین نظم جن اقسام عاقلہ کو جان
✤ چشم انسان سے جو ہین نہان ✤ جن پہ غالب ہے آگ اور ہوا ✤ جیسے انوار مین بیان کیا ✤ اور لغات عرب سے تو پہچان ✤
اون کے اشرار کے ہین شیطان ✤ اور عرب کہتے ہین جن اونکے تئین ✤ جو شرارت سے پیش آتے ہین ✤ جسطرح سے بفارسی کفتار ✤
دیو کہلاتے اونکے ہین اشرار ✤ اور لیتے ہین اہل فارس نام ✤ غیر اشرار کا پری سے نام ✤ ہکذا فی تفسیر عبد السلام وغیرہ
اور وجود جن و شیاطین و ملائکہ کا ثابت ہے شرع سے اور اوس سے انکار کرتے ہین فلاسفہ اور نہین ہین عقول عشرہ جو فلاسفہ
نے اختراع کئے ہین ملائکہ مین سے کیونکہ زعم کیا ہے اونھون نے مجردات اونکو بخلاف ملائکہ کے کہ وہ اجسام ذی روح ہین
کذا فی المظہری تفصیل اس مقام کی یہ ہے کہ وہ خواجہ دین دس برس نبوت سے دعوت اقارب مین جہد فرماتے رہے اور قسم
قسم کی ایذائین اونکے ہاتھون اور زبانون سے اوٹھاتے رہے پردہ بے راہ راہ پر نہ آئے جب اونکی ایذاؤن کے سبب وہ
خیر العرب مکہ مین نہ رہ سکے اور بھی اونکے ایمان لانے سے ناامید ہوئے تب دل مین یہ خیال لائے اشعار کہ اجانب بہ از
اقارب ہین ✤ یہ اقارب تو کالعقارب ہین ✤ اب کہین اور مین نکل جاؤن ✤ غیر لوگون کو راہ پر لاؤن ✤ پہلے طائف مین
رونق افزا ہو ✤ آسنے دعوت سے پیش لوگون کو ✤ یعنی دسوین سال مین بیچ آخر ماہ شوال کے کہ حضرت خدیجہ مغفورہ کو وفات پائے
ہوئے تین مہینے ہوئے تھے مکہ معظمہ سے پیادہ پا بعزم دعوت قبیلہ بنی بکر بن وائل اور قحطان اور ثقیف کے طائف کی سمت تشریف فرما
ہوئے طائف نام ہے بلاد ثقیف کا پہلا گانون اوسکا القیم ہے اور پہلا وہط اور طائف نام اسواسطے پڑا کہ وہ زمین پھرتی رہی
طوفان مین پانی پر یا اسلیئے کہ وہ باغ تھا صنعا زمین سے چند فرسخ آگے پھر جبرئیل علیہ السلام نے اوسکو وہان سے اوکھاڑکر
گرد کعبہ کے طواف دیا اور اس زمین مین جا یا یا اسلیئے کہ نقل کیا اوسکو اللہ تعالے نے ملک شام سے طرف حجاز کے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے یا اسلیئے کہ ایک سوداگر صدف کے رہنے والے نے اپنے ابن عم کو حضر موت مین قتل کیا پھر
وہان سے بھاگ کر وج مین کہ ایک گانون ہے ثقیف کا آرہا اور کہا کیا صلاح دیتے ہو کہ بناؤن تمھارے لیے ایک طوف یعنی
باغ فصیل دار کہ ہو تمھارے واسطے پناہ عرب سے پھر اونکی صلاح سے بنا دیا کذا فی القاموس وغیرہ اور اوسوقت زید بن
حارثہ رضی اللہ عنہ آپکے ملازم رکاب رہے قبیلہ بنی بکر مین پہونچے اور اونھین دعوت اسلام فرمائی اونھون نے قبول نہ کی
بلکہ آپکو جگہہ بھی نہ دی وہان سے ایک قوم پاس قحطان کے تشریف لے گئے اونھون نے اول اپنی درمیان مین اوتارا اور آخر کو

پشیمان ہوئے پھر وہان سے طائف اور قبیلہ ثقیف کیطرف متوجہ ہوئے پھر اون مین دس روز اور ایک روایت مین ایک مہینا
ٹھہرے رہے اس مدت مین کسی شریف کو اشراف اوس قبیلہ سے باقی نچھوڑا مگر کہ اوس سے ملاقات کی اور باتین کین اور اسلام
کی دعوت کی پھر اونھون نے قبول نکی بلکہ سفیہون قوم کو اور اپنے غلامون کو حضرت کی ایذا رسانی پر برانگیختہ کیا وہ ناہنجار
سگون کے آپکے پیچھے پڑے مونھہ سے بد کہتے تھے اور ہاتھون سے پتھر پھینکتے تھے ؎ ز جور اغیار و از دیوار سنگ بار می آید
بلا ہی دردمند از ہر در و دیوار می آید ٭ اور آپکے پای مبارک کو خون آلودہ کرتے تھے ؎ گداز دیا اگر در چشم بلبل ٭ بنجاح
از خیال خندۂ گل ٭ رفیق جان فدا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اپنی جان کو سپر کرتا تھا اور جو پتھر آتا تھا اپنے اوپر لیتا تھا
یہان تک کہ ایک پتھر سے اوسکا سر پھوٹا مگر وہ سپر بننے سے نچھوٹا کہتے ہین کہ پیشوا اوس قبیلہ کے تین برادر تھے عبد یالیل
اور مسعود اور حبیب اور وہ پسر تھے عمرو بن عمیر کے اوس سرور نے جو اونکو دعوت کی اور نصرت چاہی تو ایک اونمین کا بولا
کہ کیا خدا کوئی اور شخص تیرے سوا نپاتا تھا کہ اوسکو خلق کیطرف بھیجتا اور دوسرا کہنے لگا کہ مین جامہ کعبہ کا پھاڑنے والا
ہون اگر تو پیغمبر ہو اور تیسرا کہنے لگا اگر تو نفس الامر مین پیغمبر ہے جیسا کہ تو کہتا ہے تو مجھے بجہت بزرگی تیری کے سزاوار نہین
کہ تجھسے کچھہ بات کرون اور اگر واقع مین تو پیغمبر نہین ہے تو بھی مجھسے بات کرنی نچاہیے اور ایک روایت مین ہے کہ ایک نے
یون کہا جس خدا نے تجکو پیغمبری کے ساتھہ بھیجا ہے وہی تیری مدد کریگا دوسرے نے کہا اگر اللہ تعالی بنی آدم پر کوئی پیغمبر
بھیجتا تو کسی بڑے آدمی مالدار کو ان دو قریون مین سے بھیجتا کہ اوسکو مدد چاہنے کی خاطر کہین جانا نہ پڑتا تب اللہ تعالی نے
آپکے دل باحاصل کی یہ آیت بھیجکر تسلی کی وقالوا لولا انزل ھذا القران علی رجل من القریتین عظیم اھم
یقسمون رحمة ربك ازروضة انتہی لائے ہین کہ آپ قبیلہ ثقیف سے خاطر پریشان اور دل محزون ہوکر باہر نکلے اور
مکہ کی طرف توجہ فرمائی رستہ مین ایک باغ تھا فرزندان ربیعہ عتبہ اور شیبہ کا وہ دونون اپنے باغ مین ایک اونچے مکان پر
تھے اور جو ایذا رسانی کہ ثقیف نے اوس پیغمبر شریف سے کی تھی دیکھہ رہے تھے حضرت اوس باغ مین تشریف لائے اور
انگور کے سایہ کے تلے بیٹھہ گئے اور جور و ستم ثقیفان بدشیم سے نہایت دردمند و حزین تھے یکایک دعا و مناجات کے واسطے
ہاتھہ اوٹھائے اور دعا کی اللھم انی اشکو الیک ضعف قوتی وقلة حیلتی وھوانی عند المخلوقین انت ارحم
الراحمین وانت رب المستضعفین وربی الی من تکلنی الی عدو بعید یتجھمنی ام الی صدیق قریب ملکته
امری ان لم یکن لك لی غضب فلا ابالی ولکن عافیتك اوسع لی اعوذ بنور وجھك الذی اضاءت له السموات
واشرقت له الظلمت وصلح علیه امر الدنیا والاخرة من ان ینزل بی غضبك ویحل علی سخطك لك العتبی
حتی ترضی ولا حول ولا قوة الا بك اس دعا کے الفاظ مین اختلاف ہے وہ بیان لکھے جاتے ہین علی الناس ازمواہب
و سیرت ابن ہشام وانت ربی ابن ہشام الی عدو یتجھمنی وملکته امری مدارج الی بعید یتجھمنی او عدو ملکته
امری از معالم وغیرہ کلفة ازمواہب ان لم تکن غضبانا علی ولا ابالی غیران ازمواہب فائدہ بیان سے معلوم

ہوتا ہے کہ طریق حق کا اور منصب نبوت کا کس درجہ سخت ہے البلاء علی قدر الولاء الانبیاء اشد بلاء ثم الامثل فالامثل
یعنی سختی اوپر مقدار دوستی کے ہے انبیا سخت تر ہین محنت مین پھر اونسے قریب تر پھر اونسے قریب تر ع جنکے رتبہ ہین سوا
اون کو سوا مشکل ہے ✤ انتہی مدارج مین ہے کہ یہ دعا ہے اون دعاؤن مین سے کہ حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے حالت
عاجزی مین اور ضعیفی اور حزن مین پڑھی اور ضعیفون اور بیچارون امت کو ساتھ اسکے تلقین اور تعلیم کی اور ایک روایت
مین ہے کہ دو رکعت نماز پڑھکر یہ دعا کی اور حاصل اس دعا کا موافق روضہ اور مدارج اور معارج کے یہ ہے کہ ای خدای پرستش تراہ
مین شکایت عرض کرتا ہون تیری جناب مقدس سے مین اپنے ضعف قوت اور ناتوانی کی اور حکایت کرتا ہون تیری درگاہ معلی
مین قلت حیلت اور مذلت اور خواری اپنے کی نزدیک مخلوق کے تو ہی ارحم الراحمین ہے اور تو ہی پروردگار ضعیف و مسکین
یعنی دستگیری ہر افتادہ کی اور عذر پذیری آوارہ کی ساتھ عنایت بغایت تیری کے وابستہ ہے اور رحمت بی نہایت تیری
واسطے جبر حال ہر شکستہ بال کے کافی ہے اور تو ہی رب میرا ہے کہ گرہ کشائی کار بستہ میرے کی فرماتا ہے تو مجھے کس پر چھوڑتا ہے
اور تو مجھے کس کے حوالہ فرماتا ہے کیا طرف دشمن عہد شکن بعید کے سپرد کرتا ہے جو مجھے دیکھکر ترشرو ہوتا ہے اور موںھہ بگاڑتا ہے
یا طرف صدیق قریب کے کہ مکلف کیا ہے اور مالک گردانا ہے تو نے اوسکو میرے کام کا اگر عنان توسن غضب تیرے کی میری طرف منصرف
نہین تو مجھے اوس سے کچھہ ڈر نہین بیت اگر جہان ہمہ دشمن شوند ز بد و نیک ✤ تو دوست باش کہ در دشمنی خلق چہ باک ✤
ولیکن عرصہ عافیت اور آسائش بخشی تیری کا میرے لیے بڑا فراخ ہے مین پناہ پکڑتا ہون ساتھہ نور تیرے کے کہ جس سے چمکے ہین آسمان
اور روشن ہوئی ہین تاریکیان اور سدھر گیا اوس سے کاروبار دنیا اور آخرت کا اسبات سے کہ نازل ہووے مجھپر غصہ تیرا اور
اوس امر سے کہ اوترے مجھپر خشم تیرا تجھی کو پہنچتا ہے عتاب و قتیکہ راضی ہوجاوے تو نہین پھرنا گناہ سے اور نہ قوت نیکی پر مگر ساتھہ
توفیق تیری کے اور بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پوچھا اونھون نے آنحضرت صلی اللہ تعالے
علیہ وآلہ وسلم سے آیا گذرا آپ پر کوئی روز سخت تر روز اُحد سے فرمایا تحقیق پھونچی ہین تیری قوم سے ہم پر بلائین اور سختیان
اور تھین وہ سخت تر اون ایذاؤن سے کہ پھونچین اونھون سے مجھکو دن عقبہ کے جبکہ پیش کیا مینے اپنی جانکو ابن عبد یالیل
بن عبد کلال پر واضح ہو کہ بخاری اور مواہب اور قاموس اور مدارج مین عبد یالیل کو ابن عبد کلال کہا ہے اور روضۃ الاحباب
اور سیر گازرونی اور معالم اور سیرت ابن ہشام اور سیرت النبی اور معارج مین عبد یالیل اور مسعود اور حبیب تینون کو پسر عمرو
بن عمیر کے کہا تو ان دونون مین توفیق یون ہوسکتی ہے کہ عبد کلال کا نام عمرو بھی ہو یا یون کہا چاہیے کہ عبد یالیل کا باپ
عبد کلال ہو پھر وہ مرگیا ہو اوسکی زوجہ سے عمرو بن عمیر نے نکاح کر لیا ہو اوس سے مسعود اور حبیب متولد ہون پس یہ
تینون سوتیلے بھائی ہون مان تینون کی ایک ہو اور باپ دو ہون انتہی اور دعوت کی مینے عبد یالیل کو پس اجابت نہ کی
اوسنے میری طرف اوس چیز کی کہ چاہی مینے اوس سے یعنی خدا پرست ہوجانا پس چلا آیا مین محزون و مغموم و بیخود ہوکر سو
افاقہ نہوا مجھکو مگر قرن الثعالب مین قرن الثعالب ایک موضع ہے مقابل نجد کا اوسکو قرن المنازل بھی کہتے ہین انتہی مواہب پس اوٹھایا

مینے سر اپنا ناگاہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے کہ اوسنے سایہ کیا مجہپر پہر نگاہ کی مینے تو ناگاہ درمیان اوسکے جبرئیل علیہ السلام تھے سو پکارا مجھکو
اور کہا تحقیق سن لیا اللہ تعالی نے کلام آپکی قوم کا اور وہ جو جواب دیا انھون نے آپکو اور تحقیق بھیجا ہے اللہ تعہ نے ملک الجبال
یعنے پہاڑونکے فرشتے کو تاکہ آپ حکم کرین اوسکو جو کچھہ کہ چاہین پہر آواز دی مجھکو ملک الجبال نے اور سلام کیا مجہپر اور عرض کیا کہ
ای محمد تحقیق اللہ تعہ نے سنا کلام آپکی قوم کا اور مین ملک الجبال ہون اور تحقیق بھیجا ہے مجھکو آپکے پروردگار نے آپکی طرف تاکہ حکم
کرو مجھکو ساتھہ جس چیز کے کہ چاہو اگر چاہو تو اوٹھا کر دے مارون اونپر اخشبین کو اخشبین نام ہے دو پہاڑون کا جنکے درمیان
مکہ آباد ہے آپنے فرمایا مین یہ نہین چاہتا بلکہ امید رکھتا ہون یہ کہ نکالی اللہ تعہ اونکی پشتون سے ایسے شخصون کو کہ عبادت کرین
اللہ تعہ کی کہ وہ یکتا ہے اور شریک نکرین ساتھہ اوسکے کسی چیز کو الغرض عتبہ اور شیبہ نے ایذا و جور اون سنگین دلون کا
بہ نسبت اوس سرور عالم کے دیکھا اور بینوائی اور تنہائی اور غربت و بیکسی بھی آپکی مشاہدہ کی تو رگ قرابتی سنے حرکت کی اور شفقت
خویشی نے جنبش کی شیبہ کا ایک نصرانی غلام تھا اوسکا عداس نام تھا اوسے بلایا اور تھوڑسی انگور یا ایک خوشہ انگور کا اوسکو
دیکر کہا کہ انھین طباق مین رکھکر اوس شخص پاس پہنچا اور کہہ کہ اسے کھاؤ وہ بموجب حکم کے طباق انگور کا لیکر آیا اور سامنے اوس
سرور کے رکھا اور کہا کہ انھین کھائیے اور آپ ادب سے دور کھڑا ہوا آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر دست مبارک کو واسطے
تناول فرمانیکے دراز کیا پڑھنا بسم اللہ کا مسنون ہے شروع مین کھانے پرشی حلال کے اگر بھول جاوے پہر بیچ مین یاد آوے تو پڑہ
لیوے اسطرح بسم اللہ اولہ و آخرہ تاکہ حاصل ہوجائے سنت اوسقدر مین کہ کھانے کو باقی ہے نہ اوسقدر مین کہ کھا چکا جیسا کہ بحر الرائق
مین ابن ہمام سے نقل کیا ف مروی ہے نقاش سے کہ جب بسم اللہ اوتری پہاڑون نے تسبیح پڑھی قریشیون نے کہا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم نے سحر کر دیا ہے اونپر سہیلی نے کہا اگر صحیح ہے جو نقاش نے ذکر کیا سو تسبیح کی پہاڑون نے خاص کر اسلیئے کہ بسم اللہ
اوتاری گئی آل داؤد پر اور تحقیق پہاڑ تسبیح پڑھتے تھے ساتھہ داؤد کے انتہی سیرت حلبی اور عداس نے چہرہ نورانی اور پیشانی
حقانی کو دیکھکر التماس کیا کہ بخدا یہ کیا خوب کلام بزرگ ہے کہ اس خاکسار نے اس دیار مین کبھی کسی سے نہین سنا ہے حضرت نے ارشاد
کیا تو کون شخص ہے اور کس ملک کا رہنے والا ہے اور کیا دین رکھتا ہے اوسنے جواب دیا کہ غلام نصرانی ہون نینوی کا رہنے والا
ہون آپنے فرمایا تو اوس مرد صالح یونس بن متی کی بستی کا باشندہ ہے اوس نے تعجب سے عرض کیا کہ آپ یونس علیہ السلام کو
کیا جانین فرمایا وہ میرا برادر ہے وہ پیغمبر خدا کا تھا اور مین بھی پیغمبر خدای تعالی کا ہون عداس نے پوچھا آپکا اسم مبارک
کیا ہے سرور عالم نے فرمایا نام میرا محمد ہے غلام نے عرض کیا کہ مینے ایک زمانہ طویل سے صفت آپکی انجیل مین دیکھی ہے اور نعت
آپکی رسالت کی توریت سے سنی اور جان رکھا ہے کہ خداوند تعہ آپکو مکے کیطرف بھیجیگا وہ آپکے منقاد نہونگے اور اپنے درمیان سے
باہر کر دینگے پہر آخر کار کو پروردگار جل جلالہ آپکی نصرت اور یاری کریگا پہر مکہ مین تشریف لیجاؤگے اور آپکا دین تمام روے زمین
پر پہیل جاویگا پہر عرض کیا کہ یا نبی کریم مجہے اپنا طریقہ تعلیم فرمائیے کیونکہ سالہا سال سے یا حضرت مین آپکے زمان بعثت کا انتظار
کھینچ رہا تھا ع دیر است کہ سودای تو در سینۂ ماست * رسول مقبول نے اوس غلام کو اسلام سکہایا اوسنے جان و دل سے قبول

فرمایا مروی ہے کہ پھر عداس خیر الناس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدمون شریف پر گر پڑا اور دونون ہاتھون اور دونون پانوؤن کو آپکے بوسہ دیا اور کہا قدوس قدوس اور ایک روایت مین سر اور پانوؤن اور ہاتھون کو چوما عتبہ اور شیبہ نے یہ حال اس سنوال پر دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ یہ غلام تو ہاتھ سے گیا اوس شخص نے اسکو بگاڑ دیا جب عداس لوٹ کر اون پاس آیا اونھون نے پوچھا کہ تجھے کیا ہوا اور تو نے اوس شخص سے کیا دیکھا اور کیا سنا کہ اوسکے سر اور ہاتھ پیر کو بوسہ دیا اوسنے جواب دیا کہ آپنے مجھے اوس چیز سے خبردار کیا جسکو بجز انبیا علیہم السلام کے اور کوئی نہین جانتا بولے خرابی تیری اوسنے تجھے فریب دیا اور تیرے دین کو برباد کیا عداس بولا ایسا نکہو اسلیے کہ وہ شخص بہترین مردمان روی زمین سے ہے اوس سے بہتر کوئی مجھے نظر نہین پڑتا یہ ملتقط ہے روضۃ الاحباب اور مدارج و معارج و مواہب و سیرۃ ابن ہشام و گازرونی و تفسیر منظوم عبد السلام کا پھر آپ جب وہان سے پھرے راہ مین ایک مقام نخلہ نام سے منزل فرمائی اور اوسکو بطن نخلہ بھی کہتے ہین وہ طائف کی راہ مین ہے مکہ سے رات بسے کا رستہ ہے اور بطن نخل وہ دوسرا مکان ہے اوسمین پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صلوۃ الخوف پڑھی تھی وہ مدینہ سے دو منزل ہے از جمل حاشیہ جلالین پھر صبح کے وقت نماز فجر مین یا جوف اللیل مین جیسے کہ ایک روایت مین ہے آپنے تلاوت قرآن مجید کی ساتھ جہر کے شروع کی اس درمیان مین نو جن شہر نصیبین کے کہ فرقہ بنو شیصان سے جو عمدہ ترین قبائل ہے تھے وہان گذرے یہی عدد ابن عباس سے مروی ہے چنانچہ ابن جریر و طبرانی نے نقل کیا اور اسیطرح منقول ہے ابن مسعود سے چنانچہ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا از مظہری و کمالین شہر نصیبین یہ دو موضع ہین ایک شام مین اور صاحب مواہب نے یہی ارادہ کیا ہے اور ایک یمن مین اکثرون کے نزدیک یہی مراد ہے اور وہ قریہ ہے یمن مین وہان کے جن اشراف اور سادات ہین سب جنون کے اور شرح مواہب مین ہے کہ وہ قریہ جزیرہ مین ہے جو درمیان شام و عراق کے ہے از جمل اور گذرنا اونکا اوس سبب سے تھا کہ جب جنات آسمان کی خبر لانے سے روکے گئے اور وقت جانے کے طرف آسمان کے آگ کے شعلے اون پر پڑنے لگے آپس مین اسکا مشورہ کیا کہ کیا سبب ہے جو ہم لوگ خبر آسمانی سے روکے گئے تب مشورہ یہ ٹھہرا کہ مشرق اور مغرب مین پھرو اور دیکھو کونسی چیز زمین مین نئی پیدا ہوئی ہے کہ باعث اس ممانعت کی ہے اگر ہوسکے اوسکا تدارک کرو سو بہت سے جنات اس امر کی تلاش مین اطراف جہان مین نکلے اونھین مین سے یہ نو شخص بھی اس امر کی تلاش مین طرف تہامہ کے چلے اور قرآن مجید کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان ہدایت ترجمان سے سنا میرے نزدیک یہ ہے کہ سننا اونکا قرآن کو اوس سرور انس و جان سے وقت قصد کرنے کے طرف سوق عکاظ کے یا وقت لوٹنے کے طائف سے تھا پہلی بار اور اوسی کی حکایت ہے قُلْ اُوْحِیَ الخ اور لیلۃ الجن جسکو ابن مسعود نے روایت کی ہے وہ اوسکے بعد تھی مظہری اور یقین کیا کہ یہی کلام منزل الٰہی سبب منع اور چوکی داری کا ہے کہ اس کلام ہدایت التیام کو آسمان سے کوئی چرا کر نلاوے اور بیمحل نہ پہونچا وے پھر بعد سننے تمام قرات کے اوسی وقت ایمان لائے پھر وہ اپنی قوم کی طرف گئے اور اس امر سے آگاہ کیا اور مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ نے ماوردی سے اپنی تفسیر مین نقل کیا ہے کہ اوسدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۂ اقرا اور بعضون نے سورۂ رحمن کہا ہے

پڑھتے تھے اور وہ نو جن تھے یا سات تین اہل نجران سے اور چار نصیبین سے مواہب مین ہے کہ صاحب روض نے ابن درید سے اون ساتون مین سے پانچ کے نام یون نقل کئے منشی ناشی شاصر ماضر احقب پھر اوس قوم مین جنھون نے قرآن شریف سنا تھا زوبعہ جن زوبعہ اور زعم و نام سردار تھے اونکا قصہ کتب سیر مین مذکور ہے بعد ازان اونکی دلالت سے نوے سردارون نے جنات نصیبین اور نینوا سے کہ قریہ یونس ع کا موصل کے قریب ہے ساتھ اتباع اور افواج اپنے کے قصد دیکھنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور سننے قرآن شریف کا کیا جب قریب پہنچے زوبعہ نے کہ ساتھ فتح زاے معجمہ اور واو اور باے موحدہ کے نام شیطان اور ایک رئیس کا ہے جنون مین سے قاموس مین ہے اون سب کے جا کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس امر سے آگاہ کیا کہ بہت سے جن آپکے دیکھنے اور قرآن شریف کے سننے کو آتے ہین جسوقت اور جس جگہہ ارشاد ہو حاضر ہون آپ نے فرمایا کہ رات کو شہر کے باہر شعب الحجون کے نواح مین کہ وہ پہاڑ کا ایک درہ فراخ متصل مکہ معظمہ کے ہے جمع ہون تاکہ شہر الون کو اونکے دیکھنے سے خوف لاحق نہو حجون بفتح حاے حطی ایک پہاڑ ہے مکہ کی بلندی مین اور وہ قبرستان ہے اور گھر ہین زقاموس وصراح اور تفسیر مولانا یعقوب چرخی مین ہے کہ حجون ایک متبرک قبرستان ہے مکہ مین جیسے بقیع مدینہ مین پھر بعد نماز عشا کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد اللہ بن مسعودؓ کو ساتھ لیکر وہین روانہ ہوئے آپ نے دیکھا کہ ہجوم جنون کا بہت ہے اور بسبب اشتیاق دیدار شریف کے ازدحام کرتے ہین آپ نے عبد اللہ بن مسعود رضؓ کو باہر درے سے کھڑا کیا اور اونکے گرد ایک گول خط کھینچا اور فرمایا اس دائرہ کے باہر مت آنا تا کہ اون سے ایذا نہ پہنچے عبد اللہ بن مسعود دور سے دیکھتے تھے کہ بعضے جن اونمین سے مانند کرگسون کے قوی ہیکل تھے اور بعضی مانند قوم زط یعنی فرقہ جات کے جو متصل شہر بصرہ کے رہتے ہین ننگے سر ننگے پاؤن ستر عورت ایک کپڑے سپید سے چھپائے ہوئے بدن اونکا سیاہ اور بال سر اور ڈاڑھی کے سفید اور سرخ ملے ہوئے اور بعض جن دوسری شکل پر تھے سو وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہجوم کرتے تھے اور آپ اونکی تعلیم اور تلقین مین صبح تک مشغول رہے پھر اونھون نے عرض کی کہ اب ہمکو کچھہ بطریق تبرک کے توشہ عنایت فرماوین آپنے ارشاد کیا کہ مین تمکو ایسا توشہ دون کہ نسل در نسل اور پشت در پشت تمھارے کام آوے جہان کہین خالی ہڈی یا مینگنی اونٹ بکری بھیڑ کی یا گوبر گاے بھینس کا پڑا ہو خدا تعالیٰ تمکو میری دعا کی برکت سے اوس مین لذت اور رزق بخشے گا زیادہ اوسے کہ پہلے سے تم اپنے کھانے پینے کی چیزون مین رکھتے تھے اور اس مین رد ہے اوسپر کہ زعم کرتا ہے کہ جن کھاتے پیتے نہین ہین کما فی المواہب اور بعضی روایت مین آیا ہے کہ کوئلا بھی آپ نے اونکو عنایت کیا جنون نے عرض کیا یا رسول اللہ آدمی اون چیزون کو گندہ کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہم اونکو منع کر دینگے کہ ان چیزون کو نجاست سے آلودہ نکرین گے چنانچہ اوسی دن سے استنجا ساتھہ گوبر خشک اور مینگنی اور کوئلہ اور ہڈی کے منع ہے کذا فی تفسیر فتح العزیز اور لکھا ہے کہ ہڈی خوراک جنون کی اور لید خوراک اونکے جانورون کی ہے اور کوئلون سے بھی فائدہ اوٹھاتے ہین یعنی کوئلون سے بجاتے ہین سینکتے ہین روشنی کرتے ہین اوسکو بھی رزق اونکا فرمایا کذا فی مظاہر الحق اور شیخ نے فتوحات مین لکھا ہے کہ حکمت اور سر ممانعت مین کھانے سے ہڈی کے یہ ہے کہ جنات اجسام لطیفہ ناریہ

ہوا ہے ہین پس بقرہ کی اللہ تعالی نے غذا اون کی بہی لطیف کہ ہڈیونکو سونگہہ کر غذا حاصل کرتے ہین چنانچہ اسی وجہ سے منع
فرمایا سرور عالم صلعم نے کہانے سے ہڈیون کے انتہی اور تفسیر یعقوب چرخی مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ جنات تین قسم پر ہین بعضی مثل پرندون کے بازو اور پر رکہتے ہین اور ہوا مین اوڑتے ہین اور بعضی سانپون اور کتون
کی صورت پر ہین اور بعضے ایسے ہین کہ جس جنس کی صورت چاہین بن جاوین اور کلان ترین اونکا جسنے قرآن سنا تہا اوسکا
نام عمرو تہا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہین مینے ایک قوم سے سنا کہ وہ کہتی تہے کہ ہم ایک سفر مین تہے ہمنے ایک سانپ
مرا ہوا دیکہا خون مین لتہڑا ہوا ایک نے ہم مین سے اوسکو دفن کر دیا اور ہم چلے گئے بعد ازان ایک قوم ہمارے آگے آئی اونہون
نے ہمسے پوچہا کہ عمرو کو تم مین سے کسنے دفن کیا ہمنے کہا عمرو کون ہے اونہون نے کہا وہ سانپ کہ جسکو تمنے فلانی جگہہ دفن
کیا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یارون مین تہا جنات مین سے اوس نے حضرت سے قرآن شریف سنا تہا اوسکا نام عمرو تہا
دو قبیلون مین جنات کے لڑائی ہوئی ایک قبیلہ اون مین سے مسلمان تہا عمرو اون مین سے تہا دوسرا قبیلہ کافر تہا اونہون
نے عمرو کو شہید کیا اور حیوۃ الحیوان مین ہے کہ فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے پیدا کیا اللہ تعالی نے جنون کو تین قسم ایک سانپ ہین اور
بچہو اور حشرات الارض اور ایک قسم مانند ریح کے ہین ہوا مین اور ایک قسم مانند بنی آدم کے ہین اونپر ہے حساب اور عقاب
اور ابن جوزی نے کتاب الصفوت مین ساتہ سند کے سہل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ مین ناحیہ مین بلاد عاد
کے تہا ناگاہ مینے دیکہا ایک شہر پتہر کندہ کئے ہوئے کا اوسکے وسط مین ایک قصر تہا پتہر کا بود و باش جنون کا تہا مین
اوس مین آیا یکایک دیکہا مینے ایک شیخ عظیم الجثہ کہ نماز پڑہ رہا تہا کعبہ کی سمت کو اور اوسکے بدن پر ایک صوف کا جبہ
تہا اوس مین بڑی تر و تازگی تہی سو تعجب کیا مینے اوسکی بڑی خلقت سے جسقدر جسے کہ تعجب کیا اوسکی تازگی جبہ کے سے
پہر مینے سلام کیا اوسنے جواب دیکر فرمایا ای سہل بدن نہین گلاتے ہین کپڑون کو اونکو تو بدبو مین گناہون کی اور طعام
حرام کے گلاتی ہین یہ جبہ مجہپر سات سو برس کے ہے اسی کو پہنے ملاقات کی مینے حضرت عیسی اور محمد علیہما السلام سے پس ایمان
لایا مین اون دونون پر مینے کہا تم کون ہو کہا مین اون جنون مین سے ہون کہ اونکی شان مین قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ
نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ کما فی المظہری اور پیدا کیا انسانون کو بہی تین قسم ایک قسم مانند چوپایون کے کما قال اللہ تعالی اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ
بَلْ هُمْ اَضَلُّ وہ جیسے چوپائے بلکہ اونسے بہی بے راہ اور ایک قسم ایسی کہ بدن اونکے بدن آدمیون کے ہین اور روحین اونکی
روحین شیطانون کی ہین اور یہی قسم مراد ہے مولوی معنوی کے اس شعر مین شعر ای بسا ابلیس آدم روئی ہست *
پس بہر دستی نباید داد دست * اور جمع الجوامع مین ایک حدیث ہے اوسکا مضمون یہ ہے کہ آخر زمانہ مین جن آدمیون
کی صورت مخلوق ہونگے اور لوگون کو بہکائین گے چنانچہ وہ سراج المعانی شرح مثنوی مین منقول ہے اور ایک قسم مانند
فرشتون کے ہے کہ سایہ مین ہونگے وہ اللہ تعالی کے اوسدن کہ ہوگا سایہ مگر سایہ اوسی کا اور روایت کیا ابن ابی الدنیا
نے ایک تابعی سے کہ تحقیق ایک سانپ آیا اوسکے خیمہ مین اوسکے پاس زبان نکالے ہوئے پیاس سے پہر اوس نے پانی پلایا اوسکو

پھر تحقیق وہ مرگیا پھر دفن کر دیا اوسکو پھر ایک جن رات کو اوس پاس آیا اور سلام کیا اور شکر اوسکا ادا کیا اور خبر دار کیا
اوسکو کہ وہ سانپ ایک مرد صالح تھا جنون نصیبین مین سے نام اوسکا زوبعہ تھا ان قصون سے اور جو آگے آتے ہین
ثابت ہوا کہ جنون کو آدمی دیکھہ سکتے ہین سوال اگر کوئی کہے کہ شافعی نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی اہل عدالت مین سے کہے کہ
مین جنکو دیکھتا ہون تو وہ مردود الشہادت ہے اور اوسپر تعزیر ثابت ہے بسبب مخالفت اوسکی کے اس قول رب العزت سے
انہ یراکم ھو وقبیلہ من حیث لاترونھم مگر یہ کہ ہو زعم کرنے والا نبی تو اوسکا یہ حکم نہین جواب یہ قول شافعی کا اوس
شخص پر محمول ہے کہ دعوی کرتا ہے جنون کے دیکھنے کا اصل صورت پر اور یہ تجویز تعزیر کی اوس قبیل سے ہے کہ امام نووی نے
فتاوی اپنے مین کہا کہ جو کوئی منع کرے تفضیل سے درمیان انبیا علیہم السلام کے تو تعزیر دیا جاوے بسبب مخالفت اوسکی کے
قرآن مجید سے کما فی حیوۃ الحیوان اور منقول ہے کہ عمر بن عبد العزیز ایکبار چلے جاتے تھے زمین پٹپڑ مین پس ناگاہ دیکھا اونھون
نے ایک سانپ مرا ہوا سو کفنا یا اوسکو اپنی چادر کے ایک ٹکڑے سے اور دفن کر دیا پھر ناگاہ کہنے لگا ایک کہنے والا یا سرق اشھد
لسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لک ستموت بارض فلاۃ فیکفنک ویدفنک رجل صالح ترجمہ
یعنی اے سرق گواہی دیتا ہون کہ البتہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے وہ تیرے حق مین کہ قریب ہے
کہ مریگا تو زمین پٹپڑ مین سو کفن دیگا تجھکو اور دفن کریگا تجھے ایک مرد صالح پھر پوچھا اوس کہنے والے سے عمر رضی اللہ عنہ نے
کہ تو کون ہے رحم کرے اللہ تعالی تجھپر اوسنے کہا مین اون جنون سے ہون جنھون نے قرآن سنا تھا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم
سے اب اون مین سے کوئی باقی نرہا مگر ایک مین ہون اور سرق اس مردے کا نام ہے فتح العزیز مین ہے کہ یہ اونھین جن کے تھے
جنھون نے حضرت کے ہاتھہ پر بیعت کی تھی حیوۃ الحیوان مین ہے عبد اللہ بن حسین مصیصی سے کہ کہا اونھون نے کہ گیا مین
شہر طرطوس مین مجھکو لوگون نے خبر دی کہ یہان ایک عورت ہے اوسکا نام نہوس ہے دیکھا ہے اوسنے اون جنون کو کہ آئے
تھے ایلچی ہوکر قوم جنات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پھر گیا مین اوس عورت کے پاس سو دیکھا مینے
اوسکو چیت لیٹے پھر کہا مینے اوس سے کہ کیا دیکھا ہے تو نے کسی کو اون جنون مین سے کہ وہ ایلچی ہوکر آئے تھے قوم جنات کی
طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اوسنے کہا ہان دیکھا ہے مینے حدیث کی مجہہ سے سمجھ نے کہ عبد اللہ نام
رکھا تھا اوسکا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہتا تھا پوچھا مینے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے کہ کہان
تھا رب ہمارا پہلے پیدا کرنے آسمان و زمین کے فرمایا حضرت نے کہ ایک نور کی مچھلی پر کہ تیرتی پھرتی تھی وہ نور مین یعنی
اوسوقت کوئی چیز موجود نتھی مخلوق الہی مین سوا اوس مچھلی کے اور اللہ تعالی تو پاک اور منزہ ہے مکان سے اور نیز مراد نور
کی مچھلی اور نور کے دریا سے ایک امر ہے کہ جسکے بھید دریافت کرنے سے عقل عاجز اور قیاس قاصر ہے جسطرح لفظ عما سے یہی
مراد ہے اس ترمذی کی حدیث مین کہ کہا ابو رزین نے یا رسول اللہ کہان تھا ہمارا رب العزت پہلے پیدا کرنے مخلوق کے فرمایا
کان فی عماء ما تحتہ ھواء وما فوقہ ھواء یعنی تھا عما مین عما لغت مین ہلکے ابر یا گہرے ابر کو کہتے ہین سو اس طرح سے

تمثیلین بمناسب فہم مخاطب کے موافق محاورہ اہل زبان کے بہت آئی ہین قرآن وحدیث مین اونھین مین سے ہے الرحمن علی العرش استوی اور تاویلین مختار کے آگے آوینگی اب اس مقام مین یہ تاویل کرنی چاہیے کہ نور کی تجلی سے انوار اسما و صفات اور نور کے دریا سے ذات جامع الصفات مقصود ہے جیسے کہ تجلی ظاہری کو دریا کا ہونا لازم ہے اسیطرح پروردگار کے صفات[لہ] اوسکی ذات پاک کو لازم غیر منفک ہین پس حاصل یہ ٹھہرا کہ تھا اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے ساتھ موصوف اور نتھی اوسکے ساتھ کوئی چیز اور کہا اوسنے کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا اونھون نے کہ نہین کوئی بیمار قریب الموت کہ پڑھی جاوے اوس پاس سورہ یٰسین مگر مریگا وہ سیراب اور داخل ہوگا قبر مین سیراب اور اوٹھایا جاویگا قیامت کے دن سیراب انتہی روایت کیا معالم التنزیل مین معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا کرو اپنے مرنے والون پر سورۂ یٰسین **حکایت** امام احمد یکبار سخت بیمار ہوئے اونکے والد سرہانے یٰسین پڑھتے تھے جب اوس سے فراغت پاچکے تو شہادت تلقین کرنے لگے جب لا الہ الا اللہ کہتے امام احمد اوس کے جواب مین لا کہتے یعنی نہین تو اس بات سے ڈر ہوا اونکے بُرے خاتمہ کا جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو اونسے یہ قصہ ذکر کیا فرمایا کہ اوسوقت شیطان صورت انسان کی پکڑ کر میرے سامنے کھڑا تھا کہتا تھا کہ ای احمد مجھسے تو بے اندیشہ ہوجا مین اوسکے جواب مین کہتا تھا لا پھر دیکھا مینے ایک جوان بڑا خوبصورت کہ وہ اوسکو ہٹاتا تھا مینے پوچھا کہ آپ کون شخص ہین فرمایا کہ مین سورہ یٰسین ہون کما فی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ انتہی فتح العزیز مین ہے کہ اون جنون مین کہ صحابی تھے ایک عمرو بن جابر ہین اونکی صفوان بن معطل نے تجہیز وتکفین کی تھی اور دوسرے عمرو ہین جو کافر جنون کی لڑائی مین شہید ہوئے جنکا ذکر گذر چکا اور اونھین مین سے ایک سرق ہین جنکا قصہ گذر چکا اور اونھین مین سے ایک کا نام خرقا تھا وہ جنیہ عورت تھی اوسکو عمرو بن عبد العزیز نے مکہ مین دفن کیا اور اوسی مین ہے کہ امام احمد اور بزار اور ابو یعلی اور بیہقی اور دوسرے محدثون نے بلال بن حارث سے روایت کی ہے کہ بلال کہتے ہین کہ ایک مرتبہ مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر مین تھا عرج مین مقام ہوا عرج ساتھ فتح عین اور سکون را مہملہ کے نام ہے ایک قصبہ کا شہر عرج کی عملداری مین اور وہ مدینہ سے کئی دن کی مسافت پر ہے اور بھی ایک پہاڑ ہے مکہ کے رستے مین اور وہانسے تہامہ شروع ہے انتہی مجمع البحار مینے اپنے خیمہ سے نکلکر چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہون دیکھا مینے کہ حضرت سب لشکر سے باہر دور اکیلے بیٹھے ہین مینے چاہا کہ آپکے پاس جاؤن جب آپکے قریب پہنچا تو آواز شور وغل کی میرے کان مین پہنچی گویا بہت سے لوگ آپس مین جھگڑا کررہے ہین اور سخت گوئی بھی کرتے ہین مین ٹھہر گیا اور سمجھا مینے کہ آپکے پاس غیب کے لوگون کا ہجوم ہے اسوقت جانا مناسب نہین ہے پھر تھوڑی دیر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور مجھکو دیکھکر آپ نے تبسم فرمایا مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ شور وغل کیا تھا آپ نے فرمایا کہ مسلمان اور کافر جنون مین جھگڑا تھا رہنے کی مقدمہ مین میرے پاس فیصلہ کے واسطے آئے تھے سو مینے ایسا حکم کیا کہ مسلمان جنات جلس کے ملک مین سکونت اختیار کرین جلس ساتھ فتح جیم اور سکون

[لہ] یعنی صفات کو ذات لازم ہے ۱۲ [illegible]

زمین غور ساتھ فتح غین کے زمین لام کے بلاد نجد کو کہتے ہین از قاموس اور کافر غور کے ملک مین رہین آپس مین ملے ہوئے
پست کو کہتے ہین اور نام ہے اوس زمین پست کا جو جانب مغرب کے ہے تہامہ سے اور ایک جگہہ ہے بیچ بلاد بنی سلیم کے
انتہی از قاموس چنانچہ کثیر بن عبد اللہ جو اس حدیث کے راوی ہین کہتے ہین کہ ہمنے تجربہ کیا ہے کہ جسکو حلس کے ملک مین
کچھہ جن کا آسیب ہوتا ہے تو وہ جلد اچھا ہوجاتا ہے ہلاک نہین ہوتا ہے اور غور کے ملک مین جسکو جن کا آسیب ہوتا ہے تو
وہ اکثر اچھا نہین ہوتا بلکہ ہلاک ہوجاتا ہے اور خطیب نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ جابر کہتے تھے ہم ایک مرتبہ
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ سفر مین تھے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک کھجور کے درخت کے نیچے
بیٹھے تھے کہ یکایک ایک کالا سانپ بہت ہی بڑا آپ کی طرف چلا لوگون نے چاہا کہ اوسکو مارین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ اسکو مت چھیڑو آخر کو وہ سانپ آپکے نزدیک پہونچا اور اپنے مونھہ کو آپکے کان کے پاس لے گیا جیسے کوئی کچھہ بات کان
مین کہتا ہے پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی مونھہ مبارک کو اوسکے پاس لیجا کر کچھہ فرمایا پھر وہ سانپ غائب ہوگیا
اور معلوم بھی نہوا گویا اوسکو زمین نگل گئی ہم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے اس سانپ کو اپنے کان تک آنے دیا ہمکو
اوس سے بڑا خوف ہوا تھا کہ یہ جانور بے سمجھہ ہے ایسا نہو کہ آپکو کچھہ ایذا دے یا کاٹ کھاوے آپ نے فرمایا یہ جانور نتھا بلکہ
جنون کا بھیجا ہوا تھا فلانی سورۃ کی آیتین وہ بھول گئے تھے سو اوسکے پوچھنے کے واسطے اسکو بھیجا تھا جب اس نے تم
لوگون کو دیکھا تب سانپ کی شکل بنکر تمھاری سامنے آیا اور پوچھکر چلا گیا پھر جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے اور آگے کو چلے رستہ مین ایک گانون ملا وہان کے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہان ایک
عورت ہے جوان خوبصورت ایک جن اوسپر عاشق ہے وہ اوسکے اندر گھس کر اوسکو بیہوش کر دیتا ہے نہ کچھہ کھاتی ہے نہ کچھہ
بات کہتی ہے بلکہ ہلاکت کے قریب ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اوس عورت کو اپنے سامنے بلایا اور فرمایا کہ اے جن تو
تو مجھکو جانتا ہے کہ مین کون شخص ہون مین محمد ہون حقتعالیٰ کا رسول بھیجا ہوا تو اس عورت کو چھوڑ دے پھر یہ بات فرماتے ہی
وہ عورت ہوش مین آگئی اور اپنے مونھہ کو نقاب سے چھپا لیا اور لوگون سے حیا کرنے لگی اور بالکل اچھی ہوگئی جابر رضی اللہ عنہ
کہتے ہین کہ مینے اوس عورت کو دیکھا تھا ایسی خوبصورت تھی جیسے چودھوین رات کے چاند کا ٹکڑا اور عقیلی اور ابو نعیم اور
بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک روز ہم آنحضرت صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ تہامہ کے ایک پہاڑ پر بیٹھے تھے کہ یکایک ایک بیر مرد ہاتھہ مین عصا لیے ہوئے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آنکر حاضر ہوا اور آپکو سلام کیا آپ نے اوسکے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ اسکی آواز جن کی سی
ہے پھر آپ نے اوس سے پوچھا تو کون ہے اوس نے کہا اس شخص کا نام ہامہ ہے ہیم کا بیٹا اور ہیم لاقیس کا بیٹا اور لاقیس
ابلیس کا بیٹا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرے اور ابلیس کے درمیان دو ہی پشتین ہین بھلا کہہ تو تیری کتنی عمر ہے اوسنے عرض کی کہ
یا رسول اللہ جتنی دنیا کی عمر ہے اوتنی ہی میری عمر ہے کچھہ تھوڑی سی کم اسواسطے کہ جن دنون مین قابیل نے ہابیل کو مارا تھا

اوسوقت مین کئی برس کا تھا لیکن بات سمجھتا تھا اور پہاڑ ونپر دوڑتا پھرتا تھا اور لوگون کا غلہ اور کھانا چرالاتا تھا اور
لوگون کے دلون مین اونکے خویش اور اقربا سے بدسلوکی کرنے کو وسوسہ ڈالا کرتا تھا آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ تیرے بڑھاپے کے عمل تو ایسے ہین اور جوانی اور بچپن کے ویسے تو بہت برا شخص ہے اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
آپ مجھکو کچھ ملامت نکیجیے اسلیے کہ اب مین توبہ کرنے کو آیا ہون اور مینے حضرت نوح علیہ السلام سے ملاقات کی ہے اور اون کی
مسجد مین اونکی صحبت مین بہت رہا ہون اور پہلے اونکے ہاتھ پر توبہ کی تھی مینے اور ایک سال اونکی مسجد مین رہا ہون اور
حضرت ہود اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کی صحبتون مین رہا ہون اور حضرت موسی علیہ السلام سے ملاقات
کی ہے مینے اور اون سے توریت سیکھی تھی اور اونکا سلام حضرت عیسی علیہ السلام کو پہنچایا اور حضرت عیسی علیہ السلام سے بھی
ملاقات کی تھی اور انجیل سیکھی تھی حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرے تو میرا
سلام اونکو پہنچانا سو اب اوس بار امانت کے اداکرنیکے واسطے آپکی خدمت مین حاضر ہوا ہون انس رضی اللہ عنہ کی روایت مین
ہے پس فرمایا حضرت نے وعلیہ السلام وعلیک السلام یا ہام اور یہ بھی میری آرزو ہے کہ آپ اپنی زبان فیض ترجمان سے مجھکو کچھ
قرآن شریف تعلیم فرمایئے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی سورتین جیسے کہ سورہ واقعہ اور سورہ مرسلات اور
انس رضی اللہ عنہ کی روایت مین بجاے سورہ مرسلات کے سورہ قل یاایہا الکافرون ہے اور سورہ عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت
اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اوسکو تعلیم فرمائین اور یہ بھی آپنے اوس سے ارشاد فرمایا
کہ اے ہامہ جسوقت تجھکو کسی چیز کی کچھ احتیاج ہو تو ہمارے پاس آنا اور ہمسے ملاقات نچھوڑنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو وفات پائی اور اوسکی موت کی خبر ہمکو نہین دی اب ہمکو معلوم نہین ہے کہ وہ زندہ ہے یا
مرگیا انتہی اور اسی قصہ کو خطیب وخازن اور دمیری نے انس رضہ سے بھی روایت کیا ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ
کہا اوسنے مینے حضرت ابراہیم سے بھی ملاقات کی اور اونپر ایمان لایا اور منجنیق مین رکھتے وقت اور آگ مین ڈالتے وقت اونکے
ساتھ رہا اور اسی تفسیر مین ہے کہ عرب کے جزیرہ مین بہت سے جن رہتے تھے پہلے نزول قرآن سے وہ خبر آسمان کی کاہنون پاس
لاتے اور اونسے نذر ونیاز لیتے جب قرآن شریف نازل ہوا اپنی اس خدمت سے معزول ہونے پر راضی ہوے اور خود آنحضرت
صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم پاس حاضر ہوکر ایمان لاے اونکے حکایتین اسی تفسیر مین بتفصیل مذکور ہین اور اونھین عرب کے جزیرے
کے جنون کی گواہی سے بھی آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم رسالت کا ثبوت اور آسمان کے ستارونکا گرنا اور قرآن شریف
کا نازل ہونا تواتر کے طور پر منقول ہے جسمین کسی طرح کا شبہہ نہین ہے اور اون مین جو صحابیت کے درجہ کو پہنچے وہ بھی بہت ہین
انتہی چنانچہ پہلے لیلۃ الجن مین جو مکہ کے اندر درہ حجون مین تھے اور دوسرے لیلۃ الجن مین جو مدینہ مین میدان بقیع غرقد مین
تھے دونون مرتبہ عبداللہ بن مسعود آپکے ساتھ تھے دونون بار جنون کی اسقدر کثرت بیان کی ہے کہ شمار سے باہر ہے اور
مدینہ مین دوسرے لیلۃ الجن مین حضرت زبیر آپکے ساتھ تھے اونھون نے بھی اسیطرح کی اونکی کثرت بیان کی ہے انتہی

مخفی عزیزی اور ایک رسالہ مین ہے کہ آنا جنات کے ایلچیون کا خدمت مین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہ بار ثابت
ہوا اول اوس بار کہ آپ مفقود ہوگئے تھے اور صحابہ پہاڑون اور ٹیلون مین ڈھونڈھنے گئے تھے جب نہ ملے تب لوگ کہنے لگے
کہ شاید کوئی جن آپکو کہین اوٹھا لے گیا ہو یا آپ کہین پوشیدہ مارے گئے صحیح مسلم مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہا کہ ہم حاضر تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین ایک رات سو گم کیا ہمنے آپکو اور تلاش کیا نالون اور
گھاٹیون مین پھر ہم کہنے لگے شاید آپ پوشیدہ کہین قتل کیے گئے پس گذاری ہمنے بڑی رات کہ گذاری ہو کسی قوم نے پھر جب صبح
ہوئی ناگاہ آپ تشریف لائے جبل حرا کی طرف سے عرض کیا ہمنے یا رسول اللہ ہمنے آپکو گم کیا پھر آپکو تلاش کیا کہین نہ پایا
سو گذاری ہمنے بہت بری رات کہ گذاری ہو کسی قوم نے آپ نے فرمایا کہ آیا تھا پاس میرے ایک بلانے والا جنون کیطرف
سے سو گیا مین اوسکے ساتھ اور پڑھا مینے اوسپر قرآن شریف کو الحدیث اور دوسری بار قریب مکہ معظمہ کے درہ حجون مین
اور تیسری بار بلندی مکہ مین اور چوتھی بار مدینہ منورہ مین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد بقیع غرقد کے میدانین
اور اون راتون مین حضرت عبد اللہ بن مسعود رض ہمراہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور پانچوین بار باہر مدینہ منورہ
کے اس دفعہ زبیر رض آپکے ہمراہ تھے اور چھٹی بار ایک سفر مین اس بار بلال بن حارث رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تھے وہان پر
اور ایک کتاب مین جنات کا آنا خدمت شریف مین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مکے کے درمیان مین کئی بار ثابت
کیا ہے اور کہا کہ عبد اللہ بن مسعود رض حاضر تھے ان تینون دفعہ مین خدمت شریف مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اور خط کھینچا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکے گرد ہر بار مین اون کی حفاظت کے لیے ایذا پہنچانے سے جنات کے حدیث
مین ہے کہ جس شخص کو سفر یا حضر یا بیماری مین خوف جن کا ہو چاہیے وہ ساتھ اسماء الہی کے استعاذہ کرے اور اعوذ باللہ من
الشیطان الرجیم و قل رب اعوذ بك من همزات الشياطين واعوذ بك رب ان يحضرون اور قل اعوذ برب الفلق
اور قل اعوذ برب الناس اور مانند اسکے پڑھے اور کہے اعوذ بكلمات الله التامات كلها من شر ما خلق جو یہ
کہے گا تو کچھ آسیب اور ضرر اوسکو جن کیطرف سے نہ پہونچے گا کذا فی تفسیر فتح العزیز اور مروی ہے کہ اللہ جل و علا نے فرمایا
ابلیس سے کہ نہین پیدا کرونگا مین واسطے آدم کے ذریت مگر پیدا کرونگا مین واسطے تیرے برابر اوسکے سو نہین ہے اولاد
آدم مین سے کوئی مگر واسطے اوسکے ایک شیطان ہے ساتھی اوسکا بعضی آثار مین آیا ہے کہ ابلیس نے دعا کی ای رب میرے
نکال دیا تو نے مجھکو جنت سے بسبب آدم کے اب مسلط کر مجھکو اوسپر اور اوسکی اولاد پر فرمایا تو مسلط ہے پھر دعا کی حضرت
آدم نے ای رب میرے مسلط کیا تو نے مجھپر اور میری ذریت پر شیطان کو اور مین اسکی طاقت نہین رکھتا مگر تیری مدد سے
فرمایا نہ پیدا ہوگا تیری اولاد مین کوئی مگر مقرر کرونگا واسطے اوسکے حفاظت کرنے والے یعنے فرشتے اور حدیث مین ہے کہ ابلیس
نے عرض کی ای رب میرے تو نے بھیجا پیغمبرون کو اور نازل کین کتابین پس کیا ہے قرأت میری فرمایا شعر پھر عرض کی کیا ہے
کتاب میری فرمایا وشم یعنی بدن کا گودنا پھر عرض کی کون ہین پیغامبر میرے فرمایا کاہن پھر عرض کی کہان ہے مکان میرا

فرمایا حمام پھر عرض کی کہان ہے مجلس میری فرمایا بازار پھر عرض کی کیا ہے میرے کھانے کو فرمایا وہ کھانا جسپر میرا نام ملین یعنی
بسم اللہ نکہین پھر عرض کی کیا ہے میرے پینے کو فرمایا نشہ لانے والی چیزین پھر عرض کی کیا ہے جال میرا فرمایا عورتین پھر عرض
کی کیا ہے ساز و سامان میرا فرمایا مزامیر اور کہا گیا ہے کہ شیطانون مین مرد ہین اور عورتین پس پیدا ہوتی ہین وہ اسوجہ سے یعنی
اون مین توالد ہوتا ہے مانند آدمیون کے یہی ہے قول قتادہ رحمہ اللہ کا اور راے پر شیطان پس و انزال کرتا ہے وہ اپنی دُم کو اپنی
دُبر مین پھر انڈے دیتا ہے پھر نکلتی ہے ہر انڈے سے ایک جماعت شیطانون کی اور کہا گیا ہے کہ تحقیق پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے اس
کی داہنی ران مین ذکر اور بائین مین فرج سو وطی کرتا ہے ان دونون سے پھر نکلتے ہین وہ بیٹے اوسکے ہر روز دس انڈے کہ پیدا
ہوتے ہین ہر ایک انڈے سے ستر شیطان اور شیطانیان اور ذکر کیا مجاہد نے کہ ابلیس کی ذریت مین سے لاقیس ہے اور ولہان اور
وہ شیطان طہارت اور نماز کا ہے یعنی وہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ یہ پانی اچھا نہین جب اچھا ملے طہارت حاصل کرنا ابھی وقت نماز کا بہت ہے
ٹھہر کر پڑھنا اور جو شیطان کہ نماز کے اندر وسوسہ ڈالتا ہے وہ خنزب ہے انتہی اور ہفاف اور وہ شیطان جنگلون کا ہے اور
مرہ کہ ساتھہ اوسکے کنیت رکھا گیا ہے ابلیس یعنی ابو مرہ کہلاتا ہے اور زلنبور اور وہ صاحب بازارون کا ہے کہ مزین
کرتا ہے لغو اور جھوٹی قسم اور بیع کی جھوٹی تعریف کو اور بتر اور وہ صاحب مصیبتونکا ہے کہ آراستہ کرتا ہے مصیبت
مین چہرے کے کھروچنے اور رخسارون کے پیٹنے کو اور گریبان پھاڑنے کو اور ابیض اور وہ پیغمبرون کے وسوسے پر مقرر ہے
اور اعور اور وہ زنا کے وسوسے ڈالتا ہے کہ پھونک مارتا ہے مرد کے پیشابگاہ کے سوراخ مین اور عورت کے پیشابگاہ مین
اور داسم اور وہ وہ ہے کہ جسوقت کہ داخل ہوتا ہے آدمی اپنے گھر مین بدون سلام کرنے اور بسم اللہ کہنے کے تو داخل ہوتا ہے ساتھ
اوسکے اور وسوسہ ڈالتا ہے اوسکے دل مین پھر ڈالتا ہے مردمین اور اوسکی اہل مین فساد پھر جو کھانا کھاوے آدمی اور بسم اللہ
نکہے تو وہ بھی کھاتا ہے ساتھ اوسکے سو علاج اوسکا یہ ہے جبکہ آوے کوئی شخص اپنے گھر مین اور سلام کرنا اور بسم اللہ کہنا
بھول جاوے اور دیکھے کوئی ایسی شی کہ بری لگے اوسکے دل کو اور لڑنے لگے اپنے اہل سے تو یون کہے داسم داسم
اعوذ باللہ منہ یعنی یہ شر داسم کا ہے پناہ چاہتا ہون ساتھہ اللہ تعالیٰ کے اوسکے شر سے اور ایسے ہی مروی
ہے جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے کہ وقت صحبت کرنے کے شیطان بیٹھہ جاتا ہے آدمی کے ذکر پر پس اگر بسم اللہ نکہے تو شریک ہو جاتا ہے
ساتھہ اوسکے جماع کرنے مین اوسکی بیوی سے اور انزال کرتا ہے ساتھہ اوسکے اوسکی فرج مین مطہری اور مطوس اور وہ
شیطان خبرون کا ہے کہ جھوٹی خبرین لوگون کے مونہہ مین ڈالتا ہے اور اونکی کچھہ اصل اور حقیقت نہین ہوتی اور قیض ہے
اور دان اونھون کی طرح ہے اور کہا نقاش رحمہ اللہ نے بلکہ وہ دائی اون کی ہے کہتے ہین کہ ابلیس نے تیس انڈے دئیے ان مین
دس مغرب مین اور دس مشرق مین اور دس درمیان مین اور پیدا ہوئے ہر ایک انڈے سے ایک جنس شیطانون کی مانند
غول بیابانی اور عقارب اور قطارب کے اور جنون کے اور بھی بہت سے نام ہین بھانت بھانت کے پھر وہ سب دشمن
بنی آدم کے ہین جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ

بدلا هذا ملخص حیوة الحیوان و مظهری ترجمہ سواب تم ٹھہراتے ہو اوسکو اور اوسکی اولاد کو رفیق میرے سوا اور وہ
تمھارے دشمن ہین برا ہاتھ لگا بے انصافون کو بدلا مگر جو کوئی کہ اون مین سے مسلمان ہوا سو وہ دشمن نہین انتہی فائدہ
یعنی اللہ کے بدلے شیطان پکڑا اوسکی اولاد ہین جتنے بت پوجے جاتے ہین انتہی موضح القرآن پھر پیغمبر علیہ صلوۃ اللہ الصمد
نے بطن نخلہ مین کئی روز مقام کیا پھر وہان سے مکہ کا عزم مصمم کیا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ مکہ کو کس
طرح تشریف فرما ہوتے ہین اون بے رحمون نے تو آپکو نکالا ہے چنانچہ سیر گاذرونی اور معارج مین نقل کیا اور روضۃ الاحباب مین
ذکر کیا کہ ارباب سیر رحمہم اللہ تعالی نقل کرتے ہین کہ جب سرور انس و جان نے طائف سے مراجعت کی اور مکہ کی عزیمت کی ایک جماعت
اہل اسلام سے آپکی مراجعت کی خبر سنکر حاضر ہوئے اونھون نے عرض کیا کہ یا حضرت فی الحال آپکا تشریف لانا مکے مین مصلحت
نہین ہے اسواسطے کہ کفار قریش پر کینہ و طیش معاملہ منہاے بدکیش سکان ثقیف اور سکان طائف سے واقف ہوئے ہین
اونھون نے بھی اپنے سفلون کو بھڑکایا ہے چاہتے ہین مبادا کہ بدستور ثقیفان بے بصر و بے نور کے آپ کی نسبت کچھ بے ادبی
کرین اور ابواب جور و ستم کے ہم پر بھی کشادہ کرین خواجہ کائنات علیہ اکمل التحیات نے وہان سے کوہ حرا کی طرف توجہ فرمائی
اور اوس مین توقف کیا اسی روایت سے روضۃ الاحباب سے دفع ہوگیا شبہہ شارح مواہب کا کہ اوسنے کہا ہے کہ اس سفر
طائف مین بجز زید بن حارثہ کے اور کوئی اصحاب مین سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب نتھا تو وہ جو روایت صحیح مین
آیا ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بطن نخلہ مین نماز فجر کی اپنے اصحاب کے ساتھ پڑھ رہے تھے اوسوقت جن نصیبین
کے آئے تو اس مین شبہہ ہے حاصل دفع کا یہ ہے کہ مراد اصحاب سے وہ لوگ ہین جو مکہ سے حضرت کی مراجعت کی خبر سنکر
بطن نخلہ مین آئے تھے جیسا کہ صاحب روضۃ الاحباب وغیرہ نے نقل کیا ہے واللہ اعلم بالصواب اور صاحب سیر گاذرونی اور
روضۃ الاحباب نے کہا ہے کہ پھر حضرت نبوی نے زبانی ایک شخص کے بنی خزاعہ مین سے مطعم بن عدی کو یہ پیغام بھیجا کہ مین
چاہتا ہون کہ بیچ جوار تیرے کے مکہ مین آؤن پس اوسنے آپ کے فرمانے کو قبول کیا اور کہلا بھیجا کہ آپ بیخوف تشریف لاؤ
مینے اپنے جوار و امان مین آپکو پکڑا اور معارج النبوۃ مین ہے کہ آپ نے پہلے اسی شخص کو نزدیک اخنس بن شریق اور
سہیل بن عمرو کے بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپکو اپنے جوار و حمایت مین لیوین ان دونون بے توفیقون نے آپکے فرمانے کو قبول
نرکھا انتہی دوسرے روز صبح کے وقت مطعم نے ہتھیار لگائے اور اپنے فرزندون اور اتباع اور قوم کو بھی ہتھیار بندھوائے
اور اونسے کہدیا کہ ارکان بیت اللہ کے پاس جاکر کھڑے ہو مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جوار اور حمایت مین
لیا ہے اور آپ شتر پر سوار ہوکر مسجد الحرام پاس آیا اور ندا کی کہ ای جماعت قریش مینے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے
جوار اور ہمسائگی مین پکڑا ہے سواب چاہیے کہ کوئی تم مین سے متعرض اونسے نہوئے ابو جہل کو اوسکی خبر ہوئی مطعم پاس
آیا اور اوسے اوس ہیئت اور شکل کے ساتھ آمادہ پایا پوچھا کہ تو مجیر ہے یعنی امان دینے والا ہے یا تابع اوسنے کہا مجیر ہون
ابو جہل نے کہا جسکو تو نے امان دی اوسکو ہمنے بھی امان دی پھر حضرت مکے مین تشریف لائے اور حجر اسود کو چوما اور طواف

جوار دینا مطعم کا

اور دو رکعت نماز پڑہ کے اپنے گھر تشریف لائے اور مطعم شتر پر سوار تھا اور اوسکے لڑکے اور اتباع آپکے ہمراہ رکاب تھے مطعم پکارتا جاتا تھا کہ ای گروہ قریش کی مینے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امان دی ہے خبردار کوئی اونکی ہجو نکرنے پائے اور کچہ ایذا نہ پہونچانے قصہ کوتاہ وہ آپکی محافظت کرتا رہا اور ایک روایت مین ہے کہ دوسرے روز پیغمبر خدا نزدیک مطعم کے تشریف لائے اور فرمایا کہ تو اپنے جوار کو مجسے اوٹھالے مطعم نے سید الابرار علیہ السلام سے پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے خیر العرب نے فرمایا نہین چاہتا ہون مین کہ بیچ جوار مشرک کے ایک روز سے زیادہ رہون مین یہان سے مسئلہ الضرورة تبیح المحظورات کا بقدر ضرورت کئے تابت ہوا مطعم نے ارشاد حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو قبول کیا اور آپ سے اپنا جوار اوٹھا لیا حضرت ذوالجلال جل ذکرہ نے اپنے کنف حمایت مین نگاہ رکھا بیت مخلصی کان برای دوست کشم * راحت جان مبتلای منست * من حمایت زکس نمیخواہم * حافظ و ناصرم خدای منست * پھر جبتک کہ مکہ مین اقامت کی تبلیغ احکام مین مشغول رہے ایام موسم مین وہ جمیل الشیم سراپا فضائل قبائل پر آپکو پیش کرتے اور ہر ایک قبیلہ سے وہ ہدایت کیش یون فرماتے کہ ای بنی فلان مین رسول خدا کا ہون تمہاری طرف ہدایت کو آیا ہون اللہ تعالی تمکو فرماتا ہے عبادت کرو خدا کی اور شریک نکرو اوسکے ساتھہ کسی کو ایک باپ کی اولاد کو قبیلہ کہتے ہین اور جمع اوسکی قبائل ہے اور آپکے پیچھے پیچھے ابولہب بے ادب پھرتا تھا اور کہتا تھا اسکی بات نہ سنو پھر بنی کندہ مین تشریف لے گئے اور اون مین اونکا سردار بھی تھا اوسکا نام ملیح تھا انتہی سیرت ابن ہشام اور اونکو بھی اسلام کی طرف دعوت کی اونھون نے قبول نکی اسی طرح بنی کلب مین رونق افروز ہوئے اونھون نے بھی یہی جواب دیا پھر اون مین کے ایک بطن مین تشریف لے گئے جنکو بنو عبد اللہ کہتے تھے اونکو آپنے اسلام کیطرف بلایا اور فرمایا یا بنی عبد اللہ ان اللہ قد احسن اسم ابیکم یعنی ای اولاد عبد اللہ کی تحقیق اللہ تعالی نے اچھا رکھا ہے نام تمہارے باپ کا پس قبول نکیا اونھون نے انتہی سیرت ابن ہشام پھر منزل بنی حنیفہ مین گئے اونھون نے بھی ساتھہ بدترین صورت کے رد کیا پھر بنی عامر بن صعصعہ کے پاس آئے الغرض سب قومون کے نزدیک کہ موسم حج مین مکہ معظمہ مین آتے تھے حضرت تشریف لے جاتے اور سمجہاتے اور دعوت فرماتے اور جب کسی ذی شرف کو سنتے کہ وہ مکہ مین آیا ہے اوسکے پاس بھی جاتے اور اوسے اسلام کی دعوت فرماتے جابر بن عبد اللہ انصاری فرماتے ہین کہ دس برس آپنے مکہ مین دعوت اسلام کی فرمائی اور موسمون عکاظ اور مجنہ مین اونکی منزلون یعنی فرودگاہون مین جاتے اور فرماتے کہ کون ہے کہ مجہے جگہہ دے اور میری یاری کرے تو اپنے رب کی رسالت پہنچاؤن اور اوسکے لیے بہشت ہووے حق عز وشانہ نے ہمکو توفیق دی ہمنے آپکو اپنے بیچ مین جگہہ دی اور آپکی تصدیق کی ابن عباس رضی سے بخاری مین مروی ہے کہ حضرت مقدس نبوی ایک گروہ رفاقت پژوہ اصحاب سعادت مآب کا اپنے ہمراہ لیے سوق عکاظ کو تشریف لیے جاتے تھے پھر آگے اس روایت مین قصہ جنون کا ذکر کیا جو اوپر مذکور ہو چکا ملخص روضة الاحباب وگازرونی اور روح ہو کہ جاہلیت مین چار بازار تھے جنکے یہ نام تھے عکاظ ذو المجاز مجنہ حباشہ وہی بیچ ایام مقررہ کے سال بھر مین ایک بار لگا کرتے تھے یعنی جیسے کہ ہندوستان مین پیٹھین کہ جنکو ہاٹین بھی کہتے ہین کہین ہفتہ عشرہ مین اور کہین ایک مہینے

مین ایک بار لگا کرتی ہین اون مین سے دو کا ذکر اس حدیث مین بخاری کی ہے قال ابن عباسؓ کان ذو المجاز وا
عکاظ متجر الناس فی الجاھلیة فلما جاء الاسلام کانھم کرھوا ذلک حتی نزلت لیس علیکم جناح ان
تبتغوا فضلا من ربکم فی مواسم الحج ترجمہ فرمایا ابن عباسؓ نے کہ تھا ذو المجاز اور عکاظ لوگون کی تجارت کرنیکا مکان
جاہلیت کے درمیان پھر جب آیا اسلام صحابہ کرام نے مکروہ جانا اوسکو یعنی اوسمین سودا سلف کرنے کو حتی کہ اوتری آیت کہ
نہین تمپر گناہ کچھ یہ کہ ڈھونڈھو فضل کو اپنے رب سے بیچ ایام حج کے انتہی عکاظ بضم عین اور تخفیف کاف کے اوپر وزن غراب
کے نام تھا اوس بازار مشہور کا کہ صحرا مین درمیان نخلہ اور طائف کے شہر فتق کیطرف ایام جاہلیت اور اہل اسلام مین لگتا
تھا جس مین اموال اور نخل تھے ثقیف کے اور طائف مین اور اوس مین دس کوس کا فاصلہ تھا اور ابن کلبی نے کہا کہ وہ
پیچھے قرن المنازل کے تھا ایک منزل کے فاصلہ سے اوپر رستہ صنعا کے کما فی القسطلانی اور غرۂ ماہ ذیقعدہ سے اوسکا بھرنا
شروع ہوتا تھا اور بیس روز تک رہتا تھا اور ادیم عکاظی اوسکی طرف نسبت رکھتی ہے اوس مین قبائل عرب کے نزدیک و
دور کے مجتمع ہوتے اور خرید و فروخت کرتے اور جرگی لگاتے اور اشعار فخریہ اپنی اپنی قوم کے فضائل کے پڑھتے اور اپنے باپ
دادون کی بڑائیان بیان کرکے ایک دوسرے پر تفاخر ظاہر کرتے تھے یہان تک کہ آپس مین ایسی جہالت کی باتون پر کٹ مرتے
تھے اور اونکی لڑائیون کو فجار کہتے ہین اور وہ چار ہین فجار پہلی جب ہوئی تھی کہ عمر شریف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی
دس برس کی تھی اور سبب اس لڑائی پہلی کا یہ تھا کہ بدر بن معشر غفاری کی اس بازار مین ایک مجلس ہوتی تھی وہ اوس
مین بیٹھکر لوگون پر فخر اور بڑائی ظاہر کرتا فخر کہتے ہین دعوی بڑائی کے کرنے اور اعلان کرنے کو اوسکے ساتھ بیان کی نسیم
الریاض یہان تک کہ ایک روز اوسنے مجلس مین اپنا ایک پانْون پھیلایا اور کہا انا اعز العرب یعنی مین گرامی تر عرب کا
ہون پھر جسکو زعم ہے کہ مجھسے وہ اعز ہے تو میرے پانْون پر تلوار مارے یہ کلام فخریہ اوسکا برا لگا ایک شخص نے اپنی جگہہ سے
کود کر اوسکے زانون پر تلوار مار کر اوسے دو ٹکڑے کیا اور بعض کہتی ہین زخمی کیا اور زخم بھی تھوڑا سا لگا بعضون نے کہا
یہی اصح ہے پھر اونمین قتال ہوا اور فجار دوسری کا سبب یہ تھا کہ ایک عورت بنی عامر کی اوس بازار مین بیٹھی
تھی تو پھر اوسکے گرد بیش ایک جوان قریش بنی کنانہ سے اور اوسنے کہا کہ تو اپنا مونھہ مجھے کھولکر دکھا اوسنے مونھہ دکھانے
سے انکار کیا سیرت حلبی تب یہ اوس کے پیچھے چھپکر بیٹھا اور اوسکے دامن کو کانٹے مین اٹکا دیا جب وہ کھڑی ہوئی تو اوس
کی دُبر کھل گئی لوگ دیکھکر ہنسے تو اوسے غیرت لگی تب وہ چلائی کہ یا آل عامر یعنی اے اولاد عامر کی حاضر ہو وہ سب ہتھیار
لے لے کر جھٹ پٹ آپھونچے ادہر اوس مرد نے آواز دی یا بنی کنانہ یعنی اے اولاد کنانہ کی حاضر ہو وہ بھی حاضر ہوئے
پھر آپس مین لڑ مرے یہ حکایت اسپر دلالت کرتی ہے کہ عورتین جاہلیت مین بھی مونھہ کھولنے سے انکار کرتی تھین اور گھونگٹ
کیئے رہتی تھین اور فجار تیسری کا سبب یہ تھا کہ ایک مرد بنی عامر کا کچھ قرضہ تھا ایک مرد بنی کنانہ پر وہ ٹالا بالا دیتا پھر اون
مین خصومت ہوئی پھر دونون کی قومون مین لڑائی ہوئی اور ذکر کیا گیا ہے کہ عبد اللہ بن جدعان نے اوتار لیا اوس قرضہ

کو اپنے ذمے پر تو یہ لڑائی موقوف ہوئی اور فجار چوتھی جسکو فجار براض کہتے ہین اسمین پیغمبر علیہ السلام کو بابرکت جان کر
آپکے اعمام لے گئے تھے اور اوسوقت عمر شریف آپکی چودہ برس کی تھی اور سیر گازرونی مین ہے کہ فجار پہلی کہ درمیان ہوازن و
قریش کے واقع ہوئی تھی اوسوقت عمر پیغمبر علیہ السلام کی چودہ برس کی تھی اور ایک روایت مین ہے بیس برس کی تھی اور آپنے
فرمایا مین تیر پکڑا دیتا تھا اپنے اعمام کو اور مروی ہے حکیم ابن حزام سے کہ جب قریش پھرے فجار سے تو واقع ہوئی حلف فضول اور
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیس برس کے تھے اور ایک روایت مین پندرہ برس کے تھے کما فی سیر گازرونی اور ابن ہشام
ولیکن قتال نفرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجار براض مین اور اوسی پر اقتصار کیا ہے کتاب وفا مین اور بعضون
نے کہا کہ آپنے قتال بھی کیا ہے اور بعضی اہل سیر نے ذکر کیا ہے کہ ابو طالب حاضر ہوا کرتے تھے ایام فجار مین یعنی فجار براض مین اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو طالب کے ساتھہ ہوتے تھے اور آپ اوسوقت لڑکے تھے جب آنحضرت اون مین تشریف لاتے
تو آپکی برکت سے کنانہ غالب آتے ہوازن پر اور فتحیاب ہوتے اون پر اور قیس ہوازن بھاگ جاتے اور جس روز ایام محاربہ مین
سے آپ حرب مین حاضر نہوتے تو کنانہ شکست کھاتے اور ہوازن اون پر غالب آتے اور فتح پاتے اور وہ تیسرا دن تھا اس
لڑائی کا جس مین حضرت تشریف نہین لے گئے تھے حلبی پھر وہ یعنی اشراف کنانہ اشرف العرب سے مخاطب ہو کر کہتے لا تغب
عنا یعنی غائب نہو تو ہمسے پھر آپ ایسا ہی کرتے ذکر کیا اسکو امتاع مین یہ لڑائی چار روز رہی اور کہا سہیلی نے صواب یہ ہے
کہ وہ چھہ دن تک رہی اور بعد چھہ دن کے لڑائی موقوف رہی اور باہم وعدہ کیا کہ سال آئندہ مین اسی سوق عکاظ مین
پھر ہم لڑینگے پھر وہ سال آئندہ مین موافق وعدہ کے آئے اور اوسوقت مین امر قریش اور کنانہ کا عبد اللہ بن جدعان کے
ہاتھہ مین تھا اور بعضی کہتے ہین حرب بن امیہ والد ابی سفیان کے ہاتھہ مین تھا کیونکہ وہ اوسوقت رئیس قریش اور
کنانہ کا تھا پھر باوجود مظفر ہونے کے قریش نے صلح کی اسپر کہ ہم تمکو دیت دین گے تمہارے مقتولون کی اور معاف
کر دین گے اپنے خون بہا پس راضی ہو گئے ہوازن اور رہن مین دئے ہوازن کو چالیس مرد اون مین حکیم بن حزام بھتیجے
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھی تھے جب ہوازن نے رہن کو اپنے ہاتھہ مین دیکھا تو معاف کر دئے خون اپنے اور
اون لوگون کو بھی چھوڑ دیا خلاصہ حلبی اور سبب اس حرب کا قتل کرنا براض کا تھا عروۃ الرحال کو اور سبب اوسکے
قتل کا یہ پڑا تھا کہ نعمان بن منذر بادشاہ حیرہ کا کاروان گیہون اور خوشبو کا پناہ اور حمایت مین ایک شریف کے
اشراف عرب سے دیکہ تجارت کے واسطے سوق عکاظ مین بھیجا کرتا اور اوسکو بکوا کر اوسکی دامون سے ادیم طائفی اپنے لیے
خریدواتا تھا جب اوسنے کاروان مذکور بھیجنے کے واسطے تیار کیا تو اوسوقت اوس پاس عربون کی ایک جماعت تھی
اونمین تھا براض قوم کنانہ کا اور عروۃ الرحال ہوازن کا تو براض بولا مین ذمہ داری لیتا ہون اس قافلہ کی قوم
کنانہ پر پادشاہ بولا کہ مین تو ایسا شخص چاہتا ہون کہ اوسکی حمایت اور امان کا ذمہ دار ہو اہل نجد اور تہامہ پر عروۃ الرحال
نے کہا کہ مین اسطرح پر بپاس خاطر تیرے اوسکا ذمہ دار ہوتا ہون یہ سنکر براض بولا کیا تو کنانہ سے بھی ذمہ دار ہوتا ہے

کہان اوس سے بلکہ جنگل کے رہنے والون سے بھی پھر عروۃ الرحال اوسی کاروان مین سفر کو نکلا براض بھی اوسکے پیچھے
اس تاک مین نکلا کہ کسی ڈھب اوسے غافل پاکر مار ڈالے ایک جگہہ عروۃ الرحال شراب پیکر مست ہوکر سو رہا ناگاہ براض
آیا اور اوسے جگایا اوسنے کہا تجہے قسم خدا کی مجہے نہ مار وہ بات تو خطا اور لغزش سے ہوئی تھی آخر اوس نے مار ڈالا شہر
حرام مین پھر آیا ایک آنے والا کنانہ پاس اور وہ عکاظ مین تھا ساتھہ ہوازن کے اوس نے کنانہ سے
کہا کہ براض نے مار ڈالا عروۃ الرحال کو اور یہ قتل شہر حرام مین واقع ہوا اور جس جگہہ عروۃ الرحال مارا گیا نام اوس کا
تیمن ذی طلال ہے از سیرت ابن ہشام اور ذی طلال ایک پانی ہے بلاد بنی مرہ مین از قاموس اور صاحب قاموس نے طلال
کو بروزن کتاب لکھا ہے اور موید ہے اسکا یہ شعر بان الواقد الرحال امسئی مقیما عند تیمن ذی طلال لیکن ابن
ہشام نے طلال کو ساتھہ تشدید لام ثانی کے کہا اور کہا اس شعر مذکور مین واسطے ضرورت شعری کے مخفف کیا گیا لیکن صحت
لفظ مین اعتبار اہل لغت کا ہوتا ہے پھر وہ وہان سے چلے گئے اور ابھی ہوازن کو اوسکی کچھہ خبر نہین تھی پھر جب اونکے چلے آنے
کے بعد خبر ہوئی تب وہ پیچھے اونکے لگے اور پا لیا پہلے داخل ہونے سے حرم مین پھر وہین رک گئے اون سے ہوازن پھر ٹھہری دن
دوسرے اور لڑے اور مدد کی قریش نے کنانہ کی اور نام رکھا گیا ان لڑائیون کا فجار لان العرب فجرت فیہ لانہ وقع
فی الشہر الحرام ترجمہ اسلیے کہ عربون نے فجور کیا اسمین اسواسطے کہ واقع ہوئی لڑائی شہر حرام مین از کتب لغات و شروح
بخاری و سیر حلبی و ابن ہشام و کازرونی اور وہ جو کسی نے لکھا ہے کہ یہ قتال شہر حرام مین تھا اور دلیل اوسکی یہ ذکر کی کہ وہ لوگ
شہر حرام مین مطلقا لڑا نکرتے تھے صحیح نہین ہے اسلیے کہ وہ شہر حرام ہی مین واقع ہوا تھا جیسے کہ کتب مذکورہ سے معلوم ہوا
اور اسلیے اوسکا نام فجار رکھا گیا ہے اور مجنہ ساتھہ فتح میم اور جیم اور نون شدد کے ایک بازار تھا تھوڑے کوسون پر مکہ
سے بیچ ناحیہ مر الظہران کے اور بعد عکاظ کے قائم کرتے تھے دس روز ہلال ذیحجہ تک اور ذوالمجاز ساتھہ فتح میم اور جیم مخفف
کے اور ساتھہ زا معجمہ کے ایک بازار تھا عرفہ کی جانب مین چنانچہ قسطلانی مین ذکر کیا طارق بن عبداللہ کہتے ہین کہ مین ذوالمجاز
مین حاضر تھا ناگاہ دیکھا مینے کہ ایک جوان چلا آتا ہے اور ایک مرد اوسکے پیچھے پتھر پھینکتا جاتا ہے اور اوسکے پانو مبارک
کو لہولہان کر رکھا ہے اور وہ جوان فرماتا ہے یا ایہا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا ترجمہ ای لوگو کہو لا الہ الا اللہ تاکہ
مراد کو پہنچو اور وہ مرد اوسکے پیچھے کہتا ہے انہ کذاب فلا تصدقوا یعنی وہ دروغ گو ہے اوسکی تصدیق نکرو طارق کہتے
ہین مینے پوچھا یہ کون شخص ہین لوگون نے کہا محمد بن عبداللہ ہین وہ دعوی نبوت کرتے ہین اور لوگون کو اسلام کی طرف
بلاتے ہین اور وہ شخص اونکے پیچھے ابو لہب اونکا چچا اونکی تکذیب کرتا ہے کما فی المعارج اور حباشہ بضم حاء مہملہ اور تخفیف
بای موحدہ اور شین معجمہ کے ایک بازار تھا ارض بارق مین مکہ سے چھہ منزل کے فاصلہ پر یمن کی سمت کو ملخصا قسطلانی و عینی
واضح ہو کہ زمانہ اسلام مین یہ سب بازار قائم نرہے اور اول اون مین سے سوق عکاظ چھوڑ دیا گیا سنہ ۱۱۹ ایک سو انیس
مین بیچ زمانہ خوارج کے پھر چھوڑ دیا گیا ذو المجنہ کما فی القسطلانی وغیرہ اور تشریف فرما ہونا حضرت کا ان بازارون مین

تین مین ثابت ہوتا ہے عکاظ ذو المجاز ذو مجنہ مین کہتا ہون مین بتوفیقہ تعالی کہ بعضے لوگ بتون کے میلون اور ہنود کی عیدون کو سوق عکاظ وغیرہ پر قیاس کرکے اور صحابہ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے وہان جانے کو تمسک پکڑ کر ان میلون مین بھی جانے کو مباح ٹھہراتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ حق مین صحابہ کے اوتری ہے جبکہ وہ رک رہے تھے جانے سے اسواق ثلثہ جاہلیت مین بعد اوترنے آیت فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ کے اور نہین جانتے ہین کہ یہ آیت اون مسلمانون کے حق مین اوتری ہے کہ وہ کفار کے ساتھ اوٹھتے بیٹھتے تھے اور وہ آیات قرآن مین خوض کرتے اور استہزا کرتے ساتھہ اونکے سو حق تعالی نے منع فرمایا ایسے وقت مین اونکے ساتھ اوٹھنے بیٹھنے سے پھر جب مجبور ہوئے اس مین عرض کی گئی تو پھر آگے اجازت ملی ایک شرط پر کما ہو مصرح فی التفاسیر تفسیر عبد السلام مین ہے

سن اس آیت کا سمجھے وجہ نزول اہل تحقیق سے ہے یون منقول جب لگے مشرکون کے بیٹھنے پاس بعضے بعضے

صحابہ خیر الناس وہی جو تھے مشرکان بد اندیش خوض اور سخریہ سے آتے پیش کرنے قرآن کی لگتے تکذیب

اور بیہودہ گفتگو تقریب لغو اور سخر تھا یہ کام اونکا خوض بیہودہ تھا کلام اونکا پس اس آیت کو حق نے بھیجدیا

ہم نشینی سے اونکو منع کیا اور کیا حکم اون سے جھونکے نہین خوض و تکذیب با نہین وہ نہین بولے حضرت سے مومنان کرام

کرتے ہین ہم طواف بیت مدام ہوتے مسجد مین ہین سدا کفار اونکا تکذیب و سخریہ ہے شعار اونکا ٹھٹھا و جہل ہے دستور

اور نہین اونکے منع کا مقدور اگلی آیت کو حق نے بھیجدیا اس سخن کا جواب فرمایا وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَلَٰكِنْ ذِكْرَىٰ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ترجمہ اور پرہیزگارون پر نہین کچھ اونکا حساب لیکن نصیحت کرنی ہی شاید وہ ڈرین موضح القرآن اور سوا اسکے نہین سمجھتے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے اسلیے کہ اون میلون مین لوگ جمع ہوتے تھے صرف واسطے خرید و فروخت کے مثل پینٹھون اور ہاٹھون کے اور نہین جمع ہوتے تھے وہان پر کسی بت کی پرستش اور تعظیم کو اور نہ کوئی عید مشرکین کی وہان ہوتی تھی کہ اوسکے لیے یہ جاؤ ہوتا ہو جیسے کہ اوپر گذر چکا بخلاف ان میلون اور تیوہارون ہنود کے کہ ان میلون مین اونکا جمع ہونا ضرور واسطے پرستش اور توقیر بتون ہی کے ہوتا ہے اور بھی اون کو اوس مین غرض ہوتی ہے نہ اور کچھ فاین ہذا ہو سوال اگر کوئی کہے کہ لات بت عکاظ مین تھا جیسا کہ بعض تفسیرون مین بیان کیا گیا ہے اللات اسم صنم قیل کان للثقیف بالطائف قالہ قتادۃ و قیل بنخلۃ و قیل بعکاظ و رجح ابن عطیۃ الاول جواب یہ قول مرجوح ہے اور جو قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا وہی ارجح ہے چنانچہ یہی عبارت اون بعض تفسیرون کی اس پر دلالت صریح کرتی ہے والمرجوح فی مقابلۃ الراجح کالمعدوم یعنی قول مرجوح مقابلہ مین قول ارجح کے برابر نہی معدوم کے ہے یعنی کچھ نہین ہے پس سند پکڑنا ساتھ اوسکے غلط ہے اور بھی یہ قول ضعیف نادر ہے کہ کسی اہل لغت اور اہل سیر بلکہ اہل تفسیر نے بھی بیچ بیان سوق عکاظ کے یہ نہین لکھا ہے کہ اوسمین لات یا اور کوئی بت تھا چنانچہ اوپر اسکا بیان ہو چکا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ قول بعض کا باطل ہے انتہی اور آیت لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ حق مین تاجرون کے

ترجمہ نہ بیٹھ بعد نصیحت کے ساتھ بے انصاف قوم کے ساتھ ف یعنی جب جاہل دین پر عیب پکڑین اوس مجلس سے اٹھ جاے اور اگر خطرہ ہو کہ بات مین مشغول ہو کر دین بھول جاے تو سوا نصیحت کے ویسا اون مین بیٹھنا ہی موقوف کرے ۱۲ موضح القرآن

ترجمہ لات ایک بت کا نام ہے بعض نے کہا وہ ثقیف کا بت تھا طائف مین کہا اسکو قتادہ نے اور کہا گیا ہے کہ وہ نخلہ مین تھا اور بعض نے

کہا کہ عکاظ مین اور ابن عطیہ نے پہلے قول کو ترجیح دی ۱۲

اور تردید ہے ردمین اعتقاد جاہلیت کے کہ حج اور تجارت کو شامل کرنا حرام جانتے تھے نہ جیسے کہ زعم کیا مجوز نے جواہر التفسیر مین
ہے کہ ایام جاہلیت مین عکاظ اور مجنہ اور ذو المجاز بازار تھے کہ اہل حجاز اور حاضران موسم اوسمین تجارت کرتے تھے جب نور اسلام
چمکا مسلمانون نے اوسمین سودا کرنا برا جانا اور کہا کہ وقت حج کرنے کے تجارت مین کہ کار دنیائی ہے اور فائدہ آخرت کا اور
مین کچھہ نہین مشغول ہو اور اعمال خیر کو منافع دنیاوی مین مت ملاؤ تب اللہ تعا نے اونکو اس امر کی رخصت دی اور تفسیر مذکور اور
حسینی مین ہے کہ فرمایا اللہ تعا نے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ ترجمہ تمپر کچھہ گناہ نہین اسمین کہ تلاش کرو
تم موسم حج مین روزی اپنے رب سے بواسطے تجارت کے بعضے لوگ عرب کے اون تاجرون کو جو حج کرنے مال تجارت لیکر
آتے کہتے حاج لا حاج یعنی انکا آنا بیحاصل ہے انکا حج نہین ہوتا اللہ تعا نے فرمایا سودا اور معاملہ اونکو فیض حج سے بے بہرہ نہین
کرتا بشرطیکہ مطلب اصلی اور مقصود کلی حج ہی ہو انتہی اور موضح القرآن مین ہے گناہ نہین کہ تلاش کرو فضل رب کا یعنی حج کے
سفر مین مال تجارت بھی لے جاؤ روزی کمانے کو تو منع نہین کہا لوگون نے اسمین شبہہ کیا تھا کہ شاید حج نہو اسواسطے فرمایا
انتہی تفسیر عبد السلام مین ہے کہ کہتے ہین ایک گروہ اہل یمن آتے حج کو تھے ذی توکل بن زاد اور راحلہ نہین لاتے
وقت حاجت کے ہاتھہ پھیلاتے پس خدا نے اونھین کیا ارشاد کہ وہی ساتھہ اپنے لاوین توشہ و زاد پھر نہ زاد سے نہین اچھا ان
کرنا پرہیز کا طمع سے جان بعد ازان صرف زاد لاتے تھے پر تجارت سے باز آتے تھے نہ لاوتے وہی نہ لاتے زاید مال
کہ تجارت نجانتے وہی حلال بل تجارت سے جانتے نقصان اپنے حج کا زروی وہم و گمان تب خدا نے بھیجائی آیت یہ
اونکے حق مین ہوئی عنایت یہ اور معالم التنزیل اور مظہری مین ہے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ
فی موسم الحج بھی قراٰت ہے ابن عباس رض کی مروی ہے ابی امام تیمی سے کہ پوچھا مینے عبد اللہ بن عمر رض سے کہ ہم لوگ کرایہ
کرتے ہین کہ ہمارا حج صحیح نہین فرمایا اونھون نے کیا نہین احرام باندھتے تم جیسے وہ احرام باندھتے ہین اور طواف کرتے ہو
تم جیسے وہ طواف کرتے ہین اور ایمان رکھتے ہو تم جیسے وہ ایمان رکھتے ہین مینے کہا کیون نہین ہم بھی سب کام بجالاتے ہین
فرمایا انتم حجاج یعنی حج تمہارا صحیح ہے اور فرمایا ایک شخص رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خدمت مین پوچھا تھا یہی بات
جو تو نے پوچھی آپنے اوسکو کچھہ جواب نہ دیا یہان تک کہ لائے جبرئیل اس آیت کو لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ
بِالتِّجَارَاتِ فِي مَوْسِمِ الْحَجِّ اور تفسیر بحر مواج مین ہے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ جناح لیس کا اسم ہے علیکم
اوسکی خبر ان تبتغوا مین حرف فی یا با کا مقدر ہے یعنی فی ان تبتغوا یا بان تبتغوا جار مجرور متعلق ہے ساتھہ ظرف مستقر کے
فضلا مفعول بہ ہے تبتغوا کا من ربکم فضلا کی خبر ہے اور یہ جملہ معترضہ ہے واسطے اذن تجارت کے اور اجارے اور اسی
طرح کی ڈھونڈھی کرنے کے باب مین حلال وجہ سے حج کی راہ اور راوسکے بجالانے کے وقت مین اور یہ جملہ مستانفہ بھی ہوسکتا ہے
اسلیے کہ جب حج مین جماع اور فسق اور آپس مین لڑائی سے منع فرمایا اور نیک کامون پر رغبت دی تو گویا سامع نے کسب کرنے
اور مال حلال کے حاصل کرنیکے حج کی ضمن مین سوال کیا سو یہ جملہ گویا استیناف اوسکی اجازت مین وارد ہوا اور مروی ہے

بعضی عرب تجارت اور اجارے کو حج مین پسند نہین کرتے تھے اور جو حج کہ سوداگری اور اجارے سے ملا ہوتا اوسکو
مقبول نہین سمجھتے تھے اور اوس حج کو معتبر نہین رکھتے تھے بلکہ عادت کو عبادت مین ملانا گناہ جانتے تھے اونھین کی شان
مین یہ آیت نازل ہوئی اور اون سب باتون کا اذن اور اجازت ہوئی ترجمہ اسکا یہ ہے کہ نہین ہے تمپر گناہ تمھارے تلاش
کرنے یا بنسبت تمھارے تلاش کرنے کے بھلائی اور بھلے کام کی اللہ تعالی کی عطا اور اوسکے کرم سے نفع کے حاصل کرنے مین
تجارت اور مزدوری اور اجارہ کرنے سے یہ ایسے ہے جیسے حاصل کیا غنا کو عباد اور غزا سے انتہی سو مباح ہوئی تجارت
اور رخصت ملی اسکی اس سفر برکت اثر مین اللہ تعالی غالب سے اور وعدہ مغفرت کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
انکے حق مین حدیثون مین آیا ہے کہ اللہ تعالی عرفہ کے دن خالص مخلص حج کرنے والون کو بخشتا ہے اور شب مزدلفہ مین سوداگر
حاجیون کو بخشتا ہے اور منی کے دن شتربانون کو بخشتا ہے اور جمرہ عقبہ مین فقیرون کو بخشتا ہے غرضکہ اوسوقت مین کوئی
شخص کلمہ کہنے والون سے محروم بخشش اور عفو و کرم سے نہین رہتا ہے جو وہان حاضر ہوگیا اوسکو خلعت فاخرہ بخشش کا
پہنا دیا جاتا ہے جواہر التفسیر اور واضح ہو کہ متفق علیہ ہے درمیان اہل اسلام کے یہ امر کہ اگر تجارت کرنے سے نقصان واقع ہو
عبادت مین تو وہ تجارت مباح نہین ہے اور اگر نقصان نہ واقع ہو تو مباح ہے مگر ترک اوسکا اولی ہے اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالی
نے وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ اور اخلاص عبادت مین یہ ہے کہ بجالاوے وہ اوس فعل کو بسبب
عبادت ہی ہونے اوسکے کے سوا اذن ہونا تجارت کا رخصت ہونا اوس مین ہے خلاف اولی کے اور کہا علما نے کہ خالی نہین ہے
صورت مشترکہ درمیان عبادت اور غیر اوسکے کے تین حالت سے یا دونون قصد برابر ہونگے یا مختلف کہا ابن عبد السلام
نے کہ نہین ہے اجر مطلق اوس مین اور کہا غزالی نے کہ اعتبار غالب کو ہے یعنی اگر دینی قصد غالب ہے تو اجر پاویگا اور
اگر دنیوی غالب ہے تو نہین ہے اجر مطلق اور اگر برابر تھے تو دونون ساقط ہین اور کہا ابن حجر نے کہ مرجح یہ بات ہے کہ
ثواب دیا جاتا ہے قصد عبادت پر بقدر اوسکے اگرچہ غیر اوسکے اوس سے مساوی یا غالب ہی اوسپر کیون نہو انتہی جمل
حاشیہ جلالین اور اختیار کیا اسکو امام فیشری نے اپنی تفسیر مین اور نظم کیا اسی مضمون کو مولانا عبد السلام نے تفسیر
زاد آخرت مین ~~~ نہ ہے تمپر گناہ ای لوگو * کہ تلاش اپنے رب کا فضل کرو * تکو لانا روے ہے زاد مال * گرچہ روزیکا اوسمین
ہووے خیال * یہ تجارت تھین حرام نہین * اثم کا اسمین کوئی کام نہین * قصد اغلب تمھارا حج ہو اگر * منفعت پاؤ اوس سے سر تا سر * پر ورع ہے
جو احتیاط کرو * اس سفر مین نہ اختلاط کرو * کوئی دنیا کا اپنا مطلب تم * نکرو اوسمین مختلط سب تم * اور تفسیر کبیر مین ہے المسئلة الثانیة
اعلم ان الشبهة كانت حاصلة فی حرمة التجارة فی الحج من وجوه احدها انه تعالی منع عن الجدال فیها قبل
جان تو کہ حج مین تجارت کے حرمت پر کئی وجہ سے شبہہ ہوتا تھا اول یہ کہ اللہ تعالی نے شروع اس آیت مین حج کے
هذه الآية والتجارة كثيرة الافضاء الى المنازعة بسبب المنازعة فی قلة القيمة وكثرتها فوجب ان تكون
درمیان لڑائی سے منع فرمایا اور تجارت مین اکثر لڑائی ہو پڑتی ہے قیمت کی کمی اور بیشی مین سو واجب ہوا یہ کہ

التجارة محرمة وقت الحج وثانيها ان التجارة كانت محرمة وقت الحج في دين اهل الجاهلية
تجارت حرام ہو صبح کے وقت مین اور دوسرے یہ کہ تجارت حرام تھی حج کے وقت مین جاہلون کے دین مین
فظاهر ذلك شيء مستحسن لان المشتغل بالحج مشتغل بخدمة الله تعالى فوجب ان لا يتلطخ هذا
سو ظاہر مین یہ بات اچھی تھی کہ جو حج مین ہے وہ اللہ تعالی کی خدمت مین مشغول ہے پس واجب ہوا کہ نہ خلط ہووین یہ
العمل منه بالاطماع الدنيوية وثالثها ان المسلمين لما علموا انه صار كثير في المباحات محرمة
حج کے کام دنیا کی طمع کے کامون مین اور تیسری وجہ یہ کہ جب مسلمانون نے جانا کہ یہ سب مباحات حرام ہوگئے ہین
عليهم في وقت الحج كاللبس والطيب والاصطياد والمباشرة مع الاهل غلب على ظنهم ان الحج
اونپر حج کے وقت مین مثل کپڑا پہنے اور خوشبو لگانے اور سنگار کرنے اور جماع کرنے اپنی بیوی سے تو گمان کیا اونھون نے کہ حج
لما صار سببا لحرمة اللبس مع مساس الحاجة اليه فبان يصير سببا لحرمة التجارة مع
سبب ہوا انکی حرمت کا باوجود بہت احتیاج ہونے کے طرف انکے پس تجارت کی حرمت کا سبب باوجود
قلة الحاجة اليها كان اولى ورابعها عند الاشتغال بالصلوة يحرم الاشتغال بسائر الطاعات
اسکے طرف کم احتیاج کے بطریق اولی ہے اور چوتھی وجہ یہ کہ نماز پڑھنے کے وقت تمام عبادتین حرام ہو جاتی ہین
فضلا عن المباحات فوجب ان يكون الامر كذلك في الحج فهذه الوجوه تصلح ان تصير شبهة
علاوہ مباحات کے سو واجب ہوا کہ حج مین بھی ایسا ہی ہو پس ان وجہون سے تجارت کی حرمت کا شبہ ہو سکتا ہے
في تحريم الاشتغال بالتجارة عند الاشتغال بالحج فهذا السبب بين الله تعالى ههنا ان
حج کے وقت مین .... اسلیے اللہ تعالی نے بیان بیان فرمایا کہ
التجارة جائزة غير محرمة فاذا عرفت هذا فنقول المفسرون ذكروا في تفسير قوله
تجارت جائز ہے نہ حرام پس جب یہ معلوم کیا تو نے تو ہم کہتے ہین کہ مفسرین نے ذکر کیا بیچ تفسیر
ان تبتغوا فضلا من ربكم وجهين الاول ان المراد هو التجارة ونظيره قوله تعالى وآخرون
ان تبتغوا فضلا من ربکم کے دو وجہین پہلے یہ کہ یہان فضل سے تجارت ہی مراد ہے جیسے کہ قولہ تعالی وآخرون
يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وقوله جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا
یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ ہے اور قولہ تعالی جعل لکم اللیل والنہار لتسکنوا
فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ثم الذي يدل على صحة هذا التفسير وجهان الاول ما روى
فیہ ولتبتغوا من فضلہ ہے پس اس تفسیر کی صحت پر دو وجہین دلالت کرتی ہین پہلے یہ کہ روایت کی
عطاء عن ابن مسعود وابن الزبير انهما قرأ ان تبتغوا فضلا من ربكم في مواسم الحج
عطا نے ابن مسعود اور ابن زبیر سے کہ ان دونون نے پڑھا ہے ان تبتغوا فضلا من ربکم فی مواسم الحج کے ساتھ یا ذی فی مواسم الحج کے

فالثانی الروایات المذکورة فی سبب النزول فالروایة الاولی قال ابن عباس کان ناس من العرب یحترزون
دوسری وجہ وہ روایتیں جو اوسکے سبب نزول میں مذکور ہیں پہلی روایت وہ کہ کہا ابن عباس نے کہ عرب لوگ حج کے دنوں میں
من التجارة فی ایام الحج فاذا دخل العشر بالغوا فی ترك البیع والشری بالکلیة وکانوا یسمون التاجر فی الحج
تجارت سے پرہیز کرتے تھے اور جب عشرہ اول ذی الحجہ کا آتا تھا تو بہت مبالغہ کرتے تھے بالکل بیع اور شری کے چھوڑنے میں اور حج میں تجارت کرنیوالے
الداج ویقولون هولاء الداج ولیسوا بالحاج ومعنی الداج المکتسب الملتقط وهو مشتق من الدجاجة فا
کو داج کہتے تھے اور کہتے تھے ہولا داج ولیسوا بالحاج اور معنی داج کے کمانے والا ..... اور داج مشتق ہے دجاجت سے اور
بالغوا فی الاحتراز عن الاعمال الی ان امتنعوا عن اغاثة الملهوف واعانة الضعیف واطعام الجائع فازال الله تع
مبالغہ کرتے تھے کاموں سے بچنے میں یہان تک کہ مظلوم کی فریاد اور ضعیف کی اعانت اور بھوکے کو کھلانے کو منع کرتے تھے سو اللہ تعالی نے
هذا الوهم وبین انه لاجناح فی التجارة ثم انه لما کان ما قبل هذه الایة فی احکام الحج وما بعدها ایضا فی
اس وہم کو دور کر دیا اور بیان کر دیا کہ تجارت میں کچھ گناہ نہیں پھر جب کہ ماقبل اور مابعد اس آیت کا حج کے احکام میں ہے
الحج وهو قوله فاذا افضتم من عرفات دل ذلك علی ان هذا الحکم واقع فی زمان الحج فلهذا السبب استغنی
تو دلالت کی اوس نے اس پر کہ یہ حکم بھی حج کے زمانہ میں ہوا سو اسلیے اس ذکر کی حاجت نہوئی .....
عن ذکره والروایة الثانیة ما روی عن ابن عمر ان رجلا قال له انا قوم نکری وان قوما یزعمون انه لا
اور روایت دوسری جو مروی ہے ابن عمر سے کہ ایک شخص نے اونسے کہا کہ ہم کرایہ لینے والی قوم ہیں اور لوگ گمان کرتے ہیں کہ
حج لنا فقال سال رجل رسول الله صلی الله علیه واله وسلم عما سالت ولم یرد علیه حتی نزل قوله لیس
ہمارا حج معتبر نہیں سو ابن عمر نے کہا کہ سوال کیا تھا ایک شخص نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو تو نے سوال کیا اور نہ جواب دیا آپنے اوسکو یہانتک
علیکم جناح فدعاه وقال انکم حجاج وبالجملة فهذه الایة نزلت ردا علی من یقول لا حج للتجار والاجراء
کہ لیس علیکم جناح نازل ہوا پھر بلا کے آپنے اوسکو فرمایا کہ تم حاجی ہو حاصل کلام کا یہ ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی اوسکے رد میں جو کہتا تھا کہ نہیں معتبر حج تاجر اور
والجمالین والروایة الثالثة ان عکاظ ومجنة وذا المجاز وکانوا یتجرون فی ایام الموسم فیها وکانت معاشهم
اور شتربانوں کا اور تیسری روایت یہ ہے کہ عکاظ اور مجنہ اور ذو المجاز میں وہ لوگ تجارت کیا کرتے تھے حج کے موسم میں اور اونکی اس سے معاش تھی
منها فلما جاء الاسلام کرهوا ان یتجروا فی الحج بغیر اذن فسالوا رسول الله صلی الله تع علیه واله وسلم فنزلت هذه الایة
پھر جب آیا اسلام تو مکروہ جانا اونھوں نے حج میں سوداگری کرنا بغیر اذن کے پس سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ تع علیہ وآلہ وسلم سے تو یہ آیت نازل ہوئی
انتهی اور حکم شامل ہونے میلوں اور تیوہاروں میں ہنود کے اور وہان جانے کا یہ ہے کہ کہا تنبیہ البررہ فی بیان الذہاب
الی عید الکفرہ میں اعلم انه وقع فی بعض الروایات ان من خرج الی عید المشرکین کفر اور اسی مضمون کو بیان کیا ہے
بیچ فتاوی حمادیہ اور فتاوی نقشبندیہ اور عمدة الاسلام اور خزانة الروایة اور فوائد الاسلامیہ اور فتاوی شیخ الاسلام کے

قفصیر نیشاپوری میں ابن عباس سے روایت ہے کہ عرب لوگ ... الداج الاعوان والمکارون ... کے مقابل اوس کے داج وہ لوگ ہیں جو حج میں نوکری کرتے اور ... بیچ میں ... اور ضعیفوں کی اعانت ... اس آیت ... حضرت عمر ... سے سمجھا

بلا کراہت تجارت کرنی حج میں ... ہماری ... تجارت کی ... کرتا ہے

عبادت میں ... اونکو جو ... تفسیر نیشاپوری میں ... شاملین العلوم ... باقی تفصیل ... حاشیہ میں ...

ایضا فیہا وقع فی بعضہا یکفر بخروجہ الی نیروز المجوس والموافقۃ معہم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم اور
اسی مضمون کو بیان کیا بیچ عالمگیری اور بحر الرائق کے نیروز اول ربیع کا اور مہرجان اول خریف کا اور یہ دو دن ہین کہ
انکی تعظیم کرتے ہین بعضی کفار اور باہم ہدیہ بھیجتے ہین ایک دوسرے کو کما فی الحاشیہ و ایضا فیہا وقع فی بعضہا لو اتی
عید المشرکین للتعظیم یکفر انتہی اور اسی مضمون کو بیان کیا بیچ فتاوی ظہیریہ اور عالمگیری اور قاضیخان اور عینی شرح
کنز اور جامع صغیر کے انتہی یعنی علما کے اسمین تین فریق ہین بعضی تکفیر کرتے ہین جانے والے کی بلا تقیید اسکے کہ موافقت افعال
کفار کی کرے یا نہ کرے اور اس تیوہار کو معظم جانے یا نہ جانے بسبب اسکے کہ اسمین اعلان کفر اور تکثیر سواد کفار ہے اور تحقیق
حدیث شریف مین وارد ہوا ہے من کثر سواد قوم فہو منہم یعنی جسنے جماعت بڑہائی کسی قوم کی تو وہ اوسی مین سے ہے
اعتماد کیا اس حدیث پر صاحب ہدایہ نے باب ما یوجب القصاص مین اور ایسی ہی اعتماد کیا اسپر ابو البرکات النسفی نے
کافی مین اور لائے ہین اس حدیث کو سیوطی جمع الجوامع مین ساتھہ اور چند زائد الفاظ کے کہ من رضی عمل قوم فہو منہم
پس داخل ہوا یہ شخص گروہ مین اونکی اور فریق ثانی حکم کرتے ہین تکفیر کا بیچ حالت موافقت افعال کفار کے بسبب اسکے
کہ واقع ہوتی ہے مشابہت اسمین ساتھہ کفار کے افعال کفریہ مین اور وہ مفضی الی الکفر ہے کہ حدیث مین آیا ہے من تشبہ
بقوم فہو منہم اور تشبیہ حکم مشبہ بہ کا رکھتا ہے حسب الاقتضاء اسباب کے اور فیما نحن فیہ مشبہ بہ اسباب کفریہ
ہین کہ بجا لانا اونکا موجب کفر کا ہے اور دوسری حدیث مین آیا ہے من اتی عمل قوم فہو منہم یعنی جو کوئی کرے
کسی قوم کے عمل کو راضی ہے پس وہ اون مین سے ہے روایت کیا اسکو جمع الجوامع مین سیوطی نے اور فریق ثالث تکفیر کرتے
ہین اوس حالت مین کہ جب کوئی مسلمان اوس بت یا اوس دن کی بزرگی سمجھکر اونمین شامل ہووے اسلیئے کہ تعظیم بت کی
یا کسی اور تیوہار کی تیوہاروں مشرکین سے کفر ہے کہ اسمین اہانت اسلام اور مسلمانون کی ہے اور یہ علامت ہے تکذیب اسلام
کی سو نہ باقی رہا اوسکو تصدیق کہ ارکان اسلام سے ہے کما فی تنبیہ البررہ سوال اگر پوچھین کہ ایک شخص با وجود ایمان کے
رسمین کفر کی بجا لاتا ہے اور تعظیم مراسم کفر و اہل کفر کی کرتا ہے یعنی بلا ضرورت اور علما اوسکے کافر اور مرتد ہوجانے کا حکم کرتے ہین
چنانچہ اکثر مسلمان ہندوستان کے اس بلا مین مبتلا ہین پس موافق فتوی علما کے وہ شخص عذاب ابدی مین گرفتار رہیگا یا نہین
حالانکہ اخبار صحیح مین آیا ہے کہ جس کسی کے دل مین مقدار ذرہ کے ایمان ہوگا وہ دوزخ سے نکالا جاویگا اور ہمیشہ معذب نرہیگا
اس مسئلہ مین تیرے نزدیک کیا تحقیق ہے جواب اگر وہ کافر محض ہے تو اوسکو عذاب ہمیشہ کا ہے اور اگر با وجود بجا لانے
مراسم کفر کے ذرہ قدر ایمان بھی رکھتا ہے تو وہ معذب نہوگا آخر کو ببرکت اوس ذرہ ایمان کے ہمیشہ کے عذاب سے نجات پاویگا
انتہی از مکتوبات مجدد صاحب فرمایا اللہ تعالی نے سورہ نساء مین وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم آیات اللہ
یکفر بہا ویستہزئ بہا فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلہم ترجمہ اور تحقیق
اوتار چکا تم پر کتاب مین کہ جب سنو اللہ تعالی کی آیتون پر انکار ہوتے اور ہنستے ہوئے تو نہ بیٹھو اونکے ساتھہ جبتک کہ وہ بیٹھین

اور باتمین سوا اسکے نہین تو تم بھی اونکے برابر ہوا کلیل مین ہے کہ کہا ابن فرس نے دلیل پکڑی ہے ساتھہ اس آیت کے بعضے
علمانے اوپر واجب ہونے پرہیز کرنے اور بچنے کے اہل معاصی اور بہوا سے حضرت مجدد صاحب اپنی مکتوبات مین فرماتے ہین
کہ فقیر ایکبار واسطے عیادت ایک بیمار کے گیا تھا کہ اوسے نوبت احتضار کی پہنچی تھی جو اوسکے حال کیطرف توجہ کی یہ بات دریافت
ہوئی کہ تاریکیان بہت رکھتا ہے ہرچند متوجہ اوسکے دفع کرنے کے ہوا کچھہ فائدہ نکیا بعد توجہ بسیار کے ظاہر ہوا کہ وہ صفات
کفر سے کہ اوس شخص مین چھپی ہین پیدا ہوئی ہین اور منشا اون کدورات کا موالات اوسکی ہے ساتھہ کفر اور اہل کفر کے اور وہ ظلمات
مربوط ہین ساتھہ عذاب نار کے کہ جزا کفر اور اہل کفر کی ہے اور یہی معلوم ہوا کہ وہ ذرہ بھر ایمان رکھے ہے اوسکی برکت سے
آخر کو دوزخ سے نکلے گا جب یہ حال مشاہدہ کیا تو یہ خطرہ گذرا کہ اوسکے جنازہ پر نماز پڑھنا چاہیے یا نہین بعد توجہ کے ظاہر ہوا کہ نماز
اوسپر پڑھنی چاہیے اور امیدوار ہونا چاہیے کہ آخر کو ساتھہ برکت ذرہ ایمان کے عذاب ابدی سے نجات پاویگا انتہی روایت کی
ابن ابی الدنیا نے ہشام بن عروہ سے کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک قوم شراب پینے والون کو پایا پھر اونکو مارا اور پٹوایا اون
مین ایک آدمی مرد صالح بھی تھا عمر بن عبد العزیز سے لوگون نے کہا یہ روزہ دار ہے اونھون نے اوسوقت یہ آیت پڑھی
فلا تقعدوا معهم حتى يخوضوا في حديث غيره انكم اذا مثلهم انتہی تفسیر حقانی مین ہے وقد نزل عليكم في
الكتب الایہ یعنی وہ لوگ کہ دعوی کرتے ہین اوسپر ایمان لانے کا اونکو خطاب ہے کہ جب تم سنو آیتون پر اللہ کے انکار
ہوتے خصوصا جبکہ اون پر ہنسی ہوتی ہو سو نہ بیٹھو تم اونکے پاس خصوصا ٹھٹھا کرنے والون کے پاس جب تک کہ وہ دوسری
باتون مین نہ آوین اسلیئے کہ بیٹھنا تمھارا ایسے وقت مین دلالت کرتا ہے تمھاری رضامندی پر اونکی ہنسی سے تحقیق کہ جب
تم راضی ہوئے اونکے انکار اور ٹھٹھا سے تو تم بھی اونکے مثل ہو پس اکٹھا ہونا تمھارا ساتھہ اونکے یہان دنیا مین ایسی حالتون
مین سبب ہے جہنم مین تمھارے جمع ہونے کا ساتھہ اونکے آخرت مین انتہی اور قشیری مین ہے لا تجاور واربا ب الوحشة
فان ظلمات انفسهم يتعدى الى قلوبكم عند استنشاقكم ترجمہ مت مصاحبت کرو اہل وحشت کی پس
تحقیق تاریکی اون کے دلون کی پہنچیگی تمھارے دلون تک وقت سونگھنے یعنے اخذ کرنے تمھارے کے
ما يردونها من انفاسهم ومن كان بوصف ما متحققا فشاركه حاضر ولا فيه فجس من
اوس بات کو کہ وہ نکالتے ہین اونکو اپنے دلون سے اور جس شخص کو کوئی وصف ثابت ہوا شریک ہوے مین اوسکو اوسکے حاضر مجلس اوس وصف مین پس جبتک اوسکا
هو في انس مستانس وجليس من هو في ظلمة متوحش ويقال هجران اعداء الحق فرض ومخالفة
کہ جو آرام مین راحت مین ہے اور جلیس اوسکا جو کدورت اور تکلیف مین ہے در آرام ہے اور کہا جاتا ہے کہ کنارہ حق کے دشمنون سے فرض ہے یعنی وقت ٹھٹھا ہنسی
الاضداد ومفارقتهم دين والركون الى اصحاب الغفلة فرع باب الفرقة فقوله انكم اذا مثلهم اى ضح
ہونیکے دین اور مخالفت کرنا ناموافقتون سے اور جدا ہونا ایسے وقت مین دین کی بات ہے اور میل کرنا طرف غافلون کے ٹھوکنا دروازہ جدائی کا ہے قول اللہ کا انکم اذا مثلہم نہایت
برهان على سريرة ان الرجل صحيح ممن يقارنه وعشرته ممن يخادنه فالشكل مقيد بشكله والفرع منتشر عن اصله
دلیل ہے اوپر بھید اس مضمون کے کہ آدمی کی صحبت اوس شخص سے ہوتی ہے کہ نزدیک ہووے اوسکے خوشی طبع مین و خوش اور ملاپ اوسکا اوس شخص سے ہے کہ دوستی رکھتا ہے
اوس سے پس مشابہ ہے ساتھہ مثل اپنے کے اور فرع نکلتی ہے اصل اپنی سے انتہی

اور تفسیر محمدی مین اسی آیت کی تحت مین ہے کہ کتاب سے مراد قرآن ہے اور مطلق بیٹھنا کافرون کے پاس منع نہین ہے بلکہ
مقید ہے ان دونون حالتون مین کہ وہان ہنسی اور ٹھٹھا ہوتا ہو ساتھ آیتون اللہ تعالے کے سو جو کوئی ایسی حالت مین
بیٹھے اونکے ساتھ وہ بھی مثل اونکے ہے اوسیمین اسلیے کہ جب منع کرنے پر اونکے طاقت اور قدرت نہین رکھتا ہے تو ایسی حالت
مین اون سے کنارہ کرنا چاہیے کہ ہمنشینی ایسے وقت مین ساتھ اونکے نفاق کی علامتون سے ہے انتہی یعنی جب جاہل دین
پر عیب پکڑین اوس مجلس سے سرک جائے اور اگر خطرہ ہو کہ باتون مین مشغول ہو کر سرکنا بھول جاوے تو سوا ہی نصیحت
کے وقت اون مین بیٹھنا ہی موقوف کرے انتہی موضح القرآن اور مشکوۃ کے باب النذر مین ثابت بن ضحاک سے مروی
ہے کہ کہا نذر مانی ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین یہ کہ ذبح کرے اونٹ بوانہ مین کہ نام ایک
جگہہ کا ہے اسفل مکہ مین پس آیا وہ رسول خدا کے پاس اور خبر دی حضرت کو یعنی اپنی نذر کی پس فرمایا رسول خدا صلعم نے
یعنے صحابہ سے کہ کیا تھا اوس مین کوئی بت بتون جاہلیت کے سے کہ پوجا جاتا تھا کہا صحابہ نے کہ نہین پس فرمایا کیا تھی اسمین
مین کوئی عید عید مشرکین سے کہا کہ نہین پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے یعنی متوجہ ہو کر طرف اوس شخص
کے کہ پوری کر نذر اپنی اسلیے کہ تحقیق نہین جائز ہے پورا کرنا واسطے نذر کے کہ گناہ مین ہو اور نہین لازم ہوتی ہے نذر اوس
چیز مین کہ نہین مالک ہے بیٹا آدم کا نقل کی یہ ابو داؤد نے کہا طیبی نے کہ ثابت ہوا اس سے یہ مسئلہ بھی کہ جو کوئی نذر کرے جناتحجہ
ذبح کرنے جانور کی کسی مکان مین یا مال تصدق کرنے کی کسی شہر والون پر تو لازم ہوتا ہے اوسکو پورا کرنا انتہی کہا مرقات مین ان
باتون کے پوچھنے سے غرض یہی تھی کہ مشابہت کفار کی ساتھہ اونکے افعال مین نہو جاوے اور اسی مین ہے عمرو بن شعیب سے
کہا اونھون نے کہ ایک عورت نے عرض کی کہ یا رسول اللہ تحقیق مینے نذر مانی ہے کہ بجاؤن مین دف آپکے سر پر یعنی روبرو
آپکے وقت آنے آپکے جہاد سے فرمایا پوری کر نذر اپنی نقل کی یہ ابو داؤد نے اس سے معلوم ہوا کہ بجانا دف کا مباح ہے اور جو کہتے
ہین کہ نذر کرنی خاص طاعت کی چیز ہے وہ کہتے ہین کہ بجانا دف کا اگرچہ طاعت نہین مباح ہے لیکن چونکہ اوسنے نذر مانی
تھی کہ حضرت تشریف لاوینگے خیر و عافیت سے تو مین دف بجاؤنگی بجانا اوسکا جملہ طاعات سے ہوا اور جو کہ دف کو
غیر مباح کہتے ہین وہ کہتے ہین کہ یہ ماجرا اوسکا منع ہونے کے پہلے کا ہے انتہی اور زیادہ کیا رزین نے کہ کہا اوسی عورت
نے اور نذر مانی ہے مینے یہ کہ ذبح کرون مین بیچ مکان فلانے اور فلانے کے وہ مکان کہ ذبح کرتے تھے اوسمین جاہلیت کے لوگ
پس فرمایا گیا تھا اوسمین کوئی بت جاہلیت کے بتون مین سے کہ پوجا جاتا تھا کہا اوس عورت نے کہ نہین فرمایا کیا تھا
اوسمین کوئی میلہ میلون اونکے سے کہا اوسنے کہ نہین فرمایا آپنے کہ پوری کر تو نذر اپنی کہا شیخ نے لمعات مین اس سے یہ معلوم
ہوا کہ مجرد ذبح کرنا اہل جاہلیت کا کسی مکان مین ہو بدون موجود ہونے کسی بت یا اونکے عید کے وہان پر نذر کے پورا کرنے
سے مانع نہین ہے بلکہ وقت موجودہ ہونے کوئی بت یا عید کے وہان پر حال یا ماضی مین نذر کا پورا کرنا وہان منع ہے سو اس سے معلوم
ہوا کہ جانا ایسے میلون اور عیدون مین ہنود کے حرام اور ممنوع ہے اور موجب ہے اپنے تئین معدود اور شمار کرنے کا اون

اور مخطور ہے ساتھ دو خطرون کے کہ اعلی اوسکا کفر اور ادنی اوسکا کبیرہ ہے اور یہ دونون موجب ہلاکت کے ہین
جبکہ صادر ہون ساتھ طوع اور رغبت کے کہ اول سے احباط اعمال اور دوسرے سے استباحت بالمعصیت حاصل ہوتی
ہے بچاوے اللہ تعالی ان باتون سے اور حکم احباط اعمال کا یہ ہے کہ جملہ طاعات ماتقدم بالکلیہ معدوم ہباءً منثورًا ہوجاتی
ہین پھر نئے سرے سے اونکا بنا کرنا لازم آتا ہے کما ہو مذکور فی طریقۃ المحمدیۃ وشروحہا انتہی اور حاصل استباحت بالمعصیت
کا جو فتح العزیز مین ہے یہ ہے کہ دل مین خوف عقاب کا نرہے اور اوسکے قباحت اعتقاد سے دور ہوجاوے گو کہ جانتا ہووے کہ اس
معصیت کو شرع مین حرام کیا ہے اور اوس سے سخت منع فرمایا ہے اور زبان سے بھی اقرار کرے کہ یہ معصیت ہے اسلیئے
کہ معنی استباحت کے مباح جانتا ہے نہ مباح کہنا اور جب خوف عقاب کا معصیت سے دور ہوا اور وہ اعتقاد مین قبیح نرہے
تو مباح ہوگئے اور معاملہ مباحات کا اوسکے ساتھ واقع ہوا ہیچمدان کہتا ہے کہ تائید کرتی ہے اس معنی کی وہ حدیث کہ مظہری
اور کما لین مین عبد بن حمید کی تفسیر سے نقل کی کہ پڑھی حضرت نے یہ آیت وللہ علی الناس حج البیت من استطاع
الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین تو کھڑا ہوا ایک شخص ہذیل مین کا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا
جسنے چھوڑ دیا حج وہ کافر ہوگیا فرمایا من ترکہ لایخاف عقابہ ولا یرجو ثوابہ یعنی جو چھوڑے اوسکو درحالیکہ نہ ڈرے
ہے اوسکی عقوبت سے اور نہ امید رکھی ہے اوسکے ثواب کی پس وہ کافر ہوجاتا ہے اور اگر کوئی کہے کہ میلو نمین خیر ارزان
ہے اور اور جگہ لینے مین ہلاک مال ساتھ غبن فاحش کے ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ ایسے کامون کے واسطے وکیل کرنا
شرع مین مقرر ہے کہ کسی ہندو کو وکیل کر کے بھیجدے اور اوسکی معرفت سودا خرید لے فافہم یہ ملخص ہے تحریرات ہماری
اوستاذ الاستاد حضرت مولانا محمد حیدر علی مصطفے آبادی معروف برامپوری ثم المحمد آبادی المشہور ٹونک اور مولانا ابو البرکات
رکن الدین المدعو بتراب علی عفی اللہ تعالی عنہما کی پھر بعد فجار براض کے واقع ہوئی حلف الفضول اور قصہ اوسکا یون ہے
کہ قریش آپس مین ایک دوسرے پر ظلم کرتے تھے درمیان حرم کے سو کھڑے ہوئے زبیر بن عبد المطلب چچا حقیقی رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اور کھڑا ہوا اونکے ساتھ عبد اللہ بن جدعان تیمی پھر دونون صاحبون نے لوگون کو طرف
قسم کھانے کے اوپر مدد کرنے مظلوم کے اور لینے اوسکے حقوق کے ظالم سے بلایا تو جمع ہوئے بنو ہاشم اور بنو زہرہ اور
بنو بن عبد العزی اور بنو تیم اور یہ قسم کھائی تھی عبد اللہ بن جدعان کے دار مین اور تھے سب بنو تیم عبد اللہ کے حیات مین
مانند ایک گھر والے لوگون کے بسبب قوت اور پشتی ایک دوسرے کے اور ذبح کروا آتا تھا عبد اللہ اپنے دار مین ہر روز
کئی اونٹ اور پکارتا تھا اوسکا منادی کہ جو کوئی چربی اور گوشت چاہے سو وہ دار ابن جدعان مین آوے اور کھانا
پکواتا تھا اور قریشیون کو کھلواتا تھا اور یہ حلف اور حلفون عرب سے اشرف تھے اور عبد اللہ بن جدعان پہلے بڑا بد
تھا اور اوسسے قوم اور باپ بیزار تھا باپ نے نکالدیا تھا اور قسم کھا کر کہا کہ کبھی گھر مین نہ آنے دونگا پھر گھاٹیون مین
آوارہ پھرتا تھا موت کی تمنا کرتا تھا ناگاہ غار پہاڑ مین گھسا ایک اژدہا دیکھا اوسکی چراغ کی مانند آنکھین چمکتی دیکھین جب

اوس سے قریب ہوتا حملہ کرتا اور جو پیچھے ہٹتا وہ بھی ہٹتا آخر کو جانا کہ یہ بنا ہوا ہے ہاتھ سے پکڑ کے دیکھا تو سونے کا تھا اور
آنکھیں دو یاقوت کی پھر اوسے توڑ کر بھیتر گھسا اوسمین کئی بادشاہ اور بہت مال سونا اور چاندی اور جواہر اور یاقوت
اور موتی زبرجد پائی پھر لیا اوسمین سے اسقدر کہ لیا اور اوسپر کچھ نشان کردیا پھر حاجت کی قدر نکالتا رہا اور اوس خزانہ
مین ایک تختی مرمر کی پائی اوسمین عربی مین لکھا تھا جسکا ترجمہ یہ ہے مین نفیلہ ہون جرہم بن قحطان بن ہود نبی اللہ کا بیٹا
پانسو برس مین جیا اور مینے بستی زمین کی ظاہر اور باطن کو قطع کیا بیچ طلب ثروت اور بزرگی اور بادشاہت کے پس
نہوا یہ سب چھڑانے والا موت سے پھر عبداللہ نے جو کچھ لیا تھا دیدیا اور صلہ رحمی اور مال خرچ کرنا اور لوگون کو کھانا کھلانا اور
دوسرے کار خیر کرنا شروع کیا اوسکی لگن مین اونٹ کا سوار کھانا کھا لیتا تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اوسکی لگن کی
پرچھائی مین ہوتا تھا مین انتہی از سیرت حلبی جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ وہ پیغمبر شریف صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم
بھی اس حلف مین تشریف رکھتے تھے اور فرماتے تھے نہین دوست رکھتا ہون کہ ہوتی میرے لیے حمر نعم عوض مین اوس حلف
مطیبین کی کہ حاضر ہوا مین اوسمین بیچ دار ابن جدعان کے اور فرمایا نہین دوست رکھتا ہون اوس حلف کے توڑنے کو اگرچہ
دیا جاؤن اوسکے عوض اونٹ سرخ اور اگر دعوت کیجاوے اوس حلف کے ساتھ اسلام مین البتہ اجابت کرون یعنی
اگر کوئی پکارنے والا پکارے یا لحلف الفضول تو البتہ اجابت کرون اسلیئے کہ اسلام تو آیا ہے ساتھ اقامت حق اور نصرت
مظلوم کے اور سبب اس حلف کا فضول کا یہ ہوا کہ ایک شخص زبید سے مال تجارت کا لیکر مکہ مین آیا عاص بن وائل نے اوس
مال کو خرید لیا اور اوسکی قیمت کچھ نہ دی اور تھا عاص مکے مین ایک شخص شریف صاحب مقدور سو فریاد کی زبیدی نے اوسکے
آگے جماعت احلاف کی کہ وہ چھ قبیلے تھے قریش کے بنی عبدالدار مخزوم جمح سہم کعب عدی اونھون نے آپس مین مدد
کرنے کی قسم کھائی تھی سو انھون نے انکار کیا اوسکے مدد کرنے سے عاص پر اور جھڑک دیا اوسکو جب زبیدی نے یہ فساد دیکھا
تو رنجیدہ ہو کر وقت طلوع آفتاب کے جبل ابوقبیس پر چڑھا اور اوس وقت قریش گرد کعبے کے اپنے چوپالون مین تھے سو آواز بلند
پکارا یا لفہر لمظلوم بضاعتہ۔ ببطن مکۃ نائی الدار والنفر۔ ومحرم اشعث لم یقض عمرتہ۔ یا للرجال وبین الحجر
والحجر ان الحرام لمن تمت کرامتہ۔ ولا حرام لثوب الفاجر الغدر۔ اے اولاد فہر کی فریاد سنو اس مظلوم کی کہ پونجی اوسکی
درمیان مکے کے ہے دور پڑا ہے اپنے گھر اور گھر کے لوگون سے۔ اور محرم بکھرے بالون والا جسنے ابھی پورا نہین کیا عمرہ اپنا۔
فریاد سنو اے مرد کہ بیٹھے ہو درمیان حطیم اور حجر اسود کے۔ حرمت حرام کی اوس شخص کو کہ پوری ہوئین بزرگیان اوسکی
اور نہین عزت واسطے جامہ فاجر ٹھگ کے۔ یہ آواز سنکر کھڑے ہوئے زبیر بن عبدالمطلب اور ابن جدعان اور لوگون
کو طرف حلف فضول کے بلایا اور نام پڑا اس قسم کا حلف فضول اسلیے کہ قسم کھائی تھی اونھون نے فضول کے دلوانے
کی اونکے مالون کو فضول وہ مال ہے کہ کسی نے کسی سے ظلم و زیادتی کی راہ سے لے لیا ہو یا اسلیئے کہ تھی یہ قسم مانند اوس قسم
کے کہ کھائی تھی قوم جرہم کے تین شخصون نے کہ نام ہر ایک کا فضل تھا وہ فضل بن فضالہ اور فضل بن وداعہ اور فضل بن حارث

دربیان معراج آنحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہین اونھون نے بھی قسم کھائی تھی مظلوم کی مدد کرنے پر اور ظالم سے اوسکے حق دلوانے پر یا اسلیے کہ نکالا تھا ان قسم کھانے
والون نے فضول مال اپنا واسطے مہمانون کے یا اسلیے کہ قریش کہتے تھے ان قسم کھانے والون کو کہ امر فضول مین پڑے
کذا فی السیرۃ الحلبی و الکازرونی اور سیرت حلبی مین ہے ایک حکایت جسے ذکر کیا سہیلی نے کہ ایک شخص قبیلہ خثعم کا حج
یا عمرہ کو مکے مین آیا اوسکے ساتھہ اوسکی بیٹی تھی نہایت خوبصورت روشن رنگ زیادہ جہان کی عورتون سے سو نبیہ بن حجاج
نے اوسکو چھین لیا لوگون نے خثعم سے کہا کہ لازم پکڑ اوپر اپنے حلف فضول والون کو سو کھڑا ہوا وہ نزدیک کعبہ کے اور پکارا
یا لحلف الفضول یعنی ای حلف فضول والو میری فریاد کو پہنچو یہ سنکر ہر طرف سے لوگ تلوارین نکالے ہوئے جھپٹکر آئے یون
کہتے ہوئے کہ آن پہونچے تیرے فریادرس سو تیرا کیا مطلب ہے کہا نبیہ نے ظلم کیا مجھپر کہ میری بیٹی کو زبردستی چھین لیا
تب وہ سب لوگ نبیہ کے دروازے پر جا کھڑے ہوئے نبیہ گھر سے نکلا اونھون نے اوس سے کہا کہ لا اسکی لڑکی کو خرابی تجھکو
تو خوب جانتا ہے کہ ہم کون ہین اور کس بات پر ہمنے باہم عہد کیا ہے بولا کہ مین بموجب فرمودہ تمھارے کے کرونگا و لیکن
متمتع کر لینے دو مجھکو اسکے ساتھہ ایک رات اونھون نے کہا کہ نہین قسم خدا کی اور نہ برابر ایکبار کھینچنے دودھ کے اونٹنی کی پستان
سے یعنی اتنی بھی دیر ہم اوسکو تیرے پاس نچھوڑینگے تب نکال لایا نبیہ اوس لڑکی کو اور باپ کے حوالہ کی انتہی اور نبوت
سے سال دسوین مین بیچ ماہ شوال کے نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رض اور حضرت سودہ
بنت زمعہ رضی اللہ عنہما سے اور مفصل حال انکا اگر خدا چاہے ازواج مطہرات کے بیان مین آویگا پھر جب عمر شریف آپکی
اکاون برس اور نو مہینے کی ہوئی خاص کیا اللہ تعم نے آپکو واسطے معراج کے اور پہلے آپکو زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان سے
اوٹھا کر بیت المقدس کیطرف لے گئے بعد اسکے براق حاضر کیا پھر آپ اوسپر سوار ہوئے بعد ازان طرف آسمانون کے گئے اور
فرض کی گئی وہان نماز پانچ وقت کی اور بعضی علما نے فرمایا کہ حق تعم نے ارادہ کیا کہ روشن کرے آسمانون کو ساتھہ انوار
اوس سرور کائنات کے جیسا کہ روشن کیا آپکی برکات نے زمینون کو اسلیے سیر کروائی طرف معراج کے انتہی تفصیل اس
اجمال کی یہ ہے کہ اوس رات کو حضرت جبرئیل علیہ السلام ساتھہ ایک گروہ پر شکوہ ملائکہ کے واسطے زینت سواری کے آئے اور
آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ و آلہ وسلم کو مسجد الحرام مین حجرہ ام ہانی مین سے لے گئے اور بعد شق صدر شریف اور غسل قلب مبارک کے آپکو
براق پر سوار کر کے بیت المقدس مین پہونچایا ابن کثیر نے منتقی مین کہا کہ حضرت کے لیے براق کا آنا واسطے خوگر کرنے آپکے
تھا ساتھہ جریان عادت کے ورنہ خدای قادر توانا اوپر اوٹھا سکتا تھا بیواسطے کسی شی کے اور بھی آنا اوسکا واسطے اظہار
کرامت اور فضیلت کے تھا جیسے کہ معراج ہونا اسی واسطے تھا کیونکہ عادت ملوک کی ہے کہ جب کبھی اپنے حبیب کو بلاتے ہین
تو اپنے پاس سواری بھیجکر بلاتے ہین کما فی نسیم الریاض اور ابو العباس دینوری سے سوال کیا گیا کہ کس حکمت کے
لیے شب معراج مین پہلے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بیت المقدس کو لے گئے اونھون نے جواب دیا کہ اوس سبب
سے کہ جناب رب العزت عز شانہ عالم تھا کہ قریش مکہ کے اوس پیغمبر ربانی کے اخبار آسمانی مین تکذیب کرینگے تو چاہا کہ

اونکو اخبار اوس زمین کے سے کہ جسکو قریش نے دیکھا تھا خبردار کر دیا جاوے اور جب تپے اوسکے سچے بیان
کردین تو پھر اونکے اخبار آسمانی مین تکذیب نکر سکین سیر گاذرونی جاننا چاہیے کہ روایتین تعین مکان اسری کی مختلف
آئی ہین بعضی مین حطیم کہ اوسکو حجر بھی کہتے ہین اور بعضی مین شعب ابوطالب اور بعضی مین بیت ام ہانی بنت ابی طالب
اور یہ مشہور زیادہ ہے اور اس روایت کی طرف اکثر محدثون نے میل کیا ہے جیسا کہ معارج مین کہا ہے اور مطابقت ان قولون
مین یون ہو سکتی ہے کہ کہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام ہانی بنت ابوطالب کے گھر مین سوتے تھے اور اوسکو اپنا
بیت فرمایا باعتبار نسب ہاشمی کے اور وہ بیت شعب ابیطالب کے پاس تھا وہ بیت مکرم درمیان صفا اور مروہ کے واقع ہے اور
داخل حرم ہے اور ہنگام کفالت ابی طالب کے وہ سرور انام اسی مقام مین رہتے تھے پس اسی مناسبت سے اوسنے اپنی طرف
اضافت کی کہ فرمایا مین اپنے گھر مین تھا کما فی المعارج والگاذرونی پھر فرشتہ آیا اور چھت اوس گھر کی پھاڑکر حضرت کو کعبہ
کے پاس لایا اور وہین حطیم اور حجر بھی ہے اور وہین آپ لیٹ رہے اوسحال مین کہ اثر نیند کا کچھ باقی تھا پھر نکالا
آپکو مسجد سے اور براق پر سوار کرکے مسجد اقصی کو لے گیا مثل اسکی بیان کیا فتح الباری مین اور وہین حضرت جبرئیل ع
نے شق کیا سینہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور دھویا اوسکو آب زمزم سے کہ بھرا ہوا تھا وہ پانی سونے کے طشت
مین جیسے کہ حدیث مسلم مین آیا ہے پھر لائے جبرئیل علیہ السلام ایک اور لگن سونے کا بھرا ہوا ایمان اور حکمت سے یعنے
انوار سے کہ جس سے کمالات ایمانی اور حکمتین پیدا ہون نسیم الریاض پھر اوندھایا اوسکو سینہ مبارک مین آپکے پھر درست
کردیا اس سینے کے شگاف کو جیسے کہ مسلم مین ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ پھاڑی گئی چھت میرے گھر کی جبکہ مین مکہ مین تھا پس اوترے جبرئیل علیہ السلام پھر شق کیا سینہ میرا پھر دھویا اوسکو زمزم
کے پانی سے پھر لائے ایک طشت سونے کا بھرا ہوا ایمان اور حکمت سے پھر اوندھایا اوسکو میرے سینے مین پھر ملا دیا اوسکو
پھر پکڑ لیا ہاتھ میرا پھر لے چڑھے مجھکو طرف آسمان کے واضح ہو کہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا کہ لائے جبرئیل
ایک لگن سونے کا بھرا ہوا ایمان اور حکمت سے یہ قبیل کنایت اور تمثیل کے سے ہے یا یہ ایمان ایک صورت بنایا گیا ہو جیسے کہ صورت
پکڑینگے اعمال قیامت کے روز واسطے تولنے کے اور جاننا چاہیے کہ شق کرنا سینہ مبارک کا غیر اوس شق کرنے سے ہے جو آپکی
خردسالی مین ہوا تھا اسلیے کہ وہ واسطے نکالنے مادہ سوء یعنی برائی کے تھا آپکے دل سے اور یہ واسطے داخل کرنے کمال علم اور معرفت
(وہ کدورات بشریہ ہین ۱۲)
کے تھا قلب شریف مین تاکہ ساتھ کمال طہارت اور صفائی کے مستعد اور مہیا دریافت کرنے عالم ملکوت کا ہو بقیاس وضو کے کہ
پہلے نماز سے واسطے حاصل ہونے طہارت کے کرتے ہین اور یہی سبب یعنی نہونا تہیہ اور استعداد کا تھا کہ حضرت موسی ع
کو رویت پروردگار تعالی کی حاصل نہوئی دنیا مین بسبب عدم طاقت رویت کے ابن اثیر نے سیر گاذرونی مین کہا کہ شق صدر
حالت صغر مین کہ جب وہ بدر رسالت حلیمہ کے کنار تربیت مین تھے شاید اسواسطے کیا گیا کہ صدر اطہر اور قلب انور اوس مصداق
الم نشرح لک صدرک کا انشراح اور کشادگی مین برابر صدر اور قلوب انبیا صلوات اللہ علیہم کے ہو جاوے پھر بیچ حالت کبر

کے وقت معراج کے اس حکمت کے واسطے واقع ہوا کہ ہوجاوے حال عروج مآل اوس درۃ التاج انبیا کا مثل حال ملائکہ کے اسلیے کہ ارادہ کیا گیا ساتھہ اوس سرور کائنات کے عروج کا طرف مقام قرب و مناجات کے اس روایت سے شق صدر دو بار ثابت ہوا اور نسیم الریاض مین نقل کیا ہے کہ شق صدر کئی بار ہوا ہے ایکبار کہ جب آپ طفل صغیر تھے لڑکون مین کھیلتے تھے دوسرے جب دس برس کے تھے واسطے ازالہ کرنے طفولیت کے تیسرے وقت بعثت کے تاکہ قلب واسطے وحی کے ثابت رہے چوتھے لیلہ اسرا مین تاکہ اوسپر قوی ہوجاوین اور زیادہ کیا گیا ہے پانچوین بار اور اسکو ضعیف کہا ہے ابن حجر نے شرح بخاری مین اور چار بار پہلے کو صحیح کہا ہے اس شارح نے اور برہان حلبی نے اور دوسری حکمت اس شق صدر مین یہ تھی کہ حکما اور طبا اس سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ شق ہونا سینہ اور دل کا موت ہے کہ زندگی کے ساتھہ جمع نہین ہوسکتی ہے سو پروردگار تعالی نے اپنی قدرت ظاہر کی اور عقلا لوگ اس مین تاویل کرتے ہین کہ مراد اس سے پاک کرنا باطن آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ہے اس جہان کی برائیون سے اور اہل ایمان اسکی تصدیق کرتے ہین بے تاویل اور کلام کے اور کہتے ہین کہ یہہ جو کچھہ حکما وغیرہم کہتے ہین اسباب عادی ہین اور خداوند تعالی پر کوئی چیز محال نہین اور لانا خاص کر لگن ہی کا دھونے کو صدر شریف کے ایسا ہے اور یہہ برتن خاص کر دھونے دھانے کے لیے اکثر ہوتا ہے اور ہونا اسکا سونیکا بسبب تعظیم اور تکریم آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے تھا موافق عرف اور عادت کے اور اشارہ تھا اسمین اسپر کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سب خلق پر مکرم اور معظم اور فضل مین جیسا سونا سب اجناس مین مکرم اور افضل ہے اور اگر کوئی کہے کہ استعمال سونیکا شریعت محمدیہ مین حرام ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ فائدہ لینا اس سے دنیا مین ساتھہ استعمال کے حرام ہے اور آخرت مین استعمال اوسکا مسلمان کے لیے ہوگا باشارت قول اللہ تعالی کے قل ھی للذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیمۃ ترجمہ تو کہہ اے محمد وہ چیزین پاکیزہ ملابس اور ماکل سے اونکے لیے ہین جو ایمان لائے ہین زندگی دنیا مین خالص ہوئین قیامت کے دن اونہین کے لیے اور صحیح بخاری مین ہے فرمایا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے لا تشربوا فی آنیۃ الذھب والفضۃ ولا تاکلوا فی اصحافہا فانہا لھم فی الدنیا ولنا فی الاخرۃ یعنی استعمال نکرو سونے اور چاندی کے برتنون کو کھانے اور پینے مین کیونکہ وہ واسطے اونکے یعنی کفار کے ہین دنیا مین اور ہمارے لیے ہین آخرت مین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی پیوے سونے چاندی کے برتن مین نہ پیویگا اونمین آخرت مین اور جو کوئی حریر پہنے گا وہ نہ پہنےگا آخرت مین اور جو کوئی پیوے گا شراب نہ پیویگا آخرت مین کذا فی المظہری اور قصہ اسرا کا حقیقت مین عالم آخرت سے ہے اسرا کے معنی سیر کرنا حضرت کا مسجد الحرام سے بیت المقدس تک اور معراج کے معنی چڑھنا آپکا آسمان کی طرف اور کبھی بولا جاتا ہے اسرا اوپر اسرا کے اور معراج کے اور بولا جاتا ہے معراج بھی اسی طرح اوپر اسرا اور معراج کے انتہی نسیم الریاض اور بھی استعمال اور فائدہ لینا سونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہوا بلکہ فرشتوں سے ہوا اور فرشتے غیر مکلف ہین یعنی استعمال سونے کا اونپر حرام نہین اور باوجود اسکے احتمال ہے کہ یہ واقعہ پہلے تحریم سے ہوا ہو اور فی الحقیقت یہی بات ہے

اسواسطے کہ حرام ہونا استعمال سونے کا مدینے مین بعد ہجرت کے ہے اور یہ واقعہ قبل ہجرت سے مکہ مین واقع ہوا یعنی اٹھارہ
مہینے پہلے ہجرت سے اور ایک قول مین چودہ مہینے اور ایک قول مین سال بھر پہلے اور ایک قول مین تین برس پہلے بغوی
گاذرونی حاشیہ جمل اور بعضی اہل معانی نے درمیان قلب شریف آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے اور ذہب کے کئی
نسبتین استنباط کی ہین کہتے ہین کہ ذہب ظروف جنت سے ہے اور سب معدنیات سے وزن اور قوت مین زیادہ کہ خاک اسکو
نہین کھاتی اور نہ اوسکو زنگ لگتا ہے یون ہی قلب شریف آپکا اثقل اور ازین تمام قلوب سے ہے اور ثقالت اوسمین وحی
کی ہے اور نہین کھاتی ہے اوسکو خاک سفلیات کی اور نہین زنگ لگتا ہے اوسپر کدورتون کونیہ کا اور لفظ ذہب مشتق ہے ذہاب
الی اللہ پر اور تطہر اور ذہاب رجس پر اور شامل ہے معنی ستہرائی اور بقا اور صفا اور رزانت کو اور حکمت دھونے قلب مبارک کی
آب زمزم سے یہ کہی ہے کہ آب زمزم تقویت کرتا ہے قلب کو سو دھویا قلب شریف کو پہلے آب زمزم سے کہ قوی ہوا اور قوت پکڑے
اوپر مشاہدہ عالم ملکوت کے یعنی عجائب ملکوت کے اور وہ وہ ہین کہ نہین مطلع ہوا اونپر کوئی بشر غیر پیغمبر ع کے نسیم الریاض اور
بعضے علمانے اس سے استدلال کیا ہے اسپر کہ آب زمزم افضل ہے آب کوثر سے اسلیے کہ دھویا نہجا وے آپکا قلب شریف مگر ساتھ
افضل پانی کے اور جسنے کہا کہ آب زمزم سے قلب شریف کو اسواسطے دھویا کہ نزدیک تھا اور آب کوثر دور اور غائب تھا سو
قول اوسکا نہایت ضعیف ہے اسلیے کہ دور اور نزدیک اور غائب اور حاضر یہان معقول نہین سب برابر ہین واللہ تعم اعلم اور حال
براق کا یون ہے براق لغت مین چارپایہ کو کہتے ہین کہ حرکت کرے زمین پر اور یہ لفظ مذکر اور مؤنث دونون طرح پر آیا ہے
نسیم الریاض فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے کہ لایا گیا میرے پاس ایک جانور نیچا خچر سے اور اونچا گدھے سے سپید
رنگ کہا جاتا تھا براق یعنی بسبب جلد چلنے اوسکے کہ مانند برق کے اور بسبب چمکنے رنگ اوسکے کے اوسکے کان زمرد کے اور
مونھہ مانند مونھہ آدمی کے اور مشابہ گھوڑے کے اور پیشانی نورانی یاقوت سرخ کی اور آنکھین مانند زہرہ تارے کے اور
دونون بازو اوسکے مانند کرگس کے اور ساتھ قسم قسم کے رنگون کے منقش تھی اور آدھا دھڑ آگے کا نور کا اور آدھا
دھڑ پیچھے کا مشک کا اور دم اور سم گای کی سے اور لگام موتی کی اور زین ایک موتی کا اوسپر نور کا ایک حلہ آراستہ تھا
گویا کہ وہ یاقوت سرخ ہے اور جو شی بو اوسکی سونگھتی زندہ ہوتی یعنی گویا کہ زندہ ہو جاتی یا زندہ ہوکر اوسیوقت مر جاتی
ہو یہ خرق عادت سے ہو جیسے کہ تاثیر خاک قدم سواری جبرئیل علیہ السلام کی مشہور ہے کما فی الگاذرونی اور رکھتا تھا وہ قدم
اپنا منتہا بصر پر یعنی جہانتک اوسکی نگاہ پہونچتی تھی وہین اوسکا قدم پہونچتا تھا اور جاننا چاہیے کہ علما رحمہم اللہ مختلف
ہین اسمین کہ یہ براق خاص واسطے سواری ہمارے نبی صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے تھا یا اور انبیا علیہم السلام کی
سواری کے لیے بھی سو کہا بعضون نے کہ صحیح تر یہ ہے کہ براق مقرر تھا واسطے سواری سب انبیا علیہم السلام کے
اور بعضون نے کہا کہ نہین ہر نبی کے لیے ایک براق علیحدہ ہے مناسب مقام اوسکے کے چنانچہ ہر ایک کے لیے آخرت
مین ایک حوض موافق مقام اور منزلت اوسکے کے ہے سو بموجب اس قول اخیر کے معلوم ہوتا ہے کہ یہ براق خاص

یعنی عالم غیب

بیان حال براق

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تھا اور یہی قول صحیح ہے اور قولون کی صحت مین کلام ہے اور کہنا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا براق کو جب اوسنے سرکشی کی آپکی سواری سے کہ کیا ہوا ہے تجھکو ای براق کہ سرکشی کرتا ہے تو نہین سوار ہوا ہے تیری جنس پر کوئی نبی بزرگتر اس نبی سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم سے سو شرمندگی سے عرق آگیا اوسکو اور ٹھہر گیا وہ اور تابعدار ہوا پھر آپ سوار ہوئے اوسپر سو گویا یہ اشارہ ہے ساتھ جنس براق کے یعنی مضطرب ہونا براق کا بسبب نازو طرب کے تھا نہ بطور شرارت اور سرکشی کے سو جب ثابت ہوا مستعد ہونا براق کا واسطے سواری ہر ایک نبی کے بموجب اس روایت کے پس نہوگی خصوصیات مین سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سواری براق کی اور کہا گیا ہے اسکے جواب مین کہ نہین اوترا براق مع زین و لگام کے کسی نبی کی سواری کو سوا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کما قال فی المواهب اللدنیہ حیث قال ورکب به مسرجا ملجما لم یرو لغیرہ من الانبیاء علیہم السلام یعنی سواری براق پر اوس حال مین کہ وہ کسا ہو زین اور لگام سے نہین روایت کیا گیا ہے اور نبیون کے واسطے اور وہ زین بہشتی تھا اور رکابین یاقوت سرخ کی تھین اور یہی کہا ہے کہ جسوقت وہ مرکوب اور انبیا کا تھا تو قدم منتہاے نظر پر نہین رکھہ سکتا تھا بلکہ یہ رتبہ اوسے اوسی وقت ملا کہ وہ سرور انبیا اوسپر سوار ہوئے اور اوس درجہ کو پہنچا کہ نظر علم اوسکے کی نظر حال اوسکے سے مقدم نہوئی کیونکہ تقدم نظر کا قدم پر طغیانی اور سرکشی ہے اور تخلف یعنی پیچھے رہنا قدم کا نظر سے تقصیر و کوتاہی ہے پس حال اوسکا معتدل ہوا کما فی الکازرونی اور کہا شیخ عبدالوہاب متقی نے کہ اوسکو براق اور مرکب اور دابہ کہنا چاہیے اور گھوڑا کہنا نچاہیے جیسے کہ بعض شعرا کے کلام مین واقع ہوا ہے اور نسیم الریاض مین نقل کیا ولم یکن علی شکل الفرس تنبیہا علی انہ حال سلم لا حرب یعنی نہ تھا براق گھوڑے کی شکل پر واسطے تنبیہ کے اسپر کہ وہ حال سلامتی اور آشتی کا ہے نہ لڑائی کا یعنی اصل مین گھوڑا لڑائی کرنے کے واسطے موضوع ہے اگرچہ اوس سے اور نفع بھی لیا جاتا ہے اور بعضون نے دلیل پکڑی ہے ساتھہ اس قول کے کہ قدم اوسکا مد بصر پر پڑتا تھا اسپر کہ پہونچنا اوسکا آسمان پر ساتھہ ایک قدم کے ہوا اسلیے کہ نظر اوسکی جبکہ زمین پر ہوتا ہے آسمان پر پہونچتی ہے سو پہونچنا اوسکا سات آسمان پر سات قدم مین ہوا اور نسیم الریاض مین کہا اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ ایک ہی قدم رکھنے مین آسمان تک پہونچ گیا جیسا کہ بعضون نے توہم کیا ہے انتہی اور مراد اس سے یہ ہے کہ حدیث مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے کہ دلالت کرے اسپر کہ انتہا نظر اوسکے کی آسمان تک تھی تا کہ لازم آوے وہ مدعا پھر فرمایا آپنے کہ پس سوار کیا گیا مین اوسپر اس عبارت مین اشارہ ہے اس بات پر کہ سوار ہونا آپکا براق پر محض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مدد سے تھا اور ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ سوار کرنے والے اوسپر آپکو جبرئیل تھے ساتھہ قدرت ملکیہ اپنی کے اور یہ کچھہ بعید نہین اسلیے کہ جبرئیل علیہ السلام واسطہ تھے پہنچنے فیض الٰہی کے اور اوترنے وحی کے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اور یہ ایک طرح کی خدمت ہے کہ خادم لوگ بادشاہون کی کرتے ہین اور جبرئیل علیہ السلام اوس رات مین چاکر اور غاشیہ بردار آپکے تھے چنانچہ ایک روایت مین آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام

رکاب حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پکڑے تھے اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ بعضی شعرا نے حضرت کی مدح مین جبرئیل علیہ السلام
کو خادم کہا ہے یہ کہنا برا نہین اسمین ترک ادب نہین جیسا کہ توہم کیا گیا ہے اور میکائیل ۲ باگ تھامے تھے اور ایک روایت مین
ہے کہ جبرئیل ردیف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تھے ردیف اوسکو کہتے ہین جو ایک مرکب پر کسی سوار کے پیچھے
بیٹھے شاید کہ پہلے رکاب پکڑے ہون پھر بسبب فرط محبت اور عنایت کے راہ مین آپنے اونکو ردیف کر لیا ہو یا پہلے ردیف
ہون پھر برعایت ادب اور تکریم آپکی کے اوتر کر اونھون نے رکاب پکڑی ہو واللہ تعالیٰ اعلم اور نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض
مین ہے کہ کہا ابن اثیر نے والاظہر اختصاصہ بالرکوب اور ظاہر تر ہے خصوصیت اوس سرور کے ساتھ سوار ہونے کی یعنی جبرئیل
علیہ السلام آپکے ساتھ سوار تھے پھر جب حرم مکہ سے چلے پہلے نخلستان مین پہونچے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ زمین شہر کی
ہجرتگاہ آپکی ہے یہان اوترکر دو رکعت نماز پڑھی پھر وہان سے چلکر مدین مین پہونچے اور اوس مین پر گذرے جہان ولادت
حضرت عیسی علیہ السلام کی ہوئی وہان بھی حسب کہنے جبرئیل علیہ السلام کے دو رکعت نماز پڑھی وہان سے چلکر ایک پیرزال
کو دیکھا آستینین چڑھائے سب زینتین کیے کھڑی تھی آپ سے کہا میری طرف دیکھیے آپ نے التفات نکیا اور جبرئیل
علیہ السلام سے کہا یہ کون ہے اونھون نے کہا آگے چلیے پھر آگے چلے تو راہ کی ایک جانب سے آواز سنی کہ کوئی آپ کو
پکارتا ہے آپ نے پوچھا یہ کون ہے پھر کہا جبرئیل علیہ السلام نے کہ یہان سے آگے چلیے پھر وہان سے آگے چلے تو ایک
جماعت کو دیکھا اونھون نے آپکو سلام کیا السلام علیک یا اول والسلام علیک یا آخر والسلام علیک یا حاشر
سلام تجھپر اے پہلے نبیون کے باعتبار نور کے اور سلام تجھپر اے پچھلے نبیون کے باعتبار ظہور کے اور سلام تجھپر اے
اکٹھا کرنے والے امت کے آپ نے بموجب کہنے جبرئیل علیہ السلام کے اونکے سلام کا جواب دیا پھر جبرئیل علیہ السلام نے
اون سب کا حال بیان کیا اور کہا وہ پیرزال جو آپ نے دیکھی تھی دنیا ہے اگر آپ جواب دیتے اوسکو تو اختیار کر لیتی آپکی
امت دنیا کو آخرت پر کما فی المدارج اب عمر اوسکی یعنی دنیا کی باقی نہین رہی ہے مگر جتنی کہ اوس پیرزال کی عمر باقی ہے روایت
ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو دنیا کی صورت مثالی دکھائی گئی پس دیکھا کہ ایک بڑھیا ہے سفید بال والی [illegible]
دانت گرے ہوئے سب طرح کے سنگار کیے ہوئے آپ نے پوچھا تو نے کتنے خاوند کیے ہین بولی بیشمار فرمایا کیا سب گئے یا
اونھون نے تجھکو طلاق دی اور چھوڑ دیا بولی یون نہین بلکہ مینے مار ڈالا اسکو فرمایا ہزار افسوس تیری اون خاوندون
پر جو اب جیتے ہین کسطرح عبرت نہین پکڑتے اون مرے ہوؤن کے حال سے اور روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے نوح
علیہ السلام سے پوچھا کہ اے بڑی عمر والے سب نبیون کے کیسا پایا تو نے دنیا کو فرمایا پایا مینے اوسکو مانند ایک گھر کے
جسکے دو دروازہ ہون ایک سے گھسا مین اور دوسرے سے نکلا فرمایا عیسے علیہ السلام نے الدنیا قنطرۃ
فاعبروہا ولا تعمروہا دنیا ایک پل ہے پس پار ہو جاؤ تم اوس سے اور مت عمارت بناؤ اوسپر انتہی کما فی
احیاء العلوم فرماتے ہین حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ اپنے رسالہ مین جسکا نام المشرب الوردی فی مذہب الامام المہدی ہے

دربیان صورت دنیا

ورجعنا الى معنى ما ورد فى بعض الروايات ان
عمر الدنيا سبعة الاف سنة وان نبينا صلى الله
عليه وسلم فى الالف السابع ولذا يقال نبى اخر الزمان
وقد بعث عن الالف ثلثة عشر سنة فى هذا الاوان
فلابد ان تقع اشراط الساعة قبل تحقق القيمة
فيحتاج الى اطالة المدة تكملة للعدة الى
العدة والتحقيق على ما ذكره شيخ مشائخنا
جلال الدين السيوطى رحمه الله تعالى فى رسالة الكشف
عن مجاوزة هذه الامة الالف الا انه لا يتجاوز
عن الخمس مأة ليصح ما ثبت فى الحديث
فانه قد يذكر العدد ويسقط الكسر من المدة
كما ورد فى روايته ان عمره عليه الصلوة والسلام
ستون سنة مع ان الصحيح ثلاث وستون
كما فى روايته واما رواية خمس وستين
فمحمولة على اعتبار عام الولادة وسنة
الوفات فههنا كذلك يتعين ان يحمل على
اسقاط الكسر والكسر لا يكون اكثر من النصف
فانه يلزم حينئذ ان يكون عمر الدنيا ثمانية
الاف اما مع الكسر والجبر ترجمہ یعنی اور
رجوع لائے ہم طرف معنی اسکے کے جو آیا ہے بعضی
روایتوں میں کہ عمر دنیا کی سات ہزار برس ہیں
اور ان میں سے حدیث زمیل خزاعی کی ہے کہ کہا
خواب میں دیکھا میں نے آپکو ای پیغمبر خدا سات درجہ
کے منبر پر اور آپ سب کے اوپر والے درجہ پر ہیں اور
آپکے پہلو کی طرف ایک اونٹنی دبلی ہے کہ گویا آپ

اوسے اوٹھاتے ہین پھر آپ نے اونٹنی اوٹھانے کو ساتھ قیام قیامت کے تعبیر دی اور منبر سات درجہ کو ساتھ دنیا سات
ہزار برس کی کے تفسیر کی اور مجھکو اوپر کے درجہ پر دیکھا تو نے کیونکہ مین مبعوث ہوا ہون اوسکے آخر کی ہزار مین نقل کیا
اسکو طبرانی اور بیہقی نے دلائل مین اور سہیلی نے روضۃ الانف مین بیہقی نے کہا کہ یہ حدیث اگرچہ ضعیف الاسناد ہے
ولیکن تائید کری ہے اوسکی وہ کہ طریق صحیح کے ساتھ موقوفا ابن عباس سے مروی ہے کہ دنیا کے سات دن ہین ہر دن ہزار سال
کا اور مبعوث ہوئے رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اوسکے پچھلے روز مین اور تحقیق گذر چکین اوس روز مین سے ساتھ
برسین اور صحیح کہا ہے ابو جعفر طبری نے اس اصل کو اور قوت دی ہے اوسکو ساتھ آثار کے اور ذکر کیا ہے یہ قول رسول مختار
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا بعثت انا والساعۃ کہاتین وانما سبقتہا بما سبقت بہ ہذہ یعنی الوسطی والسبابۃ اور وارد
کیا ہے اس حدیث کو طرق کثیرہ صحیحہ سے اور ذکر کیا ہے ساتھ اوسکے یہ قول پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا لا یعجز اللہ ان
یوخر ہذہ الامۃ نصف یوم یعنی خمس مائۃ عام اور اوس پہلی حدیث کو یعنی بعثت انا والساعۃ کو ابوداود نے بھی روایت
کیا ہے اور یہ بھی اس مدعا پر شاہد بین ہے اسواسطے کہ انگشت وسطی زیادہ ہے بقدر آدھے ساتوین حصہ انگلی کے جیسا کہ آدھا
دن سات دنون سے آدھا ساتوین حصہ کا ہے اور راوی نہین ہے وہ ہے کہ متوکل باللہ کے جواب مین عبد الواحد قاضی عباس
نے مرفوعا ذکر کی کہ آپ نے فرمایا ان احسنت امتی فبقاءہا یوم من ایام الاخرۃ وان اساءت فنصف یوم خلاصہ
دیباچہ شرح ابن ماجہ کہتا ہون مین کہ دن آخرت کا ہزار برس کا ہے وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون
اور ہزار برس گذر چکین اور امت مرحومہ باقی رہی والحمد للہ علی ذالک کہ نہ کار ٹھہری یہ امت نزدیک اللہ تعالی کے اور
تحقیق عمر دنیا کی سات ہزار برس کی ہے اور بیشک ہمارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ساتوین ہزار مین ہوئے اور اسی
واسطے کہا جاتا ہے انکو نبی آخر زمانے کے اور تحقیق ایک ہزار تیرہ برس ہو چکے این نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے اسوقت
تک سو ضرور ہوا یہ کہ واقع ہون علامات قیامت کے قبل آنے قیامت کے تو حاجت ہوئی طرف بڑھانے مدت کے واسطے پورا
کرنے حساب کے میعاد تک اور تحقیق وہ جو ذکر کیا ہمارے اوستادون کے اوستاد جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے رسالہ الکشف
عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین آگاہ ہو کہ تحقیق تجاوز نکرے گی مدت پانسو برس سے تاکہ صحیح ہو وہ جو ثابت ہوا ہے
حدیث مین اسواسطے کہ کبھی بیان کیا جاتا ہے عدد کا اور چھوڑ دی جاتی ہے کسر اوسکی مدت سے لینے بیان عدد کو جو سات ہزار
برس ہین ذکر کیا اور کسر کو جو پانسو ہین ذکر نکیا چنانچہ آیا ہے ایک حدیث مین کہ تحقیق عمر شریف رسول اللہ صلی اللہ تعالی
علیہ وآلہ وسلم کی ساٹھ برس کی تھی باوجود اسکے کہ صحیح تریسٹھ برس کی تھی چنانچہ ایک روایت مین ہے اور ہر روایت
پینسٹھ برس کی ہے سو وہ محمول ہے اوپر اعتبار سال ولادت اور سال وفات کے سو بیان بھی اسیطرح متعین کرنا چاہیے
محمول ہونے حدیث سات ہزار کو اوپر ساقط کرنے کسر کے یعنی جو سات ہزار سے زیادہ ہے اور کسر زیادہ نہین ہوتی نصف سے
یعنے اگر عشرات کا مذکور ہے تو اسمین کسر پانچ سے زیادہ نہوگی اور جو مائۃ کا ذکر ہے تو کسر اوسکی پچاس سے زیادہ نہوگی یعنی

دھایون ۱۲ سیکڑون ۱۲

آلاف کی کسر یا نسو سے زیادہ نہو گی ہواسطے کہ اگر زیادہ پانچ سے ہو تو لازم آتا ہے آنا تسویہ کہ ہو عمر دنیا کی آٹھہ ہزار برس کی ساتھہ کسر کے یا جوڑ کے اور کسر کے عدد ہونے پانسو تو حقیقت مین ساڑھے سات ہزار برس ہونے واللہ اعلم بالصواب ایضاً هذا کله باعتبار الاجمال فی زمان الساعة وما یترتب علیه من الاحوال والا فقد قال الله تعالی یسئلونك عن الساعة ایان مرسها فیم انت من ذکرها الی ربك منتهها وفی آیة الاخری قل انما علمها عند ربی لا یجلیها لوقتها الا هو وفی اخری وما یدریك لعل الساعة تکون قریبا وفی اخری ان الله عنده علم الساعة وهی من مفاتیح الغیب خمس لا یعلمهن الا الله کما ورد فی حدیث جبرئیل کما سأل النبی صلی الله تعالی علیه واله وسلم اخبرنی عن الساعة قال ما المسئول عنها باعلم من السائل قال فاخبرنی عن اماراتها الحدیث والحاصل ان ساعة القیمة بعینها لا یخبرها الا الله ولا یطلع علی حقیقتها سواه انتهی ترجمہ یہ تمام یعنی وہ بیان جو اوپر ہو چکا بطریق اجمال کے ہے بیچ بیان زمانہ قیامت کے اور بیچ اوسکے جو مترتب ہوں اوسپر احوالوں سے اور نہین تو پس تحقیق اوسکا علم بتفصیل سوا خدای تعالی کے کسی کو نہین جیسا فرمایا اللہ تعالی نے کہ پوچھتے ہین تجھسے ای محمد یعنی منکر لوگ قیامت کو کہ کب ہو گا ٹھہراؤ اوسکا تو کس بات مین ہے مذکور اوسکے سے طرف رب تیرے کے ہے پہنچ اوسکی یعنی اوسکا علم تیرے رب کے پاس ہے **ف** اور ابن ابی حاتم نے ساتھہ اسناد اپنی کے روایت کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق مشرک مکہ کے سوال کیا کرتے تھے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور کہتے تھے کب قائم ہوگی قیامت اور یہ پوچھنا اونکا ٹھٹھے کے طرق سے تھا تب اوتاری اللہ تعالی نے یہ آیت یسئلونك عن الساعة ایان مرسها اسی طرح حاکم اور ابن جریر نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی اور روایت کی طبرانی اور ابن جریر نے طارق بن شہاب سے کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اکثر ذکر کیا کرتے تھے قیامت کا حتی کہ اوتاری اللہ تعالی نے یہ آیت فیم انت من ذکرها پس حاصل اسکا یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بسبب بشدت خواہش اپنی کے اوپر جواب سائلوں کے وقت قیام قیامت کے سے اللہ سبحانہ تعالی سے سوال کرتے رہتے تھے حتی کہ اوتری یہ آیت فیم انت من ذکرها پس ظاہر ہوا کہ اوسکے اخفا کرنے مین حکمت ہے اور اوسکے جاننے سے توقع نرکھی جاوے پھر باز رہے حضرت اوسکے پوچھنے سے اور بعضے یہ معنی کہتے ہین کہ بیچ کس چیز کے سوال اونکا ہے اور تو یعنی پہنچنا تیرا در حالیکہ تو خاتم الانبیا ہے قریب زمانہ قیامت کے ایک علامت ہے علامتوں قیامت سے اور ایک دلیل ہے کہ دلالت کرتی ہے علم آنے پر ساتھہ قریب واقع ہونے اوسکے کے پس بس ہے اونکو اسیقدر علم اوسپر اور یہی کافی ہے اوسکے لیے طیاری کرنے کو پس بےفائدہ ہے اوسکی تعیین سے سوال کرنا انتہی کما فی المظہری والفتوحات الالہیہ اور فرمایا دوسری آیت مین تو کہدے ای محمد اوسکا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے نہین ظاہر کریگا اوسکو اوسکے وقت پر مگر وہی اور دوسری آیت مین فرمایا اور کس چیز نے آگاہ کیا تجھکو ای محمد شاید کہ قیامت قریب ہی ہو اور فرمایا دوسری آیت مین کہ بیشک اللہ اوسکے پاس ہے علم قیامت کا اور یہ قیامت کنجیوں غیب کے سے ہے

پانچ چیزین ہین کہ کوئی نہین جانتا اونکو سواے اللہ تعالی کے چنانچہ آیا ہے حدیث جبرئیل مین جب پوچھا نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے یعنی جبرئیل علیہ السلام نے کہ خبر دیجیے مجھکو قیامت سے یعنی کب آوے گی کہا نبی صلی اللہ علیہ و
سلم نے نہین وہ شخص کہ سوال کیا گیا حال اوسکے سے دانا تر ہے سائل سے یعنی جب سائل اور مسئول عنہ دونون اوسکے نجانے
مین برابر ہین کہا سو خبر دیجیے مجھکو علامات اوسکے سے الی آخر الحدیث اسمین اشارہ ہے کہ مسئول عنہ سے صلاحیت اس
بات کی منتفی ہے کہ وہ پوچھے جاوین امر قیامت سے کیونکہ وہ مفاتیح غیب سے ہے اوسکو سوای خدای تعالی کے کوئی نہین
جانتا اور مفاتیح غیب پانچ چیزین ہین ایک جاننا قیامت کا کہ کب ہوگی دوسرے جاننا مینہ کا کہ کب برسےگا تیسرے جاننا حال
رحم کا کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی چوتھے جاننا حال کل کے دن کا کہ آدمی اوس مین کیا کماویگا پانچوین جاننا حال موت کا کہ آدمی
کس زمین مین مریگا ان پانچ چیزونکا علم خاص اللہ ہی کو ہے اور کو نہین سوال اگر کوئی کہے کہ جب علم اوسکا بجز خداے
تعالی کے اور کسی کو نہین ہے تو جبرئیل نے کسواسطے قیامت کے حال سے سوال کیا جواب واسطے تنبیہ اور تعلیم کے
تاکہ جان لین کہ رسول مقبول علیہ السلام کے ذمہ پر نہین ہے جواب دینا اوس چیز کا کہ خود نہین ہے علم واسطے اون کے
ساتھہ اوس کے اور نہ عار کرنا اس قول کے کہنے سے کہ مین نہین جانتا ہون اور یہ کہنا کہ مین نہین جانتا آدھا علم ہے
کما فی المعالم والمرقات اور حاصل اس سب کا یہ ہے کہ وقت آنے قیامت کا بعینہ سوای اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا او
کوئی مطلع نہین اوسکی حقیقت پر سواے اوسکے انتہی تتمہ اور وہ پکارنے والا شیطان تھا اور وہ جماعت جسنے سلام
کیا آپکو وہ ابراہیم اور موسی اور عیسی علیہم السلام تھے اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ گذرے آنحضرت صلی اللہ تعالی
علیہ وآلہ وسلم حضرت موسی علیہم السلام پر اوس حال مین کہ وہ نماز پڑھتے تھے اپنی قبر مین اور کہا اونھون نے اشہد انک
لرسول اللہ یعنی گواہی دیتا ہون مین کہ البتہ تو رسول ہے اللہ کا اگر بیان کرئی حضرت موسی علیہ السلام کے نماز پڑھنے
مین شک کرے اور کہے کہ نماز کے مکلف تو لوگ زندگی مین ہوتے ہین وہ بعد موت کے قبر مین کیون نماز پڑھتے تھے تو کہا
جاویگا کہ انبیا علیہم السلام زندہ ہین نزدیک پروردگار اپنے کے اور عبادت کرتے ہین اوسکی چنانچہ ذکر اللہ تعالی کا کرتے ہین
اہل جنت کے جنت مین بے اسکے کہ وہ مکلف ہین ساتھہ اوسکے پھر وہانسے آگے چلکر بہت نیک اور بد گروہون کو دیکھا
کہ عالم برزخ اور عالم مثال مین وہ اپنی جزای اعمال مین نیکی اور بدی کے گرفتار اور ماخوذ ہین یہ انتخاب ہے مظاہر حق او

اشعۃ اللمعات اور مدارج النبوۃ کا عالم برزخ کہتے ہین عالم قبر کو اور وہ عبارت ہے اوس زمانہ سے کہ درمیان وقت موت کے اور زمانہ قیامت کے ہے از خیالات وغیرہ اور عالم مثالی ایک عالم ہے نہایت لطیف عالم اجسام سے اور بہت کثیف عالم ارواح سے اوسمین ارواح ومعانی اور فرشتے جسم اور صورت مختلف کہ صفت مین مناسبت رکھتے ہین پکڑتے ہین جیسے کہ اسلام قبہ کی صورت اور علم دودھ کی صورت اور جبرئیل بشر کی صورت اور مانند اونکے اور سند اسکی یہ آیت ہے فتمثل لھا بشرا سویا یعنی بن آیا اوسکے آگے آدمی پورا انتہی خلاصہ محلی وتقریر شیخ اکبر اور مواہب لدنیہ مین ہے کہ گذرے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ایک قوم پر کہ بوتے تھے اور کاٹتے تھے اوسکو ایک ہی دن مین اور جب وہ اوس بوئے ہوئے کو کاٹتے پھر ویسا ہی ہو جاتا آپنے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ لوگ کون ہین کہا یہ لوگ مجاہدین فی سبیل اللہ ہین دو چند کی گئی ہین نیکیاں اونکے سات سو تک وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ترجمہ اور جو خرچ کرتے ہو کچھ چیز وہ اوسکا عوض دیتا ہے اور وہ ہے بہتر روزی دینے والا رزاق حقیقی سواے خداے تعالی کے کوئی نہین ہے اور غیر اوسکا واسطہ ہے اللہ تعالی کے رزق پہنچانے کا تو غیر کو رزاق کہنا مجازی ہے پس استعمال خیر الرازقین کا اسمقام مین بطریق عموم مجاز کے ہے نہ بطریق جمع کے درمیان حقیقت اور مجاز کے کما فی المظہری اور حدیث قدسی مین آیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا ہے ای ابن آدم خرچ کر مال تا کہ خرچ کیا جاوے تجھپر اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہین خرچ کیا کسی مومن نے کچھ نفقہ سوا اللہ تعالی پر ہے عوض اوسکا درحالیکہ وہ ضامن ہے یعنی بطریق فضل اور رحمت کے اوسکے عوض کا ذمہ دار ہے مگر وہ نفقہ کہ تھا عمارت نامشروع کے بنانے مین یا معصیت خدا عزوجل مین کما فی المعالم پھر ایک قوم پر گذرے کہ پھوڑے جاتے تھے سر اونکے پتھرون سے جب پھوٹ جاتے پھر جیسے تھے ویسے ہی درست ہو جاتے اور نہین کم ہوتا اونسے اس عذاب سے کچھ پوچھا آپنے جبرئیل علیہ السلام سے یہ کون ہین کہا یہ وہ لوگ ہین کہ بھاری ہوتے سر اونکے نماز پنجوقتی سے یعنی ادا سے نماز پنجوقتی مین سستی کرتے تھے اور بیوقت پڑھتے تھے اور رکوع وسجود خوب طرح نہین ادا کرتے تھے پھر گذرے ایک قوم پر کہ اونکے قبلون پر پیوند تھے اور اونکے دبرون پر بھی چیتھڑے جاتے تھے جسطرح چگائے جاتے ہین چارپائے کھاتے تھے جھاڑ کانٹے اور تھوہر اور گرم پتھر دوزخ کا آپنے جبرئیل علیہ السلام سے کہا یہ کون لوگ ہین کہا وہ لوگ ہین کہ زکوۃ ادا نہین کرتے اپنے مالون کی اور ظلم نکیا ہے اونپر خدا نے وما انا بظلام للعبید ترجمہ اور نہین مین یعنی اللہ تعالی ظلم کرنے والا ہے اپنے بندون پر پھر گذرے ایک قوم پر کہ روبرو اونکے گوشت اچھا پاک دیگون مین پکا ہوا دھرا تھا اور دوسرا گوشت مردار وناپاک دیگون مین تو کھا رہے تھے وہ اوس مردار گوشت کو اور نکھاتے تھے اوس ستھری کو پوچھا آپنے کیا ہے یہ ای جبرئیل عرض کیا کہ یہ وہ مرد ہین آپکی امت کے کہ ہے اونکے پاس بی بی حلال طیب پس آتے ہین وہ عورت خبیثہ کے پاس یعنی حرام کاری کو پھر رہتے ہین اوسکے پاس صبح تک اور یہ آپکی امت کی وہ عورتین ہین کہ اوٹھکر اپنے خاوند حلال طیب کے پاس سے آتی ہین مرد خبیث کے پاس یعنی غیر کے اور رہتی ہین اوسکے پاس صبح تک

پھر گذرے ایک مرد پر کہ جمع کیا تھا اوسنے ایک بڑا اشتارہ لکڑیونکا کہ نہ طاقت رکھتا تھا اوسکے اوٹھانے کی اور وہ اوس پر
اور زیادہ کرتا جاتا تھا آپنے پوچھا جبرئیل علیہ السلام سے کہ یہ کیا ہے کہا یہ ایک مرد ہے آپکی امت سے کہ اوسپر امانتین لوگون
کے ہین اور وہ طاقت اونکے ادا کرنے کی نہین رکھتا اور پھر زیادہ اپنے اوپر لادتا جاتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ کہا
جبرئیل نے یہ مرد حریص ہے اوسنے خرچ سے زیادہ جمع کر لیا ہے پر حرص سے اوسپر اور بڑھاتا ہے کما فی المعارج مصحح کہتا ہے
ہوسکتا ہے کہ اوسمین دونون صفت ہون پھر مواہب کے روایت مین اوسکی حرص جمع کرنی امانتون کی کا بیان ہوا اور معارج
النبوہ کی روایت مین اوسکی حرص جمع کرنے مال کا مذکور ہو واللہ تعالی اعلم پھر گذرے ایک قوم پر کہ کاٹی جاتی تھین اونکی
زبانین اور ہونٹ آہنی مقراضون سے پھر جب کٹ چکتین پھر ویسے ہی ہو جاتین جیسے کہ تھین اور نہین کم ہوتا تھا اون کو
اوس عذاب سے کچھ پوچھا آپ نے یہ کیا ہے کہا جبرئیل علیہ السلام نے ہولاء خطباء الفتنة یعنی یہ لوگ واعظ فتنہ انگیز ہین
اور ایک روایت مین ہے کہ کہا یہ واعظ ہین آپکی امت کے امر کرتے لوگون کو نیک کام کرنے کو اور بھولاتے ہین اپنی جانون کو
اور ایک روایت مین یہ زیادہ ہے کہ پڑھتے ہین کتاب خدا کی اور اوسپر عمل نہین کرتے واضح ہو کہ امر کرنا اپنے نفس کو ایک واجب
ہے اور غیر کو واجب دوسرا ہے پس ملامت اور عذاب نکرنے پر ہے نہ اونکے اوس کہنے پر از مشکوۃ و بیضاوی وغیرہا اور فرمایا
عیسی علیہ السلام نے یا واعظ عظ نفسک ای واعظ اول شربت نصیحت کا اپنے نفس بیمار کو پلا جب وہ تندرست ہوتب
دوسرونکے علاج مین مشغول ہو ؎ ای دل کہ جملہ را اکردی لہ کرم ✤ کرم کن خود را واز حق دار شرم ✤ ای زبان کہ جملہ را
ناصح بدی ✤ نوبت تو گشت از چہ تن زدی ✤ جواہر التفسیر اسلیے کہ لوگ اونکے کردار خلاف گفتار کے دیکھکر بد
کہتے ہین بلکہ کبھی اونھین کے کہے ہوئے سے انکار کر بیٹھتے ہین اور یہی فتنہ ہے نقل مشہور ہے کہ ایک شخص نے کہا خیرات
لینا اچھا ہے اور خیرات کرنا برا اسواسطے کہ اگر خیرات کرنا اچھا ہوتا تو بڑے لوگ اختیار کرتے وہ لیتے ہین دیتے نہین
پھر گذرے ایک چھوٹے سوراخ پر کہ نکلتا ہے اوس مین سے ایک بیل بڑا پھر چاہتا ہے کہ لوٹ کر جاوے اوسی سوراخ مین
سو طاقت نہین رکھتا ہے اوسمین جانے کے پوچھا آپ نے یہ کیا ہے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ وہ مرد ہے کہ کلام کرتا تھا
اپنی قدرت سے بڑھکر پھر نادم ہوتا ہے اوسپر پھر طاقت نہین رکھتا ہے یہ کہ رد کرے اوسکو یعنی طرف مونھہ اپنے کے
اور فرمایا کہ گذرا مین ایک بڑے پتھر پر اوسمین ایک سوراخ چھوٹا تھا اوس سے پانی نکلتا تھا پھر اوسی طرف لوٹنا چاہتا
تھا پر لوٹ نہ سکتا تھا جبرئیل علیہ السلام سے مین نے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا یہ پتھر مثال مونھہ کے ہے اور سوراخ نمونہ زبان کا
اور پانی تمثیل سخن کے ہے اسمین آپکو تعلیم ہے کہ مونھہ سے بات نکلی مونھہ کی طرف نہین لوٹ سکتے معارج لہذا کہا ہے السر
اذا جاوز الاثنین فقد شاع پھر گذرے آپ ایک جنگل پر کہ آتے تھے وہان ہوا ٹھنڈھی خوشبودار اور آتے تھے خوشبو
مشک کی پھر آپ نے ایک آواز سنی پوچھا یہ کیا ہے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ آواز جنت کی ہے کہتی ہے کہ رب اتنی
ما وعدتنی یعنی ای رب میرے دے تو مجھکو جو وعدہ کیا ہے تو نے مجھ سے سو تحقیق زیادہ ہو گئی خوشبو میری اور استبرق

میرا اور حریر میرا اور سندس میرا اور عبقری میرا اور موتی میرے اور مونگے اور چاندی میری اور سونا میرا اور کوزے میرے اور جام میرے اور چھاگلین میری اور مرکب میرے اور شہد میرا اور پانی میرا اور دودھ میرا اور شراب میری پس دے تو مجکو جو کچھ وعدہ کیا تو نے مجھ سے سو فرمایا اللہ تعالی نے لك كل مسلم ومسلمة ومؤمن ومؤمنة ومن آمن بي وبرسلي وعمل صالحا ولم يشرك بي ولم يتخذ من دوني اندادا ومن خشيني فهو آمن ومن سألني اعطيته ومن اقرضني جزيته ومن توكل علي كفيته انني انا الله لا اله الا انا لا اخلف الميعاد قد افلح المؤمنون وتبارك الله احسن الخالقين قالت قد رضيت ترجمہ تیرے لیے ہین تمام مسلمان مرد اور مسلمان عورتین اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتین اور وہ کہ ایمان لایا مجپر اور میرے رسولون پر اور عمل کیے نیک اور نشریک کیا اوسنے میرا اور نہین پکڑا اوسنے وراے میرے کسی کو میرا ہمسر اور وہ جو ڈرا مجھسے سو وہ امن مین ہے فرمایا ف جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ اس سے معلوم ہوا کہ داخل ہونا اور ہمیشہ رہنا جنت مین اور رضا الہی واسطے اہل خوف کے ہے اسواسطے کہ مدار امر کا اور باعث ہر چیز کا اور ناہی پر معصیت اور شر کا خوف اور خشیت ہے مظہری وجمل اور جسنے سوال کیا مجھسے دیتا ہون مین اوسکو اور وہ کہ جسنے قرض دیا مجکو سو جزا دیتا ہون مین اوسکو یعنی قرض دے بندون میرے کو ساتھ حذف مضاف کے یا معنی یہ ہین کہ خرچ کرے مال اپنا میری راہ مین اس امید پر کہ مین اوسکو عوض اوسکا دون دوگنا دون پس اپنی راہ مین دینے کو قرض تعبیر کیا تا کہ دلالت کرے التزام جزا پر کیونکہ قرض اخراج مال کا ہے واسطے استرداد بدل کے قرطبی ومظہری اور وہ کہ جسنے توکل کیا مجپر سو کفایت کرتا ہون مین اوسکو وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا سنا مینے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے اگر توکل کرو اللہ پر جو حق ہے توکل کا البتہ روزی دے تمکو جیسے کہ روزی دیتا ہے پرندون کو کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہین اور شام کو لوٹتے ہین پیٹ بھرے از ترمذی وابن ماجہ ترجمہ بیشک مین ہون معبود سوا میرے نہین کوئی معبود نہین خلاف کرتا ہون مین وعدہ تحقیق فلاح پائی ایمان دارون نے سو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر خالق بنانے والا کہا جنت نے تحقیق مین راضی ہوئی ف اور فلاح پہنچنا ہے مقصود کو اور نجات پانا مرہوب سے اور باقی رہنا خیر مین اور کامل فلاح یہ ہے کہ معذب نہو اصلا نہ قبر مین اور نہ ساتھ مناقشہ حساب اور نہ شدائد قیامت اور نہ دخول نار کے اور نہ ساتھ دشواری گذرنے کے پل صراط پر اور پہنچنا اعلی مقاصد کو جنتون مین اور مراتب قرب اور دیدار اور رضوان کو اور فلاح فی الجملہ واسطے ہر مؤمنین کے ہے مظہری اور اس معنی مین اشارہ ہے کہ خالق اس جگہ بمعنی صانع کے ہے جیسا کہ حجاج نے کہا ہے اور اسی معنی مین اس آیت مین وارد ہوا ہے اِنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ اور بعضی کہتے ہین بر سبیل فرض کے ہے اور فرض محال کا محال نہین ہے یعنی جو فرض کرین تعدد خالقین کا جیسے کہ رای معتزلہ کی ہے کہ مجوس

اس امت کے ہین تو وہ خالق بہت بہتر خالقین کا ہے از مظہری پھر گذرے ایک نالے پر پھر سنی آپ نے ایک آواز
ناپسند اور مکروہ اور پائی بدبو پوچھا آپ نے یہ کیا ہے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ آواز جہنم کی ہے کہتی ہے اے رب میرے دے
مجھکو جو وعدہ کیا تو نے مجھسے پس تحقیق بہت ہوگئین زنجیرین میری اور طوق میرے اور آتش میری اور گرم پانی میرا اور ضریع
اور غساق میرا یعنی جھاڑ کانٹے کے اور پیپ بہتی میرے ضریع نام ہے ایک گھانس کا کہ اکثر ندی کے کنارے پر اوگتی ہے
جبتک تر رہتی ہے اونٹ کے چارہ مین کام آتی ہے اور جب خشک ہوجاتی ہے تو ضریع کہلاتی ہے اور سم قاتل ہوجاتی
ہے کوئی جانور اوسے نہین کھاتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ وہان کی ضریع کو یہان کی ضریع پر قیاس نکرو وہ ایک
شئی ہے آگ مین کہ چبھنے مین کانٹے کے مشابہ ہے اور تلخی مین ایلوے سے زیادہ ہے اور بدبوئی مین مردار سے بڑھکر ہے اور
گرمی مین آگ سے تیز ہے کذا فی فتح العزیز اور غساق میل اور پیپ دوزخیون کے جلے بدن کا کہ دوزخ کے گڑھون مین جمع
ہوگا اور دوزخی بکمال اضطرار تشنگی سے اوسے پیوین گے فتح العزیز اور پیوین گے حمیم یعنی جلتا پانی اور طعام دوزخ کا
کئی طرح کا ہے اسواسطے کہ طبقات معذبین کے کئی طرح کے ہین پس بعضون کا کھانا زقوم اور بعضون کا غسلین اور بعضون
کا ضریع ہے لہذا فرمایا ہے لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ پس نہین منافات ہے درمیان اس قول باری تعالی کے لَيْسَ
لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِن ضَرِيعٍ الآیہ اور اس قول کے وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ الآیہ فتوحات اور زیادہ ہوگیا عذاب میرا اور دو
تنگ ہوگیا گھر اوس میرا اور سخت ہوگئی گرمی میری سو دے مجھکو جو تو نے وعدہ کیا مجھسے فرمایا اللہ تعالی نے اوسکو تیرے ہی لیے ہین
تمام مشرک مرد اور مشرکہ عورتین اور کافر مرد اور کافرہ عورتین اور ہر ایک سرکش کہ نہ ایمان لایا قیامت کے دن پھر کہا اوسنے کہ
تحقیق راضی ہوئی مین فرمایا حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ پھر چلا مین یہان تک کہ آیا بیت المقدس کو اور بیہقی مین
ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کہ پکارا مجھکو ایک پکارنے والے نے
داہنی طرف سے کہ دیکھ میری طرف کہ سوال کرون مین تجھسے سو نہ جواب دیا مینے اوسکو پھر اسیطرح سے بائین طرف سے کسی
دوسرے نے آواز دی اوسکو بھی جواب ندیا مینے پھر بیان کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہ وہ پہلا پکارنے والا داعی
یہود کا تھا اگر آپ جواب دیتے اوسکو البتہ یہود ہوجاتی امت آپکی اور وہ دوسرا داعی نصاری کا تھا اگر جواب دیتے
آپ اوسکو البتہ ہوجاتی امت آپکی نصاری اور اوسی مین ہے کہ جب آسمان دنیا پر آپ تشریف فرما ہوئے دیکھا وہان حضرت
آدم علیہ السلام کو اور دیکھے وہان پر خوان اور اون پر بہت پاکیزہ گوشت رکھا تھا اور نہ تھا کوئی اوسکے کھانے والا اوس
گوشت کا اور دوسرے اور خوان دیکھے اونپر گوشت گندہ بدبو کرنے والا دھرا تھا اونپر آدمی بیٹھے اوس گوشت کو کھارہے
تھے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ وہ لوگ ہین جو چھوڑتے ہین حلال کو اور کھاتے ہین حرام کو اور اوسی مین ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم گذرے ایک قوم پر کہ پیٹ اونکے بڑے بڑے تھے مانند کوٹھون کے جب کوئی اون مین سے کھڑا ہوتا تھا
تو گر پڑتا کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ بیاج کھانے والے ہین اور اوسی مین ہے کہ گذرے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

ایک قوم پر کہ ہونٹ اونکے اونٹون کے سے تھے کھاتے تھے انگارے اور نگلتے تھے اونکو پھر باہر نکلتے تھے وہ انگارے اونکے نیچے سے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ وہ لوگ ہین کہ کھاتے تھے مال یتیمون کا ناحق اور گذرے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عورتون پر کہ لٹکائی گئین تھین وہ ساتھ پستانون اپنی کے اور تحقیق تھین وہ زناکارین اور گذرے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک قوم پر کہ کاٹا جاتا تھا گوشت اونکا پہلوون سے سو وہ کھاتے تھے اوسکو اور تحقیق تھے وہ ہماز اور لماز یعنی چغل خور اور عیب چین ف اور مروی ہے انس رض سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ شب معراج مین گذرا مین ایک قوم پر اونکے ناخون تھے تانبے کے کھروچتے تھے اونکے ساتھ مونھہ اپنے پھر کہا مینے ای جبرئیل کون ہین یہ لوگ کہا یہ وہ ہین کہ کھاتے تھے گوشت آدمیون کے اور پڑتے تھے اونکی آبروؤن مین یعنی غیبت کرتے تھے اور عیب لگاتے تھے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے کذا فی الطریقۃ المحمدیہ اور اوسکی شرح وسیلہ احمدیہ مین کہا مشاہدہ کرنا اس قوم کا قبل پہنچنے بیت المقدس کے تھا اور بعضی کہتے ہین آتش دوزخ مین دیکھا اور نہین مانع ہوتی ہے کوئی چیز بعد سے یعنی دوبارہ دیکھا ہو مؤلف عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ بس نہین منافات ہے درمیان اوس قول کے کہ بعضون نے کہا ہے اون قومون کو آسمان پر دیکھا اور بعضون نے کہا ہے زمین پر پھر بیت المقدس پہنچکر آپنے انبیا اور ملائکہ علیہم السلام کو دیکھا تھا ارواح متمثلہ اونکے کے یا ساتھ ابدان کے کیونکہ وہ زندہ ہین جیسے کہ نماز پڑھنا موسی علیہ السلام کا مستدعی ہے جسم زندہ کو اسیطرح وہ صفات کہ ذکر کی گئی ہین بیچ لیلۃ الاسرا کے وہ کل صفات اجسام کے ہین اور اوسکو یہ لازم نہین ہے کہ ہوین اونکے اجسام ساتھ اون کے جیسے کہ تھے دنیا مین تاکہ محتاج ہوین شراب وطعام کے جسطرح دنیا مین تھے انتہی نسیم الریاض وانتباہ الاذکیا فی حیات انبیا اور اونکی امامت کی یعنی نماز عشا کی پڑھائی اسواسطے کہ اسرا اول رات مین واقع ہوئی اور یہ نماز فرض تھی بعضی انبیا پر جیسا کہ روایت کیا ہے محدثون نے اور مختار کیا اسکو امام نووی رحمہ اللہ نے انتہی نسیم الریاض مروی ہے کہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب مین مسجد اقصی مین پہنچا وہان مینے ایک جماعت فرشتون کی دیکھی کہ آسمان سے میرے استقبال کو آئی تھی اور مجھکو اونہون نے سلام کیا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بشارت دی اور سلام ساتھ ان لفظون کے کیا السلام علیك یا اول یا آخر یا حاشر مینے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کیا ہے یہ سلام انکا مجھکو کہا تو ہی اول شخص ہوگا کہ شفاعت کریگا اور شفاعت تیری قبول ہوگی اور تو ہی آخر سب انبیا کا ہے اور اول حشر کیا جاویگا تیرا قیامت کو اور تیری امت کا پھر جبرئیل علیہ السلام نے مجھے براق سے اوتارا اور براق کو ایک حلقہ دروازہ مسجد سے باندھ دیا اس مین اشارہ ہے ساتھ مباشرت اسباب کے اور وہ مانع نہین توکل کو اسلیے کہ حضرت نے فرمایا اعقلوا وتوکلوا یعنی باندھو اور توکل کرو مولوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے گفت پیغمبر باآواز بلند ٭ بر توکل زانوی اشتر ببند اور اوسی حلقہ سے سب اگلے انبیا اپنے مرکبون کو باندھا کرتے تھے اور بیان نکیا گیا کہ کہان تھا وہ حلقہ پس بعضی کہتے ہین وہ روبروہ دروازہ مسجد اقصی کے تھا اور وہ جو ترمذی کی حدیث مین آیا ہے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم جب پہونچے بیت المقدس تک اشارہ کیا جبرئیل علیہ السلام نے صخرہ کیطرف پھر پھاڑا اوسکو اور باندھا
براق کو اوسمین اور یہی معروف ہے اور مین نہین پہچانتا ہون اوسکو کہ پہلے مذکور ہوا کہ وہ کس شخص سے نقل کیا
گیا ہے اور مسلم کے لفظون مین مربوط کا مذکور نہین اور ظاہر سیاق چاہتا ہے کہ وہ براق ہے بنا بر اسکے کہ انبیا
اوسپر سوار ہوتے تھے اور وہی صحیح ہے کہ اوسی پر سوار ہوئے والا انبیا سے جنس انبیا کی مراد لی گئی اور ثابت کیا گیا یا نہ ہو بنا ۱۲
سب نبیون کے واسطے فعل بعض کا اور یہ جائز ہے اور یہ احتمال کہ باندھتے تھے اپنی چارپائی بعید ہے اور احتمال براق
ہونے کا قوی ہے نسیم الریاض اور مین مسجد اقصی مین آیا اور ایک جماعت انبیا علیہم السلام کی دیکھی اونھون نے
جنہہ پر سلام کیا اور درود بھیجا مینے کہا اے جبرئیل علیہ السلام یہ کون ہین کہا یہ تمھارے بھائی انبیا علیہم السلام
ہین پھر مینے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا سب انبیا اور ملائکہ نے واسطے نماز کے صف باندھی پھر جبرئیل علیہ السلام کے کہنے سے
مینے امامت کی نسیم الریاض مین ہے کہ امامت حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دلالت کرتی ہے آپکی افضلیت پر
اوپر سب انبیا کے لہذا دلیل پکڑی صحابہ کرام نے اوپر تفضیل صدیق اکبر رضی کے سب صحابہ رض پر ساتھ امام بنانے اوس سرور
علیہ السلام کے بیچ مرض موت اپنی کے اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور کہا اونھون نے نہین پسند رکھتے ہم واسطے دنیا کے
یعنی امر خلافت کے مگر اوس شخص کو کہ پسند رکھا اوسکو آپنے واسطے دین ہمارے کے تفصیل اسکی جلد ثانی مین آوے گی
اور دو رکعت نماز پڑھائی اور وہ دو رکعتین کہ آپ نے پڑھین تحیۃ المسجد تھین چنانچہ تصریح کی ساتھ اسکے علامہ
خفاجی اور ملا علی قاری رحمہما اللہ تعالیٰ نے بیچ شرح شفا کے جب نماز سے فارغ ہوئے بعض نے خواص انبیا علیہم السلام
سے ثنا اور حمد باریتعالی کی کری اور فضیلتین اور نعمتین کہ حق تعالیٰ نے اونکو دی تھین بیان کین شکر کے طور پر اول حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے کہا حمد اور ثنا اوس خدای تعالیٰ کو جسنے مجھکو خلیل پکڑا اور بڑا ملک مجھکو عنایت کیا اور تنہا مجھکو
امت کہا اور امام آدمیون کا کیا اور آتش نمرود سے مجھکو رہائی دی اور اوسکو مجھپر سرد کیا ساتھ سلامتی کے پھر حضرت
موسی علیہ السلام نے کہا حمد اور ثنا اوس خدا کو کہ مجھکو جسنے اپنا کلیم کیا ہے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ برگزیدہ کیا
مجھکو ساتھ رسالت اور کلام اپنے کے اور اوتاری مجھپر توریت اور فرعون اور اوسکے لوگون کو میرے ہاتھ سے ہلاک کیا
اور بنی اسرائیل کو اوس نے میرے ہاتھ پر نجات دی اور بعضی قوم میری کو ایسا کیا کہ وہ رہنمای خلق ہوئی اور ایمان
اور راستی پر ثابت قدم رہے پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا حمد اور سپاس اوس خدای تعالیٰ کو کہ جسنے مجھکو
ملک عظیم دیا اور زبور تعلیم فرمائی مجھکو اور لوہا میرے ہاتھ مین نرم کیا اور پہاڑ اور پرندے تابع کیے کہ میرے ساتھ
تسبیح کرتے تھے اور فصل الخطاب مجھے عنایت کیا وہ ایک زنجیر تھی اوسکے گول حلقے جواہر جڑے موتیون کے ٹھنڈے دیدے
مین آگ کا سا رنگ لوہے کا ما نور تھا ایک سرا اوسکا کہکشان سے جڑا دوسرا اونکے عبادت خانہ سے ملا اوسکے
چھونے سے ماندہ چنگا ہوتا خستہ زدہ آسودہ ہوتا اور اوسکی حرکت اور آواز سے نیا حادثہ داؤد علیہ السلام کو دریافت

ہوتا جھگڑنے والے فیصلہ کو آتے سچا حق دار اوسے چھو لیتا جھوٹا نچھو سکتا داؤد علیہ السلام کے وفات کے بعد بھی
بڑی مدت تک رہی لوگ تمیز حق و باطل اور محق اور مبطل کی اوس سے کرتے رہے جب اہل باطل اوس سے بہت تنگ
آئے تب مکر اور حیلہ اوٹھائے وہ سلسلہ جاتا رہا اون مین سے ایک حیلہ یہ تھا کہ ایک ملکزادہ نے کچھ جواہر قیمتی ایک شخص
پاس امانت دھری اوسنے لاٹھی کھوکھل مین بھرے پھر منکر ہو گیا زنجیر پاس آئے مالک نے زنجیر چھو لی منکر کو کہا
اب تو بھی چھو اوسنے کہا یہ عصا پکڑ لے مین چھونے جاتا ہون صاحب جواہر نے ہاتھ مین پکڑ لیا وہ مکار زنجیر پاس
گیا اور عرض کیا یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ مینے جواہر اوسکے مالک کو دیدئے ہین تو زنجیر کو مجھسے نزدیک کر دے اوسی دم
زنجیر نیچے اوتری اوسنے پکڑ لی لوگون کو تعجب ہوا اوسکے دوسرے روز سے جاتی رہی کذا فی المعالم وجواہر التفسیر و
قصص الانبیا وروضۃ الصفا پھر حضرت سلیمان نے کہا حمد اور سپاس اوس خدا تعالیٰ کو جسنے ہوا اور دیوون کو میرا تابعدار کیا
اور دیوؤن پریون کا لشکر میرے فرمان مین کیا کہ جو کچھ مینے چاہا قلعون اور تصویرون اور بڑے بڑے پیالون مانند
تالاب کے اور دیگین بڑی اونچے چھولہون پر جمی میرے واسطے تیار کیا اور زبان پرندون کی مجھے سکھائی اور ایسا ملک
مجھکو بڑا دیا کہ لاینبغی لاحد من بعدی اوسکی صفت ہے ترجمہ نہ چاہیے کسی کو میرے پیچھے اور میرے ملک کو پاک گنا
یعنی حساب مملکت کا مجھسے دن قیامت کے اوٹھا لیا کہ لاحساب علیّ فیہ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا حمد اور
سپاس اوس خدای تعالیٰ کو کہ مجھکو اوسنے اپنا کلمہ بنایا اور مثل میری مثل آدم کی سی فرمائی ان مثل عیسیٰ عند
اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون ترجمہ تحقیق عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک جیسے مثال آدم
کی بنایا اوسکو مٹی سے پھر کہا ہو جا وہ ہو گیا اور انجیل مجھے تعلیم کی اور حکمت مجھکو عنایت فرمائی اور مجھکو ایسا کیا کہ مین
مٹی سے صورت جانور کی بناتا اور اوسپر پھونک مارتا وہ پرندہ زندہ ہو جاتا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور چنگا کرنا اندھی
مادرزاد کا اور سفید داغ والے کا مجھے عنایت کیا اور مجھکو آسمان پر اوٹھا لیا اور پاک کیا مجھکو منکرون سے اور مجھکو
اور میری مان کو شیطان کے شر سے اپنی پناہ مین لیکر بچایا کہ کسی طور سے شیطان کو ہمپر راہ مسلط ہونے کی نتھی چنانچہ
مروی ہے مشکوۃ مین عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من بنی آدم
مولود الا یمسہ الشیطان حین یولد فیستہل صارخا من مس الشیطان غیر مریم وابنہا متفق علیہ ترجمہ
روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین آدمی پیدا ہوتا مگر چھوتا
ہے اوسکو شیطان جب پیدا ہوتا ہے یعنی انگلی اوسکی کوکھ مین مارتا ہے کہ وہ ایذا پاتا ہے سو وہ چیختا ہے چلا کر بسبب چھونے شیطان کے سوا مریم اور
اونکے بیٹے کے روایت کیا شیخین نے اور یہ بات بسبب مقبول ہونے دعا حضرت مریم کی والدہ کے ہوئی کہ کلام اللہ مین کورہے وانی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطان
الرجیم ترجمہ اور تحقیق مین پناہ مین دیتی ہون تیرے اوسکو اور اوسکی اولاد کو شر سے شیطان راندے گئے کے حضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہ جماعت انبیا علیہم السلام کی بیان کرنے اپنے محامد سے فارغ ہوئی مینے بھی

حمد باریتعالی کے ادا کی اور کہا کہ حمد اور سپاس خاص اوس خدای تعالی کو ہے کہ جسنے اوسنے رحمت للعالمین کیا او
کافۃ الناس پر ساتھہ رسالت کے بھیجا اور بشیر اور نذیر اوسکا کیا اور فرقان مجید مجھپر نازل فرمایا کہ اوسمین بیان سب اشیا
کا ہے اور میری امت کو بہترین امتون کا کیا اور میری امت کو امت وسط اور عدل کہا اور اول و آخر مقرر کیا یعنی وہ پہلے
بہشت مین جاویگی اور پیچھے ظہور مین آویگی اور سینہ میرا کھولا اور گناہ مجھسے دور کیے کہ الم نشرح لک صدرک و
وضعنا عنک وزرک بشر اسیر ہے ترجمہ کیا نہین کھولا ہمنے واسطے تیرے سینہ تیرا اور اوتار لیا ہمنے تجھسے بوجھہ تیرا
یعنی شق کیا گیا سینہ اور دل لڑکائی کی حالت مین اور معراج کے وقت مین اور پھینک دی پھٹک خون کی کہ وہ حظ
شیطانی تھی اور مراد اوس سے رذائل عناصر اور نفس و قلب کے ہین جن پر نفس مخلوق ہین اور وہ دواعی ہین ہر نفس
کو امارہ بالسوء ہونے کو پھر بعد شگاف کے اور دھونے کے کدورات بشریہ سے اور پھر دینے کے حکمت اور کمال ایمانی سے وہ
سی دیا گیا چنانچہ اثر سینے کا انس رض آپکے سینہ مین دیکھا کرتے تھے پس کشادہ کیا گیا سینہ آپکا اور ایسی استعداد
کامل عطا کی گئی کہ دنیا مین رویت الہی کے متحمل ہوئے اور کمالات علوم حقیہ اور اعلی معارف لدنیہ کے کہ جو ساتھہ نور
الہی کے دیکھی جاتی ہین نہ ساتھہ عقل عقلا کے اوسمین بھر دیے گئے یہ معنی ہین شرح صدر کے کہ مظہری وغیرہ مین ذکر کیے گیے
اور نام میرا بلند کیا اور مجھکو فاتح اور خاتم کیا جب آپ یہ تمام محامد اپنے بیان کر چکے تب حضرت ابرہیم علیہ السلام نے سب انبیا
علیہم السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بہذا افضلکم محمد یعنی ساتھہ اسکے فضیلت دیے گئے ہین تم پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم
یہ انتخاب ہے روضۃ الاحباب اور مظاہر حق کا پھر اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کا جبرئیل علیہ السلام نے
ہاتھہ پکڑا اور نزدیک صخرہ کے لائے کہا برقی نے غرائب موطا مین کہ صخرہ غرائب دنیا سے ہے سارے پانی اوسکے نیچے سے
نکلتے ہین اور وہ صخرہ سما ہے مسجد اقصی کے وسط مین معلق ہے مانند پہاڑ کے درمیان آسمان اور زمین کے نہین تھامے ہے اوسے
مگر خدای تعالی اور اوسکے اوپر کیطرف نشان قدم رسول اکرم صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کا بنا ہوا ہے اوس وقت کا کہ سوار
ہوئے تھے آپ براق پر سو وہ جھک گیا تھا اوس جانب کو ہیبت سے آپکی اور دوسری جانب مین اثر فرشتون کی اونگلیون
کا ہے کہ اونھون نے تھاما تھا جسوقت وہ ایک طرف جھکتا تھا اسی لیے ایک جانب اوسکی زمین سے اونچی ہے بہ نسبت دوسری
جانب کے اور نیچے اوسکے غار ہے اور اسکا دروازہ بھی کھلتا ہے اوس کسی کی خاطر کہ داخل ہوتا ہے اوسمین نماز و دعا کے لیے
انتہی نسیم الریاض اور یہ صخرہ بیت المقدس سردار ہے صخروںکا جیسا کہ حدیث مین ہے وعن علی ابن ابی طالب رض قال
سمعت رسول اللہ علیہ وسلم یقول سید البقاع بیت المقدس وسید الصخور صخرۃ بیت المقدس
اور جملہ صخرات جنت سے ہے روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال صخرۃ بیت المقدس من صخرۃ
الجنۃ اور حدیث مین ہے عن عبادۃ الصامت رضی اللہ تعم عنہ قال قال رسول اللہ تعم صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم صخرۃ بیت المقدس علی نخلۃ والنخلۃ علی نہر من انہار الجنۃ وتحت النخلۃ اسیۃ امرءۃ فرعون

ومريم ابنة عمران ينظمون سموط اهل الجنة الى يوم القيمة فرمايا رسول خدا صلی اللہ عليہ وسلم نے صخرہ بيت المقدس ايک
کھجور کے درخت پر ہے اور وہ درخت جنت مين ايک نہر کے کنارے پر ہے اور نيچے اوسکے آسيا بی بی فرعون کی اور مريم
بنت عمران اہل جنت کے ہار گوندہ رہی ہين اور وہ قبلہ ہو چکا ہے ہر نبی کا حضرت آدم سے آنحضرت صلی اللہ تعم
عليہ وآلہ وسلم تک روی الليث عن يونس الزهری قال لم يبعث الله منذ هبط آدم الى الارض نبيا الا جعل
قبلة صخرة بيت المقدس چنانچہ آنحضرت صلی اللہ تعم عليہ وآلہ وسلم کو بعد ہجرت کے حکم آلہی ہوا کہ طرف صخرہ
بيت المقدس کے نماز پڑھين پس سولہ يا سترہ مہينے تک طرف صخرہ بيت المقدس کے نماز پڑھا کيے پھر ايک روز
خارج مدينہ سے مسجد بنی سلمہ مين معہ صحابہ نماز ظہر پڑھتے تھے دو رکعت نماز پڑھ چکے تھے کہ اوس حال مين آپ بحکم وحی الہی
طرف کعبہ شريف کے متوجہ ہو گئے پس ہو گئے مرد عورتون کی جگہہ اور عورتين مردون کی جگہہ پس وہ مسجد مسجد القبلتين
مشہور ہوئی اور يہ حال دوسرے سال ہجرت کے نصف شعبان روز سہ شنبہ وقت ظہر کے ہوا اور کہا گيا کہ وہ ماہ
رجب تھا اور يہ حال اپنے مقام پر بتفصيل آويگا انشاء اللہ تعم اور وہ زمين مين ہے عجائبات قدرت الہيہ سے کہ وہ ايک
چٹان پتھر کی انگرہ معلق ہے درميان صحن مسجد اقصی کے نہين تھانبی ہے اوسکو کوئی مگر وہ کہ تھانبی ہے آسمان کو
اور قديم الايام سے وہ اوسی مقام پر معلق ہے اور مسجد اقصی کی بنا حضرت داؤد عم نے ڈالی پھر دوبارہ اوسکو حضرت
سليمان عليہ السلام نے بڑی رفعت شان اور عظمت وجلالت کے ساتھ بنائی جيسا مشہور ومعروف ہے اوس زمانہ
مين صخرہ شريفہ زمين سے بارہ گز بلند معلق تھا مقدار گز کی ايک ہاتھ اور ايک بالشت اور ايک قبضہ انتہی الانس الجليل
اور وہ اسيطرح معلق رہا يہان تک کہ آئی اوسکے نيچے ايک حاملہ عورت پھر اوسکو اپنے اوپر معلق ديکھکر ڈر گئی اور حمل
ساقط ہو گيا پس بنائی گئی گرد اوسکے عمارت مدور سو چھپ گيا حال اوسکا نظرون سے اور وہ ايک آيت ہے آيات
اللہ سے وعن ابی هريرة رض عن النبی صلعم انه قال المياه العذبة والرياح اللواقح تخرج من تحت صخرة بيت المقدس
يعنی مروی ہے ابی ہريرہ رضی اللہ عنہ سے فرمايا رسول خدا نے نکلتے ہين اوسکے نيچے سے سب پانی ميٹھے اور ہوائين بارد
اور وہان سے تمامی روی زمين پر متفرق ہوتے ہين اور سيحون اور جيحون اور نيل اور فرات بھی صخرہ کے نيچے سے
نکلتے ہين چنانچہ حديث مين ہے وعن ابن عباس رض قال قال رسول الله الانهار الاربعة سيحان وجيحان و
النيل والفرات فاما سيحان فنهر بلخ واما جيحان فدجلة واما النيل فنيل مصر والفرات ففرات الكوفة
وكل ماء يشربه ابن ادم فهو من هذه الاربعة ويخرج من تحت صخرة بيت المقدس انتهى الانس الجليل
اور زمانہ حضرت سليمان عليہ السلام مين اوسپر ايک قبہ تھا يعنی گرد اوسکے اور صخرہ شريف اوسکے اندر تھا جيسے مزارون
پر ہوتا ہے حد سے زيادہ بلند يعنی اٹھارہ ميل بلند اور ايک روايت مين بارہ ميل بلند تھا اور اوسکی چوٹی پر ايک ہرن
سونے کا بنا تھا اور اوسکی دونون آنکھون مين ايک ايک ياقوت سرخ يا موتی جڑا تھا از بس روشن کہ شہر بلقار کی عورتين

کہ سيحان وہ نہر بلخ کی ہے اور دوسرا کہ جيحان وہ دجلہ ہے اور دوسرا نيل وہ مصر کی نيل ہے اور دوسرا فرات وہ کوفہ کی فرات ہے اور جتنے پانی کہ پيتے ہين آدمی وہ ان چارون نہرون سے ہين اور يہ نکلتی ہين بيت المقدس کی چٹان کے نيچے سے ۱۲ سيد محمد عبد اللہ شاہ

اوسکی روشنی مین کاتتی تھین بلقا نام شہر کا ہے کہ بیت المقدس سے دو منزل ہے اور سایہ اوسکا عمواس اور
بیت السرامہ تک پہنچتا تھا عمواس بفتح عین مہملہ وسکون میم وآخر سین مہملہ نام مقام کا ہے کہ سن اٹھارہ ہجری
مین وہان مرض طاعون عظیم ہوا تھا وہ مقام بیت المقدس سے ڈیرہ برید یعنی اٹھارہ کوس ہے برید چار فرسخ کا
اور فرسخ تین کوس کا ہے اور بیت السرامہ عمواس سے بھی دور ہے اور وہ عمارت قایم رہی چار سو برس تک
پھر فوج کشی کی بخت نصر نے مسجد اقصی پر اور قتل اور ہلاک کر ڈالا بنی اسرائیل کو اور پکڑ لے گیا ایک جماعت کثیر کو اون
مین سے اور جلا دیا شہر اور مسجد اقصی کو اور ڈھا کر پاٹ ڈالا اور انشی گاڑی سونا اور چاندی نوچ کھسوٹ کر لے گیا
اور مصداق[۱] وعید[۲] فمن اظلم ممن منع مساجد اللہ کا ہوا بخت نصر بضم موحدہ وسکون خا معجمہ وفتح نون وصاد
مہملہ مشددہ وراء مہملہ نام بادشاہ کا فر معروف کا ہے اور اہل تاریخ مختلف ہین پس نزدیک بعض کے وہ بادشاہ مستقل تھا
اور نزدیک اکثر مورخین کے صحیح یہ ہے کہ وہ نائب تھا لہراسپ بادشاہ کا اور درمیان حکومت بخت نصر اور ہجرت نبوی
کے فاصلہ ایک ہزار تین سو اونتھر برس اور تین مہینے ستائیس روز کا تھا انتہی انس الجلیل اور دوسری وجہ انہدام اون
قبہ کی یہ ہے کہ وہ عمارت سلیمانی قائم رہی یہانتک کہ آئے رومی اور غالب ہو گئے بیت المقدس پر یہ دونون وجہین
انہدام قبہ شریف کی انس الجلیل مین موجود ہین اور جمع بین الوجہین اسطرح ہوسکتی ہے کہ رومیون نے آثار بقیہ
تخریب بخت نصری کو بعد غلبہ کے بنائے ہون واللہ اعلم اور آپس مین کہنے لگے کہ اوس سے اچھا قبہ بنائین چنانچہ ویسا
ہی قبہ اوسی قدر بلند بنایا یعنی اٹھارہ یا بارہ میل بلند اور بنا لینا اسقدر عمارت کا شاید خصوصیات صخرہ مقدس
سے ہوگا کہ وہ ایک آیات باہرات آیات اللہ سے ہے یا بوجہ اتباع بنا سلیمانی کے بنگئی ہو یا اللہ تعالی نے اون کو
بسبب شدت کفر وطغیان از روی مخادعت اور ارخاء عنان کے یہ قوت عطا کردی ہو کہ بعد کمال طغیان کے مستوجب
عذاب الہی کے ہوجاوین جیسا کہ قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام سے مخالف ہو کر مکہ شریف مین آکر جناب الہی مین استسقا
کیا وہان تین ٹکڑے ابر کے سرخ اور سفید اور سیاہ نمود ہوئے اور آواز آئی کہ ایک ٹکڑا اختیار کرلو اونھون نے
سیاہ ٹکڑا اختیار کرلیا وہ اونکے ساتھ ساتھ چلا آیا پس وہ اشقیا حضرت ہود علیہ السلام سے تمسخر کرنے لگے اور
اپنے کو خدا رسیدہ سمجھکر کفر مین حد سے زیادہ بڑھ گئے اوسمین سے ریح صرصر نکلی اور سبکو آٹھ دن اور سات رات مین
ہلاک کر ڈالا اور اسیطرح فرعون کے سامنے بحر قلزم بعد گذر قوم حضرت موسی علیہ السلام کے اوسی طرح ساتھ بارہ رستون
کے کھڑا رہا اوسنے سمجھا کہ یہ دریا میری تعظیم اور عبور کے واسطے کھڑا ہے پس واسطے تعاقب حضرت موسی علیہ السلام
کے دریا مین مع فوج گھس پڑا پس دریا منطبق ہوگیا سب کے سب غرق ہو گئے اور قبل اسکے واسطے صعود آسمان کے کوٹھا
بنوایا تھا وہ بلندی طبقہ ہوائی سے بھی گذر گیا تھا ؎ قضا نقش را بجائے رساند ؛ کہ آتش ز ہمراہی سنگ ماند
پس اوسکو بھی امتحان اور ارخاء عنان سمجھنا چاہیے ورنہ اسقدر بلند عمارت کا بنانا محالات عقل سے ہے اسواسطے کہ

[۱] محل صادق آنے ۱۲
[۲] سکون کن ۱۲ ظالم کا اوس کے ذکر کا ابتری میزان سے ۱۲

طبقہ ہوائی بقول حکماء یونانی اٹھارہ فرسخ یعنی چوّن میل اور بقول حکماء فرنگ پندرہ فرسخ یعنی پینتالیس میل
بلند ہے منجملہ پانچ میل تک آدمی یا پرندہ بخوبی گذر سکتا ہے کیونکہ وہان تک ہوا غلیظ قابل تنفس کے ہے بعد اوسکے
ہوا لطیف ہوتی جاتی ہے حتی کہ ساتوین میل پر اسقدر ہوا لطیف ملتی ہے کہ اصلا قابل تنفس کے نہین کہ وقت تنفس
کے بدن سے نافذ ہوجاتی ہے چنانچہ حکماء فرانس نے اس امر کو بذریعۂ غبارہ اوڑکر بکرات ومرات امتحان کرکے بشرح
وبسط تمام اپنی کتابون مین لکھدیا ہے انتہی اور زر اندود کیا اوسکو اور پھر داخل ہوئے ستر ہزار راہب اور شماس
چاندی سونے کی انگیٹھیان لیے ہوئے اور شرک کیا اوسمین پس اولٹ پڑا اونپر وہ قبہ اور کوئی نہ بچا اون مین سے شاہ
روم نے یہ حال دیکھکر جمع کیا افسرون اور شماسون اور رئیسون کو اور اوسکا سبب دریافت کیا اونھون نے جواب دیا
کہ ہمارا معبود راضی نہوا پس نہ قبول کی عمارت پھر اوس سے المضاعف ساز وسامان صرف کرکے اوس سے زیادہ مستحکم
قبہ بنایا اور اوسی صورت سے ستر ہزار راہب اور شماس وغیرہ داخل ہوئے پھر وہی حرکت ناشائستہ کی جو پہلے کی
تھی پھر اونپر اولٹ پڑا پھر سب ہلاک ہوگئے پھر بادشاہ نے تیسری بار بدستور سابق لوگون کو جمع کرکے مشورہ لیا
اونھون نے پھر وہی جواب دیا کہ ہمنے اپنے رب کو کما ینبغی راضی نہین کیا اسی واسطے خراب ہوگیا اب ہم چاہتے ہین
کہ تیسری بار بنایا جاوے پھر تیسر اکر اوسکو بنایا اور بہت مستحکم سمجھکر نصاریٰ کو جمع کرکے کہا کہ دیکھو اب تو کوئی قصور
باقی نہین رہا ہے اونھون نے کہا کہ اب کچھ قصور نہین ہے پھر اوسپر سونے اور چاندی کا چلیپا نصب کیا پھر ایک
قوم نہا دھوکر خوشبو لگاکر اوسمین داخل ہوئے اور اوسیطرح شرک کیا اونپر بھی اوسیطرح ٹوٹ پڑا پھر چوتھی بار بادشاہ
لوگون کو جمع کرکے بڑے غور اور تامل سے مشورہ مین مصروف ہوا اسی اثنا مین ایک پرانا بڈھا کالی ٹوپی لینی دیے
ہوئے اور سیاہ عمامہ باندھے کمر جھکائے لاٹھی ٹیکتے سامنے آیا اور کہا اے گروہ نصاریٰ ادہر آؤ مین تم سے عمر مین
بڑا ہون مین نکل آیا ہون متعبدین سے کہ تمکو خبردار کرون پس میری بات مان لو پھر تم مجھکو کبھی نہ دیکھ پاؤ گے بات
یہ ہے کہ اس مکان کے لوگ ملعون ہوگئے ہین اور بیت المقدس پھر کر اس مقام پر آگیا ہے مراد اسمقام سے مقام
کنیسۃ القمامہ ہے اور وہ مقام حقیقت مین وادی جہنم ہے جیسا کہ مستفاد ہوتا ہے انس الجلیل سے لہذا صخرہ کو
کھود کر اوسکے پتھرون سے اس جگہہ کنیسا بناؤ پس ایسی گمراہی کی باتین کرتے کرتے یکایک نظرون سے غائب ہوگیا
پس وہ لوگ ازحد نافرمان اور شدید الکفر ہوگئے اور اوسکے نسبت بڑی بڑی باتین بنانے لگے پھر خراب کرڈالا قبہ صخرہ
کو اور اوسکے ستون پتھر وغیرہ سے اپنا کنیسہ بنایا اور کنیسہ وادی جہنم مین ہے اور یہ بھی کہہ گیا تھا کہ جب کنیسہ بناکر فراغت
پانا صخرہ کو خالی کرکے گھورا بناڈالنا پس اونھون نے ویسا ہی کیا یہان تک کہ وہان عورتین حیض کے لتّے ڈالنے
لگین پھر نہ بنائی گئی عمارت بیت المقدس کی زمانہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک بلکہ زمانہ خلافت بھی گذر
گیا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت مین اوسکی شکست وریخت کی ترمیم کی اور جھاڑ بہار کراوسمین جا دم

اور موذنین اور مصارف ضروریہ اوسکے مثل فرش و روشنی کے مقرر کئے اور وقت سلطنت خلیفہ عبد الملک بن
مروان کا پہونچا کہ تیسری تاریخ رمضان سے پینسٹھ ہجری مین اونکے ہاتھ پر بیعت خلافت کے ہوئے اور لقب اونکا
الموفق لامر اللہ ہوا اور ریاست اسلام مین یہ اول عبد الملک ہین اور اہل اسلام مین پہلے انھین نے درم دینار
پر سکہ مارا ایک طرف سکہ کے اللہ احد اور دوسری جانب اللہ الصمد منقوش کیا اور قبل اوسکے درم اور دینار رومی
اور کسروی مروج تھی الغرض دوسرے سال چھیاسٹھ سنہ ہجری مین عمارت مسجد اقصی اور قبہ صخرہ شریفہ شروع
کی اسطرحسے کہ اول تمامی رعایا و عمائد و عمال شہر و دیار سے بالمشافہ یا بالمکاتبہ رای صواب دریافت کی جب سب لوگون
کو اپنی رای کے متفق پایا پس جمع کیا کاریگرون کو اور معمارونکو اور جس نقشہ پر بنانا منظور تھا وہ نقشہ صناعون
اور معمارون سے بیان کردیا اور مال کثیر خراج مصر سات برس کا اور زر خطیر جمع کرکے سامنے صخرہ شریفہ کے
انبار بیشمار لگادیا اور ایک عالم ابو المقدام رجاء بن حیاۃ ابن الجود الکندی کہ ایک عالم جلیل القدر یہ صاحبین
عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے تھے اور اپنے مولا یزید بن سلام کو اوسپر متولی کیا پس اول معمارون نے اوسی
نقشہ پر ایک چھوٹا قبہ بنایا جسکو قبۃ السلسلہ کہتے ہین وہ بغایت خوبصورت بنا اور نہایت پسند پڑا پھر حسب الحکم
قبۃ الصخرہ بھی اوسی طرح کا اوس سے بڑھ چڑھ کر بڑے اہتمام اور بڑی رفعت اور شان سے بنایا کہ کسی کو مطلقا
محل گفتگو باقی نرہا اور بچ رہے اوسکے مصارف سے لاکھ دینار پس وہی دینار امیر المؤمنین نے واسطے ابو المقدام
اور یزید بن سلام کے وجہ انعام متولی کرنے مین تجویز کئے پس اونھون نے عرض کی کہ سزاوار ہے کہ علاوہ اپنے
مال کے اپنی عورتون تک کا زیور نکالکر اس کار خیر مین صرف کردین نہ یہ کہ اس نام پر نکالا ہوا مال وجہ انعام
مین لین پھر حسب الحکم اوسکو پگھلا کر اوپر قبہ شریفہ کے ڈال دیا پس بوجہ چمک دمک اوس سونے کے جو اوسپر تھا
کوئی اوسکی طرف نظر بھر کر دیکھہ نہین سکتا تھا اور پوری ہوئی وہ عمارت ۷۳ سنہ تہتر ہجری مین اور اوسی
عہد خلافت مین درمیان زنجیر قبۃ الصخرہ کے ایک موتی قیمتی اور دونون سینگ دنبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے اور تاج کسری کا معلق تھا پھر سلطنت بنی ہاشم مین لے آئے اونکو طرف کعبہ شریف کے پھر خلافت ولید بن عبد الملک
مین دیوار شرقی مسجد اقصی کے منہدم ہوگئی اور بیت المال خالی تھا پس بحکم خلیفہ اوسی سونے پگھلے ہوئے کو قبہ
شریفہ سے اوتار کر دینار تیار کیے گئے اور تعمیر دیوار مسجد وغیرہ مین صرف ہوئے اور صخرہ شریف بیچ صحن مسجد کے
ہے اور صحن زمین مسجد سے سات گز بلند ہے جانب قبلہ کے اور قبہ شریفہ اکاون گز بلند ہے پس زمین مسجد سے
چونائی قبہ شریفہ اٹھاون گز بلند ہوئی اور اوس مین بارہ ستون سنگ مرمر اور چار کھنبے یعنی پیلپائے گچ
اور پتھر سے بنے ہوئے انتہی الانس الجلیل اور باہر کی طرف اوس قبہ شریفہ کے ایک چھت ہشت پہلو لکڑی کی ہے
اوپر سولہ ستون سنگ مرمر اور آٹھہ کنبھون کے اور قبہ اندر اور باہر اور فرش اوسکا سنگ مرمر کا ہے اور اندر

اور باہر اوسکی چھتری مین نگینے رنگارنگ کے جڑے ہین اور گھیرا اوس قبہ کا اندر سے دوسو چھبیس گز اور باہر سے
دوسو چالیس گز ہے اور داخلین صخرہ شریفہ کو مستحب ہے کہ اول نیت کرین اور بکمال اخلاص قلبی سے توبہ کرین اور
نہایت آداب اور خوف سے صخرہ کو داہنی کرکے اول داہنا قدم رکھین اور پھر بایان قدم پھر نماز پڑھین اور عرض حاجت
کرین اور قبہ شریفہ مین چار دروازے ہین جنوبی دروازہ کا باب قبلہ نام ہے وہ مقابل ہے مسجد اقصی کے اس دروازے
سے جو کوئی جاوے قبہ مین تو اوسکے داہنی طرف محراب پڑے گی اور سامنے اوسکے دکۃ المؤذنین ہے اور دروازہ شرقی
اوسکو باب اسرافیل کہتے ہین اوسکے سامنے درج البراق ہے درج البراق نام ہے شرقی زینہ کا جو منتہی ہے درختون زیتون تک
کہ لگائے ہوئے ہین جانب مشرق مسجد کے اور دروازہ شمالی وہ بنام باب الجنت کے مشہور ہے اور دروازہ غربی مقابل ہے
باب القطانین کے اور صحن قبہ شریفہ کا مربع ہے اور صخرہ شریفہ کے کنارے دکھنی طرف نشان قدم شریف آنحضرت صلی
اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کا ہے جب شب معراج مین اوسپر تشریف لے گئے تھے پس جھک گیا صخرہ شریفہ عظمت اور جلالت
نبوی صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم سے اور دوسری جانب اوسکے نشان ہے انگلیون ملائک کا کہ تھام لیا تھا اوسکو جھکنے سے اور
نیچے اوسکے ایک غار ہے کہ ہر طرف سے صخرہ اوس سے جدا ہے کہا ابوبکر بن العربی نے کہ داخل ہوا مین غار مین پس دیکھی مینے
بڑے تعجب کی بات کہ ہر کنارہ صخرہ کا زمین سے جدا ہے کسی جانب زمین سے بہت فاصلہ ہے اور کسی جانب تھوڑا سا فاصلہ
ہے انتہی اور برسر غار دروازہ لگا ہے کہ کھولا جاتا ہے واسطے مصلین اور معتکفین کے اور اوسکے اندر پتھر کا زینہ بنا ہے
اور درمیان زینہ کے ایک چھوٹا چبوترہ ہے اور یہ غار جملہ مکانات مانوسہ سے ہے اور اوسمین ایک عظمت اور وقار ہے
اور اوس مین اوترنے والے کو لائق ہے ساتھ طہارت ظاہری اور باطنی کے بکمال ادب اور خشوع اور خضوع سے
اوترے اور جس قدر چاہے اوس مین نماز پڑھے اور یہ دعا پڑھے اللّٰہم من اتاہ من ذی ذنب فاغفر ذنبہ او
ذی حزن فاکشف حزنہ پھر چاہے دعا مانگے اور بکمال حضور قلبی اور گریہ و زاری سے دعا کرے کہ وہان قطعا دعا
قبول ہوتی ہے اور تحقیق نقش قدم حضرت ختمی پناہی صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے آگے آوے گی انشاء اللہ تعالی یہ سب
انس الجلیل تاریخ القدس والخلیل وغیرہ سے لکھا گیا اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے کہ پھر جبرئیل علیہ السلام
نے میرا ہاتھ پکڑا اور صخرہ پر چڑھا لے گئے پھر وہان پر ایک سیڑھی جسکو عربی مین معراج کہتے ہین صخرہ سے آسمان تک
ظاہر ہوئی ایسی اچھی سیڑھی کہ مینے کبھی نہین دیکھی تھی ملائکہ اوسپر سے آسمان پر چڑھتے ہین ایک ستون اوسکا یاقوت سرخ
کا اور دوسرا ستون زمرد سبز کا تھا اور ایک ڈنڈا اوسکا چاندی کا اور دوسرا سونے کا جڑاو ساتھ موتی اور یاقوت کے
تھا اور وہین سے ملک الموت واسطے قبض روح کے ظاہر ہوتا ہے اور جب موت کے وقت آدمی کو ٹکٹکی لگجاتی ہے
اور آنکھین پتھرا جاتی ہین تب وہ معراج نظر آتی ہے کذا فی روضۃ الاحباب والمعارج اور روضۃ الاحباب مین ہے
کہ جب آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم براق پر سوار ہوکر معراج پر سے گذرے یا جبرئیل علیہ السلام نے آپکو اپنے پرون پر

۱۵ الہی بجاہ ... اس ... گناہگار کو بخش اور اسکا گناہ ... والا ... دور کر اوسکا غم ۱۲

لیکر آسمان پر اوسی نردبان سے پہونچا یا اول آسمان کے دروازے پر لے گئے اس سے معلوم ہوا کہ آسمان کے دروازے
ہین کہ کھولے جاتے ہین برخلاف قول حکما کے کہ منع کرتے ہین خرق اور التیام کو آسمانون مین نسیم الریاض اور راوی دروازے
کو باب الحفظہ کہتے ہین اور اوس دروازے پر ایک فرشتہ دربان ہے اسمعیل نام اور بارہ ہزار فرشتے اوسکے فرمانبردار
ہین حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوانا چاہا اسواسطے کہ اونکے ساتھ
پیغمبر علیہ السلام تھے اگر جبرئیل علیہ السلام اکیلے ہوتے تو اوسکے کھلوانے کی حاجت نپڑتی اور ارادہ کیا بیچ اس کھلوانے
کے بیان کرنا شدت حراست آسمان کا اور کثرت اوسکے دربانون کی اور ارادہ کیا اسمین تعظیم اوس نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم کا اسواسطے کہ وہ سراپا تکریم اگر دروازہ کھلا پاتے تو گمان کرتے کہ وہ ہمیشہ کھلا ہی رہتا ہوگا پس کھولا گیا
بپاس تعظیم آپکے ابن اثیر نے فرمایا طلب کھلوانے کی اسلیے کی کہ دروازے اوسکے بند ہین اور کھولے نگئے مگر بپاس خاطر
اوس پیغمبر گرامی قدر علیہ صلوٰۃ اللہ الاکبر کے اور ارادہ کیا اسمین کہ وہ رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگاہ
ہوجاوین اسبات سے کہ آپ معروف ہین اہل سموات مین قبل خلقت اور بعثت کے چنانچہ فرشتہ دربان کے جواب سے
ظاہر اور عیان ہے کہ اوسنے کہا اوقد بعث اور یہ ایک معنی ہین اس قول اللہ تعالیٰ کے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ یعنی مشہور
کیا ہمنے سب اہل آسمان اور زمین مین ذکر تیرا اور نام تیرا انتہی نسیم الریاض وگازرونی وغیرہما کے کہا اونھون نے
کون ہے کہا کہ جبرئیل ہون اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کے دروازہ پر جائے اپنا نام بتائے اور مین ہون کہنے پر
کفایت نکرے انتہی نسیم الریاض پوچھا ہمراہ تیرے کون ہے کہا محمد ہین پھر پوچھا کہ اونکو بلایا ہے کہا جبرئیل علیہ السلام
نے ہان کہا اونھون نے مرحبا بہ فنعم المجیئ جاء یعنی مرحبا مرحبا اور آفرین آفرین اونکو پس کیا خوب آنا ہے
کہ آئے وہ اونھون نے دروازہ کھولا تو آسمان دنیا پر چڑھا مین وہان ایک مرد کو دیکھا مینے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ
باپ آپکے آدم ہین وہ اول آسمان پر تھے اسلیے کہ وہ اول نبیون کے تھے اور اسلیے کہ قریب تر ہین اپنی اولاد سے انتہی
نسیم الریاض انکو سلام کرو امر کیا سلام کا اسلیے کہ آپ گذرنے والے تھے انبیا پر اور گذرنے والا سلام کرتا ہے واقف نہ
اگرچہ وہ افضل ہو واقف سے گازرونی مینے سلام کیا اونھون نے جواب مجھکو دیا اور کہا مرحبا بالابن الصالح یعنی فرخ
نیکبخت بیٹے اور نبی صالح کو اور داہنی اور بائین طرف کچھ لوگ معلوم ہوئے جب وہ اپنی داہنی طرف دیکھتے تو ہنستے تھے
اور بائین طرف نگاہ کرتے تو روتے تھے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ داہنی طرف
حضرت آدم کے ایک دروازہ دیکھا مینے اوسکے اندر سے خوشبو آتی تھی اور ایک دروازہ بائین جانب دیکھا مینے اوسمین
سے بدبو آتی تھی اور وہ جب داہنی طرف اپنے دیکھتے خوش ہوتے تھے اور جب بائین طرف دیکھتے روتے اور غمگین ہوتے تھے
پوچھا مینے جبرئیل علیہ السلام سے کہ ماھذان البابان یعنی یہ دونون دروازے کیا ہین کہا وہ جو داہنی طرف ہے ایک
دروازہ ہے جانب بہشت کے کہ اونکی اولاد صالحین کی روحین اوس مین ہوکر بہشت کو جاتی ہین جو اوسکو دیکھتے ہین خوش

ہوتے ہین اور وہ دروازہ جو بائین طرف ہے وہ ایک دروازہ ہے طرف دوزخ کے کہ اونکی بد اولاد کی روحین اوس مین ہو کر دوزخ مین جاتی ہین جو اوسکو دیکھتے ہین تو غمگین ہوتے ہین **سوال** قرآن مجید مین آیا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ اور حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کہ ارواح کافرین کی سجین مین ہین اور اس حدیث معراج سے ثابت ہوتا ہے ہونا اونکا آسمان پر **جواب** ارواح سعدا اور اشقیا کی مشتمل کی گئی تھین واسطے دکھانے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم کے اگرچہ وہ حقیقت مین وہان نہ تھین پس کچھ مخالفت نہین ہے اونکین اور یہی جواب ہے اس اشکال کا کہ کسطرح آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے ارواح سعدا و اشقیا کو وہان دیکھا حالانکہ بہت لوگ اونمین سے ہنوز مرے نتھے نسیم الریاض اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے کہ حضرت آدمؑ کو آسمان اول پر دیکھا مینے کہ اونکی ذریت کے مؤمنین اور صالحین کی روحون کو اون پر عرض کرتے تھے وہ فرماتے تھے کہ روح طیب و نفس طیبۃ اجعلوھا فی علّیّین یعنی روح پاک اور نفس پاک ہین لیجاؤ اونکو علّیّین مین علّیّین نام ایک جگہہ کا ہے ساتوین آسمان مین نیچے عرش رحمان کے وہ مقر ہے ارواح مؤمنین کا اور اوس مین صحائف اعمال اونکے رکھے جاتے ہین ؎ انبیا چون جنس علّیّین بودند ✤ سوی علّیّین بجان و دل شدند ✤ اور اونکی اولاد فجار کی یعنی کفار کی ارواح کو اونپر عرض کرتے تھے وہ فرماتے تھے کہ روح خبیث و نفس خبیثۃ اجعلوھا فی سجین یعنی یہ روح ناپاک اور نفس ناپاک ہین لیجاؤ اونکو سجین مین سجین اسم ایک موضع کا ہے کہ اوسمین کفار کے صحائف اعمال رکھے جاتے ہین اور اونکی ارواح اوسمین حبس ہوتی ہین اور وہ ساتوین زمین ہے یا ایک موضع ہے ساتوین زمین کے نیچے نسفی نے بحر الکلام مین فرمایا کہ ارواح کفار کے جوف مین پرندون سیاہ کے ہو کر سجین مین نیچے ساتوین زمین کے محبوس رہتے ہین انتہی مظہری ؎ کافران چون جنس سجین آمدند ✤ سجن دنیا را خوش آئین آمدند ✤ پھر فرمایا حضرت صلعم نے کہ وہان سے دوسرے آسمان پر گیا مین پوشیدہ نرہے کہ ہر آسمان مین کھلوایا دروازے کو اور سوال و جواب وہان پر بدستور آسمان اول کے واقع ہوئے حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ دوسرے آسمان پر دو جوانون کو دیکھا مین نے وہ حضرت یحیی اور عیسی علیہما الصلوۃ والسلام ہین دونون خالہ زاد بھائی تھے اسواسطے کہ یحیی علیہ السلام کی والدہ ایشاع بہن تھین بی بی مریم علیہا السلام کی جیساکہ کہا ہے سہیلی نے اور یہی موافق ہے حدیث کے از شرح خفاجی و ملا علی قاری بر شفا کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ حضرت یحیی اور حضرت عیسی علیہما السلام ہین اونکو سلام کرو مینے اونکو سلام کیا اونھون نے جوابدیا اور کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح **سوال** ظاہر یہ تھا کہ کہا جاتا مرحبا بالابن او الاخ الکریم والنبی العظیم پس کیا وجہ ہے کہ اون انبیا علیہم التسلیم نے سرور انام علیہ السلام کو ساتھ صفت صلاح کے مخصوص کیا اور ہر ایک نے ساتھ مدح کے یاد کیا حالانکہ صحیح نہین ہے کہ کسی نبی کو یون کہین انہ رجل صالح وہ مرد نیک ہے کیونکہ یہ وہم ڈالے ہے ساتھ

کا درمیان انبیا اور افراد امم کے جواب یہ بڑی مدح کی صفت ہے اور
صفتون سے اسلئے کہ اسکے معنی یہ ہین کہ وہ نبی کریم صالح اور لائق ہین
ساتھہ محبت خداتعالی اور محبت اوسکی رسولون کی اور مستحق بالذات ہین نبی
ہونے کے انتہی نسیم الریاض پھر وہان سے تیسرے آسمان پر گیا مین حضرت
یوسف علیہ السلام کو دیکھا مینے کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ حضرت یوسف
ہین انکو سلام کرو مینے سلام کیا اونھون نے مجھکو جواب دیا اور کہا مرحبا
بالاخ الصالح والنبی الصالح اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ گیا مین تیسری آسمان پر دیکھا مینے ایک مرد
نہایت خوبصورت تمام خلق اللہ سے جیسے کہ چودھوین رات کا چاند زیادہ
روشن ہوتا ہے سب ستارون سے اور ایک روایت مین ہے کہ تیسرے
آسمان پر ایک مرد کو دیکھا مینے قد اعطی شطر الحسن یعنی تحقیق دیا
گیا ہے وہ آدھا حسن یا بعضا حسن یعنی تمام خلق سے یا جنس حسن سے یا
حوا کے یا سارا کے یا سید الانبیا کے حسن سے بغوی نے اپنی تفسیر مین
فرمایا کہ یوسف علیہ السلام وارث ہوئے اوس حسن کے اپنی دادی سارا
سے اور اونکو سدس حسن کا تھا اور فرمایا ابن اسحق نے لے گئے یوسف
اور اونکی دادی دو ثلث حسن کا اس تقدیر پر مراد شطر حسن سے بعضا
حسن ہے جیسا کہ قول بعض کا ہے انتہی از شرح شفا ملا علی قاری
پھر جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا مینے کہ یہ کون شخص ہے کہا حضرت یوسف
علیہ السلام ہین پھر وہان سے جبرئیل علیہ السلام مجھکو چوتھے آسمان پر لیگئے
وہان حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھا مینے جبرئیل علیہ السلام نے کہا
یہ ادریس علیہ السلام ہین انکو سلام کرو مینے سلام کیا اونھون نے مجھکو جواب دیا
اور کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح روایت مشہورہ یہی ہے اور
روایت شاذہ مین بالابن الصالح وارد ہوا ہے اور وہ ظاہر ہے کس
واسطے کہ وہ جد اعلی تھے حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور
تحقیق اشکال کیا ہے روایت مشہورہ مین کہ اونھون نے آپکو بھائی کہا

فرزند کہا حتی کہ کہا بعضون نے کہ جن ادریس کی سرور کائنات علیہ الوف من التحیۃ والثنا سے ملاقات ہوئی غیر ہین
ان ادریس سے اور وہ الیاس ہین اور یہ مروی ہے ابن مسعود سے تو اس تقدیر پر کچھ اشکال نہین و الاجواب دیا گیا ہے
کہ مراد اخوت سے اس جگہ اخوت نبوت اور اسلام کی ہے اسطرح نسیم الریاض مین ذکر کیا ہے انتہی پھر مجھکو پانچوین آسمان
پرلے گئے وہان حضرت ہارونؑ کو دیکھا مینے وہ وزیر تھے موسیٰؑ کے اسلیے اونکے جوار مین ہوئے مینے اونکو سلام کیا اونھون
نے مجھکو جواب دیا اور کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح انتہی اور فرمایا حضرت صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب
پھنچا مین چھٹے آسمان پر وہان دیکھا مینے موسی علیہ السلام کو وہ بزرگتر انبیا کے تھے بعد ابراہیم کے اور کتاب اونکی
بزرگتر تھی پہلے قرآن کے اور اونھون نے اقامت پائی خطاء قدس مین نیچے منزل خلیل علیہ السلام کے اسلیے چھٹے
پر ہوئی از شرح خفاجی کہا جبرئیل علیہ السلام نے یہ حضرت موسیٰؑ ہین سلام کرو مینے سلام کیا اونھون نے جوابدیا اور کہا
مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح نکتہ ہر نبی نے آپکو برادر صالح کہا مگر آدم اور ابراہیمؑ نے فرزند صالح کہا اسلیے کہ آپ ذریت
اسماعیل سے تھے اور اسلیے کہ فرمایا ملۃ ابیکم ابراہیم اور کہنا ادریسؑ کا آپکو برادر صالح از راہ تلطف اور تادب کے تھا اور وہ
منافی نہین ہے بیٹے ہونے سے کیونکہ انبیا آپس مین بیچ نبوت کے بھائی ہین وقدم پھر جب آگے بڑھا مین روئے حضرت
موسی علیہ السلام کہا گیا اونکو کس چیز نے رلایا تمکو کہا روتا ہون اسلیے کہ ایک لڑکا نوجوان بھیجا گیا بعد میرے کہ داخل ہونگے
لوگ جنت مین اوسکی امت کے زیادہ اون لوگون سے کہ داخل ہونگے اوسمین میری امت سے نکتہ کہا علمانے یہ
رونا حضرت موسی علیہ السلام کا اپنی امت کے حال پر ملال پر از روی افسوس اور شفقت کے تھا اسلیے کہ نہ فائدہ
اوٹھایا اونھون نے انکی متابعت سے باوجود بڑی عمرونکے جیسے کہ فائدہ اوٹھایا اس امت مرحومہ نے اپنے پیغمبر کی
متابعت سے باوجود چھوٹی عمرون کے اور نہ پھونچی کثرت اونکی امت کی اس امت مرحومہ کی کثرت کو چونکہ رکھی گئی ہے
رحمت اور شفقت انبیا کے دلون مین بہ نسبت اپنی امت کے زیادہ اور ون سے سو روئے حضرت موسی علیہ السلام از راہ
رحم کرنے کے اپنے امت پر اوس ساعت مین کہ وقت زیادتی رحمت اور کرم کا تھا شاید کہ حق سبحانہ تعم رحم کرے اون
پر بسبب برکت اوس ساعت کے اور کہنا حضرت موسی علیہ السلام کا کہ ایک لڑکا نوجوان بھیجا گیا بعد میرے یہ از راہ حقارت
کے نتھا بلکہ از راہ بڑا جاننے قدرت اور کرم پروردگار کے کہا کہ کیا اوسکی قدرت ہے کہ اس عمر مین یہ کچھ مرتبہ انکو ملا کہ
اگلون کو باوجود بڑی عمرونکے وہ نہین ملا اور ممکن ہے غلام یعنی لڑکا نوجوان کہنا اسلیے ہو کہ تھے حضرت صلی اللہ تعم
علیہ وآلہ وسلم وقت گذرنے کے انبیا علیہم السلام پر کم عمر بہ نسبت اونکی عمر دن کے دنیا مین اور گذرنے زمانے کے اوپر
عالم برزخ مین کذا فی مظاہر الحق پس حضرت موسیٰؑ بہت بڑی عمر کے تھے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ تعم علیہ وآلہ وسلم
بہت چھوٹی عمر کے اسلیے لڑکا کہا یا اسلیے کہ پہلے زمانہ مین اتنی عمر والے کو لڑکا گنا کرتے تھے اور بھی رونا موسی علیہ السلام
کا بطریق غبطہ کے تھا اور وہ مذموم نہین بلکہ ممدوح ہے کہ وہ علو ہمت سے ہے انتہی نسیم الریاض پھر فرمایا حضرت صلی اللہ

علیه وآله وسلم نے کہ لے گئے مجھکو جبرئیل علیه السلام ساتوین آسمان پر وہان دیکھا مینے حضرت ابراهیم علیه السلام کو کہا
یہ باپ تمہارے ابراہیم علیه السلام ہین انکو سلام کرو پھر مینے سلام کیا اونھون نے جواب دیا مجھکو اور کہا مرحبا بالابن
الصالح والنبی الصالح اور ایک روایت مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله وسلم نے کہ ایک مرد کو دیکھا مینے اشمط یعنی
کھچری بال والا بیٹھا تھا کرسی پر اوپر دروازے جنت کے اور ایک روایت مین ہے پشت اپنی بیت المعمور سے ٹیکے
ہوئے تلمسانی نے نقل کیا کہ بعضون نے کہا اسمین دلالت ہے اسپر کہ بیچ غیر نماز کے پشت ٹیکنا قبلہ کی طرف افضل ہے اور
بعضون نے کہا موننھہ کرنا اوسکی طرف افضل ہے پس بنابر اس قول اخیر کے شاید حضرت خلیل اللہ نے پشت ٹیکی ہو تاکہ
توجہ کرین واسطے نبی صلی اللہ علیه وآله وسلم کے اور مخاطب ہووین اونسے انتہی اور بعضی روایت مین آیا ہے کہ حضرت
ابراهیم علیه السلام نے کہا کہ ای محمد اپنی امت کو کہو کہ بہشت مین درخت لگاؤ کہ خاک پاکیزہ خوب رکھتی ہے اور زمین
اوسکی فراخ ہے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله وسلم نے پوچھا کہ درخت بہشت مین لگانا کیونکر حاصل ہو کہا ساتھہ کہنے
لاحول ولاقوة الا باللہ کے انتہی شیخین نے مرفوعاً نقل کیا کہ وہ خزانہ ہے خزانون بہشت سے اور طبرانی نے مرفوعاً روایت
کیا کہ جس کسی کو خدا نے نعمت دی اور وہ اوسکو باقی رکھا چاہے تو لاحول بہت پڑھے ف اختیار فرمایا حضرت مجدد
نے واسطے حصول منافع اور دفع مضار دینی و دنیوی کے ہر روز پانسو بار اوسکا پڑھنا اور اول اور آخر اوس کے
سو سو بار درود شریف پڑھنا مظہری اور روضة الاحباب مین ہے کہ بعضی روایتون مین آیا ہے کہ حضرت ابراهیم
علیه السلام کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم نے چھٹے آسمان پر اور حضرت موسی علیه السلام کو ساتوین پر دیکھا اور ایک
روایت مین حضرت ادریس علیه السلام کو تیسرے پر اور حضرت ہارون کو چوتھے پر دیکھا اور ایک روایت مین حضرت
ادریس علیه السلام کو پانچوین پر اور حضرت یوسف علیه السلام کو دوسرے پر اور حضرت یحیٰی اور عیسٰی علیهما السلام کو تیسرے پر دیکھا
سو بر تقدیر صحت ان سب کے جمع کرنا ان سب مین متعذر ہے مگر جبکہ قائل ساتھہ تعدد معراج کے ہون چنانچہ بہت
علما اسکے قائل ہین یا یون ہو سکتا ہے کہ آتے وقت چھٹے آسمان پر دیکھا پھر موسی علیه السلام ساتوین پر چڑھ گئے تو لوٹتے
وقت اونھین ساتوین پر دیکھا اور ابراهیم علیه السلام چھٹے پر اور آتے اونھین چھٹے پر دیکھا انتہی نسیم الریاض اسی
قیاس پر باقیون کو سمجھہ لینا چاہیے یا ترجیح بعضی روایتون کی کرین حاصل کلام کا وہ ہے کہ جو روایت اول شرح
مین سقصی کی اس کتاب مین مذکور ہو چکی ارجح اور اصح روایات کی ہے اور وہ روایت مالک ابن صعصعہ خزرجی
کی ہے نقل کیا اوسکو شیخین اور ترمذی اور نسائی اور امام احمد نے اپنی مسند مین امام نووی نے تہذیب مین کہا
کہ مالک ابن صعصعہ نے پانچ حدیثین نقل کی ہین اور ایک روایت پر دونین سے اتفاق کیا ہے بخاری اور مسلم نے اور
وہ حدیث اسرا اور معراج کی ہے اور وہ احسن احادیث اسراسے ہے اور سیفراج ابن جوزی رحمہ اللہ نے کتاب
تنقیح مین کہا پس کہنا حلبی کا کہ نہین مروی ہے مالک بن صعصعہ سے کتب مین غیر حدیث اسرار کے صحیح نہین ہے

آور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے شفا مین اس حدیث کو اتقن اور اجود کہا یعنی باقی روایات سے لہذا اونسے اوسی
کو مختار کیا یہ خلاصہ ہے شرح قاری و خفاجی کا اس سے معلوم ہوا کہ یہی روایت کہ اس کتاب مین مذکور ہو چکی
احسن اور اصح ہے اور مرجوح بیچ مقابل راجح کے بمنزلہ معدوم کے ہے انتہی علی قاری آور مظاہر حق مین ہے کہ کہا
حافظ سیوطی علیہ الرحمہ نے کہ اشکال لازم آتا ہے آسمانون پر انبیا علیہم السلام کے دیکھنے مین باوجود اسکے کہ بدن
اونکے قبرون مین ہین سو جواب دیا گیا ہے اسکا یہ کہ روحین اونکی متشکل ہوئین تھین بصورت بدنون کے یا حاضر
ہوئے تھے بدن اونکے حضرت کی ملاقات کے لیے اوس رات مین واسطے تعظیم اونکی کے نسفی نے بحر الکلام مین کہا
کہ ارواح چار قسم ہین ارواح انبیا کی کہ نکلتی ہین اپنے جسمون سے اور ہو جاتی ہین مانند صورت اونکی کے مشک
اور کافور اور ہوتے ہین جنت مین کہاتے پیتے تنعم کرتے ہین اور جگہ پکڑتے ہین شبکو قندیلون مین کہ لٹکتی ہین عرش سے
کہا صاحب مظہری نے مراد اس سے نسفی کی یہ ہے کہ اونکے لیے جسم ہین مانند جسمون انسان کے اور تعبیر کیا اونکو ساتھہ
مشک اور کافور کے واسطے خوشبودار ہونے اونکے کے اور مجدد رحمہ اللہ نے اون اجسام کو ساتھہ جسم مومہوب کے تعبیر
کیا ہے اور وہ ہو وے ہے انبیا اور اونکے اتباع کاملین صدیقین کے واسطے قبل موت کے بہی اور باوجود اسکے ہر روح
کو اتصال رہتا ہے جسم کے ساتھہ اپنی قبر مین کہ دریافت نہین کر سکتا ہے اوسکی کنہ کو مگر اللہ تعالیٰ چنانچہ دیکھا شب
اسرا مین آپ نے موسی علیہ السلام کو قبر مین نماز پڑھتے اور بہی فرمایا جو کوئی مجھپر درود بہیجتا ہے میری قبر پاس سنتا
ہون اوسکو خلاصہ مظہری اور اختلاف کیا ہے کہ مخصوص ہونا ہر آسمان کا ساتھہ ہر نبی کے انبیاے مذکورین مین
سے کس سبب سے تھا اور اسمین کیا حکمت تھی سو مشہور تر اسمین یہ ہے کہ حسب تفاوت درجات اونکے کے تھا بعضی
کہتے ہین کہ ترتیب اور خصوصیت انبیا کی آسمانون پر واسطے شرف دیدار آپکے کے مبنی ہے عرف پر کہ جب کوئی بڑا آدمی
آتا ہے اوسکی ملاقات اور استقبال کو دوڑتے ہین تو غالبا بعضا بعضی پر بڑھ جاتا ہے اور تفصیل اسکی ابن ابی جمرہ
نے یون لکہی ہے کہ خصوصیت حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھہ پہلے آسمان کی اس سبب سے تھی کہ وہ اول سب انبیا
علیہم السلام سے ہین اور اول باپ ہین سبکے سو مناسب ہوا ہونا اونکا پہلے آسمان پر اور حضرت عیسی کو خصوصیت ساتھہ
دوسرے آسمان کے اسلیے ہوئی کہ بنسبت اور انبیا علیہم السلام کے زمانہ اونکا بہت قریب تھا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے اور اونکو عنقریب اوترنا ہے اسلیے مکان قریب مین دنیا سے جگہہ پائی از نسیم الریاض اور قریب اون سے حضرت
یوسف علیہ السلام تھے اسلیے کہ امت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی داخل ہوگی جنت مین بصورت اون
کے اور حضرت ادریس علیہ السلام چوتھی آسمان مین تھے بسبب فرمانے اللہ تعالیٰ کے ورفعناہ مکانا علیا ترجمہ
اور اوٹھا لیا ہمنے اوسکو مکان بلند مین اور چوتھا آسمان ساتون مین اوسط اور معتدل ہے بلندی مین مؤلف
عفا اللہ عنہ وعن والدیہ کہتا ہے کہ مواہب لدنیہ مین لکہا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام چوتھے آسمان پر اسلیے

سبب سے تھے کہ اونھون نے وہان پر وفات پائی تھی اور نہین ہے واسطے اونکے قبر زمین پر ظاہر مین نقل کیا
حضرت ہارونؑ پانچوین مین بسبب قریب ہونے بھائی اپنے موسیٰؑ کے تھے اور حضرت موسیٰؑ اوپر اون سے تھے
بسبب فضیلت کلام کرنے اللہ تعالی کے اور حضرت ابراہیمؑ اونسے اوپر تھے اسلیے کہ وہ افضل انبیا کے ہین بعد
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بھی وہ خلیل ہین اور خلیل سے کوئی افضل نہین بجز حبیب کے اور بھی وہ اپنے
پچھلے نبیون کے باپ تھے کما فی المواہب اور جو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام افضل الانبیا تھے پہلے ہمارے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلیے اور سب سے رفیع المنزلت تھے کہ ساتوین آسمان پر آئے از نسیم الریاض اور بھی وہ
امام الانبیا تھے اور اونھون نے کعبہ ایسا بنایا جسے اللہ تعالی نے قبول فرمایا اور خاتم الانبیا اور اونکی امت کیواسطے
قیامت تک اوسیکو قبلہ ٹھہرایا شاید اوس مناسبت اور خصوصیت سے اونھین بیت المعمور کے پاس مقرر کیا باقی
رہا کلام مقدمہ مین تمام انبیا علیہم السلام کے کہ وہ کہان تھے سو کہتا ہون مین کہ شاید وہ بھی موجود ہون آسمانون
پر مناسب اپنے اپنے مدارج کے یا اسیقدر مامور ہون ساتھ ملاقات سرور کائنات علیہ الصلوۃ کے مواہب اور ذکر
نہ کیا گیا ہر آسمان مین مگر بعضی کا انبیا مشہورین سے اور اکتفا کیا گیا ساتھ ذکر اونکے کے باقی بزرگوارون
مین سے پھر بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے سدرۃ المنتہی اور بیت المعمور اور حوض کوثر اور
نہر الرحمۃ کو دیکھا اسکی وجہ تسمیہ آگے آوے گی اور فرمایا کہ بعد ہمکلام ہونے کے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مجھے
سدرۃ المنتہی کو لے گئے اور سدرہ کہتے ہین بیری کے درخت کو سو اوسکو دیکھا مینے کہ پھل اوسکے مانند مٹکون شہر
ہجر کے بڑے تھے اور ہجر اوپر وزن شجر کے نام ہے ایک شہر کا کہ قریب مدینہ منورہ کے ہے اوسمین مٹکے بنائے جاتے
ہین اوسکے ایک مٹکے مین ایک مزادہ کے قدر پانی سماتا ہے اور نہین مراد ہے وہ شہر ہجر کہ توابع بحرین سے ہے انتہی
شرح ملا علی قاری ف فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من قطع سدرۃ صوب اللہ راسہ فی النار روایت کیا
اوسکو ابو داؤد نے پھر پوچھے گئے ابو داؤد سے معنی اوسکے تو فرمایا یہ حدیث مختصر ہے یعنی جو کوئی کاٹے بفائدہ ظلم
سے ناحق بیری جنگل کی کہ سایہ مین آتے ہین اوسکے مسافر اور چارپائے سرنگون کریگا اوسکو اللہ تعالی آگ مین کذا فی الفتوحات
الالٰہیہ اور پتی اوسکے مانند کان ہاتھی کے تھے تشبیہ دی پتون کو ہاتھی کے کانون سے اگرچہ ملک حجاز مین وہ نتھا مگر ملک
حبش مین تو تھا اور لوگ اوسمین تجارت کے لیے آتے جاتے رہے اور اوسکی طرف پہلے ہجرت واقع ہوئی تو وہ لوگ پہچانتے
تھے پس وارد ہوگا یہ شبہہ کہ تشبیہ دینا ساتھ اوس چیز کے کہ جسے مخاطب نہ پہچانے غیر مقبول ہے نسیم اور پوشش اوس
درخت کی نور الٰہی سے تھی یعنی تجلی نور الٰہی کی اوسپر تھی اور ملائکہ مانند ٹڈیون کے اور ایک روایت مین مانند پروانون
زر کے گرد اوس درخت کے تھے شاید تشبیہ دی اون انوار کو کہ اوٹھتے تھے اوس سے اور پڑتے تھے اپنے مواضع مین ساتھ
پروانون کے اور ٹھہرایا اونکو زر سے بسبب روشنی اور صفائی ذاتی اون انوار کے انتہی از شرح ملا علی قاری اور پایا

اوسکے اتنے فرشتے تھے کہ گنتی اونکی سوا خدا کے کوئی نہین جانتا اور مکان جبرئیل علیہ السلام کا وسط مین اوس
درخت کے ہے اور اوسکے جڑ مین سے چار نہرین جاری دیکھین دو پوشیدہ اور دو آشکارا میننے پوچھا جبرئیل ع سے کہ
یہ دو نہرین چھپی اور دو کھلی کیا ہین کہا یہ دو نہرین چھپی ہوئین بہشت مین جاتی ہین کہا ہے طیبی نے کہ وہ ایک سلسبیل ہے
اور دوسری کوثر اور اونکو چھپے ہوئی اسواسطے کہتے ہین کہ وہ بہشت مین جاری ہین اوس سے باہر نہین نکلتے ہین
وہ نظر سے چھپے ہین اسلیے چھپے کہا انتہی کا ذرونی اور بعضی کہتے ہین کہ اونکو چھپے ہوئے اسواسطے کہتے ہین کہ
عقلین تمام مخلوقات کی اوسکی کنہہ کو نہین پہنچتی ہین اور وہ دو نہرین ہین کھلی ہوئی نیل اور فرات ہین ظاہر یہ ہے کہ اون
سے مراد نیل مصر اور فرات کوفہ ہے سو وہ بموجب حدیث کے سدرہ کی جڑ سے جاری ہین نکلتی ہین من اصل
سدرۃ المنتہی اور وہان سے زمین پر گرتی ہین متفرق مانند مطر کی اور رہتی ہین اور بعضون نے کہا ہے یہ از روی تشبیہ کے
ہے مانند اس قول کے کہ عجوہ مدینہ کے حق مین فرمایا کہ وہ ثمار جنت سے ہے اور عجوہ ایک قسم ہے نفیس خرمے کی کہ پانی
اونکا لطافت اور شیرینی اور فائدون مین بہشت کے پانی کے مشابہ ہے یا قبیل توافق اسما کے سے ہے یعنے جیسے بیان
ان دو نہرون کا نام نیل اور فرات ہے اسیطرح بہشت مین دو نہرین ہین کہ نام اونکا نیل اور فرات ہے واللہ اعلم
اور نیل کے احوال مین عجائب اور غرائب چیزین لکھی ہین کہ عقل وسمین حیران ہے کما فی المظاہر والروضۃ والحداج
حسن المحاضرۃ فی اخبار المصر والقاہرہ مین لکھا ہے کہ قرآن شریف مین نہین ذکر کیا اللہ تعالی نے کسی نہر کا سوا نیل
کے فرمایا اللہ تعالی نے وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ ترجمہ اور ہمنے حکم بھیجا
موسی کی مان کو کہ اوسکو دودھ پلا پھر جب تجھکو ڈر ہو اوسکا تو ڈالدے اوسکو دریا مین سو مراد یم سے اس مقام مین نیل
ہے اور ایسے ہی آیت اَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِیْمٍ یعنی پھر نکالا ہمنے اونکو باغ چھوڑکر اور
چشمہ اور خزانہ اور گھر خاص اسیطرح آیت مین بموجب قول عبد اللہ بن عمر کے مراد جنات سے وہ باغ ہین جو دو
کنارون پر نیل کے واقع تھے اول سے آخر تک اور مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیل اور سیحان اور جیحان یہ دونون انہار جنت سے ہین نیل ندی مصر کی تفصیل
سے بیان اسکا آگے آتا ہے اور سیحان اور جیحان یہ دونون ندی ہین ملک عواصم مین قریب شہر طرطوس اور مصیصہ کے
نواح انطاکیہ مین عواصم نام ہے ایک پرگنہ کا جسکا دار الخلافت انطاکیہ ہے اور طرطوس نام ایک گانون کا ہے
اور مصیصہ نام ایک موضع کا ہے ملک شام مین انتہی صراح وغیاث اور یہ دونون غیر ہین جیحون اور سیحون سے
کہ یہ دونون ندی ہین بڑی اور کہا بعض نے کہ سیحون ندی ہے سندھ کی اور بعض نے رود گنگ کو کہا ہے اور
کہا بعض نے کہ وہ ندی ہے درمیان اندجان اور سمرقند کے اور فرات ندی ہے قریب کوفہ کے اور خاص کی گئی ہین
یہ چارون ندی ساتھ ذکر کے بسبب میٹھے ہونے پانی اور کثرت منافع انکے کے کہ گویا ہین یہ چارون ندیان جنت سے

فائدہ بیان عجائبات نیل

اور اسلیے کہ چار ندیان بھی ہین جنت مین اس نام کی نکلے ہین اونسے اور سب ندین جنت کی پس تشبیہ دی ان
چارونکو ساتھ اون چارون کے جو جاری ہین بیچ جنت کے اس سبب سے کہ بہت ہین نفع ان سے بیچ دنیا کے
گویا یہ چارون نمونہ ہین اون چارون ندیون جنت کا بیچ نفع اور ضرر کے اور قاضی نے کہا کہ مراد ہونے سے انکے
نہرون جنت کی یہ ہے کہ ایمان پھیلا ہے بیچ سب شہرون کے جو کہ واقع ہین گرد نواح انکے اور پانی پیتے ہین وہ
انسے یہ وجہ اس صورت مین مناسب مقام ہو سکتی ہے کہ محمول کیا جاوے اس حدیث کو اوس پیشین گوئی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ ہو جاوینگے باشندے قرب و جوار ان ندیون کے اہل اسلام اور شامل ہو جاوے
گی نعمت ایمان کی اون سب کو ایک وقت معین مین بخلاف اور ندیون کے انتہی اور صحیح تر یون ہے کہ یہ حدیث
محمول ہے اوپر ظاہر اپنے کے یعنے واسطے ان ندیون کے اصل اور بنیاد ہے جنت سے چنانچہ معالم التنزیل مین ہے
کہ اوتارا اللہ تعالے نے ان ندیون کو جنت سے اور امانت رکھا انکو بیچ پہاڑون کے جیسا کہ فرمایا فاسکناہ فی الارض
اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ دو نہرین مومن ہین اور دو نہرین کافر ہین
مومن نیل اور فرات ہین اور کافر پس دجلہ اور نہر بلخ کی ہے ٹھہرایا دو کو مومن بنا بر تشبیہ اونکی کے ساتھ مومن
کے اسلیے کہ یہ دونون بہتی ہین اوپر زمین کے اور پلاتی ہین زراعت کو بے تکلف اور ٹھہرایا دوسرون کو کافر اسلیے
کہ نہین پلاتے ہین وہ کھیتی کو اور نفع نہین پہونچتا ہے اونسے مگر ساتھ مشقت اور تکلیف کے مراد نفع سے یہان
پر نفع کامل ہے یعنی نفع دنیوی و اخروی اور ظاہر ہے کہ کافر سے ایسا نفع کامل متصور نہین ہو سکتا پس وہ
دونون بیچ خیر اور نفع کے مثل دو مومنون کے ہین اور یہ دونون بیچ قلت نفع کے مانند دو کافرون کے اور مروی ہے
عمرو بن العاص سے کہ تحقیق کہا اونسے کہ نیل مصر کا سردار نہرون کا ہے مسخر کیا اللہ تعالے نے اوسکے لیے ہر نہر کو کہ درمیان
مشرق اور مغرب کے ہے جب ارادہ کیا اللہ تعالے نے کہ جاری کرے نیل مصر کا تو امر کیا ہر نہر کو یہ کہ مدد دے اوسکو پھر مدد
دی اوسکو سب نہرون نے ساتھ اپنے پانی کے اور جاری کیے اللہ تعالے نے اوسکے لیے زمین سے چشمے پس منتہی اوسکا تھا
جہان تک کہ منظور تھا اللہ تعالے کو پھر وحی کی اللہ تعالے نے ہر پانی کو کہ رجوع کر جاوے طرف اصل اپنی کے (جگہ) مروی ہے
یزید ابن حلیب سے کہ تحقیق معاویہ بن ابی سفیان نے سوال کیا کعب الاحبار سے کہ کیا پاتے ہو تم نیل کی کوئی
چیز کتاب اللہ مین کہا اونسے قسم ہے اوس فرات کی جسنے چیر دریا کو واسطے موسی علیہ السلام کے کہ تحقیق پاتا ہون مین
کتاب اللہ مین کہ وحی فرماتا ہے اللہ تعالے اوسکو ہر برس مین دو دفعہ ایک بار وقت بڑھاؤ اوسکے کے کہ تجھکو حکم الہی ہے کہ جاری ہو
پس جاری ہوتا ہے بڑھاؤ اوسکا اوس مقدار تک کہ لکھا ہے اللہ تعالے نے پھر وحی فرماتا ہے کہ اے نیل پلٹ حمد کیا ہوا
یعنے بڑھاؤ سے باز رہ اور اصل ٹھکانے پر اپنے جا رہ پھر گھٹ کر وہ اپنے اصل ٹھکانے پر آجاتا ہے اور مروی ہے
ابن عباس سے مرفوعاً کہ اوتارین اللہ تعالے نے جنت سے طرف زمین کے پانچ نہرین سیحون اور جیحون اور دجلہ اور

مطلب ہذا ۱۲ افادہ مولوی عبداللہ پنجابی ۱۲ افتامل یعنی یہ پیشین گوئی ثابت نہین جسپر یہ حدیث محمول ہو پس چاہیے کہ کہا جاوے کہ اس صورت مین یہ پیشین گوئی ہوئی اسکی کہ ہو جاوینگے باشندے الخ ۱۲ عبداللہ شاہ +++

فرات اور نیل اور اوتارا اللہ تعالیٰ نے اونکو بازو پر جبرئیل علیہ السلام کے نیچے کے طبقہ مین سے جنت کے اور ایک ہی چشمہ سے اونکو جاری کیا اور امانت رکھا اونکو پہاڑون مین اور جاری کیا اونکو زمین پر اور گردانا اونمین منفعت واسطے لوگون کے پس یہ معنی ہین اس قول اللہ تعالیٰ کے وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ پس جبکہ ہوگا وقت نکلنے یاجوج اور ماجوج کا تو بھیجیگا اللہ تعالیٰ جبرئیل کو پس اوٹھائے گا زمین سے قرآن اور علم اور حجر اسود اور مقام ابراہیم اور تابوت موسی علیہ السلام کا اون چیزون سمیت جو اون مین ہین اور ان پانچ نہرون کو پس اوٹھائے گا ان سبکو طرف آسمان کے پس یہی ہین معنی اس آیت کے وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ پھر جب اوٹھ جائینگے یہ اشیاء زمین سے تو مفقود ہو جاوے گی زمین والون سے بھلائی اوسکی اور مروی ہے کعب الاحبار سے کہا کہ نہر نیل کی نہر عسل کی ہے جنت مین اور نہر دجلہ کی نہر دودھ کی ہے جنت مین اور نہر فرات کی نہر شراب کی ہے جنت مین اور نہر سیحون نہر پانی کی ہے جنت مین لیث ابن سعد سے مروی ہے کہ کہا اونھون نے ایک شخص اولاد عیص مین سے تھا حائذ نام بیٹا ابی شالوم بیٹا عیص بیٹا اسحق بیٹا ابراہیم کا وہ اپنے پادشاہ وقت سے بھاگ کر داخل ہوا زمین مصر مین پس اقامت کی اوسنے وہان چند سال جبکہ دیکھے اوسنے عجائبات نیل کے پھر لازم کیا اوسنے اپنے پر واسطے اللہ کے کہ نہ جدا ہووے کنارے اوسکے سے یہان تک کہ پہونچے منتہا اوسکی کو یا مر جاوے پہلے اوس سے پس چلا کنارے پر تیس برس آبادی مین اور تیس برس غیر آبادی مین اور کہا بعضون نے پچیس برس آبادی مین اور پچیس برس غیر آبادی مین یہان تک کہ پہنچا طرف دریاے سبز کے پس دیکھا اوسنے طرف نیل کے کہ وہ سامنے سے چیرتا ہوا دریاے سبز کو نکلتا ہے پس چلا وہ اوسی طرف کو آگے ناگاہ دیکھا ایک شخص کو کہ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہے نیچے ایک درخت سیب کے پس مانوس ہوا یہ ساتھ اوسکے اور سلام کیا اوسپر کہا اوسنے کون ہو تم کہا مین حائذ بیٹا ابی شالوم بیٹا عیص بیٹا اسحق بیٹا ابراہیم کا ہون تم کون ہو کہا اوسنے مین عمران بیٹا فلان بیٹا عیص بیٹا اسحق بیٹا ابراہیم علیہ السلام کا ہون کہا اوسنے کیا چیز لائی ہے تجھکو یہان اے عمران کہا اوسنے لایا ہے مجھکو یہان وہ شخص کہ لایا ہے وہ تجھکو یہان تک کہ پہنچا مین اس مقام پر پس وحی کی اللہ تعالیٰ نے میرے لیے یہ کہ کھڑا ہون اسجگہہ مین یہانتک کہ آوے میرے پاس امر اوسکا پھر کہا اوسنے خبر دو مجھکو اے عمران وہ جو پہنچا ہے تجھکو امر نیل سے اور کیا پوچھتا ہے تجھکو کتاب ون سے یہ کہ کوئی شخص بنی آدم سے پہونچے گا اوس کی حد کو کہا عمران نے ہان پوچھتا ہے مجھکو کہ ایک آدمی بنی عیص سے پہونچے گا اوسکی حد کو اور نہین گمان رکھتا ہون مین اوس کو سوا تجھ سے پھر کہا اوس نے اے عمران خبر دو مجھکو کیونکر رستہ ہوگا طرف اوسکے کہا اوسنے نہین مین خبر دینے والا تجھکو ساتھ کسی چیز کے مگر یہ کہ اقرار کر تو میرے لیے وہ کہ سوال کرون تجھسے کہا اوسنے اور کیا چیز ہے وہ کہا عمران نے جب پھرے تو میری طرف اور مین زندہ ہون تو اقامت کرنا پاس میرے یہان تک کہ وحی فرماوے اللہ تعالیٰ

لہ اور اوتارا ہمنے آسمان سے پانی ماپ کر پھر اوسکو ٹھہرایا زمین مین ۱۲ سلہ اور ہم اوسکو لیجانے پر قادر ہین ۱۲

میرے لیے ساتھہ امر اپنے کے یا مارے جمکو پس دفن کرنا مجھکو اور اگر پایا تو نے مجھکو مردہ دفن کرنا مجھکو پھر چلا جانا کہا
اوسنے یہ امر اوپر میرے لازم ہے پھر کہا اوسنے کہ چلا جانا اس سے بھی آگے کو یہان تک کہ پاوے تو ایک دابہ کو کہ دکھلائی
دے گا چھپا دہر اوسکا اور نہ دکھلائی دیگا اگلا دہڑ اوسکا تو کچھہ اوس سے خوف مت کرنا اور سوار ہو جانا اوسپر اسلیے
کہ وہ ایک دابہ ہے کہ دشمنی رکھتا ہے وہ شمس سے جبکہ طلوع کرتا ہے تو میلان کرتا ہے وہ طرف شمس کے تاکہ لقمہ کرے
اوسکو یہان تک کہ حائل ہو جاتے ہین روکنے والے اوسکے اوسکو پھر باز رہتا ہے وہ اپنے ارادہ سے اور جبکہ غروب ہوتا ہے
آفتاب تو پھر رجوع کرتا ہے وہ طرف اوسکے تاکہ لقمہ کرے اوسکو پس لیجاوے گا وہ تجھکو دریا تک پھر اولٹا آنا وہان سے
یہان تک کہ پہونچے تو نیل پر پھر اوسکی پیٹھہ پر چلا جانا پھر پہونچے گا تو ایک لوہے کی زمین پر کہ پہاڑ اور درخت اوسکے
لوہے سے ہین پھر آگے زمین تانبے کی ملے گی کہ پہاڑ اور درخت اوسکے تانبے سے ہین پھر اوسکے آگے زمین چاندی کی
ملے گی کہ پہاڑ اور درخت اوسکے چاندی کے ہین پھر آگے زمین سونے کی ملے گی کہ پہاڑ اور درخت اوسکے سونے کے ہین
وہان پہنچکر نیل کا حال تجھکو معلوم ہوئے گا پس چلا یہان تک کہ پہونچا زمین سونے تک پھر سیر کی اوس مین یہان تک
کہ پہونچا طرف ایک سونے کے شہر پناہ کے کہ سونے سے تھے کنگرے اوسکے اور قبہ بھی ایک سونے سے تھا کہ اوسکے چار
دروازے تھے پھر دیکھا پانی کو کہ بہتا ہے شہر پناہ پر سے اور جمع ہوتا ہے قبہ مین آکر پھر چار دروازون سے اوسکے بہتا ہے
اوسمین سے تین دروازون کا پانی زمین مین چلا جاتا ہے اور ایک زمین پر بہتا ہے اور یہی ہے دریای نیل پس پانی
پیا اوس سے اور راحت پکڑی اور آیا طرف صور کے تاکہ داخل ہو اوسمین پھر ملا ایک فرشتہ اور کہا اوسکو ٹھہر اپنی جگہہ
مین تحقیق پہونچا تجھکو علم اس دریاے نیل کا اور یہہ جنت ہے اور سواے اسباب کے نہین کہ اوترتا ہے یہ پانی جنت
سے تم ہرگز طاقت نہین رکھتے ہو داخل ہونے کی جنت مین آج کے دن پھر پوچھا حائد نے وہ تین نہرین جو پوشیدہ
ہوتے ہین زمین مین کیا ہین کہا ایک فرات ہے اور دوسرا دجلہ اور تیسرا جیحون پھر کہا لوٹ جاؤ پھر لوٹا حائد
یہان تک کہ پہنچا اوس دابہ تک پھر سوار ہوا اوسپر اور جیسے گیا تھا ویسے ہی لوٹ کر عمران پاس آگیا پس پایا اوسکو
مردہ پھر دفن کیا اوسکو اور رہا اوسکی قبر پر تین روز پھر لوٹ کر آیا حائد وہان سے مصر مین اور جو کچھہ دیکھا تھا
سب بیان کیا پھر وہین رہا اپنی موت تک اور ذکر کیا ہے بعض اہل الاخبار نے کہ تحقیق حائد کو مجرد دعوی جبرئیل کا
تھا بلکہ دیگئی تھی اوسکو حکمت اور تحقیق سوال کیا تھا اوسنے اللہ تعالی سے دیکھنا انتہای نیل کا پس دی گئی اوسکو
قوت اوسپر پس پہونچا وہ طرف جبل قمر کے اور جبل قمر اوسکو کہتے ہین اسواسطے کہ آنکھہ اوسکی طرف دیکھنے سے تیرہ ہوتی
ہے بسبب شدت سپیدی اوسکی کے اور اسی سبب سے چاند کو قمر کہتے ہین اور یہ پہاڑ مشرق سے مغرب تک لیتا ہے
اور جنوب کیطرف اوسکے تمام ویرانہ مین واقع ہے ابتدا سے لیکر انتہا تک اور ایک جانب اوسکے دریا عجاج ہے سو
دیکھا حائد نے کہ پانی اوسکا مثل رات کے کالا ہے اور دھوئین دھار ہے اور اوس دریا کو نیل کا پانی کہ سپید ہے

چیرتا ہوا جانب جنوب پہاڑ سے داخل ہو کر شمال کی جانب اوسکے نکلتا ہے ایک قبہ مین ہے کہ اوسے بردا بیٹے اوتر
نے بنایا ہے اور آیا ہے کہ گئے چند لوگ اوس پہاڑ تک پھر ایک اون مین سے جب چڑھا اوسپر تو ہنسنے لگا اور تالی بجانے
لگا یہانتک کہ گرا دیا اوسنے اپنے تئین اوسطرف پھر باقی لوگ ڈر کر چلے آئے اور نہ چڑھے اوسپر اور جبل قمر سے نیل دریا
ملک کوری مین ہو کر آئے ہے پھر بلاد دمنہ کہ سودان سے ہے اور یہ بلاد واقع ہے درمیان مین بلاد کانم اور بلاد نوبہ
کے اور رہنے والے اوسکے ہین سیاہ چہرہ وحشی آدم خور شہر نوبہ آباد ہے کنارہ پر نیل کے اور قریہ اوسکے بڑے بڑے
ٹاپو مین آباد ہین ذکر کیا ہے ایک جماعت نے منجمین اور ارباب ہیئت سے کہ نیل آتا ہے خط استوا کے ساڑھے گیارہ درجہ
پرسے جنوب کے جانب سے یہانتک کہ پہنچتا ہے دمیاط اور اسکندریہ وغیرہ عرض تلثین تک جانب شمال مین اور کہا
ہے کہ ابتدا اوسکی سے انتہا تک ایک سو بیالیس درجہ ہے ہر درجہ چھ میل اور ثلث میل کا ہے تقریبا پس طول اوسکا اور
جگہ سے کہ شروع ہوا ہے بحر ملیح یعنے دریاء شور تک آٹھ ہزار چھ سو چودہ میل اور دو ثلث میل کا ہے انتہی اور قصد کیا
جائد نے چڑھنے کا طرف اعلی اوسکے پر تو نہ قادر ہوا چڑھنے پر پھر سوال کیا اللہ تعالی سے تو آسان کیا گیا اوسپر چڑھنا پس
چڑھا اور دیکھا پیچھے اوسکے دریا تھا کالا بدبودار اور اندھیرا پھر دیکھا نیل کو کہ بہتا تھا وسط اوسکے مین مانند گھلی ہوئی
چاندی کے اور کہا صاحب مباہج الفکر نے کہ ذکر کیا ابو الفرجبی نے کہ سب نہرین جو آبادی مین ہین دو سو اٹھائیس ہین بعضی
اون مین سے بہتی ہین مشرق سے مغرب کو اور بعضی شمال سے جنوب کو اور بعضی جنوب سے شمال کو جیسے نیل اور بعضی
بہتی ہین سب جہات کو مانند فرات اور جیحون کے اور بقول منبع نیل کا جبل قمر سے ہے پھر خط استوا سے اوس چشمہ سے
کہ نکلتی ہین اوس مین سے دس نہرین پھر پانچ اوس مین سے علیحدہ ہو کر گرتے ہین بیچ بطیحہ کبری کے اقلیم اول مین
پھر اوسی بطیحہ سے نکلتی ہے یہ نہر نیل کی اور مشہور ہے یہ بطیحہ کبری ساتھ بحیرہ کبری کے اور بنسبت طرف ایک طائفہ
کے ہے کہ وہ سیاہ چہرہ ہین اور رہتے ہین گرد اگرد اوسکے وحشی مردم خوار پس جبکہ نکلا نیل اوسنے پھر اوس بلاد کو چیرتا
ہوا بلاد تہتہ کو گذرتا ہوا بلاد نوبہ مین پہنچکر شہر نوبہ کے غربی جانب سے ہوتا ہوا مغرب کو جاتا ہے اور اوترجاتا ہے طرف
اقلیم ثانی کے پھر قریب ہوا ہے طرف خنادل کے اور وہان منتہی ہوتے ہین مراکب شہر نوبہ کے بہاؤ مین نیل کے اور
مراکب صعید الاعلی کے جو چڑھاؤ پر آتے ہین نیل کے پھر وہان سے طرف شمال کے جاتا ہے پھر ہو جاتا ہے اوپر جانب
شرقی اوسکے کے شہر الوان کا بلاد صعید الاعلی سے پھر گذرتا ہے درمیان مین سے دو پہاڑون کے جو ملے ہوئے ہین دونون
طرف عملداری مصر کو شرقا اور غربا اور جاتا ہے فسطاط کو پھر جبکہ گذرتا ہے اوس سے مسافت ایک دن کی تو منقسم
ہو جاتا ہے ساتھ دو قسم کے ایک اون مین سے جا گرتا ہے دریاے روم مین پاس رشید کے کہ بحر غرب بھی اوسے کہتے
ہین اور مسافت نیل کی شروع اوسکے سے رشید تک سات سو اڑتالیس فرسخ ہے اور کہا ہے شیخ عز الدین نے کہ
شروع نیل کا جبل قمر سے ہے یعنی زمین دنیا پر ہے ورے خط استوا کے ساڑھے گیارہ درجہ پر ہے اور طول اس پہاڑ کا

پندرہ درجہ اور بیس دقیقہ ہے کہا حافظ نے کتاب الامصار مین کہ مخرج نہر سندا ور نیل کا ایک جگہ سے ہے اور دلیل
لایا ہے اسپر یہ کہ دونون بڑھتے ہین ایک وقت مین اور موجود ہین تمساح دونون مین اور طریقہ زراعت اہل ان شہرون
کا واحد ہے اور کہا ہے تاریخ مصر مین کہ بلاد تکنہ مین ایک گروہ ہے سودان سے زمین اوسکی اوگاتی ہے سونے کو اور
متفرق ہوتا ہے نیل پس ہوجاتا ہے دو نہرین ایک اونمین سفید ہے اور وہ ہے نیل مصر کا اور دوسرا سبز شروع کرتی
ہے طرف مشرق کے دریاے شور کو طرف بلاد سند کے اور وہ نہر میزان کی ہے عزالدین ابن جماعہ نے لکھا ہے کہ نیل
نکلی ہے خط استوا کے ساڑھے گیارہ درجہ پرے جبل قمر سے اور یہ پہاڑ پندرہ درجہ اور بیس دقیقہ لنبا ہے نکلتی ہین اوسکے
چشمون سے دس نہرین بہتی ہین پانچ پانچ اون مین سے ایک دریاے عظیم مدور مین گرتی ہین اور پانچ دوسرے بڑے گول
دریا مین کہ اوسکا بعد مرکز مغرب کے شروع آبادی سے ستاون درجہ ہے اور بعد اوسکا خط استوا سے جانب جنوب مین
سات درجہ اور اکتیس دقیقہ ہے اور یہ دونون دریا برابر ہین ہر ایک کا قطر پانچ درجہ ہے اور ان دونون سے چار چار نہرین
نکلکر ایک چھوٹے گول دریا مین پڑتی ہین ہر ایک کے پڑنے کی جگہ علیحدہ ہے یہ دریا اقلیم اول مین ہے اسکا بعد مرکز شروع
آبادی سے جانب غرب مین ترپن ۵۳ درجہ اور تیس ۳۰ دقیقہ ہے اور خط استوا سے جہت شمال مین دو درجہ ہین اقلیم اول سے
اور قطر اس چھوٹے دریا کا دو درجہ ہے اس سے نیل نکلکر بلاد نوبہ پر گذرتی ہوئی مصر جاتی ہے اور ایک اور نہر اسی دریا سے
نیل کی جہت مین بہتی ہے خط استوا پر ان دونون نہرون کے نکلنے کی جگہ اس دریا سے علیحدہ علیحدہ ہے اور نہر دوسری گرتی
ہے ایک گول دریا مین کہ قطر اوسکا تین درجہ ہے اور بعد مرکز اوسکا مغرب کی شروع آبادی سے اکہتر درجہ ہے پھر نیل جب مصر
سے شہر شطنوف پہونچتی ہے دو ہوکر دریاے شور مین جاکر گرتے ہین ایک کو بحر رشید کہتے ہین اور دوسرے کو بحر دمیاط پہلی
رشید کے دریاے شور مین گرتی ہے اور دوسری منصورہ تک جاکر دو ہو جاتے ہین ایک کو بحر اشمون کہتے ہین یہ
اشمون کے پاس ایک دریا مین گرتی ہے اور دوسرے دمیاط کے پاس دریاے شور مین اور یہ نقشہ اسکا ہے

اقلیم ثانی
بحر رشید
شطنوف
نوبہ
منصورہ
مصر
اقلیم اول
چھوٹا دریا
قطر اسکا دو درجہ ہے
قطر اسکا تین درجہ ہے
خط استوا
بڑا دریا
قطر اسکا پانچ درجہ ہے
بڑا دریا
قطر اسکا پانچ درجہ ہے
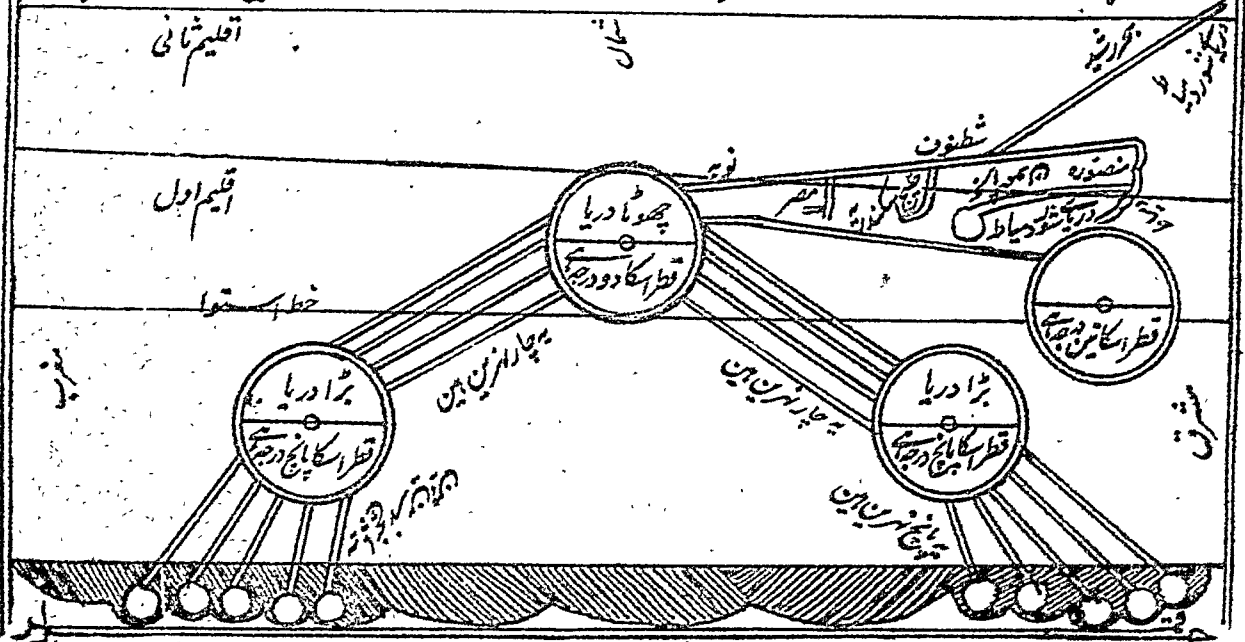
اور کہا بعض نے کہ مجری نیل کا برف کے پہاڑ سے ہے جو کوہ قاف ہے پھر وہ دریاے سبز کو چیر کر گذرتی ہے سونے
اور زمرد اور یاقوت اور مرجان کی کانون پر پھر آن ملتی ہے بحیرہ زنج مین کہتے ہین کہ اگر دریاے شور مین سے اسکا
گذر نہوتا اور سمین اوسکا پانی نہ ملتا تو بسبب نہایت شیرینی کے کوئی نیل کا پانی پی نہ سکتا اور نیل کا پانی گھٹتا بڑھتا
رہتا ہے اور یہ ساتھ تدریج اور ترتیب کے زمانہ مخصوص اور مدت معلوم مین ہے اور انتہا نیل کا چڑھاو جس سے زمین
مصر کو سیرابی حاصل ہوتی ہے سولہ ہاتھ چوبیس اونگل کے ہاتھ سے ہے اگر ایک اونگل اس سے زیادہ چڑھتا ہے تو لاکھ دینار
خراج مصر مین بڑھ جاتے ہین اور نیل کا انتہی چڑھاو مقیاس مصر مین اٹھارہ ہاتھ اور صعید اعلی مین بائیس ہاتھ ہے اور
جسدن سولہ ہاتھ پانی چڑھتا تھا تو اہل مصر کو بہت خوشی ہوتی تھی کہ سوار ہوتا تھا شاہ مصر اپنے خواص و دولت کے
ہمراہ زیب و زینت سے طرف مقیاس کے وہان دعوت اونکی ہوتی تھی اور ناپا جاتا تھا وہ عمود جو مقیاس تھا
اور ناپنے والے کو خلعت اور انعام مقررہ ملتا تھا بعض مفسرین نے کہا یہی یوم الزینت تھا جسدن مین وعدہ کیا
تھا فرعون نے موسیٰ سے وہان جمع ہونے کا ساحرون کے ساتھ اور کہا ایک قوم نے کہ زیادتی پانی نیل مصر کی برف
سے ہے کہ پگھلاتی ہے اوسکو گرمی اور کہا بعض نے کہ یہ بسبب کثرت ہونے مینہ کے بلاد سودان حبش مین ہے اور
یہ بارش خط استوا سے صادر ہوتی ہے اور بکثرت برستا ہے یہ باران وقت چلنے ہوا کے کہ نام اوسکا ملتن ہے کہ بادل
بھرتی ہین اوس سے اور کہا بعض نے کہ زیادتی اوسکی اختلاف ہوا سے ہے اسطرح سے کہ جب شمال چلتی ہے سخت تو
موج مین لاتی ہے بحر رومی کو پھر روک رکھتی ہے وہ موج نیل کے پانی کو پھر رک کر وہ بڑھ جاتا ہے اور پھیل جاتا ہے زمین
پر پھر جبکہ چلتی ہے ہوا جنوب کی تو قرار پکڑتی ہے موج دریا کی پھر نہ نکلتا ہے پانی اوسکا اور چھوڑ دیتا ہے زمین کو
بھیگا ہوا اور بعض نے کہا کہ بڑھاو اوسکا اور دوسرے چشمون سے ہے جو اوسمین ملتے ہین اور سولہ درع پانی
نیل کا رک کر اپنے مقر اصلی سے بڑھ جاتا ہے اور یہ درع ایک سو چوبیس اونگل کا ہے تو مصر کو اوس سے سیرابی حاصل
ہوتی ہے اور جبکہ سولہ درعہ پر ایک اونگل اور زیادہ بڑھ جاتا ہے تھا اوسکے بڑھاو کا تو ایک لاکھ دینار بسبب اوسکے
خراج مین زیادہ ہوجاتے ہین اور جب اٹھارہ درعہ پانی بموجب مقیاس مصر کے بڑھ جاتا ہے تو وہ زمین جسکا نام
صعید الاعلی ہے اوسپر بائیس درعے پانی چڑھ جاتا ہے اور نشیب مین اوسکے ترقی درعہ جاتی ہے اور اوس حد کو بڑھنا
نیل کا مصر والے منحوس سمجھتے ہین کہ بادشاہ کی موت کا سبب ہوتا ہے پھر جبکہ بھر چکتا ہے پانی اوسکا تو کھلتی ہین نہرین
اوسکی اور منتشر ہوتا ہے پانی اوسکا ہر دو طرف دور تک اونکے ذریعہ سے اور یہ نہر آٹھ ہین خلیج اسکندریہ دوسرا
خلیج دمیاط تیسرا خلیج منف اور خلیج المنہی کہ کھودا ہے اوسکو حضرت یوسف علیہ السلام نے اور خلیج اشموم الطناح اور خلیج
سردوس کہ کھودا ہے اوسکو ہامان نے فرعون کے لیے اور خلیج سخا اور آٹھوین خلیج وہ کہ کھودا ہے اوسکو عمرو بن العاص
نے زمانہ عمر رضی اللہ عنہ کے یہ سب نہرین جاری ہین اور کچھ خرابی اون مین نہین واقع ہوتی اس سے سب زمین مصر کی

جو دو پہاڑ ونکے درمیان ہے سیرابی ہوتی ہے اور پانی نیل کا سپید اور شیرین میٹھا اور ملائم اور ہلکا اور مزہ دار اور
خوب پیاس کا بجھانے والا ہوتا ہے کہا نیف فاسی نے کہ متفق ہین علما اسپر کہ نیل اشرف نہرون کا ہے اسلیے کہ سینچی
جاتی ہے اوس سے اتنی زمین کہ کسی نہر سے نہین سینچی جاتی اور عجائب اوسکی یہ ہے کہ ایکبار اوس سے زمین کو سینچ
کر بو لیتے ہین پھر جبتک کاٹی جاتی ہے دوسرے پانی کی اوسے حاجت نہین برخلاف اور نہرون کے اور یہ ہے
عجائب اوسکے سے کہ بڑھتی ہے وہ اوسوقت مین کہ سب زمین گھٹ جاتی ہین اور اوسوقت مین سخت گرمی کا موسم
ہوتا ہے کہ سب زمین خشک اور ہوا مین بکمال یبوست ہوتی ہے اور گھٹتی ہے اوس وقت مین کہ سب ندیان بڑھتی ہین اور
یہ ہے عجائب اوسکے سے کہ ہر بڑی نہر اگرچہ اوسمین نفع ہوتا ہے لیکن طغیانی کے وقت ضرر پہونچاتی ہے اپنے گرد
جوار کے کھیتون کو اور نیل وقت معین پر بڑھتی گھٹتی ہے کہ کسی چیز کو نقصان نہین پہنچاتی ہے اور یہ عجائب اوسکے
سے ہے کہ نہرین بہتی ہین مشرق سے طرف مغرب کے اور وہ آتی ہے مغرب سے طرف شمال کے پس اصلاح کرتی
ہے ہمیشہ اوسکی روشنی شمس کی اور یہ عجائب اوسکے سے کہ ہر نہر کے لیے ایک سرحد ہے اور نیل نہین ٹھہرتا ہے کسی
منبع پر اور نہین ہے کوئی دریا دنیا مین کہ ملتا ہے دریا صین یعنی چین اور روم مین سوا اوسکے اور نہین دنیا مین
کوئی نہر کہ زائد ہوا اور پھر ٹھہرے اور پھر ناقص ہوا اوپر ترتیب اور تدریج کے سوا اوسکے اور نہین حاصل ہوتا
خراج غلہ کھیتی کسی نہر سے وہ جو حاصل ہوتا ہے نیل سے اور کہا گیا ہے کہ بادشاہ کنفادس قبطی کے زمانہ مین
جو حاصل کہ زمین مصر مین نیل کے پانی سے پیدا ہوتا تھا وہ دس کرور اور تیس ہزار دینار تھا اور پھر عزیز مصر
کے وقت مین دس کرور دینار تھا اور عمرو ابن العاص کے وقت مین ایک کرور بیس لاکھ دینار تھا اور عبداللہ
بن ابی شرح کے وقت مین ایک کرور چالیس لاکھ دینار تھا پھر کم ہوا یہانتک کہ ایام جوہر القائد مین تیس لاکھ
دینار تھا اور سبب پلٹنے اوسکے کا اوپر حالت کمی کے یہ تھا کہ بادشاہون نے نہ جوانمردی کی بیچ خرچ کرنے کی
اوپر ادن آدمیون کے جو مامور تھے واسطے کھودنے نہرون اور اصلاح پلون اور درستی بندون اور بند کرنے
دہانون اور کاٹنے جھاڑی اور دور کرنے گھانس کے اور تھے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی مقرر واسطے بنانے زمین مصر کے
ستر ہزار واسطے اونچی زمین کے اور پچاس ہزار واسطے نشیب زمین کے اور نا پی گئی زمین مصر کی زمانہ ہشام ابن عبدالملک مین پس تھی وہ جو
پہونچتا تھا اوسکو پانی نیل کا دس کرور قدان اور ایک قدان چارسو قصبہ اور ایک قصبہ دس گز کا ہوتا ہے اور پیمائش کی ابن طیرہ نے زمانہ ولایت
اپنے مین وہ زمین جو صلاحیت رکھتی تھی کھیتی کی پس پایا اوسکو دو کرور بیس لاکھ قدان اور باقی دریا برد اور
تلف ہو گئی تھی اور شمار کی مدت بونے کی پس پایا اوسکو ساٹھ دن اور ایک بونے والا بو لیتا تھا پچاس قدان
پس ہو گئی محتاج چار لاکھ اور چالیس ہزار حراث کو اور کہا ہے ابن حوقل نے نیل مصر مین چند جگہ کہ نہین ضرر دیتا ہے
وہان پر تمساح جیسے کہ عدوۃ بوصیر اور فسطاط اور بیچ حدود اسوان کے ریگستان نیل مین اسقنقور ہے اسقنقور

بکسر الف وسکون سین مہملہ و فتح قاف وسکون نون وضم قاف ثانی و سکون واو و را مہملہ اوسکو سقنقور بے الف کے بھی کہتے ہین اور عربی مین ورل مائی یعنی پانی کے گوہ اور ہندی مین بن رہو کہتے ہین ثابت اوسکی یہ ہے کہ وہ نیل کے کنارون پر رہتا ہے اور سر اوسکا باریک کھنچا ہوا اور رنگ ابلق سبز زردی سیاہی سفید آمیز اور چمر اچمکتا اور تحقیق یہ ہے کہ پیدائش اوسکی مثل دوسرے حیوانون کے ہے نر مادہ سے نر کے خصیہ مانند خصیہ مرغ کے ہوتے ہین اور مادہ کے دو فرج ہوتے ہین انڈے تیس سے زیادہ دیتی ہے اور دفن کرتی ہے ریگ مین آفتاب کی حرارت سے بچے نکلتے ہین جلد کے جاڑے مین سردی پاکر پانی سے خشکی مین آتا ہے اور پکڑا جاتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ملتا ہے سقنقور بلاد ہند مین و حبش و قلزم مین اور ابو القاسم عبد اللہ تمیمی نے کہا ہے کہ مینے بلاد مشرق مین حیوان دریائی مسمی بسقنقور دیکھا وہ ایک حیوان ہے طول دو گز عرض آدہ گز رنگ زرد رکھتا ہے اور مستعمل ہے گوشت اوسکے حوالی شکم و ناف و دم کا اور اوسکے ترقوہ[1] پر گوشت ہوتا ہے اور مدت تک نہین بگڑتا اور کہا گیا ہے کہ وہ نسل تمساح[2] سے ہے اور وہ باہر پانی کے انڈے دیتی ہے پھر جب بچے نکلتے ہین جو قصد کرے اون مین سے پانی کا ہوتا ہے وہ تمساح اور جو قصد کرے خشکی کا ہوتا ہے وہ سقنقور اور ہوتی ہین اوسکی دو شاخین مانند ضب کے اور ہوتی ہے نیل مین مچھلی رعاد لنبی بقدر ذراع کے جبکہ پھنستی ہے جال مین تھرتھراتی ہین ہاتھ پانون اوسکے جو کوئی اوسکو پکڑتا[3] ہے یہان تک کہ جس جال مین وہ پھنستی ہے اگر کوئی اوس جال کو پکڑے ہوئے ہو تو اوسکے بھی ہاتھ پھڑکنے لگتے ہین اور اسی سے جو کوئی اوسکو پکڑے یا کسی چیز سے چھوئے اوسکے بھی ہاتھ پیرون مین تھرتھری ہو جاتی ہے یہان تک کہ الگ ہو جاوے اوس سے اور چھوڑ دیوے اوسکو یا وہ مچھلی مرجاوے اور ایک بوٹی ایسی ہوتی ہے مصر مین جو کوئی اوسکو پہلے ہاتھ سے چھوئے پھر اوس رعاد مچھلی کو چھوئے تو اوسپر تھرتھری نہین ہوتی ہے اور عمرو ابن العاص سے مروی ہے کہ ایکبار خشک ہو گیا نیل زمانہ فرعون مین اور یہ لقب ہے ایک بادشاہ کا عمالقہ مین سے کہ تھا یا قوم عاد سے تھا نام اوسکا ولید بن مصعب تھا وہب بن منبہ کہتا ہے دونون اہل کتاب اسپر ہین کہ نام فرعون کا قابوس تھا اور کہا ہے کہ وہی فرعون یوسف عم کا ہے کہ جیتا رہا وہ حضرت موسیٰ عم کے زمانہ تک اور اصح یہ ہے کہ نام فرعون یوسف ع کا ریان اور فرعون موسیٰ ع کا نام ولید یا مصعب بن ولید ہے اور دونون فرعون کے درمیان چار سو برس کا فاصلہ ہے اور فرعون لقب ہے بادشاہ مصر کا جیسا کہ قیصر لقب ہے بادشاہ روم کا کذا فی جلالین و کمالین وغیرہ پس آئے پاس اہل مملکت اوسکے کہا اونھون نے ای بادشاہ جاری کر ہمارے لیے نیل کو کہا فرعون نے تحقیق مین نہین ہون راضی تمسے پس گئے پھر آئے اوسکے پاس کہا ای بادشاہ جاری کر ہمارے لیے نیل کو کہا فرعون نے تحقیق مین نہین ہون راضی تمسے پس چلے گئے پھر آئے کہا ای بادشاہ مر گئے چوپائے اور ہلاک ہو گئے مواشی اگر نہین جاری کروگے ہمارے لیے نیل کو البتہ پکڑین گے ہم اور دوسرے خدا کو سوا تجھسے کہا فرعون نے نکلو طرف زمین کے پھر نکلے پس کنارہ ہوا نیل کے فرعون اونسے ایسا کہ نہین دیکھتے تھے اوسکو اور نہین سنتے کلام اوسکا

[1] ہنسلی
[2] بمعنی مگر ۱۲
[3] بمعنی سوسمار ۱۲

پھر ملا دیا رخسارا اپنے کو ساتھ زمین کے اور اشارہ کیا ساتھ اونگلی اپنی کے طرف اللہ تعالیٰ کے پھر کہا ای اللہ تحقیق نکلا
ہون مین تیرے لیے نکلنا بندے ذلیل کا طرف سردار اپنے کے اور تحقیق جانتا ہون مین کہ تو جانتا ہے کہ تحقیق مین نہ
جانتا ہون کہ نہین قادر ہے اوپر جاری کرنے نیل کے کوئی شخص سوای تیرے پس جاری کر اوسکو کہا راوی نے جاری
ہوا نیل ساتھ ویسے ہی جریان کے بہتا تھا مانند اوسکے پہلے اس حکایت سے معلوم ہوا کہ کافر کی دعا قبول ہوتی ہے اور
اور اختلاف کیا گیا ہے اوسمین بعضی انکار کرتے ہین اور وما دعاء الکفرین الا فی ضلال کو سند پکڑتے ہین اور
صحیح یہ ہے کہ دنیا مین قبول ہوتی ہے دعا جیسے کہ شیطان کی قبول ہوئی قال رب انظرنی الی یوم یبعثون قال
فانک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم اور اس آیت مین آخرت کی دعا مراد ہے جیسے کہ سورہ مومن مین
ہے یا بتون سے دعا مانگنے کا ذکر ہے جیسے کہ سورہ رعد مین ہے پس فرعون نے لوگون سے کہا کہ تحقیق جاری کیا
مینے تمہارے لیے نیل کو پس آگے بڑے اسکے بے سجدہ کرنے والے اور سامنے ہوا اسکے لیے جبرئیل علیہ السلام پس کہا ای
بادشاہ وعدہ کر میرے ساتھ اوپر خلاصی میری کے کہا کیا قصہ اوسکا ہے کہا ایک غلام ہے میرے لیے کہ مالک کیا اوسکو
اوپر بندون میری کے اور دی مینے اوسکو اپنی کنجیان پس عداوت کی اونے میرے ساتھ اور دوست رکھا ہے
اوس شخص کو کہ جو میرا دشمن ہے اور دشمنی کرتا ہے اوس شخص کے ساتھ کہ دوست رکھتا ہون مین اوسکو کہا فرعون
نے برا ہے تیرا غلام اگر ہو میرے لیے اوپر اوسکے قدرت البتہ ڈبوتا اوسکو دریاے قلزم مین پس کہا جبرئیل ع نے کہ ای
بادشاہ لکھ میرے لیے کتاب پس منگایا کتاب اور دوات کے تئین اور لکھا اسبات کو جزا نہین اوس غلام کی جو مخالف
ہوا اپنے مالک سے پس دوستی کرے اوسکے دشمن سے اور دشمنی کرے اوسکے دوست سے مگر یہ کہ ڈبایا جاوے دریای
قلزم مین کہا جبرئیل ع نے ای بادشاہ مہر کر اسپر میری لیے پس مہر کی اوسپر پھر دیا اوسکو یعنی طرف جبرئیل ع کے کتاب
کو پھر جبکہ ہوا دن ڈوبنے فرعون کا آئے اوسکے پاس جبرئیل ع ساتھ اوس کتاب کے پس کہا لو یہ وہ چیز ہے کہ
حکم کیا تھا تونے اوپر نفس اپنے کے اور دُرّ مجالس مین اس قصہ کو یون لکھا ہے کہ جب حضرت موسی علیہ السلام نے
فرعون کو توحید کی طرف بلایا تو اونے کہا کہ اگر خدا تیرا ملک آخرت کا رکھتا ہے تو مین ملک دنیا کا رکھتا ہون اور اپنی
قدرت سے جو چاہون سو کرون حضرت موسی ع نے فرمایا کہ یہ صفت اللہ کی ہے فرعون نے کہا اگر مین حکم کرون تو
یہ خشک رود نیل بہنے لگے موسی علیہ السلام نے کہا ہرگز نہین ہو سکتا ہے اونے کہا ای موسی علیہ السلام تو کل دیکھ لینا
کہ مین کسطرح اوسکو جاری کرونگا فرعون ایک خالی حجرے مین جا کر طوق زنجیر گردن اور ہاتھ پانون مین ڈالکر اوٹھا
لٹکا اور درگاہ خدای تعالی بے نیاز مین رات بھر قبلہ رو ہوکر تضرع تمام روتا رہا اور کہتا رہا ای معبود میرے ای بزرگ
میرے بے عیب تیری ہی ذات ہے جہان مین جتنے عیب ظاہر و پوشیدہ ہین مین سب رکھتا ہون سر پر میرے سینگ لمبے
گا سا ہے اور مقعد پر دم گدھے کی سی اور قد میرا حقیر ڈیڑھ گز کا ہے اور مین عنین ہون پھر سب عیب اپنے بیان کرکے عرض کیا

یا ارحم الراحمین مین ملک عقبی کا کھو چکا ہون اور عوض اوسکے ملک دنیا کا لے لیا تو سب جہان سے بے نیاز ہے کسیکی
مجھکو پروا نہین ای اللہ اپنے کرم عام سے کل مجھکو حضرت موسی اور اوسکے لوگون کے آگے شرمندہ مت کر نیل کو میرے کہنے
سے بہا دے یون ہی تمام شب رویا اور جناب الہی مین عرض کرتا رہا اللہ تعالی نے اپنی رحمانیت سے اوسکی زاری پر رحمت کی
اور دعا اوسکی قبول فرمائی اور غیب سے ندا آئی کہ جا نیل کو کل تیرے کہنے سے جاری کرینگے فرعون خوشی سے شکر بجالا کر
حجرہ سے باہر نکلا سب کو جمع کرکے موسی علیہ السلام کو بلوایا اور نیل پر جا کر کہا کہ جاری ہو تو میرے کہنے سے فی الحال
نیل جاری ہوا پھر گھوڑا پانی کے آگے لے گیا اور جسطرف یہ اشارہ کرتا اور گھوڑا دوڑاتا پانی اوسکے پیچھے دوڑتا پھرتا
تھا لوگ یہ حال دیکھکر متعجب ہوئے اور فرعونی کہنے لگے اگر یہ خدا نہوتا تو یہ نیل جاری کیون ہوتا تو یہ دیکھکر مسلمان پُرملال
ہوئے اور حضرت موسی کا وقت شوریدہ ہوا آپنے جناب الہی مین دعا کی کہ الہی تو نے مجھکو فرعون کی دعوت کو بھیجا
اور اوسنے تکبر اور سرکشی سے میری بات نہ سنی اور تو نے کہنا اوسکا قبول کیا اب اس تیرے بندے موسی کی کیا بات رہی
فی الحال جبرئیل علیہ السلام وحی لیکر آئے کہ ای موسی ہماری ذات مین کچھہ بخل نہین دوست دشمن جو شی مانگتا ہے
ہم اوسکو دیتے ہین یہ فرعون تمام شب ہمیری درگاہ مین اولٹا لٹک کر رویا ہے اوسکی دعا قبول کی نیل کو جاری کیا
اب تو خاطر جمع رکھہ تیری دعا سے اوسکو لشکر سمیت اسی دریا مین غرق کرونگا اور اوسکے تکبر اور دعوی کو توڑونگا واضح
ہو کہ اس قصہ اور قصہ سابق مین کچھہ منافات نہین اسلیے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ دونون امر یعنی خشک ہونا نیل کا اور شکایت کرنا
رعایا اوسکے کا اوس سے اس امر مین اور دعوت کرنا موسی علیہ السلام کا اوسکو اور ظاہر کرنا اوسکا رعایا پر اس مین
بسبب نارضامندی اپنی کے اور ظاہر کرنا اوسکا موسی علیہ السلام پر اپنی قدرت حکومت کا یہ سب ایک ہی زمانہ مین
واقع ہوا ہو چنانچہ مشعر ہے اسکو قول اوسکا اگر مین حکم کرون تو یہ رود نیل ابھی بہنے لگے اور اختلاف روایت مین
بسبب کمی بیشی بیان راویون کے ہوگیا ہو واللہ اعلم بالصواب اور مروی ہے قیس بن حجاج سے جبکہ مصر فتح کرکے
عمرو بن العاص داخل ہوئے بونا مین کہ شہور عجم سے ہے پس آئے اونکے پاس اہل مصر اور کہا اونھون نے اوسکے لیے
ای امیر تحقیق واسطے اس نیل ہماری کے ایک طریقہ ہے کہ نہین جاری ہوتا ہے مگر ساتھہ اوسکے پھر کہا امیر نے اونکے
لیے کیا ہے وہ کہا اونھون نے جبکہ ہوجاوے بارھوین رات لیتے ہین ایک لڑکی کنواری کو ساتھہ رضامندی مان
باپ اوسکے کے اور پہنا لیتے ہین اوسکو اچھے کپڑے اور زیور پھر نکلتے ہین اور پھینکتے ہین اوس لڑکی کو اس دریا
مین کہا اونھون کے لیے عمرو رض نے تحقیق یہ بات نہین ہے اسلام مین اور اسلام گرا دیتا ہے وہ شی کہ قبل اوسکے
ہے پس قائم رہے وہ لوگ بونا اور ابیت اور میرا مین اور نہین جاری ہوا کچھہ بھی نیل یہانتک کہ قصد کیا اونھون
نے چھوڑنے ملک اپنے کا پھر جبکہ دیکھا عمرو رض نے یہ تو لکھا یہ امر طرف عمر بن الخطاب رض کے پس لکھا اوسکی طرف
حضرت عمر رض نے کہ ٹھیک کہا تو نے اسلام گرا دیتا ہے جو چیز کہ پہلے اوس سے ہے اور تحقیق بھیجا مینے تیرے

پاس ایک ٹکڑا کاغذ کا جبکہ پہونچے تیرے پاس کتاب میری تو پھینک دے اوسکو دریا مین جبکہ آئی کتاب عمرؓ کے پاس
لکھوا کاغذ کو پس لکھا تھا اوس مین من عبد اللہ عمرؓ امیر المؤمنین الی نیل مصر اما بعد فان کنت تجری
قبلک فلا تجر وان کان اللہ الواحد القہار ھو الذی یجریک فنسئل اللہ ان یجریک پس پھینکا عمرؓ نے
اوسکو نیل مین پہلے دن صلیب کے ایک دن اور تحقیق درستی کی تھی اہل مصر نے نکلنے کے لیے اوس سے اسلیے کہ
نہین تھی منفعت اون لوگون کو مصر مین مگر بسبب نیل کے پس صبح کی اونھون نے روز صلیب کے اور حالانکہ جاری
کیا تھا اللہ تعالیٰ نے نیل کو سولہ درعہ اور تحقیق زائل ہو گیا وہ برا طریقہ اہل مصر سے اور مروی ہے یزید ابن حبیب سے کہ
کہ موسیٰ نے دعا کی اوپر آل فرعون کے پس بند کیا اللہ تعالیٰ نے اون سے نیل کو یہان تک کہ ارادہ کیا اونھون نے چھوڑنے
مصر کا یہان تک کہ تلاش کیا موسیٰ علیہ السلام کو تا کہ دعا کرے اللہ تعالیٰ سے از روی امید ایمان کے پس دعا کی موسیٰ
نے اللہ تعالیٰ سے اور صبح کی حالانکہ جاری کیا نیل کو اللہ تعالیٰ نے اوسی رات مین پس قبول کیا اللہ تعالیٰ نے واسطے حضرت
عمر ابن الخطاب کے جو قبول کیا تھا واسطے نبی اپنے کے کہ موسیٰ علیہ السلام تھے واضح ہو اس قصہ مین اور اوس مین
جو اوپر فرعون کا قصہ مذکور ہوا کچھ منافات نہین ہے اسلیے کہ بند ہونا نیل کا دوبار واقع ہوا ایک بار خود بخود اور
کھلنا اوسکا فرعون کی دعا سے ہوا اور یہ اوسکا استدراج تھا جیسے کہ مذکور ہوا پھر دوبارہ حضرت موسیٰ کی دعا
سے وہ بند ہوا اور آپ ہی کی دعا سے پھر وہ جاری ہوا اور یہ آپکا معجزہ تھا فافہم اور ایک اور عجائب نیل سے چڑھ آنا
آب نیل کا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بد دعا سے اور تلف ہونا باغون اور کھیتون فرعون اور قبط کا موضح القرآن
کے فائدہ مین لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کو فرعون سے چالیس برس مقابلہ رہا اسپر کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن جانے دے
او سنے نہ مانا اونکی بد دعاؤن سے یہ بلائین پڑین دریای نیل چڑھ گیا کھیتیان اور باغ اور گھر بہت تلف ہوئے اور
ٹڈیون نے سبزے کھائے اور آدمیونکے بدنون پر اور کپڑون مین چچڑیان پڑ گئین اسیطرح ہر چیز مین مینڈک پڑ گئے اور پانی
لہو بن گیا آخر ہرگز نہ مانا اور ایک عجائب نیل سے خون بہانا نیل کا ہے ایک ہفتہ تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
بد دعا سے اور قصہ اوسکا معالم التنزیل مین یون لکھا ہے کہ جب سرکشی کی فرعون نے اور اوسکی قوم قبط نے اور
اڑ گیے کفر پر پے در پے بھیجین اللہ تعالیٰ نے اون پر نشانیان سو جب جانچ لیا اون کو ساتھ آیات اربع عصا اور ید بیضا
اور سنین اور نقص ثمرات کے اور منظور نکیا اونھون نے ایمان لانا تب بد دعا کی حضرت موسیٰ نے اوپر اپنی پروردگار
تیرے غلام فرعون نے سرکشی کی زمین مین اور حکم عدولی کی اور حد سے گذرا کہ اوسکی قوم نے توڑا تیرے عہد کو سو
گرفت کر اونکو ساتھ ایک عقوبت کے کہ ان کو سزا ہو اور میری قوم کو نصیحت اور پچھلون کو عبرت ہو سو بھیجے اللہ تعالیٰ
نے اونپر کئی عذاب پھر بد دعا کی حضرت موسیٰ نے اونپر تو بھیجا اللہ تعالیٰ نے اونپر دم یعنی خون پس بہا دریای نیل خون ہو کر
اور ہو گئے سب پانی خون جن کوؤن اور نہرون مین سے پانی بھر کر لاتے تو اوسکو خون خالص پاتے سو اسکی شکایت طرف

مل اندر ... بجز آگ کی جاری ... یعنی ... سے نیل کی طرف یہ خطاب ہے بعد حمد و صلوٰۃ ... گرتی تھی ... اور جو ... ہی ... بہاتا تھا تو سوال کہ اللہ ... اسکا کہ جاری ...

فرعون کے کی اور کہا کہ نہین ہے ہمارے لیے کوئی پینے کی چیز فرعون بولا کہ تمپر جادو کیا ہے موسیٰ نے بولا کہان
ہے ہمپر جادو اور ہم پاتے نہین اپنے برتنون مین کچھ پانی مگر خون خالص سو فرعون جمع کرتا اسرائیلی اور قبطی کو
ایک کنوئین اور ایک برتن پر سو ہوتا تھا آگے اسرائیلی کے پانی صاف اور آگے قبطی کے خون اور کھڑے ہوتے
دونون یعنی اسرائیلی اور قبطی ایک ایک گھڑے پر سو نکالتا اسرائیلی پانی اور قبطی خون یہان تک کہ عورت
آل فرعون مین آتی پاس عورت بنی اسرائیل کے جبکہ عاجز کیا تھا اونکو تشنگی نے سو وہ کہتی کہ پلا مجھے پانی اپنا
پس دیتی اوسکو پانی سو ہوجاتا وہ پانی خون اوسکے برتن مین یہان تک کہ کہتی وہ قبطیہ بنی اسرائیل کی عورت
کو بھر لے اپنے موتھہ مین پانی پھر ڈال اوسکو بطور کلی کے میرے موتھہ مین سو وہ جب ڈالتی اوسکے موتھہ مین تو ہوجاتا
خون اور پکڑا فرعون کو تشنگی نے سو چبانے لگا تر درختون کو پس جبکہ چوستا کسی درخت کو ہوجاتا
عرق اوسکا کھاری اور کڑوا پس گرفتار رہے اس بلا مین ہفتہ تک کہ نہین پیتے تھے مگر خون کو پھر آئے موسیٰ کے پاس
کہ دعا کر اپنے رب سے کہ دفع کرے ہم سے یہ عذاب ایمان لاوینگے تجھپر اور بھیجدینگے تیرے ساتھ بنی اسرائیل
کو پس دعا کی موسیٰ نے اور کھل گیا اونسے یہ عذاب سو نہ ایمان لائے فرمایا اللہ تعالی نے فارسلنا علیہم الطوفان
والجراد والقمل والضفادع والدم ایت مفصلات فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین یعنی پس بھیجا ہمنے اونپر
طوفان اور جراد یعنی ٹڈیان یا غلہ کے کیڑے یا کھیتی کھانے والے کیڑے اور قمل اور مینڈک اور خون نشانیان
جدی جدی یعنی ہر عذاب ٹھہرا رہا ایک ہفتہ تک یعنی سنیچر سے دوسرے سنیچر تک اور درمیان دو عذاب کے ایک
مہینے کا فاصلہ ہوتا سو تکبر کیا اونھون نے اور تھی وہ قوم گنہگار تھی اور فرمایا حضرت نے کہ جبرئیل علیہ السلام
ساتوین آسمان پر مجھکو ایک جگہہ لے گئے کہ وہان ایک نہر زمرد اور یاقوت کے سنگریزون پر جاری ہے اور کنارے پر
اوسکے یاقوت اور موتی اور زمرد کی خیمے تھے اور سبز جانور پرند اوسکے کنارے پر دیکھے اور پانی اوسکا دودھ سے سفید
اور شہد سے شیرین اون مین سے اوٹھا کر اوسکا پانی مینے پیا تو شہد سے زیادہ شیرین اور مشک سے زیادہ خوشبودار
تھا جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا مینے کہ یہ کیا ہے کہا یہ نہر کوثر ہے کہ اللہ تعالی نے تمکو عنایت کی ہے اور کوزے اوسکے
سونے اور چاندی کے تھے جیسے کہ بیچ روایت طبرانی کے ہے حذیفہؓ سے اور یہی طبرانی نے دوسری روایت مین
ذکر کیا ہے کہ عدد اونکے برابر عدد تارون کے ہین مظہری اور ایک روایت یون ہے کہ فرمایا آپنے کہ جڑ مین سے
سدرۃ المنتہی کے ایک پانی کا چشمہ بہتا تھا اوسکو سلسبیل کہتے ہین اور وہان سے دو نہرین نکلتی ہین ایک کو
نہر کوثر اور دوسری کو نہر الرحمۃ کہتے ہین اور نہر الرحمۃ وہ نہر ہے کہ جب دوزخ سے گنہگار جل بھنکر کالے کالے
نکلینگے اوس نہر مین گرینگے ایک ساعت مین تر و تازہ ہوجاوینگے اور بموجب قول ضحاک کے نام درخت سدرۃ
کا سدرۃ المنتہی اسلیے رکھا ہے کہ عمل خلق کے اور مطابق قول ابن عباس کے علم اونکے وہین تک پہنچتے ہین اور

بیان نہر کوثر و سلسبیل

بیان نہر الرحمۃ و سدرۃ المنتہی

وہین سے نازل ہوتے ہین اوامر الٰہی اور بقول ابن مسعود وہین سے لیے جاتے ہین حکم اور بقول کعب وہین پر
ٹھہرتے ہین فرشتے اور سدرہ ایک درخت بڑا ہے کہ سیر کرے سوار اوسکے سایہ مین ستر برس چنانچہ شفا مین ہے یا سو برس
جیسے کہ ترمذی مین ہے ابو سعید نے کہا کہ اگر ستر برس سوار چلے اوسکے سایہ کو قطع نکر سکے اور پتا اوسکا اتنا لنبا چوڑا
ہے کہ خلق اوسکے سایہ مین آجاوے کذا فی الشفا اور نسیم الریاض مین کہا کہ مراد خلق سے جماعت کثیر ہے نہ ساری مخلوق
اسلیے کہ ساری مخلوق مراد لینا یہان صحیح نہین اور ملا علی قاری نے اپنی شرح مین عام رکھا ہے سوال اگر کوئی
کہے کہ اوپر گذر چکا ہے کہ پتے اوسکے مانند کان ہاتھی کے تھے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ تشبیہ شکل اور ہیئت مین تھی
اور یہان بیان پتے کی عظمت کا ہے پس وہ منافی نہین ہے اوسکی بڑائی سے اور کسی کو وہان سے اوپر چڑھنے کی طاقت
نہین ہے اور وہین منتہی ہوتا ہے جو کچھ کہ چڑھتا ہے عالم سفلی سے اور اوترتا ہے عالم علوی سے امر عالی اور تجاوز
نہین کیا کسی ایک نے وہان سے مگر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغوی نے ابن عباس رض سے نقل کی کہ سدرہ
عرش کی جڑ مین ہے اور وہین تک پہنچتے ہین علم خلائق کے اور جو پرے اوسکی ہے ایک غیب ہے کہ نہین جانتے ہین اوسے
بجز خدای تعالی کے کوئی قولہ وہین تک پہنچتے ہین علم خلائق کے معنی اوسکے یہ ہین کہ بعضی مخلوقات یعنی فرشتے
سدرہ تک حاضر ہوسکتے ہین اور اوس سے آگے کوئی خلائق مین سے نہین بڑھ سکتا ہے پس ماورا اوسکے غیب ہے
من کل وجوہ اور سدرۃ المنتہی اگرچہ وہ بھی غیب ہے بہ نسبت بشر کے ولیکن نہین ہے غیب بہ نسبت بعضے ملائکہ کے
مظہری کہا مقاتل نے وہی طوبی ہے جسکو اللہ تعالی نے سورۂ رعد مین ذکر کیا ہے مجمل مظہری واضح ہو کہ قرطبی نے
آٹھ قول سدرۃ المنتہی کے وجہ تسمیہ مین لکھے ہین جن مین سے پانچ اس کتاب مین مذکور ہوئے اور چھٹا یہ کہ وہین
پہونچتی ہین ارواح شہدا کی یہ قول ربیعہ بن انس کا ہے ساتوان یہ کہ وہین تک پہنچتی ہین ارواح مؤمنین کی
اور یہ قول قتادہ کا ہے اور آٹھوان یہ کہ وہین تک پہونچے ہے جو کوئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق
اور سنت پر ہے اور یہ قول علی رض کا اور بھی ربیع بن انس کا ہے اور آپ آگے چلے اور جبرئیل علیہ السلام اوسی جگہہ رک رہے
آپکی رفاقت سے فرمایا آپنے کہ ای جبرئیل یہ کیا مقام ہے باز رہنے اور جدا ہونے کا یہ وہ جگہہ نہین کہ دوست دوست کو
چھوڑے کہا جبرئیل علیہ السلام نے کہ اگر اونگل بھر یہان سے آگے بڑھون مین تو روشنی تجلی الٰہی سے جلجاؤن ؎٥
اگر بال بھر یہان سے اوپر اوڑون ٭ فروغ تجلی سے جلکر پڑون ٭ اور جاننا چاہیے کہ درخت سدرہ کا روایت
سے ساتوین آسمان پر ہے اور ایک روایت سے چھٹے پر اگر ساتھ ترجیح روایت کے قائل ہون تو روایت ساتوین
آسمان مین دیکھنے کی مرجح ہے کہ نقل کیا اوسکو مسلم نے اور بعضون نے اسی کو اصح کہا ہے چنانچہ ملا علی قاری نے
شرح شفا مین نقل کیا ہے اور اسلیے کہ راوی اسکے بہت ہین اور موصوف ہین ساتھ زیادتی ضبط اور اتقان کے
والا التطبیق مین ان دونون روایتون کے کہہ سکتے ہین کہ جڑ اوسکی چھٹے آسمان مین ہے اور ٹہنیان اوسکی ساتوین آسمان مین

٥ اگر یکسر موئے برتر پرم ٭ فروغ تجلی بسوزد پرم

ہین اور موسوم ہونا اوسکا ساتھ سدرہ کے کہ یعنی درخت بیری کے ہے مفوض علم الہی پر ہے اور کہتے ہین کہ مثل
اس درخت کی شل ایمان کی سی ہے کہ جمع کرتا ہے ایمان قول اور عمل اور نیت کو سو سایہ او سکا بمنزلہ عمل کے ہے
اور مزا اوسکا بمنزلہ نیت کے اور خوشبو اوسکی بمنزلہ قول کے ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ درخت لگا یا گیا ہو آسمان
مین جیسے لگائے جاتے ہین درخت زمین مین اور یہی قدرت اللہ تعالی شانہ شامل ہے اوسکو کہ لگایا گیا ہو وہ درخت
ہوا مین جیسے کہ سیر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ ہوا کے اور ہو سکتا ہے کہ لگایا گیا وہ درخت بیچ خاک جنت کے
جیسے کہ اور درخت لگائے گئے ہین بیچ خاک اوسکی کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعد اوسکے بیت المعمور
کو مجہپر ظاہر کیا اور اوسکو ضراح بھی کہتے ہین ساتھ پیش ضاد معجمہ کے پھر جسنے ساتھ صاد مہملہ کے کہا ہے اوسنے غلط
کہا ہے علی قاری اور وہ ایک گھر ہے ساتوین آسمان پر مقابل مین خانہ کعبۃ اللہ کے مسطور ہے کہ اگر وہان سے پتھر
گرایا جاوے تو کعبہ پر گرے اور ہر روز ستر ہزار فرشتے اوس گھر کی زیارت کو آتے ہین اور پھر دوسری بار کبھی
اونکو اتفاق زیارت اوس گھر کا نہین ہوتا اور یہی حال ہے جب سے اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے اوسکو اور ابد تک یہی طور
رہے گا اور ایک روایت مین ہے کہ بعد ازان دیکھا یا گیا بیت المعمور اور اوٹھا یا گیا اوس سے پردہ اور لفظ حدیث
کے یہ ہین ثم رفع الی البیت المعمور یعنی پھر اوٹھا یا گیا میری طرف بیت المعمور اور تفسیر اوسکی ساتھ اس معنی کے
کی ہے کہ گویا درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور درمیان بیت المعمور کے بہت عالم تھے کہ قدرت نتھی اوس کے
ادراک پر سو اوٹھا دئے گئے وہ یعنی درمیان مین سے دور کیے گئے اور لایا گیا وہ بیچ نظر مبارک آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ
وآلہ وسلم کے تو دیکھا آپ نے اوسکو اور بیت المعمور مسجد ہے آسمان مین واضح ہو کہ کبھی بیت المعمور کو کعبہ شریف بھی کہتے
ہین اور معموری اوسکی ساتھ حاجیون اور زائرین اور مجاورین کے ہے کہا حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے کہ آباد
کرتا ہے اللہ تعالی اوسکو ہر سال چھ لاکھ آدمیون سے پھر اگر آدمی کسی سال مین اوتنی مقدار کو نپھونچے یعنے
تھوڑے ہوئے تو فرشتون سے اوسی قدر عدد پورے کروا تا ہے اور کبھی قلب مومن کو بھی کہتے ہین معموری اسکی
ساتھ معرفت اور اخلاص کے ہے اور آیت والبیت المعمور مین تینون معنی محتمل ہین ف مروی ہے ابن عباس رض
سے کہ خاص واسطے اللہ تعالی کے آسمانون و زمین مین پندرہ بیت ہین سات آسمانون مین اور سات زمین مین ایک
کعبہ شریفہ اور وہ کل مقابل ہین کعبہ معظمہ کے مظہری و قرطبی و بیضاوی اور کہتے ہین کہ یہ وہ گھر ہے کہ بعد اوترنے
حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر بھیجا گیا تھا واسطے اونکے اور اوٹھا یا گیا وہ طرف آسمانون کے بعد وفات حضرت
آدم علیہ السلام کے اور قدر اور منزلت اوسکی آسمانون مین مانند کعبہ کے ہے زمین مین اور مروی ہے کہ آسمان
مین ایک نہر ہے کہ اوسکو بحر الحیوۃ کہتے ہین اوس مین ہر روز جبرئیل علیہ السلام اوترتے ہین پھر باہر نکلکر اپنے پرو
بال جھاڑتے ہین تو گرتے ہین اون سے ستر ہزار قطرے اور پیدا کرتا ہے اللہ تعالی اونکے ہر قطرے سے ایک ایک

ذکر ان حدیث ... بیت المعمور

فرشتہ سو وہی فرشتے ہین کہ ہر روز بیت المعمور مین نماز پڑھتے ہین اور پھر دوبارہ وہان پر نہین آتے اور بعضے کہتے
ہین کہ اوٹھایا گیا وقت طوفان نوح کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب مین ساتوین آسمان پر گیا
ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ بیت المعمور سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہین اور ایک قوم خوبصورت اونکے پاس
وہان پر تھی پھر سلام کیا مینے اونکو اور سلام کیا اونھون نے مجھپر کہا سہیلی نے کہ بہت جگہہ اتفاق یا تقارب واقع ہوتا
ہے درمیان سریانی اور عربی کے کیا تو نہین دیکھتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام معنی اب رحم کے ہے یعنی پدر مہربان لہذا
اونکو اور اونکی بی بی سارا کو قیامت تک کفیل کیا ہے اطفال مومنین کا جو مرجاتے ہین خوردی مین جیسا کہ بخاری مین
مروی ہے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک روضہ مین ابراہیمؑ کو کہ اونکے گرد اولاد ہے لوگون کی از تفسیر
ابو سعود اور فتح العزیز مین ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو باپ جمیع مسلمین کا باعتبار ملت کے فرمایا ملۃ ابیکم ابراہیم پس وہ
ابو الملت ہین جیسے کہ ہمارے نبی کریم علیہما التسلیم ابو الشفقت و الرحمت ہین اور امت کو اپنی مینے وہان پر دو قسم
پایا ایک جماعت کے کپڑے سپید تھے مانند کاغذ کے اور ایک جماعت کے میلے وہ قوم کہ اونکے کپڑے سپید تھے میرے
ساتھ بیت المعمور مین گئے اور جنکے کپڑے میلے تھے وہ داخل ہوئے بیت المعمور سے محجوب اور محروم رہے پھر نماز پڑھی
مینے بیت المعمور مین ہمراہ اوس گروہ کے جنکے کپڑے سفید تھے سفیدی کپڑے کی کنایت ہے حسن اعمال سے جیسے کہ آیت
وثیابك فطهر مین تاویل کی ہے یعنی عمل اپنے پس صالح کر یہ معنی ابن عباس اور ابی ابن کعب وغیرہما سے مروی ہے
اور سدی اور ابن رزین فرماتے ہین کہ مرد نیک عمل کو طاہر الثیاب اور بدعمل کو خبیث الثیاب کہتے ہین اون مین سے یہ
قول آپکا ہے یحشر المرء فی ثوبیہ محشور ہوگا مرد اپنے دو کپڑون مین یعنی نیک و بد عمل پر کہ مراتھا مظہری و جمل وغیرہما
اور فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایک گروہ کو دیکھا مینے کہ مونھہ اونکے سفید خوشرنگ تھے مانند کاغذون
کے اور ایک گروہ کی رنگ مین کچھہ تیرگی اور خاکستری تھی سو یہ لوگ سیاہ رنگ والے ایک نہر مین اوترکر نہاتے
تھے تو اونکے رنگ کچھہ سفید ہوجاتے تھے پھر دوسری نہر مین اوترتے تو اونکے رنگ خوب سفید ہوجاتے تھے مثل پہلی
گروہ کے پوچھا مینے جبرئیل علیہ السلام سے کہ یہ سفید رنگ لوگ کون ہین اور یہ سیاہ رو کون ہین اور یہ مرد کون بیٹھا
ہے اور یہ نہرین کہ اوسمین اوترکر نہاتے ہین کیا ہین کہا یہ شخص تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام ہین اور طبرانی کی روایت
مین اسقدر زیادہ ہے کہ اور وہ اول اون شخصون کے ہین کہ روی زمین پر جنکے کھچڑی بال ہوئے تھے یعنی پہلے بال
سفید ہونا اونھین سے شروع ہوا ہے اور یہ سفید رنگ وہ ہین کہ نملایا اونھون نے اپنے ایمان کو ساتھہ ظلم کے
فرمایا اللہ تعالی نے الذین امنوا و لم یلبسوا ایمانہم بظلم اولئك لهم الامن وهم مهتدون اور یہ خاکستری رنگ
وہ ہین جنھون نے اعمال صالح اپنے کو ساتھہ اعمال بد کے ملایا ہے اور پھر توبہ کی اور اللہ تعالی نے اونپر رحمت کی اور اون
نہرون کی نہر پہلی نہر رحمت ہے اور دوسری نہر نعمت اور تیسری نہر چشمہ پانی کا کہ اوسکی شان مین وارد ہوا

وسقاهم ربهم شرابا طهورا پھر وہان سے بہت اونچے گئے اور اوس جگہہ کو
اوسکو مستوی کہتے ہین اور وہ نام ہے ایک عالی مقام کا اور بعضی کہتے ہین ایک
فضا ہے کہ اوسمین مستوی ہے پہنچے کہ سنی جاتی تھی آواز قلمون کی کہ لکہتی تھی
ملائکہ اونسے تقدیر الٰہی کو اگرچہ قضا اور تقدیر الٰہی قدیم ہے لیکن کتابت اوسکی حادث
ہے اور کتابت لوح محفوظ کی کہ کائنات اوسمین ثبت ہین پہلے پیدا کرنے آسمانون
اور زمینون سے ہے وجف القلم بما ہو کائن اشارہ طرف اوسکے ہے ترجمہ
خشک ہوا قلم ساتھہ اوس چیز کے کہ ہونے والی تھی ولیکن یہ کتابت صحف ملائکہ
مین مثل فروع منتسخہ کے ہے یعنی نقل کی ہے اصل سے جیسے کہ شب نصف شعبان
مین اور علاوہ اسکے اور ایام اور لیالی مین لکھتے ہین اور محو اور اثبات اوس مین
جاری ہوتا ہے اور یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب عبارت
اوس سے ہے ترجمہ مٹاتا ہے خدا جو چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے اور اوسکے پاس
اصل کتاب ہے جیسا کہ آثار مین آیا ہے کہا حسن بصری نے مٹاتا ہے جو کچھہ کہ چاہتا ہے
یعنی جو شخص کہ اجل آئی اوسکی لے جاتا ہے اوسکو دنیا سے اور رہنے دیتا ہے اوسکو
کہ اجل جسکی ابھی نہین آئی وقت مقرر تک اوسکے اور کہا سعید بن جبیر نے مٹاتا ہے
جو چاہتا ہے گناہون سے پس بخشتا ہے اونکو اور باقی رکھتا ہے جنکو کہ چاہتا ہے پس
نہین بخشتا ہے اونکو اور کہا عکرمہ نے محو کر دیتا ہے گناہونکو ساتھہ توبہ کے اور ثابت
کر دیتا ہے اونکی جگہہ نیکیون کو فاولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنات ترجمہ
سو وہ لوگ ہین کہ بدل دیتا ہے اللہ تعالیٰ اونکی برائیون کو بھلائیان ف تائید کرے
ہے اس قول کی یہ حدیث مسلم کی کہ ابی ذر سے مروی ہے کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ لایا جاویگا ایک مرد قیامت کے دن پھر فرمایا جاویگا پیش کرو اوسپر گناہ صغیری
اوسکے پھر پیش کیے جاوینگے اوسپر گناہ صغیری اور چھپائے جاوینگے اوس سے کبیری اوسکے اور وہ
اون گناہونکا اقرار کریگا اور ڈرتا ہوگا کبیرون سے پھر ارشاد ہوگا کہ دو اوسکو ہر برائی کی جگہہ بھلائی
پھر وہ کہنے لگیگا میرے اور گناہ تھے اونکو مین یہان نہین دیکھتا ہون کہا ابی ذر نے
دیکھا مینے آپکو کہ ہنسی اسقدر کہ کچلیان آپکی ظاہر ہوگئین مظہری یہان سے قول انکا

وعندہ ام الکتاب یعنے اور اوسکے پاس اصل کتاب ہے ف وہ لوح محفوظ ہے جو نہ بدلی جاوے اور نہ تغیر
کی جاوے ہے اور وہ جو کہا عطا نے ابن عباس سے تحقیق اللہ تعالیٰ کی ایک لوح محفوظ ہے موتی
سفید کی درازی اوسکی پانسو برس کی راہ کی قدر ہے اوسکی دو دفتیان ہین یاقوت کی اوسمین اللہ تعالیٰ
کی ہر روز تین سو ساٹھ بار نظر ہوتی ہے مٹاتا ہے جو چاہتا ہے اور اوسکے پاس اصل کتاب کی ہے وہ
علم اوسکا ہے اور نہین تبدیل اور تغیر ہے علم الٰہی کو ما یبدل القول لدیّ اوسکی شان مین ہے کا
قال کعب الاحبار وغیرہ سو اسوقت کہ ثابت ہوا محو و اثبات یعنے مٹانا اور بنانا اگر کوئی کہے کیا معنی
ہونگے جف القلم بما ہو کائن سو سوا اسکے نہین کہ کہا جاوے کہ مراد اوس سے یہ ہے کہ کہین جف القلم
بما ہو کائن من الکتابۃ فی اللوح المحفوظ کہ کتابت اوسکی محفوظ رہتی ہے اور اجرا ر احکام
بموجب حکم اوس تعالیٰ شانہ کے ہوتا ہے یا کہا جاوے کہ لوح محفوظ دو کتابین ہین ایک کتاب ہے سوا
ام الکتاب کے اوسمین محو و اثبات کرتا ہے جو چاہتا ہے اور دوسری ام الکتاب ہے جسمین کچھ تغیر اور
تبدل نہین کیا جاتا جیسا کہ نقل کیا ہے عکرمہ نے ابن عباسؓ سے یا کہا جاوے کہ قضا معلق دو طرح
پر ہے ایک یہ کہ لکھدیا لوح محفوظ مین اوسکا معلق ہونا اور لکھدیا ہے کہ پھر جانا اس قضا کا ایک شی
پر معلق ہے دوسرے یہ کہ لکھی نہین ہے اوسکی تعلیق لوح محفوظ مین تو وہ لوح محفوظ مین مبرم کیصورت
پر ہے اور معلق ہے اوسکا محو اور اثبات اللہ کے علم مین کما فی المظہری و المعالم یا کہا جاوے کہ اس
حدیث مذکور مین بیان ہے قضاء مبرم کا یا کہا جاوے کہ لوح محفوظ سے جو احکام اللہ تعالیٰ صحف ملائکہ
مین نقل کرواتا ہے واسطے جاری کرنے سال بھر کے تو اوسوقت جس حکم کو چاہتا ہے اجرا اوسکا اوس
سال مین وہ لوح محفوظ سے اونکے صحف مین نقل کروا دیتا ہے یہ محو اوسکا ہوا اور جسکا اجرا نہین چاہتا
ہے اوسکو بلا نقل کی لوح مین ثابت رکھتا ہے یہ اثبات اوسکا ہوا اور تشریح اسکی ساتھ بسط کے جلد
ثانی مین بیچ بیان ادعیات خلیفہ ثانی رضہ کے آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ پھر بعد اسکے دکھائی گئی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بہشت اور دوزخ ساتھ اون صفتون کے جیسا کہ مذکور ہے کتاب و سنت مین سو
دیکھا بہشت کو کہ مظہر رحمت باری ہے اور دوزخکو کہ محل غضب الٰہی ہے اور کھولے گئے بہشت اور
اور بند کیے گئے دوزخ پھر غسل کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چشمہ سلسبیل مین اور دھوئین
آلائشین کونیہ اور حدوثیہ ظاہر اور باطن کے حضرت سے یعنے ستھرائی پر ستھرائی ہوتی چلی گئی تو
نور علیٰ نور ہو گئے اور بخشے گئے گناہ آپکے اگلے اور پچھلے یعنی تمام زلات آپکے کیا پرانے جاہلیت
کے زمانہ کے قبل رسالت کے اور کیا نئے بعد نبوت کے اوس قسم کیے کہ پرسش ہوا اونسے اور یہ فرمانا

ارتکاب معصیت کو مستلزم نہین ہے اسواسطے کہ حسنات ابرار کے سیئات مقربین کے ہین اور فرمایا سفیان ثوری
نے کہ اگلے وہ کہ عمل مین آئے جاہلیت مین اور ذکر پچھلے کا تاکید کے طریقہ پر ہے جیسا کہ کہتے ہین زید ضرب من لقیہ ومن لم یلقہ
زید نے مارا اوسکو کہ ملا اور اوسکو کہ نہ ملا اور کہا عطار خراسانی نے کہ مراد اگلی سے گناہ آدم وحوا کے ہین اور پچھلے سے
گناہ امت کے مظہری اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ کھڑا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پاس ایک درخت جنت
کے کہ نہ تھا کوئی درخت خوشتر اور پاکیزہ تر اوس سے سو کہا یا آپ نے میوہ اوسکا پھر دہ ہوا نطفہ آپکی پشت مبارک
مین پھر جب وہان سے آئے زمین پر تو مواقعت یعنی مباشرت فرمائی ساتھ خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے سو حاملہ ہوئین
وہ ساتھ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے یہ روایت ضعیف ہے مواہب واضح ہو کہ بیان پر اشکال یہ ہے کہ ولادت باسعادت
فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی کچھ اوپر سات برس پہلے نبوت سے تھی اور معراج آپکو بعد نبوت کے ہوا مگر یہ کہ التزام کرین
کہ آپکو قبل نبوت سے بھی معراج خواب مین ہوا ہے اسواسطے کہ معراج آپکو دس مرتبہ ہوا ہے محمل یہ حکایت اوس خواب
کی ہے یا آپکو قبل نبوت کے جنت مین لائی ہون بغیر معراج کے اور یہ واقعہ وہان کا ہو لیکن بہر صورت ذکر اوس ضعیف
روایت کا اس معراج مین درست نہین واللہ اعلم بالصواب پھر آپکے پاس اسواسطے امتحان کے اللہ تعالی کیطرف سے تین برتن
لائے گئے ایک مین شراب تھی دوسرے مین شہد تیسرے مین دودھ آپ نے دودھ اختیار کیا اور پیا یہ روایت صحیحین
مین مالک بن صعصعہ سے مروی ہے کہا جبرئیل علیہ السلام نے تمنے فطرت کو اختیار کیا مراد فطرت سے یہان دین اسلام ہے اور
استقامت اوسپر یعنی دین اسلام پکڑا تمنے سو تمھاری امت دین اسلام پر قائم رہیگی اور شیر علامت دین اسلام کی اسلیے
ہے کہ شیر سہل اور طیب اور طاہر اور خوشگوار ہے پینے والون کو اور لذیذ اور نافع اور سریع النمو ہے لہذا غذا ہے اطفال
کی اور دین اسلام مین ہمیشہ کو حلال ہے اور معنی ہے غیر سے قاری خفاجی اور مراد شیر سے عالم مثال مین دین اور علم
رکھتے ہین اور اسی سبب سے ہے کہ جو کوئی خواب مین دیکھے کہ دودھ پیتا ہے تو تعبیر اوسکی یہ ہوتی ہے کہ علم اور دین سے بہرہ یاب
ہوگا بخلاف شراب کے جیسا کہ عمر خطاب کو رسالت مآب نے خواب مین اپنا بچا ہوا شیر دیا پھر اوسکو ساتھ علم کے تعبیر فرمایا
تھا سبحی بفضلہ انشاء اللہ تعالی بخلاف شراب کے کہ ام الخبائث ہے اور اوٹھانے والی انواع شر و فساد کی ہے حال اور مآل مین
اسلیے کہ وہ کھوندی گلی گندے پانوٴون سے اور ملی گلی میلے کچیلے ہاتھون سے پھر کڑوے بری بو کے اوسکے پینے سے موتھ
مین تلخی اور گندہ دھنی اور پسینے مین بدبو آنا اور عقل اور ہوش کا جاتا رہنا دل کا تاریک ہونا ہذیان اور گالیان بکنا
لڑائی اور حرکات مجنونانہ کرنا بیحیائی سے ننگا ہوجانا پائجامہ مین پیشاب کر دینا گو زچھوڑ دینا قے کرنا کوتاہ ہونا عمر کا پیدا
ہوتا ہے پھر سر اور پیٹ کا دکھنا اور سارے بدن کا ٹوٹنا علاوہ اوسکے ہے اور باوجود اون برائیون کے حرام اور گناہ
کبیرہ کا مرتکب ہونا اور قہر و بی رضامندی مولا مین پڑنا ہے سو بیشک وہ ام الخبائث ہے اور مبدا ہر شر کا ہے حال
مین اور مآل مین پس لیسے بعضے کلمہ کو اوسکو خوشگوار و شیرین جانکر نوش جان کرتے ہین انھین کے حال خسران مآل کو

حافظ شیراز بطریق تاسف کے بیان کرتے ہین ع ان تلخوش کہ صوفی ام الخبائثش خواند * اشہی لنا واحلی من
قبلۃ العذارا * اور بعضون نے کہا کہ مراد فطرت سے خلقت ہے سو دودہ کہ بنا خلقت کی اوسپر ہے اور بڑہنا گوشت
اور ہڈی کا اوس سے ہے اور پہلے وہ چیز کہ پیٹ مین لڑکے کے آتی ہے اور کھولتی ہے آنتون کو اوسکے وہ دودہ ہے
اور مرغوب اور محبوب بھی تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور شراب اگرچہ اوسوقت مین مباح تھی اسلئے کہ معراج شریف
مکے مین واقع ہوا اور تحریم خمر مدینے مین واقع ہوئی مگر آخر امر اوسکا حرمت کا تھا پرہیز کیا آپنے اوس سے بسبب تورع
کے اور تعریف کی ساتھ اس امر کے کہ وہ آخر حرام ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اگر کہین کہ وہ جنت کی شراب تھی پھر
کیون اوس سے پرہیز کیا کہا جاویگا کہ بسبب مشابہت کے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اگر
تم شراب اختیار کرتے تو گمراہ ہو جاتے امت تمہاری اور مرتکب ہوتی پینے مین شراب دنیاوی کے کہ وہ مادہ خباثت اور
نساد کا ہے اور حدیث مین ابن عباس رضی اللہ عنہ کے دو قدح آئے ہین ایک شیر دوسرا شہد کا اور ایک روایت مین
شیر کا دوسرا خمر کا اور اوسکو خفاجی نے اصح کہا ہے اور ظرف شہد کا اسلیے اختیار نکیا کہ وہ دنیا کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا
اور اوس مین اشارہ تھا طرف حیات دنیا کے اور اوسکی لذت اور حلاوت کے کہ الدنیا خضرۃ وحلوۃ حدیث معتبر ہے اور
پانی کنایہ ہے ساتھ غرق کے لہذا کہا گیا لو اخترتہ بغرقت امتک اور شاید مراد امت کے غرق ہونے سے مستغرق ہونا اونکا
ہے جمع کرنے مال مین کہ پہنچاوے سوء حال اور خسران مآل کو اور خمر اشارت تھی طرف جمع شہوات کے کازرونی وقاری
اور ایک روایت مین تین پیالی آئی ہین پانی اور دودہ اور شراب کی یہ روایت بخاری مین ہے اور بھی مروی ہین
تین پیالے دودہ اور شراب اور شہد کی اور مروی ہین چار بھی تین یہ اور چوتھا پانی کا اور شاید یہی اظہر ہے اس لیے کہ
دکھائی گئین آپکو چار نہرین جنت کی علی قاری پھر صورت مختار دودہ ہی ہوا اسلیے کہ وہ پہلے سے آپکو مالوف تھا اور
مالوف ہونا اوسکا بھی اسی سبب سے تھا کہ وہ علامت علم اور اسلام کی تھی مواہب اور ایک روایت مین آیا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوس حالت مین کہ پیالے میرے پاس لائے گئے آواز سنی مینے کہ کوئی کہتا ہے ای محمد
اگر پانی اختیار کروگے تمہاری امت پانی مین غرق ہوگی اور اگر دودہ اختیار کروگے تو امت تمہاری سیدھے
رستے پر رہےگی اور اگر شراب اختیار کروگے تو امت تمہاری گمراہ ہوگی پھر دودہ کا پیالا اختیار کیا مینے اور اوسکو
پیا اور لانا پیالونکا دو بار ہوا ایکبار یہان اور ایکبار بیت المقدس سے باہر آکے عروج کے وقت چنانچہ احادیث صحیحہ مین جدا جدا وارد ہوا
اور اختلاف عدد ظروف کا اور مظروف بھی اسی دو مرتبہ واقع ہونے پر محمول ہے غرضکہ اختلاف عددہا ظروف مین اور اونکی چیزین کیا اون ظروف مین تھی
محمول ہے اوپر اختصار راوی کے اور حاصل اوسکا یہ ہے کہ ظروف چار تھے ایک مین آب تھا دوسرے مین شیر تیسری مین شہد چوتھی مین شراب
موافق عدد اون نہرون کے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ سے جاری تھین کذا فی مدارج النبوۃ و روضۃ الاحباب و مظاہر حق
و کتاب سیرۃ النبی و معالم التنزیل و مواہب وغیرہ بعد ازین آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے حجاب نور

تک وہان جبرئیل علیہ السلام آپکی رفاقت سے رک رہے اور عرض کی لو دنوت انملۃ لاحرقت یعنی اگر نزدیک ہون
مین اس مقام سے آگے پور دے برابر البتہ جل جاؤن مین اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ جب مین سدرہ سے گذرا جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا نبی اللہ اب آپ آگے ہون مینے کہا تم ہی آگے
ہو کہا یا محمد تقدم فانک اکرم عند اللہ منی یعنی اے محمد صلی اللہ تعٰ علیہ وآلہ وسلم تم آگے ہو بیشک تم مکرم زیادہ ہو
نزدیک اللہ تعٰ کے مجھسے پھر مین آگے چلا اور جبرئیل علیہ السلام میرے پیچھے یہان تک کہ نزدیک ایک زربفت کے
پردے کے پہنچا مین وہ پردہ متصل تھا عرش رحمان سے شفا جبرئیل علیہ السلام نے اوس پردے کو ہلایا اودہر سے
آواز آئی کہ کون ہے کہا مین جبرئیل ہون اور میرے ساتھ محمد صلی اللہ تعٰ علیہ وسلم ہین پھر ایک فرشتے نے اندر سے
کہا اللہ اکبر اللہ اکبر پھر پردے کے اندر سے خطاب ہوا صدق عبدی انا اکبر انا اکبر یعنی سچ کہا بندے میرے
نے مین بہت بڑا ہون مین بہت بڑا ہون اس سے کہ ہو وے مجھے حاجت طرف عبادت کے اور تکرار اس کلمہ کی واسطے تاکید اہتمام اس معنی
کی کی گئی ہے مجددرحم پھر ایک فرشتے نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ یعنی گواہی دیتا ہون مین کہ کوئی معبود نہین سوائے
اللہ تعالی کے یعنے باوصف کبریائی اور استغنائی کے عبادت سے نہین مستحق ہے واسطے عبادت کے کوئی مگر وہی سبحانہ
تعالی مجددرحم پھر اودہر سے آواز آئی صدق عبدی انا اللہ لا الہ الا انا اللہ یعنی سچ کہا بندے میرے نے مین
ہون معبود نہین کوئی معبود مگر مین ہی پھر فرشتے نے کہا اشہد ان محمدا رسول اللہ یعنی گواہی دیتا ہون مین کہ
بیشک محمد صلی اللہ تعٰ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ تعٰ کے ہین اور پہنچانے والے اوسکی طرف سے طریق عبادت کا پس نہین
ہے کوئی عبادت لائق اوسکی جناب مقدس کے مگر وہ کہ ماخوذ ہو بسبب تبلیغ اور رسالت اوس خیر البریہ علیہ وعلے آلہ
الصلوات والتحیۃ کے مجددرحم پھر اودہر سے آواز آئی صدق عبدی انا ارسلت محمدا یعنی سچ کہا بندے میرے
نے مینے بھیجا ہے محمد کو پھر کہا فرشتے نے حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح یعنی آؤ نماز کو آؤ فلاح کو یہ دو کلمہ ہین کہ بلایا
جاتا ہے مصلی اونکے ساتھ طرف اداے صلوۃ کے کہ مودی ہے طرف فلاح کے سو بزرگی شان نماز کی بزرگی ان کلمات
کی سے کہ واسطے اعلام نماز کے موضوع ہین دریافت کی جاتی ہے سالے کہ نکوست از بہارش پیداست ؛ اللہم اجعلنی [له]
من المصلین المفلحین پھر آواز آئی صدق عبدی ودعا الی عبادی یعنی سچ کہا بندے میرے نے اور بلایا طرف میرے
بندون میرے کو پھر فرشتے نے پردے سے ہاتھ نکال کر مجھکو اوٹھا لیا اور جبرئیل ع کھڑے رہ گئے آپنے فرمایا کہ اے جبرئیل ع
ایسے مقام پر مجھسے تخلف کرتے ہو کہا جبرئیل علیہ السلام نے یا محمد وما منا الا لہ مقام معلوم یعنی اے محمد
صلی اللہ تعٰ علیہ وآلہ وسلم ہم مین سے ہر ایک کے لیے ایک جگہہ مقرر ہے کہ وہان سے وہ آگے نہین جا سکتا اگر یہان سے
مین آگے بڑھون تو جل جاؤن آج کی رات بسبب عزت وحرمت تمھاری کے مین اس مقام پر پہنچا ہون اور نہین تو
میرا مقام مقرر سدرہ کے نزدیک ہے انتہی اور بزار کی روایت مین ہے کہ یکایک فرشتہ اوس پردہ سے نکلا آپنے جبرئیل

[له] یارضیا مجھکو نمازیون فلاح پانے والون مین سے کر لیو ۱۲

علیہ السلام سے پوچھا یہ کون فرشتہ ہے عرض کیا قسم ہے اوسکی کہ جسنے اوٹھایا آپکو ساتھ حق کے مین بہت قریب تر مرتبہ
کا ہون خلقت آسمانی سے لیکن اس فرشتے کو اس گھڑی سے پہلے جب سے کہ پیدا ہوا ہون نہین دیکھا ہے پھر کہا فرشتے
نے اللہ اکبر اللہ اکبر پھر پردہ کے اندر سے جواب مین فرشتے کے کہا گیا صدق عبدی انا اکبر انا اکبر پھر کہا شفا مین کہ
پھر ذکر کیا راوی نے مثل اوس قول کے اور جواب کہ بیچ باقی کلمات اذان کے مذکور ہوئے مگر یہ کہ ذکر نکیا اوسنے جواب
حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کا پیچھے حجاب سے اور کہا کہ پکڑا اوس فرشتہ مؤذن نے ہاتھ محمد صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کا اور آگے کیا پھر آپنے امامت کرائی اہل سموات کی ملائکہ اور انبیا سے اونمین آدم علیہ السلام اور نوح ع
تھے شفا مع حشی زائد من شرح القاری مصحح کہتا ہے کہ شاید بزار کی روایت مین اختصار رہا ہے حی علی الصلوٰۃ اور
حی علی الفلاح کے جواب سے اور کہتا ہے کہ اس جگہہ سے مشروع ہوئی اذان اور مشروع ہوا جواب اذان کے کلمات کا
اور اس مین بحث ہے وہ خلیفہ ثانی کے حالات مین انشاء اللہ تعالیٰ آوے گی اور مواہب لدنیہ مین ہے کہ جسوقت جبرئیل
علیہ السلام رفاقت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رہ گئے آپنے اون سے پوچھا کہ کیا کوئی تمھاری حاجت ہے طرف
رب العزت کے کہا میرے لیے سوال کیجئے اللہ تعالیٰ سے کہ بچھاؤن مین بازو اپنے پل صراط پر تمھاری امت کے لیے تاکہ وہ
اوسپر سے گذرے اور ایک روایت مین آیا کہ آپ نے فرمایا کہ جب مین سدرۃ المنتہی سے گذر کر وہان پہنچا کہ جبرئیل علیہ السلام
سے مین آگے چلا اور وہ میرے پیچھے پیچھے چلے یہان تک کہ پہنچا مین ایک سونے کے حجاب پاس تو ہلایا جبرئیل علیہ السلام نے
اوس حجاب کو اوسمین سے جواب آیا کہ کون ہے اونھون نے کہا مین جبرئیل ہون اور میرے ساتھ محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہین فرشتے نے کہا اللہ اکبر پھر نکالا اوسنے اپنا ہاتھ پردے کے نیچے سے اور اوٹھالیا مجھکو اور
ایک لحظہ نگذرا کہ مجھکو اپنے روبرو بٹھالیا باوجودیکہ دل اور مٹاپا اوس حجاب کا پانسو برس کی راہ کا تھا پھر ایک پل مین
مجھکو اوسنے موتی کے پردے پر پہنچایا اور اوس پردے کو ہلایا فرشتے نے پردے کے پیچھے سے آواز دی کہ کون ہے کہا
میرے ساتھ کے فرشتے نے کہ مین ہون فلانا محافظ حجاب ذہب کا اور میرے ساتھ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے
رسول ہین پھر اوسنے کہا اللہ اکبر اور پردے کے نیچے سے ہاتھ اپنا نکال کر مجھکو اوپر اوٹھالیا اسیطور سے گذرتا تھا
مین ایک پردے سے دوسرے تک یہانتک کہ گذرا مین ستر پردون سے اور منقول ہے کہ فرمایا آپنے کہ بعد رخصت
ہونے جبرئیل علیہ السلام کے مین اکیلا ستر پردے نور و ظلمت کے طی کرتا ہوا چلا یہانتک کہ ستر پردون سے گذرا کہ
مٹائی ہر پردے کی پانسو برس کی راہ تھی اور دوری بھی ہر پردے کے درمیان اسیقدر تھی اوسوقت براق چلنے
سے رہگیا پھر رفرف سبز ظاہر ہوا کہ روشنی اور چمک اوسکی غالب تھی آفتاب پر پھر سوار کیا مجھکو اوس رفرف پر سو کیا
مین اوسپر سوار عرش معلی کے نیچے تک رفرف بچھونے کو کہتے ہین اور اصل مین اوس بچھونے کو کہتے ہین کہ باریک ہو
دیبا اور خز سے مجمع البحار اور نہایہ وغیرہ مین ہے کہ حدیث معراج مین بھی بساط مراد ہے اور کیفیت اوسکی یہ ہے کہ

تذکرہ قرطبی مین نقل کیا گیا کہ مروی ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرۃ المنتہی کو پہونچے آپ پاس رفرف
آیا اوسنے جبرئیل علیہ السلام سے آپکو لے لیا پھر لے کر عرش معلی کی طرف اوڑا آپ نے فرمایا وہ مجھے اوڑانے نسبت بلند
حرکت کی لیے جاتا تھا یہانتک کہ اوسنے ٹھہرایا مجھے آگے میرے رب کے جب لوٹنے کا وقت آیا تو پھر اوسنے مجھے اوٹھایا
اور اوسی چال سے اوڑالایا گویا یہ تخت روان تھا اور جبرئیل علیہ السلام تک پہنچایا جبرئیل ع ر و رہے تھے اور تحمید کے
ساتھہ اونچا آواز کر رہے تھے اور رفرف ایک خادم ہے خدام سے آگے جناب ذوالجلال والاکرام کے اوسکے واسطے
امور خاصہ ہین محل قرب مین جسطرح براق ایک دابہ ہے کہ جسپر سوار ہوتے تھے انبیا علیہم السلام وہ مخصوص ہے واسطے
سواری انبیا کے زمین مین یعنی زمین پر سے سوار کرکے سیر کرلے جانے کے واسطے اپنی حدتک اور پھر یہ رفرف کہ جسکو
اللہ تعالیٰ مسخر کردیگا اور کام مین لگا دیگا واسطے اہل بہشت کے کہ جسکے درخت میوہ سے جھکے ہونگے وہ متکا یعنی تکیہ گاہ
اونکا اور فرش اونکا ہوگا پھر اوٹھائے لیے پھرے گا اپنے صاحب کو کنارون اور اطرافون پر اون نہرون کی جہان وہ چاہیگا
خیمون تک اوسکی ازواج نیک کے اور واضح ہو کہ اس روایت مین اختصار ہے ذکر حجاب اور محافظان حجاب سے اور
اکتفا کیا ہے جبرئیل علیہ السلام کے ذکر پر ف بخاری نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ
الرفرف الخضر الذی ملأ الافق یعنی منجملہ نشانیون بڑی مین سے رفرف سبز ہے جسنے بھر دیا کنارہ بالائی آسمان
ہفتم کا یعنی اپنے بڑے جسم سے جمل وغیرہ اور مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بچھایا گیا میرے لیے
رفرف سبز کہ غالب تھا نور اوسکا نور آفتاب پر سو روشن ہو ساتھہ اوسکے نور بینائی میری کا اور بٹھایا گیا مین اوسپر
اور اوٹھایا گیا مین پس پہنچا مین عرش تک اور دیکھا مینے ایک امر عظیم کو کہ زبان اوسکا وصف بیان نہین کرسکتی
پھر نزدیک ہوا طرف میرے ایک قطرہ عرش سے اور گرا میری زبان پر سو چکھا مینے ایسا مزہ کہ نہ چکھا کسی چکھنے والے نے
ایسا مزہ کہ شیرین تر ہو اوس سے اور ملی مجھکو بسبب اوسکے خبر اولین و آخرین کی اور روشن کیا میرے دل کو اور
چھپا لیا نور عرش نے بینائی میری کو سو دیکھا مینے سب چیزون کو ساتھہ دل کے اور دیکھا مینے اپنے پیچھے سے جیسا کہ دیکھتا
ہون اپنے آگے سے اور یہی حال تھا آپکا دنیا مین نماز کی حالت مین جیسا کہ فرمایا اتموا صلوتکم فانی اراکم من وراء
ظہری کما فی المشکوۃ پھر ہزار بار جناب احدیت سے خطاب ہوا ادن منی یعنی نزدیک ہو مجھسے اور ہر بار مین حضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ترقی درجہ اول سے طرف ثانی کے حاصل ہوتی تھی یہانتک کہ قدم مبارک اپنا مرتبہ دنی پر رکھا
معارج کی روایت مین آیا ہے کہ فرمایا ہر خطاب کے ساتھہ مین ایکقدم بڑھاتا تھا اور ساتھہ ہر قدم کے اتنی مسافت
طی کرتا تھا کہ زمین سے اوس جگہہ تک تھی حتی کہ مرتبہ دنی کو پہنچا اور وہان سے اوپر منظر فتدلی کے جلوہ گر ہوئی
پھر بیچ خلوت خانۂ خاص قاب قوسین او ادنی کے داخل ہوئے اور اسرار فاوحی الی عبدہ ما اوحی کے سنے
کلام سرمدی بے نقل بشنید ٭ خداوند جہان را بی جہت دید ٭ بدید انچہ از حد دیدن برون بود ٭ مپرس از کیفیت کہ چون بود ٭

اور فرمایا کہ گذرا مین ستر حجاب سے کہ مشابہ نتھا وہ ایک دوسرے سے اور منقطع ہوگیا مجسے دیکھنا ہر فرشتے کا اور
انس پکڑنا میرا پھر وحشت ہوئی مجھکو سو پکارا ایک پکارنے والے نے ساتھ آواز ابوبکر صدیق رضؓ کے کہ قف ان
ربك یصلی یعنی ٹھہر جا تحقیق پروردگار تیرا نماز پڑھتا ہے سو متفکر ہوا مین اس مین کہ کیا اس مقام پر سبقت لے گیا
ابی بکر مجسے ناگاہ ندا آئی جناب باری عز اسمہ سے ادن یا خیر البریۃ ادن یا احمد ادن یا محمد لیدن الحبیب یعنے
نزدیک آ ای بہترین عالم کے نزدیک آ ای احمد نزدیک آ ای محمد البتہ حبیب نزدیک ہوتا ہے حبیب سے اسیطرح موسیٰؑ
متحیر ہوئے تھے چنانچہ بغوی نے جناب مقدس نبویؐ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ سے عرض کیا
یصلی ربنا پس بڑا دشوار معلوم ہوا یہ کلام موسیٰؑ کو پھر حکم بھیجا اللہ تعالیٰ نے اونکی طرف کہ فرماوے فان شئی انی اصلی
یعنی مین صلوۃ ادا کرتا ہون اور تحقیق صلوۃ میری رحمت میری ہے اور تحقیق وہ سما گئی ہے ہر شئی کو کما فی المظہری پھر بہت
نزدیک کر لیا مجھے میرے رب نے یہان تک مین نزدیک ہوگیا جیسا کہ فرمایا اوس تبارک و تعالیٰ نے ثم دنی فتدلی فکان
قاب قوسین او ادنی ترجمہ پھر نزدیک ہوا مین پھر بہت نزدیک ہوا مین سو تھا فرق بمقدار دو گوشون کمان کے
یا اوس سے بھی کم فرمایا آپنے کہ پھر سوال کیا مجسے رب میرے نے کہ طاقت نہوئی مجھکو جواب دینے کی پھر رکھا بارتعالے
نے اپنا ہاتھ اطلاق ہاتھ کا متشابہات سے ہے درمیان دونون مونڈھون میرے کے کہ بے کیفیت اور بے تحدید کے تھا
سو پائی مینے سردی اوسکی پھر وارث کیا مجھکو علم اولین و آخرین کا اور سکہائے مجھکو علوم شتی یعنی کئی قسم کی علوم ایک
اون مین سے وہ علم ہے کہ حکم کیا مجھکو اوسکے چھپانے کا اسواسطے کہ طاقت نہین رکھتا ہے اوسکے اوٹھانے کی کوئی سوا میرے
وہ علم نبوت ہے اوس قسم مین سے کہ نجانے ہے اوسے مگر نبی اور نہین ہے نبی آپکے بعد لہذا آپنے بیچ حکم چھپانے اوس
کے یہ وجہ بیان کی کہ اذ علم انہ لا یقدر علی حملہ احد غیری پس بفائدہ ہے اوسکا بیان کرنا کیونکہ کوئی
اوسکے سیکھنے کے قابل نہین ہے کما فی الحدیقۃ الندیۃ اور ایک اور علم ہے کہ اختیار دیا اوس مین مجھکو کہ جسکو
اوسکا اہل پاؤن اوسکو سکہاؤن اور جسکو اوسکے لائق نپاؤن نہ بتاؤن یہ علم ولایت ہے صوفیہ کے نزدیک علم نبوت عبارت
ہے سیر فی الذات سے اور علم ولایت سیر فی الصفات سے چنانچہ مظہری مین حضرت مجدد رح سے نقل کیا ہے اور علم
ولایت علم ہے باطنی شریعت اور حقیقت کا اور اسرار اونکے مین کہ حاصل نہین ہوتی مگر ساتھ تقوی اور صفائی معاملہ
کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور اسکی طرف اشارہ ہے اس آیت مین وعلمناہ من لدنا علما حدیقہ اور اون صحابہ مین
سے ابوہریرہ ہین کہ جنکو آپنے اوس علم ولایت کا اہل پایا تو اونھین بتایا جیسا کہ بخاری مین آیا کہ کہا ابوہریرہؓ نے
حفظ کیے مینے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو ظرف یعنے علم کے سو اون مین سے ایک کو تم مین پھیلایا
ولیکن اگر دوسرے کو بھی پھیلاؤن تو البتہ کٹ جاوے یہ گلا یعنی وہ دوسری قسم علم لدنی کی ہے کہ حاصل ہوئی
ہے مشکوۃ صدر نبوی سے اگر اوسکو اہل و نا اہل کے سامنے برملا زبان سے بیان کرون تو میرا حلقوم قطع کیا جاوے

اسلیے کہ اون معارف اور علوم کا سیکھنا سکھانا زبان قال سے محال ہے وہ تو سیکھی سکھائی جاتی ہین ساتھہ انعکاس کے
اور ساتھہ لسان حال کے مگر زبان قال سے بھی ساتھہ وارد کرنے استعارات اور امثال اور رمز اور کنایات کے
بالاجمال سمجھی جاتی ہین خلاصہ مظہری اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم حق منحصر نہین ہے اوس علم مین کہ امر کیا ہے
اللہ تعالیٰ نے جسکی تبلیغ کا طرف خاص و عام کے یعنی علم شرائع اور احکام مین حدیقہ اور فرمایا آپنے کہ سکھایا مجھکو قرآن
سو تھے جبرئیل علیہ السلام کہ یاد دلاتے تھے مجھے ساتھہ اوسکے اور فرمایا آپنے کہ تحقیق مین جلدی کرتا تھا ساتھہ جبرئیل
کے پڑھنے مین آیت نازلہ کے جو لیکر آئے تھے جبرئیل سو تنبیہ کی مجھکو میرے رب نے اور یہ آیت نازل کی ولا تعجل
بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیہ وقل رب زدنی علما ترجمہ اور نہ جلدی کر ساتھہ پڑھنے قرآن کے پہلے
اس سے کہ ادا کی جاوے طرف تیرے وحی اوسکی اور تو کہہ کہ ای رب میرے زیادہ دے مجھکو علم یعنی ساتھہ احکام شرع
کے یا ساتھہ قرآن کے اور معانی اوسکے کے یا زیادہ کا حافظہ میرا کہ فراموش نکرون مین جو کچھہ کہ وحی کرتا ہے تو طرف میرے
یاد دے تو مجھکو علم بعد علم کے تعلیم فرمائی اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیفیت تلقی (حاصل کرنے ۱۲) قرآن کی یعنی جلدی
نکر اوسکے پڑھنے مین کیونکہ جو وحی کیجاوے گی اوسکو بالضرور پالے گا تو ان علینا جمعہ وقرانہ بلکہ بجاے استعجال
کے اپنے نفس مقدس مین زیادتی علم کا سوال کر کہ وہ موصل ہے تیرے مطلوب کی طرف نہ یہ کہ جلدی کرنا اور ابن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب پڑھا کرتے تھے قل رب زدنی علما کو تو یہ دعا کیا کرتے تھے اللّٰھم رب زدنی علما و یقینا اور کہا
ہے مجاہد اور قتادہ رح نے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ نہ پڑھ کر سنا اوسکو اپنے صحابہ کو جبتک بیان نکر دئیے جاوین معنی اوسکے
سو اس تقدیر پر یہ نہی ہے تبلیغ اوسکی سے جو مجمل ہے قبل آجانے بیان اوسکے کے پھر فرمایا آپنے کہ ایک اور علم سکھایا مجھکو
کہ امر کیا مجھکو ساتھہ پہنچانے اوسکے کے طرف خاص و عام کے امت سے اور ایک روایت مین ہے کہ جب مین حجاب طی
کر کے آگے گیا اور وحشت مجھپر غالب ہوئی سنا مینے کہ پکارا ایک پکارنے والے نے ساتھہ لہجہ آواز ابوبکر کے کہ قف فان
ربک یصلی سو تعجب ہوا مجھکو آواز ابی بکر سے کہ سبقت کی ابوبکر نے مجھسے طرف اس مقام کے اور تعجب ہوا مجھکو اس
سے کہ تحقیق رب میرا غنی ہے اس سے کہ نماز پڑھے کسی کے لیے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مین غنی ہون اس سے کہ نماز پڑھون کسی کے لیے
سواے اس کے نہین کہ کہتا ہون مین پاک ہون مین سبقت لے گئی رحمت میری غضب میرے پر پڑھ ای محمد
ھو الذی یصلی علیکم وملئکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور وکان بالمؤمنین رحیما ترجمہ وہ اللہ تعالیٰ وہی ہے
کہ رحمت بھیجتا ہے تمپر اور فرشتے اوسکے تو کہ نکالے تمکو تاریکیون سے طرف روشنی کے اور ہے اللہ تعالیٰ ساتھہ مسلمانون کے
رحیم کرنے والا سو جان ای محمد کہ صلوۃ میری رحمت ہے تیری اور تیری امت کے لیے سوال کس سبب سے افصح العرب
صلی علیہ الرب نے یصلی سے رحمت کے معنی نہ سمجھے نماز کے سمجھے کہ جو منافی ہین جناب الہی کے جواب لفظ سے وہ معنی
لیے جاتے ہین کہ وہ اوس معنی کے لیے موضوع ہو حقیقۃً یا مجازاً اور لفظ صلوۃ کا لغۃً معنی تحریک الصلوین کے تھا پھر

شرعاً معنی نماز کے ہوا اور پہر بمعنی رحمت کے جیسا کہ صاحب کشاف وغیرہ نے کہا تو اوسوقت تک صلوۃ رحمت کے معنی
مین تہا تو کیونکر وہ سرور اوس سے یہ معنی بیگانہ سمجہہ جاتے بلکہ اس شبہہ مین رب العزت نے یہ معنی حضرت کو سکہائے
اور تعجب اوس نبی الرحمت کا دفع کیا اسی جگہہ سے ہے کہ کہا سخاوی نے قول بدیع مین اور ابن حجر مکی نے کہ فرض ہوئے
درود شب اسرا مین چنانچہ طوالع الانوار مین کہا اور ابو ذر ہروی اور صاحب درمختار نے کہا کہ وہ ماہ شعبان مین ہجرت کے
سال دوسرے مین فرض ہوئی بہر صورت اوسوقت تک صلوۃ شرع مین رحمت کے معنی مین منقول نہوئی تہی پہیر
ارشاد اور خطاب آیا کہ ولیکن امر صاحب تیرے کا یعنی ابوبکر صدیق کا ای محمد جان تو کہ بہائی تیرا موسیٰ تحقیق تہا
انس اوسکو ساتھہ عصا اپنے کے سو جب ارادہ کیا مینے کہ کلام کرون اوس سے سو کہا مینے وما تلک بیمینک یا موسیٰ
قال ہی عصای ترجمہ اور کیا ہے یہ تیرے داہنے ہاتھہ مین ای موسیٰ کہا یہ عصا میرا ہے اور مشغول ہوا وہ ساتھہ
ذکر عصا کے ہماری عظمت کے رعب سے اور اسیطرح تو ای محمد یعنے جبکہ تہا انس تجھکو ساتھہ یار تیرے ابوبکر کے سو
تحقیق تو اور وہ پیدا ہوا ایک مٹی سے اور وہ دوست تیرا ہے دنیا اور آخرت مین پہر پیدا کیا ہمنے ایک فرشتہ ابی بکر
کی صورت پر کہ پکارا تجھکو اوسنے ساتھہ آواز اوسکی کے تاکہ جاتی رہے وحشت تیری کہ لاحق ہوئی تہی ہیبت عظمی ہماری
سے وہ ہیبت کہ قطع کرتی تجھکو فہم سے اوس چیز کے کہ جو ارادہ کی گئی تہی تجہہ سے یعنی اسرار فاوحی الی عبدہ ما اوحی
کے اور ہیبت کہتے ہین اثر مشاہدہ جلال خدای ذوالجلال کو بیچ قلب کے پہر فرمایا باریتعالی نے اور کہان ہے حاجت جبرئیل
کی یعنی اوسنے کیا عرض کیا تہا آپنے عرض کیا کہ تو آپ خوب جانتا ہے اوسکی حاجت کو ارشاد ہوا کہ ای محمد تحقیق قبول
کیا مینے جو کچہہ عرض کیا جبرئیل نے مگر اوسکے حق مین کہ دوست رکہے تجھکو اور اصحاب تیرے کو اور جاننا چاہیے کہ جو کچہہ
بیان ذکر پردون کا ہوا یہ صرف مخلوق کے حق مین ہے خالق کے حق مین نہین وہ سبحانہ تعالیٰ اس سے پاک اور منزہ ہے
کہ محجوب ہو اور اوسی کو کوئی چیز چہپا لے لہذا درّہ سے مارا علی رض نے اوس شخص کو کہ کہا اوسنے لا والذی احتجب بسبعۃ
اطباق اور فرمایا ویحک یا لکع ان اللہ لا یحتجب بشیٔ اسلیے کہ پردہ محیط یعنے گہیرنے والا ہوتا ہے مقدار محسوس
کو اور وہ تعالیٰ شانہ اوس سے پاک ہے اور محجوب خلق ہے اللہ تعالیٰ سے بسبب معانی اسما اور صفات اور افعال کے اور
باقی مخلوق کے کیا نورانی کیا ظلمانی اور ہر ایک کو ایک مقام مقرر ہے اور حصہ ہے ادراک اور معرفت مقسوم سے
اور ملائکہ مقربین کہ گرد عرش عظیم کے ہین اور کروبین کہ مقربین درگاہ ہین محجوب ہین ساتھہ نور عظمت اور جہات
اور کبریا اور قدس اور قیومیت اور صفات کے کہ حجاب ذات کے ہین اور فرشتے طبقات مختلفہ ہین کہ ہر ایک کو اون
مین سے ایک مقام مقرر اور ایک درجہ معین ہے کیا خوب کہا ابن عطاء اللہ رح نے کیف یتصور ان یحجبہ شیٔ و
ہو الذی اظہر کل شیٔ کیف یتصور ان یحجبہ شیٔ وھو اظہر من کل شیٔ کیف یتصور ان یحجبہ
شیٔ وھو الظاہر قبل وجود کل شیٔ وھو الواحد الذی لیس معہ شیٔ فالحق لیس بمحجوب وانما المحجوب

ف ۵ یہ بیان واسطے دفع شبہہ کے ہے کہ پیدا ہوا ذکر حجاب سے اسواسطے کہ حجاب کے معنی منع اور ستر کے ہین اسی سے ہے حاجب العین اور حاجب الامیر لیس حجاب محیط ہوتا ہے ۲

انت عن النظر الیه اذ لو حجبه شیئ لستره ما یحجبه و لو کان له ساتر لکان لوجوده حاصر و کل حاصر بشیئ فهو له قاهر و هو القاهر فوق عبادہ خفاجی قاری حاصل کلام کا یہ کہ تمام مخلوق محجوب ہین خالق سے ایک قوم محجوب ہین ساتھ دیکھنے نعمتون کے منعم سے اور ساتھ دیکھنے احوال کے محول سے اور ساتھ دیکھنے اسباب کے مسبب سے اور ایک لوگ محجوب ہین بسبب علم کے علم سے اور بسبب فہم کے فہم سے اور بسبب عقل کے عقل سے اور ایک قوم محجوب ہین بسبب شہوت مباحہ کے اور ایک قوم محجوب ہین بسبب شہوت محرمہ کے اور معاصی و سیئات کے اور ایک قوم محجوب ہین ساتھ بند اموال و اولاد اور زینت زندگانی دنیا کے اللهم لا تحجب قلوبنا عنك فی الدنیا و الاخرة ذکر هذا الکلام بعض العارفین کذا فی المواهب و روضة الاحباب و المدارج اور مروی ہے کہ اوس رات مین حق تعالی نے ہزار بار خطاب فرمایا کہ یا محمد ادن منی یعنی اے محمد نزدیک ہو مجھ سے اور ہر بار آپکو ترقی حاصل ہوتی تھی پھر رفتہ رفتہ وہان تک پہنچے کہ کسی نے مخلوقات سے نجانا کہ قدم آپکا کہان ہے اور قدم نے نجانا کہ نقش کہان ہے اور دل نے نہ جانا کہ جان کہان ہے اور جان نے نجانا کہ سر کہان ہے اس مقام کو استغراق کہتے ہین اور یہ نہایت مراتب مشاہدات کا ہے اور غایت علوم مکاشفات کا اسحالت سنیہ مین صاحب مقام کا اپنے نفس کی رویت سے فانی ہوتا ہے بسبب مشاہدہ رب العزت کے اسطرح خواجہ محمد پارسا رح نے فصل الخطاب مین حجۃ الاسلام رح سے نقل کیا اور بعض اہل تحقیق نے کہا ہے کہ ثم دنی اشارہ ہے ساتھ نفس مزکی اونکے کے اور فتدلی اشارہ ہے ساتھ مقام دل مطہر اونکے کے اور قاب قوسین اشارہ ہے ساتھ روح مطیب اونکے کے اور او ادنی اشارہ ہے ساتھ مقام سر منور اونکے کے نفس اونکا مقام خدمت مین اور دل اونکا مقام محبت مین اور روح اونکی مقام قربت مین اور سر اونکا مشاہدہ مین تھا اور حیات نفس اونکے کی خدمت مین اور صفائی دل اونکے کی محبت مین اور بقا روح اونکے کی قربت مین اور غذا سر اونکے کی مشاہدہ مین تھی اگر نفس اونکا نظر ساتھ ہستی اپنی کے کرتا بخدمت رہتا اور اگر دل کو اونکی نظر نفس اپنے پر ہوتی تو بے محبت رہتا اور اگر روح کو نظر دل پر واقع ہوتی بے قربت رہتی اور اگر سر اونکا نظر روح پر ڈالتا بے مشاہدہ رہتا اور واضح ہو کہ معنی آیت شریفہ ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی کے یہ ہین ثم دنی ای محمد صلی الله علیه و سلم الی ربه یعنی نزدیک ہوئی محمد صلی الله علیه و سلم طرف رب اپنے کے ای قرب بالمنزلة و المرتبة لا بالمکان فانه تعالی منزه عن المکان یعنی قریب ہوئے ساتھ منزلت اور مرتبہ کے نہ ساتھ مکان کے اسلیے کہ وہ سبحانہ تعالی پاک ہے مکان سے و انما هو قرب بالمنزلة و الدرجة و الکرامة و الرافة یعنی سوا اسکے نہین کہ وہ عبارت ہے ساتھ قرب منزلت اور قرب درجت اور بزرگی اور مہربانی کے چنانچہ کہتے ہین کہ فلانا بہت نزدیکی اور قرب رکھتا ہے فلانے سے سو اوس سے مراد قرب منزلت اور علو مرتبت اوسکی ہوتی ہے ف یا ادنی کنایہ قرب آنحضرت علیہ السلام کا ہے صفات ذو الجلال و الاکرام سے اور تدلی اشارہ ہے تعلق اونکے سے ساتھ رب الارباب کے باعتبار قرب ذاتی کے پھر ہوئے اس قرب ذاتی مین مقدار قرب دو قوس و جوب و

وامکان کے دائرہ وجود ہستی مین باوجود ملحوظ ہونے خط فاصل کے درمیان وجوب وامکان کے بیچ وہم کے اور ادنی
بلکہ اوس سے بھی نزدیک زیادہ ہونے ساتھہ ساقط کردینے خط متوہم کے ولیکن بسبب اوسکے آپ ابد ہو گئے بلکہ عبد
منسوب ہے طرف ہویت تعو تقدس کے فاوحی الی عبدہ ما اوحی پھر وحی کی اوس عبد مقرب کیطرف جو کچھہ وحی
کی اوس قسم سے کہ دریافت نکر سکے ہے عقل بدون نقل کے ولیکن اوس سے ابا اور انکار بھی نکر سکے ہے ماکذب الفؤاد
ما رای نہ جھوٹھہ دیکھا دل نے جو محل عقل کا ہے جو دیکھا ساتھہ بصیرت کے تفسیر رحمانی مراد قوسین سے قوس وجوب
اور قوس امکان ہے پس صوفی کامل کی نظر مین بیچ مرتبہ قرب اوسکے کی قاب قوسین سے باقی رہے ہین دونون
مرتبہ وجوب وامکان کے اور مرتبہ ادنی مین قوسین کے چھپ جائے ہے بصیرت اوسکے سے قوس امکان
مطلقا نہین دیکھتا ہے نفس اپنا اور نہ اثر اوسکا مظہری فتدلی ای سجد اللہ تعالیٰ یعنی سو نزدیک ہوئے یعنے
سجدہ کیا اللہ تعم کو اسلیے کہ وہ مرتبہ بواسطہ خدمت کے پایا تھا سو بیچ خدمت کے زیادتی کی اور سجدہ مین عدؐ
قرب کا ہے چنانچہ حدیث مین وارد ہوا ہے اقرب ما یکون العبد من ربہ ان یکون ساجدا یعنی وہ مقام
کہ ہو بندہ پروردگار اپنے سے قریب زیادہ یہ ہے کہ ہو سجدہ کرنے والا اور قرآن شریف ساتھہ اوسکے ناطق ہوا
ہے واسجد واقترب اور فکان قاب قوسین او ادنی اشارہ ہے تاکید قرب اور تقریر محبت پر اور واسطے
قریب الفہم ہونے کے اسکو بیچ صورت تمثیل کے بیان کیا کذا فی روضۃ الاحباب و المواہب العلیہ و معارج النبوت
مین ہے کہ ثم دنی اشارہ ہے ساتھہ مقام نفس آنحضرت کے اور فتدلی اشارہ ہے ساتھہ مقام قلب آنحضرت کے
اور قاب قوسین اشارہ ہے ساتھہ روح آنحضرت کے اور او ادنی اشارہ ہے ساتھہ مقام سر آنحضرت کے ۵
نفس بخدمت دل بمحبت روح بقریب سر بحضور   چارون مقام مین چارون اوٹھائے تھے عجب کچھہ ذوق و سرور
بعضون نے کہا قوسین اشارہ حاجبین سے ہے اور او ادنی عبارت قرب سیاہی چشم سے ہے ساتھہ چشم کے یعنی قرب
حضرت کا جناب الٰہی مین ایسا ہوا جیسے قرب دو ابرو کا آپس مین بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک کہ عبارت قرب سفیدی
آنکھہ کی ہے ساتھہ سیاہی آنکھہ کے یعنی قرب منزلت آپکا حضرت باری عزشانہ مین اس درجہ کو پھونچا کہ حد اور
بیان سے خارج ہے شیخ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ تعم سے پوچھا معنی قاب قوسین او ادنی کے کہا آپنے اوسکے جواب مین
لم یسمع فیہ جبرئیل فمن نوری یعنی جبرئیل کہ فرشتے ہین وہی اوسکے معنی سے واقف نہین ہین تو نوری کون
ہے یعنی وہ کیونکر سمجھہ سکتا ہے حقیقت اسکے معنی کے فہم اور ادراک سے باہر ہے اسلیے کہ دنی بعد بعد کے ہوتا ہے
وہان بعد کہان یعنی بعد مکانی اور تدلی مکان مین ہوتا ہے مکان کا وہان کیا امکان اور کان عبارت ہے زمان
سے اور زمانہ وہان گم ہے اور قاب اشارہ ہے ساتھہ مقدار کے مقدار وہان کہان ہے اور قوسین کنایہ ہے مثال
سے مثال وہان معدوم ہے اور او کلمہ شک کا ہے اور شک اور شبہہ وہان محروم ہے اور ادنی مبالغہ ہے دنی مین و

کائنات کے اوس سبحانہ کی تجلیات مین اور اون کو بندۂ کامل و اصل دریافت کرتا ہے و من لم یبق لم یدر ۱۲ مظہری و جمل ۱۲

[illegible marginal notes]

اور کون دنی ہے اور کون مدنو علوم سب علما کے تفسیر اس آیت کی سے عاجز ہین اور معارف سب عرفا کی تقریر معنی
اوسکے سے قاصر واللہ تعالیٰ اعلم اور مروی ہے انس اور ابن عباسؓ سے کہ کہا اونھون نے دنی الجبار رب العزت
فتدلی حتی کان منہ علیہ السلام قاب قوسین او ادنی روایت کیا اوسکو بغوی نے اور شیخ محمد حیات سندھی
نے اپنے رسالہ مین کہا کہ یہ حدیث شریف ہے اور بر تقدیر صحت کے فاعل ان فعلون کا ضمیر ہے کہ راجع ہے اللہ تعالیٰ کی
طرف اور اوس سے وہ دنو و تدلی اور قاب قوسین مراد ہے کہ جو سزاوار اور لائق ہے ساتھ تنزیہ اوس صاحب کے
اور مشہود ہے ارباب قلوب کو مانند قمر کے بیچ لیلۃ البدر کے اور قرآن کی شان سے ہے منہ آیات محکمات ھن ام الکتاب
واخر متشابہات پس نسبت دنو اور تدلی کے ساتھ ان معنی کے طرف خدا کے مستبعد نہین ہے مظہری واضح ہو کہ یہ دنو اور
تدلی کہ بیان پر مذکور ہوا اور تعبیر کیا گیا ساتھ قاب قوسین کے اور احادیث معراج مین مذکور ہے یہ غیر ہے اوس دنو اور
تدلی کے جو کہ مذکور ہے سورہ والنجم مین اسلیے کہ وہ ساتھ دیکھنے جبرئیل علیہ السلام کے اور قربت اونکی کے منسوب ہے اور یہ
قول مختار کے اور سیاق آیت سے بھی ایسا ہی ظاہر ہے اور اسیطرح تفسیر کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث صحیح
مین فرمایا عائشہ رضؓ نے کہ سوال کیا مینے رسول خدا سے اس آیت کی تفسیر مین تو فرمایا وہ جبرئیل عم ہین نہین دیکھا مین نے
صورت خلقی پر اوسکو مگر دو بار اور یون ہی مروی ہے انس رضؓ اور ابن عباس وغیرہما سے اور من حیث العربیت کے بھی
اس تفسیر مین کسیطرح کا اعتبار نہین ہے مظہری و مواہب اور بعضون نے اوسکو اوپر رویت اور قرب پروردگار تعالیٰ و تقدس کے
حمل کیا ہے چنانچہ تفسیرون مین ذکر کیا گیا ہے کما فی المدارج اور منجملہ علوم مرتبت اور رفعت شان آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے وہ ہے کہ متحلی رہے آپ اوس مقام قربت مین ساتھ حلیہ ادب کے اور مخلع ہونے ساتھ خلعت تادب کے باوجود
ظاہر ہونے ایسی کرامات اور آیات کے نہ ملتفت ہوئے طرف کسی ایک کے اور نہ رغبت اور میل کیا جانب ایک کے کما قال
سبحانہ و تعالیٰ ما زاغ البصر وما طغی ترجمہ میل نکیا نگاہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یعنی چپ و راست
نہ دیکھا یعنی نہ پھیری بینائی اور طرف اور نہ چوکے وہ اشرف الانبیا نظر کرنے مین بلکہ ثابت رکھا اوسکو ثابت رکھنا
صحیح مظہری اور نہ تجاوز کیا نگاہ نے اوس حد سے کہ مقرر تھی اونکے دیکھنے کو جیسے کہ بندگان خاص حضور مین ہاں دو شاہ ہو
کے کرتے ہین یعنے ہٹ نگئے محبوب سے طرف غیر محبوب کے ؎ آلا من العشق وحالاتہ ۞ احرق قلبی بحرارتہ ۞
ما نظر العین الی غیرکم ۞ اقسم باللہ و آیاتہ ۞ یا عدول نکیا رویت عجائب ملکوت سے کہ جسکی رویت کے ساتھ
مامور تھی جیسا کہ بعضون نے کہا مظہری اور یہ ایک کمال ہے کمالات سے کہ سوای اکمل البشر حضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کے کسی کو حاصل نہین اور عادت سے خلق کے ہے کہ جب کوئی کسی مکان عالی شان مین اقامت رکھتا ہے
تو اوس سے اعلیٰ مقام کا چاہنے والا ہوتا ہے جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ جب مقام مناجات اور ہم کلام
ہونے مین پہنچے طالب دیدار ہوئے اور یہ ایک نوع مدہوشی اور انبساط سے ہے کہ مقام قربت مین عنایت سے

دور ڈالتی ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مقام قرب مین مقیم کیے گئے پورا کیا اوسکے حق کو
اور التفات نکیا بصر اور بصیرت نے اونکے کسی کی طرف سوای اوس چیز کے کہ ٹھہرائی گئی اوس مقام مین اور طلب
نکیا آپ نے سوا اوسمقام کے اور اسیواسطے کامیاب ہوئے ساتھہ تمام مرادون اور مراتب کے کہ اقصی اور اعلی
اون سے دیدار اوس تعالی تقدس کا ہے اور قائم رہنا بیچ ایسے مقام کے کہ اعلی مقامات اہل صحو یعنی ہوشیاری
کے اور ارباب تمکین سے ہے اور یہ مقام اعلی ہے سب مقامون سے مقام وہ کہ قائم ہو جس مین مرد خدا کا منازل سے
اور منازل مختلف ہین اول بجا لانا اوامر کا اور چھوڑ دینا نواہی کا اور دوسرے معرفت عیوب نفس کی اور تیسرے
تنقیہ اوسکا عیوب مذمومہ سے اور عیوب بہت ہین اور سب سے بڑا عیب خوش آنا مرد کو جو کچھہ کہ کرے ہے طاعات
سے یعنے حجب اور منازل بہت ہین کہ اونکا شمار کرنا بیان موجب درازی کلام کا ہے اور شرط سالک کی ہے کہ نہ چڑھے
ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف جب تک کہ پورا حاصل کر لے حق مقام پہلے کو پھر اگر چھوڑ دیا یہ مقام پہلے حق
تمامی اوسکے کے تو ہوگا وہ مانند اوس بیمار کے کہ پیوے مسہل اوسکا پہلے پکنے خلطا کے ساتھہ منضج کے سو وہ مسہل
اوسکی بیماری کو فائدہ نہین دیتا ہے بلکہ بیماری بڑھاتا ہے رسالہ سہروردیہ اور فرمایا باری تعالی نے ما کذب
الفواد ما رای ترجمہ جھوٹ نکہا دل نے جو دیکھا اوسنے یعنی بصر اور بصیرت دونون موافقت کرنے والے اور سچا
کرنے والے ایک دوسرے کے ہوئے جو کچھہ کہ بصیرت یعنی دانائی نے دریافت کیا بصر یعنی بینائی نے ادراک اوسکا کیا
اور جو کچھہ آنکھہ سے دیکھا دل نے اوسکی تصدیق کی اور سب حق اور صحیح تھا سو پہونچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بسبب اون کلمات کے اس درجہ کہ سبقت لے گئے ساتھہ اونکے سب اولین وآخرین پر اور ہوئے مغبوط انبیا اور مرسلین
کے اور مستقیم ہوئے صراط مستقیم پر دنیا اور آخرت مین یعنی دن آخرت کے پلصراط پر اقامت فرماوینگے اور اپنے اتباع اور
اہل سنت کے لیے سلامتی کا سوال کرینگے یہان تک کہ وہ اوسپر سے گذر کے جنت مین داخل ہونگے مواہب چنانچہ
قسم یاد فرمائی اللہ تعالی نے ساتھہ اوسکے فرقان حمید مین اور فرمایا یس والقران الحکیم انک لمن المرسلین علی
صراط مستقیم ترجمہ قسم ہے اوس پکے قرآن کی تو تحقیق سے بھیجے ہوؤن مین سے سیدھی راہ پر ذلک فضل
اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ترجمہ اور یہ فضل اللہ کا ہے دیتا ہے اوسکو جسکو چاہیے اور
اللہ ہے صاحب فضل بڑے کا ہر چیز دینی یا دنیوی کہ اللہ کیطرف سے اوسکے بندونکو پہنچے ہے وہ از راہ تفضل کے
ہے اوسکی طرف سے یعنی منت اور فضل اوسکا ہے نہ از راہ استحقاق کے بندون سے خازن اور پہنچے آپ اوس مقام
پر کہ بیان اوسکا فاوحی الی عبدہ ما اوحی آیا ہے اور مبہم اسکو اسلیے بیان کیا کہ یہ شامل ہے سب علوم اور معارف
اور حقائق اور بشارات اور اشارات اور اخبار اور آثار اور کرامات اور کمالات کو اور یہی دلالت رکھی ہے اوپر کثرت اور
عظمت اوسکے کے اور اشارہ ہے اسپر کہ سوائے علم علام الغیوب اور رسول محبوب کے کوئی اوسکو گھیر نہین سکتا مگر جسکو

قدر کہ آپ نے بیان کیا یا مجاذات روح پر فتوح آپکی سے اوپر بواطن بعضی کمل اولیا کی چمکا کہ جو ساتھ شرف
اتباع سنت سنیہ اوس خیر البریہ علیہ الوف التحیہ کے مستعد اور مشرف ہین کذا فی المدارج اور مظہری مین کہا
کہ ظاہر ہے کہ ما اوحی عام ہے اور نہین ہے کوئی وجہ واسطے تخصیص کے واضح ہو کہ بعضی علما بیان کرتے ہین اسرار
ما اوحی کی احتیاط کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اقرب بصواب یہی ہے کہ تعیین اوسکی نکرین اسلیے کہ اگر اوسکے بیان کرنے
مین حکمت ہوتی تو ہمیم نہ فرمایا ہوتا اور ایک گروہ نے کہ سعید ابن جبر اون مین سے ہین کہا کہ جو کچھ خبر یا اثر مین ہمکو
پھنچا ہے اوسکو بیان کرین یا از روی استنباط و استدلال کے کہین تو اوسکے ذکر مین کچھہ مضایقہ نہین ہے ہا اسلیے
اوسمین سے کچھہ بیان ہوتا ہے ازان جملہ جو حدیث صحیح مین آیا ہے وہ تین چیزین ہین ایک فرضیت نماز پنج وقتی کہ پانچ
وقت کی نماز وہان فرض ہوئی اور یہ دلیل ہے اوسکے کمال فضیلت پر اوپر جمیع اعمال صالحہ کے اسلیے کہ لیلۃ المعراج
مین بلا واسطے جبرئیل کے فرض ہوئی فرمایا قفال نے اپنے فتوی مین کہ نماز کا چھوڑنا سب مسلمانون کو ضرر پہنچاتا ہے
اسلیے کہ نمازی کہتا ہے اللہم اغفرلی وللمؤمنین والمؤمنات یا اللہ بخشدے مجھکو اور سب مسلمان مردون کو اور
مسلمان عورتون کو اور ضرور یہی کہے گا التحیات مین السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین سلام اللہ کا ہمپر اور
سارے نیک بندون پر خدا کے سو ہوئے گا بے نمازی تقصیر کرنے والا بیچ خدمت خدا کے اور بیچ حق رسول اللہ تعم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اور بیچ حق تمام مسلمانون کے کیا انبیا کیا اولیا کیا مان باپ کیا اوستاد کیا پیر اسلیے نماز چھوڑنی بڑی
معصیت ٹھہری مواہب دوسری خواتیم سورہ بقر یعنے آخر کی مین آیتین سورہ بقر کے چنانچہ بعد اسکے اشارہ اوسکی
واقع ہوگا تیسرے مغفرت گناہون امت مرحومہ محمدیہ کے سوائے شرک کے ان اللہ لا یغفر ان یشرك به ویغفر ما
دون ذلك لمن یشاء ومن یشرك باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا ترجمہ اللہ نہین بخشتا کہ اوسکا شریک ٹھہراوے اور اوس سے
نیچے بخشتا ہے جسکو چاہے اور جسنے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ دور پڑا بھولکر یہ آیت کریمہ اسپر دال ہے اس آیت مین
شرک فرمایا حکم مین شریک کرنے کو یعنے سوای دین اسلام کے اور دین کا حکم پسند رکھے اور اوسپر چلے پس جو دین سوائے
اسلام کے سب شرک ہے اگرچہ پوجنے مین شرک نکرتے ہون موضح القرآن اور راز آن جملہ وہ ہے کہ فرمایا آپنے رایت ربی
فی احسن صورۃ یعنی دیکھا مینے پروردگار اپنے کو بیچ بہترین صورت اور صفت کے فرمایا اللہ تعم نے کس چیز مین
گفتگو کرتے ہین فرشتے مقرب عرض کیا مینے کہ یا اللہ تعم تو دانا تر ہے کہ وہ کون سے عمل کرتے ہین پھر آپ پر تجلی خاص فرمائی
کہ جسکو آپنے یون تعبیر کے کہ پھر رکھا اللہ تعم نے اپنا ہاتھہ درمیان دونون مونڈہون میرے کے رکھنا کف کا کنایہ ہے
خاص کرنے اللہ تعم کے سے آپکو ساتھہ مزید فضل و ایصال فیض کے والا حقیقت مین نہ کف ہے اور نہ اوسکا رکھنا ہے فرمایا
آپنے پھر پائی مینے ٹھنڈک اوسکی درمیان سینے اپنے کے یعنی دل مین اور یہ کنایہ ہے وصول سے اوس فیض کے اپنے
قلب تک اور جانی مینے وہ چیز کہ تھی آسمانون اور زمین مین پھر فرمایا اللہ تعم نے یعنے بعد دینے علم کے کہ جانتا ہے تو ای محمد

کس بات مین گفتگو کرتے ہین ملائکہ مقربین عرض کیا مینے کہ ہان جانتا ہون گفتگو کرتے ہین کفارات مین یعنی اون
اعمال مین کہ اونسے گناہ جھڑتے ہین اور گفتگو کرتے ہین درجات مین یعنی اون عبادات مین کہ موجب رفع درجات کے
ہین کہ جن سے مرتبے بندے کے بڑھتے ہین خطاب آیا کہ کفارات کیا ہین عرض کیا مینے زیادہ بیٹھا رہنا مسجد مین بعد
ادای نماز کے یعنی واسطے ذکر اور دعا کے یا واسطے انتظار نماز دوسرے کے اور جھڑتے ہین گناہ پیادہ پا چلنے سے
واسطے جماعتون نماز کے اور اسباغ وضو سے اوقات ناخوش مین یعنی اچھی طرح سے وضو کرنا حالت بیماری یا سردی
مین اور جسنے کیا یہ وہ زندہ رہے گا ساتھہ بھلائی کے اور مریگا ساتھہ بھلائی کے اور ہوگا پاک گناہون اپنے سے مانند
اوسکے کہ وہ اوسی دن پیدا ہوا اپنی مان کے پیٹ سے اور پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے محمد جب نماز پڑھ چکے تب کہہ تو اللھم
انی اسألك الطیبات و ترك المنکرات و فعل الخیرات و حب المساکین وان تغفر لی خطیئتی و ترحمنی
واذا اردت بعبادك فتنة فاقبضنی غیر مفتون ترجمہ یا اللہ مین سوال کرتا ہون تجھسے پاکیزہ چیزونکا اور
برے کامون کے چھوڑنے کا اور اچھے کامون کے کرنے کا اور محبت مسکینون کی اور یہ کہ بخشے تو میری خطا اور رحم
کر مجھپر اور جب ارادہ کرے تو ساتھہ بندون اپنے کے فتنے کا تو قبض کر تو مجھکو درحالیکہ فتنے مین نہ پڑا ہوا ہون مین پھر
خطاب آیا کہ درجات کیا ہین عرض کیا مینے کہ ظاہر کرنا سلام کا یعنی ہر مسلمان سے سلام علیک کرنا آشنا ہو یا غیر آشنا
اور کھلانا کھانے کا اور نماز پڑھنی رات کو جب لوگ سوتے ہون کذا فی روضة الاحباب واضح ہو کہ لفظ فی احسن صورة
کا جو اس حدیث مین واقع ہوا ہے ہوسکتا ہے کہ وہ حال ہو رائی سے یعنے دیکھنے والے سے اور وہ آنحضرتؐ ہین ای
رایته وانا فی احسن صورة و صفة یعنی دیکھا مینے اپنے پروردگار کو درحالیکہ مین اچھی صورت اور صفت مین تھا
اور یا حال ہو روئیت سے یعنے دیکھنے سے ای حال کون رویتی فی احسن صورت یعنی دیکھا مینے اپنے رب کو
اوس حال مین کہ تھی روئیت میری بیچ نیک تر صورت کے یعنے ساتھہ غایت لطف اور انعام کے کہ مجھپر فرمایا تھا
اوس پروردگار نے قاری کہا خطابی نے کہ کلمہ صورت کا کلام عرب مین کبھی وارد ہوتا ہے وہ اوپر معنی ظاہر اپنے
کے اور کبھی اوپر حقیقت شی کے اور کبھی اوپر معنی صفت اوسکے کے چنانچہ کہتے ہین صورة الامر کذا و کذا ای صفته
اور کہا یہی مراد ہے اس جگہہ مین اور اس تقدیر پر کچھہ اشکال نہین اور فرمایا صاحب جامع الاصول نے المراد انه
اتاه فی احسن صفته اسیطرح شرح شفا مین ملا علی قاری رحمت اللہ علیہ الباری نے ذکر کیا اور یہ بھی احتمال ہے
کہ وہ مرئی سے حال ہو اور وہ حضرت باری ہے اور اسی تقدیر پر اگر روئیت خواب مین ہوئی تو بھی کچھہ اشکال
نہین اسلیے کہ بہت ایسا ہوتا ہے کہ خواب مین دیکھنے والا شی غیر متشکل یعنی بے شکل کو شکل مین دیکھتا ہے اور شکل والے
کو غیر شکل کے بالعکس اوسکے جب کہ ایک روایت ترمذی مین تصریح واقع ہوئی ہے خواب مین دیکھنے کے اور اگر روئیت
حالت بیداری مین ہوئی ہو جیسے کہ بیان سے مفہوم ہوتا ہے تو ساتھہ ایک امر کے دو امرون سے قائل ہونا چاہیے یا تاویل

کرنا صورت کا ساتھ صفت کے جیسے کہ کہتے ہین صورت الامر کذا ای صفتہ سواس تقدیر پر کہہ سکتے ہین کہ تجلی کے ساتھہ
صفت جمال اور لطف وکرم کے یاد دیکھا مینے اپنے رب کو اوسحال مین کہ لطف وکرم اوسکا زیادہ تھا جمہیر اور وقتون سے
یا کہا جائے کہ لفظ صورت کا اس حدیث مین حکم وجہ اور مانند اوسکے کا رکھتا ہے چنانچہ آیت کریمہ مین ہے ویبقی وجہ ربك
ذوالجلال والاکرام سو ایمان ساتھہ حقیقت اوسکی کے لاتے ہین ہم اور تعرض ساتھہ تاویل اوسکے کے نہین کرتے
ہین اور معنی اوسکے حوالہ علم الہی کے کرتے ہین کذا فی حاشیہ روضۃ الاحباب وشرح الشفا للقاری اور حضرت عائشہ
رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ لولا العتاب ما کان مع امتك
الخطاب ترجمہ اگر نہوتا عتاب نہوتا ساتھہ امت تیری کے خطاب یعنی اگر عتاب کا ظہور قیامت مین نہوتا تو خطاب یعنی حساب
تیری امت سے نہوتا اور راز انجملہ کہ شب معراج مین حاصل حضرت کو یہ ہے کہ وحی کے جناب باری تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پر کہ بہشت حرام ہے اور انبیا پر جبتک کہ تو اوس مین نجاوے اور حرام ہے بہشت اور امتون پر جب تک تیری امت
سے اوس مین داخل نہولیوے اور مروی ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالی عنہا نے سوال کیا حضرت صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم سے کہ شب معراج مین کیا خطاب فرمایا اللہ تعالی نے آپ سے آپ نے ارشاد کیا کہ فرمایا جیسے جناب باری تعالی نے
کہ ای محمد مین اپنے بندون کی روزی کا ضامن ہوا ہون اور امت تیری میری رحمانیت پر اعتماد نہین کرتی یعنے
طلب رزق مین بہت کوشش کرتے ہین اور غم اور اندوہ کھاتے ہین اور بیوجہ شرعی اوسکی طلب کرتے ہین اور دوزخ
دشمنون کے لیے مینے طیار کی ہے اور امتی تیرے کوشش کرتے ہین کہ اوس مین جاوین یعنی میری نافرمانی پر دلیری
کرتے ہین اور مین اونسے عمل کل کا نہین طلب کرتا اور یہ رزق کل کا مجھسے طلب کرتے ہین اور رزق اونکا جو مین نے مقرر
کیا ہے دوسرونکو نہین دیتا ہون اور یہ طاعت میری غیر کو دیتے ہین یعنی طاعت ریا کے ساتھہ کرتے ہین اور میرے غیر
کو شریک اوس مین کرتے ہین اور عزیز و ذلیل کرنے والا مین ہون اور یہ میرے غیر سے امید رکھتے ہین اور میرے سوا
اور ون سے حاجت طلب کرتے ہین اور ڈرتے ہین اور مین ہی انعام اونپر کرتا ہون کہ مین منعم حقیقی ہون اور یہ
میرے غیر کا شکر کرتے ہین اور ای محمد تیرے امتی میری اطاعت بجا لاتے ہین اور عصیان میرا کرتے ہین اطاعت اونکی
میری رضا سے ہے اور عصیان اونکا میری قضا سے ہے وہ عمل کہ میری رضا سے اونسے صادر ہوتا ہے اگرچہ ناقص
ہو قبول کر لیتا ہون اسلیے کہ مین کریم ہون اور وہ عمل کہ اونسے میری قضا سے صادر ہوتا ہے اوسکو بخشتا ہون اور
عفو کرتا ہون اسلیے کہ مین رحیم ہون وقیل اوحی اللہ تعالی الیہ کن آیسا من الخلق فلیس بایدیھم شیئ واجعل
صحبتك معی فان مرجعك الی ولا تجعل قلبك معلقا بالدنیا فما خلقتك لھا یعنی اور کہا گیا ہے کہ وحی
کی اللہ تعالی نے طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو تو ناامید خلق سے پس نہین ہے اونکے ہاتھہ مین کچھہ یعنے
نفع اور نقصان اور کر تو صحبت اپنی ساتھہ میرے سو تحقیق جگہہ تیری پھر آنے کی طرف میرے ہے اور نہ لگا تو دل اپنے کو

ساتھہ دنیا کے بیں نہین پیدا کیا مینے تجکو او سکے لیے کذا فی روضۃ الاحباب وغیرہ اور مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام مدارج ومقامات شب معراج مین طی کر کے مقام قاب قوسین او ادنی پر مشرف ہوئے تب خطاب مستطاب حضرت رب الارباب سے ہوا کہ ای مطلع کوکب رسالت وای معدن جواہر عز وجلالت اتنے مراحل اور منازل اور مقامات طی کیے تونے اور عجائبات عالم سفلی اور علوی کے دیکھے تونے تحفہ بارگاہ کبریا اور ہدیہ درگاہ عز وعلا کا کیا لایا سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے زبان نیاز کی کھولی اور عرض کی کہ الہی مین کارخانہ حدوث سے آتا ہون اور وہان ایسی مین کوئی چیز لائق تحفہ اس درگاہ کے نہ تھی خطاب عزت پہنچا کہ ای سالک مسالک بلاغت وای ناہج مناہج فصاحت جو کہ قدم پایہ منبر افلاک پر رکھا تونے خطبہ ثنا ہمارے کا زبان پر جاری کر حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی الہی اگرچہ مینے درمیان فصحاء عالم اور بلغاء بنی آدم کے دعوی انا افصح کا کیا ہے لیکن اس مقام مین بجز مہر خاموشی زبان پر رکھنے کے سامان نہین ہے کہ لا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك یعنی نہین شمار کر سکتا ہون مین تعریف کو اوپر تیرے تو ویسا ہے جیسا کہ تونے تعریف کی اوپر اپنے جو خواجہ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ادب نگاہ رکھا لطف بیکران باری تعالی نے اونکو تخیوڑا کہتے ہین کہ آواز جبرئیل علیہ السلام کی آپکے کان مین آئی کہ ای محمد ثنا کہو اپنے پروردگار کے یا جبرئیل علیہ السلام کے وقت جدا ہونے کے وصیت کی تھی ثنا کہنے کی اور صحیح تر وہ ہے کہ الہام الہی خاطر مطہر سید البشر پر ہوا کہ یہ کلمات عالیشان زبان معانی بیان پر جاری ہوئے کہ التحیات للہ والصلوات والطیبات یعنی سب عبادتین زبانی اور سب عبادتین بدنی اور سب عبادتین مالی واسطے اللہ کے ہین پھر بدلے اس ثنا کے خلعت اس نوازش کا پایا السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یعنی سلام ہو تجپر ای نبی اللہ کے اور رحمت اسکی اور برکت اوسکی ساقی بزم نبوت نے تجرع اس شربت الکرام سے کیفیت یاب ہو کر نچاہا کہ مفلسان امت کہ خمار زدگان خرابات دنیا کے ہین فیض اس مجلس سے بے بہرہ رہین ایک جرعہ خاکساران امت پر بھی بٹیا کہ فرمایا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین یعنی سلام ہو ہمپر اور اوپر بندون اللہ کے جو نیک ہین پس ملائکہ نے ساتھہ دیکھنے رحمت احدی اور مشاہدہ کرنے شفقت محمدی کے زبان ثنا خوانی کی کھولی اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ترجمہ گواہی دیتا ہون یہ کہ نہین کوئی معبود لائق عبادت کے مگر اللہ اور گواہی دیتا ہون یہ کہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بندے اوسکے ہین اور رسول اوسکے پھر حق سبحانہ تعالی نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف فرمائی کہ امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ ترجمہ مانا پیغمبر نے اوسکو جو نازل کیا گیا طرف اوسکے رب اوسکے سے خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری مین مناجات کی کہ الہی شرف سے اس خلعت ستائش کے امت مرحومہ کو محروم نفرما آفریدگار جہان نے واسطے تسلی دل مہتر وبہتر عالم کے امت کی تعریف کی اور از نکے ایمان اور ایقان سے خبر دی اور فرمایا کہ والمومنون کل امن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ ترجمہ اور مسلمانون نے سب نے مانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدینہ طیبہ ... (marginal note, partially legible)

اللہ کو اور اوسکے فرشتون کو اور اوسکی کتابون کو اور رسولون کو اور دوسری روایت ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے پوچھا کہ ای محمد تیری امت قبول کرنے مین احکام کے کیسی ہے آپ نے عرض کی کہ الٰہی سنے اونکو نہایت اطاعت اور اجابت مین پایا و قالوا سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر ترجمہ اور بولے سنا اور قبول کیا تیری بخشش چاہتے ہین ای رب ہمارے اور طرف تیرے ہی لوٹنا ہے پھر خطاب ہوا کہ ہم بھی اونکو اجر زیادہ دینگے اوس اوپر آسانی کو کام فرماوینگے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت ترجمہ اللہ تکلیف نہین دیتا ہے کسی شخص کو مگر بقدر اوسکی گنجائش کے واسطے اوسکے ہے جو اوسنے کمایا اور اوسپر بوجھ اوسکا جو اوس نے کسب کیا پھر آواز روح الامین کی سنی کہ سل تعطہ یعنی مانگ دیا جاویگا تو جو مانگے گا یا بالہام اور القای الٰہی کے حضرت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا شروع کی ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولینا فانصرنا علی القوم الکفرین ترجمہ ای رب ہمارے نہ پکڑ ہمکو جیسا کہ پکڑا تو نے بسبب نسیان اور خطا کے اگلون کو کہتے ہین کہ تھے بنی اسرائیل جب بھول جاتی کوئی چیز ماموررات مین سے یا چوک جاتے تو شتابی کرتی اونکی طرف عقوبت پس حرام ہوجاتی اوپر وہ شی کہ حلال تھی اونکے لیے کھانے یا پینے کی چیزون سے بقدر حیثیت اوس گناہ کے پس امر کیا اللہ نے مومنین کو کہ درخواست کرین رفع مواخذہ اپنے کے ساتھ اوسکے پس تحقیق اوٹھا دی اللہ نے یہ بات اس امت سے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہے پس مقصود سوال رفع مواخذہ سے اقرار اور اعتراف ہے ساتھ اس نعمت کے یعنی اظہار کرنا ساتھ اوسکے موافق واما بنعمۃ ربک فحدث کے خازن و جلالین ترجمہ اگر ہم بھولین یا چوکین ای رب ہمارے نرکھ ہمپر بوجھ بھاری جیسا کہ رکھا تھا ہمسے اگلون پر ای رب ہمارے اور نہ اوٹھوا ہم سے جسکی طاقت نہین ہمکو اور درگذر کر ہمسے اور بخش ہمکو اور رحم کر ہمپر تو ہی ہمارا صاحب ہے سو مدد کر تو ہماری قوم کافر پر ہذا مقتبس من جواہر التفسیر اور ایک روایت مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خطاب آیا کہ یا محمد امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ ترجمہ ای محمد ایمان لایا رسول ساتھ اوسکے جو اوتارا گیا طرف اوسکے رب اوسکے سے کہا مینے ہان ای پروردگار میرے سے فرمان آیا کہ دومن یعنی اور دوسرا کون ایمان لایا کہا مینے والمؤمنون کل امن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ وقالوا سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر یعنی اور مؤمن سب ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور فرشتون اوسکے کے اور کتابون اوسکے کے اور پیغمبرون اوس کے کے اور یہ کہتے ہین کہ نہین فرق کرتے ہین ہم درمیان ایک کے رسولون اوسکے سے اور کہتے ہین کہ سنا ہمنے اور اطاعت کی ہمنے آمرزش چاہتے ہین ہم تیری ای رب ہمارے طرف تیرے ہے پھر جانا خطاب آیا کہ قد غفرت لک ولامتک یعنی بیشک بخشا مینے تجھکو اور تیری امت کو اور تو کہہ مانگ دیوین ہم کہا مینے ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ترجمہ ای رب ہمارے نہ پکڑ ہمکو اگر ہم بھول گئے یا چوک گئے ہم فرمان آیا کہ نسیان اور خطا

امت تیری سے اوٹھالی ہمنے اور علاوہ اوسکے جو کچہہ ساتھہ اکراہ یعنی ساتھہ زبردستی کے اون سے صادر ہوا اوس سے
درگذر کی ہمنے اور اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ان اللہ تجاوز لی عن امتی الخطاء والنسیان
وما استکرھوا علیہ ترجمہ تحقیق اللہ تعہ نے درگذر کی بسبب میرے امت میری سے خطا اور نسیان اونکے سے اور اوس
سے جسپر اکراہ کیئے گئے حضرت فرماتے ہین کہ بعد اسکے کہا ہمنے ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا
یعنی ای پروردگار ہمارے نہ لاد ہمپر بھاری بوجھا یعنی تکلیفین اور مشقتین سخت کہ امم سابقہ پر یعنی یہود پر لادین تونے
اور وہ پچاس نمازین پڑھنا اور چوتھائی مال زکوۃ دینا اور بدن اور کپڑے ناپاک کا کترنا اور مسجد ہی مین نماز پڑھنا اور توبہ
شرک سے نفس کا مار ڈالنا اور غنیمت کا حرام ہونا اور خون کے بدلے خون ہی کرنا اور جو کوئی اون مین گناہ کرتا تو وہ گناہ
اوسکے دروازہ پر لکہا ہوتا علی ہذا القیاس اور تکالیف شاقہ شرعیہ او نیز تحسین معالم مظہری جمل شرح مثنوی مولانا عبد العلی
فرمان آیا کہ ایسا ہی کیا ہمنے جیسا کہ چاہا تونے یعنے بوجھا بھاری اگلی امتونکا سا تیری امت پر نہ لادونگا مین ما جعل علیکم
فی الدین من حرج یعنی نہین رکھا اللہ نے تمپر بیچ دین کے کوئی کام مشکل پھر کہا ہمنے ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ
ای پروردگار ہمارے وہ بوجھہ ہمپر نرکہہ جسکی ہمکو طاقت نہین ہے جیسے کہ فرضیت قیام لیل کی اور بلا و عقوبت مثل مسخ
اور خسف اور غرق کے فتوحات یہ خطاب آیا کہ ایسا ہی کیا ہمنے ساتھہ تیرے اور تیری امت کے اور کچہہ مانگ تو وہ بھی
دیوین ہم تجھکو کہا ہمنے واعف عنا واغفر لنا وارحمنا یعنی مٹادے ذنوب ہمارے اور چھپالے عیوب ہمارے اور ساتھہ
مواخذہ کے فضیحت نکر ہمکو اور رحم اور فضل رکھہ ہمپر بیضاوی اور اور بعضے علما نے کہا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم نے تین چیزین جناب باری سے طلب کین ایک عفو دوسری مغفرت تیسری رحمت اور یہ طلب کرنا اسلیے
تہا کہ اگلی تین امتون کو اللہ تعہ نے ساتھہ تین عذاب کے ہلاک کیا تہا ایک کو ساتھہ خسف کے یعنی دھسانی کے زمین مین مثل
قارون اور اوسکے ساتھیون کے اور قوم دوسری کو ساتھہ مسخ کے یعنی صورت بدل دینے کے جیسا کہ قوم داؤد علیہ السلام
کے کہ اون مین سے بندر ہوگئے اور قوم تیسری کو ساتھہ قذف کے یعنی لوٹ دینے اور پتھر برسانے کے جیسے کہ قوم لوط
علیہ السلام کے سو حضرت صلی اللہ تعہ علیہ وسلم ان تینون باتون سے نہایت خوفناک تھے کہ مبادا کہین میری امت ساتھہ
ایک عذاب کے ان تینون سے معذب ہو لہذا اوس مقام قرب اور کرامت مین عرض کی اور تینون سے امن طلب کی اور فرمایا
واعف عنا ای من الخسف واغفر لنا ای من المسخ وارحمنا ای من القذف یعنی ہمسے درگذر فرما دھسا دینے سے اور
بخشش کر ہماری صورت بدل دینے سے اور رحمت فرما ہمپر پتھر برسانے سے خطاب باری ہوا کہ قد فعلت یعنی تحقیق کیا
ہمنے ای قبول کیا ہمنے پھر فرماتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد اوسکے فرض ہوئین ہر ایک رات دن مین پچاس نمازین
کذا فی روضۃ الاحباب اور مواہب اللدنیہ مین ہے کہ کہا سعید بن جبیر رضی اللہ تعہ عنہ نے کہ وحی کی اللہ تعہ نے طرف
حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے الم اجدک یتیما فاویتک کیا نہین پایا ہمنے تجھکو یتیم پھر جگہہ دی ہمنے تجھکو الم اجدک ضالا

فهدیتك کیا نہین پایا ہینے تجکو بھٹکتا ہوا پھر راہ دی ہینے تجکو الم یجدك عائلا فاغنیك کیا نہین پایا ہینے تجھکو
مفلس پھر غنی کیا ہینے تجکو اور معنی دوسرے بطور اہل اشارت کے یہ ہین کیا نہین پایا ہینے تجکو دریتیم کہ ساری ممکنات
مین دوسرا تجھسا نہین ہے پس جگہہ دی ہینے اپنے قرب مین کہ اوس قرب سے دوسرے لوگ اوس سے بعید ہین چنانچہ
لی مع الله وقت لا یسعنی فیه ملك مقرب ولا نبی مرسل دلالت رکھی ہے الم یجدك ضالا فهدیتك نہ پایا ہینے
تجھے گم کرنے والا طرق جمیع ادیان باطلہ کے پس راہ اپنے قرب کی از روی یگانگی کے تجھے دکھائی ہینے الم یجدك عائلا
فاغنیك کیا نہ پایا ہینے باطن تیرا مفلس حب غیر سے پس ساتھ جمیع مراتب دوستی اور بخشش اپنی کے تونگر کیا ہینے
تجھکو الم نشرح لك صدرك ووضعنا عنك وزرك الذی انقض ظهرك ورفعنا لك ذكرك کیا نہین
کھولا ہینے تیرے لیے سینہ تیرا اور اوتار لیا ہینے تجھسے بوجھہ تیرا ایسا بوجھہ کہ توڑتا تھا پیٹھہ تیری اور اونچا کیا ہینے
ذکر تیرا اور بیہقی مین بروایت ابو سعید خدری رضی الله تعالی عنہ کے آیا کہ بیشک فرمایا الله تعالی نے آنحضرت صلی الله
علیہ وسلم سے کہ مانگ سو کہا آپنے کہ بیشک بنایا تونے ابراہیم کو اپنا خلیل پھر دیا تونے اونکو ملک بڑا احتمال ہے کہ اوس سے
وہ ملک مراد ہو کہ دیا گیا آل ابراہیم کو مثل یوسف اور داود اور سلیمان وغیرہم کے ملوک بنی اسرائیل سے جیسا کہ فرمایا
فقد آتینا آل ابراهیم الکتاب والحکمة وآتیناهم ملکا عظیما یا قهر وغلبہ اونکا ہے اپنے عہد کے بڑے بڑے بادشاہون
پر جیسے کہ نمرود پر اور اوس بادشاہ پر کہ جسنے لوط علیہ السلام کو قید کیا تھا پھر ابراہیم علیہ السلام نے جہاد کر کے چھڑایا
کسواسطے کہ قاہر اور غالب اعظم ہوتا ہے مقہور سے یا ملک نبوت ہے اور اوس سے ملک نفس وزہد اور دنیا غیر مناسب ہے اسیطرح
ابن کثیر نے تقریر کی اور ملا علی قاری نے یون تحریر کی کہ دیا ہینے آل ابراہیم کو مع ابراہیم کے ملک بڑا اور تفصیل ملک
ابراہیم کی روضة الصفا مین اور فتح العزیز مین ہے اور باتین کین تونے موسی سے خوب اور دیا تونے داود کو ملک بڑا
اور نرم کر دیا تونے مانند موم کے اونکے لیے لوہا اور تابع کیا تونے اونکے پہاڑون کو اور عنایت کی سلیمان کو سلطنت
بڑی اور فرمانبردار کر دئے اونکے آدمی اور جن اور شیاطین اور اونکے تابع کیا تونے ہوا کو اور عطا کی تونے اونکو بادشاہی
کہ نہین سزاوار ہے کسی ایک کو بعد اونکے اور سکھائی تونے عیسی علیہ السلام کو توریت اور انجیل توریت سکھائی بطریق
طبیعت کے اور انجیل بطریق اصالت کے چنانچہ علی قاری نے فرمایا اور نسیم الریاض مین کہا کہ حفظ کر لیا اونھون نے
توریت کو اور عمل کیا اوسکے موافق اسلیے کہ انجیل مین احکام نہین ہین اوس مین فقط حکمتین اور توحید کی تحقیقین ہین
اور بعضے کہتے ہین کہ اوس مین بہ نسبت توریت کے تھوڑے سے احکام ہین اور کیا تونے اونکو کہ چنگا کرتے تھے اندھے مادرزاد
کو اور سفید داغ والے کو اور زندہ کرتے تھے مردون کو تیرے حکم سے اور محفوظ رکھا تونے اونکو اور اونکی مان مریم کو شیطان
مردود سے سو نہی شیطان کو اون دونون پر کوئی راہ جیسے کہ اوس تعالی شانہ کے قول مین ہے وانی اعیذها بك و
ذریتها من الشیطان الرجیم فتقبلها ربها پھر فرمایا الله تعالی نے حضرت سے واسطے تسلی کے مرتبہ غبطہ سے ساتھ عطاء

اعلی رتبہ سے بیشک بنایا مینے تجکو حبیب سو وہ لکھا ہے توریت مین محمد حبیب الرحمن ہین یہ مقابلہ مین خلت کے فرمایا اور رہ
محبت خاص تر اور بزرگتر ہے خلت سے اور ذکر نفرمایا بیچ مقابلہ اونکے کے اور مدارج و مراتب انبیا کے کہ مذکور ہین
پیچھے خلت کے اسلیے کہ وہ معلوم ہین کیونکہ آپ راضی نہوئے ملک سے اور قبول نفرمایا آپنے بادشاہت کو جبکہ آپ کے
واسطے پیش کی گئی بلکہ اختیار کیا عبدیت کو نسیم الریاض اور محبت ماخوذ ہے حبۃ القلب سے اور فعیل احتمال رکھتی ہے
بمعنی فاعلیت اور مفعولیت کے سو واسطے آپکے جمع ہوئے دو مرتبہ محبیت اور محبوبیت کے ہمدانی نے سبعیات مین نقل
کیا کہ تحقیق حدیث مین ثابت ہوا کہ آپ نے فرمایا قصد کیا مینے لیلۃ المعراج مین اپنی نعلین اوتارنے کا پس سنی مینے ندا
اللہ تبارک تعا کی طرف سے یا محمد لاتخلع نعلیك تتشرف السماء بھا ای محمد نہ اوتار اپنی نعلین مشرف کر آسمان کو
ساتھہ اونکے عرض کیا مینے ای رب میرے تونے فرمایا موسی کو فاخلع نعلیك انك بالواد المقدس طوی سو ارشاد
ہوا ای ابو القاسم قریب ہو جیسے نہین ہے تو نزدیک میرے مانند موسی کے کیونکہ وہ کلیم میرا ہے اور تو حبیب میرا ہے
اور وجہ تخصیص اضافت حبیب کی طرف رحمن کے واسطے ہونے اوسکے کے ہے رحمۃ العالمین نزدیک ارحم الراحمین کے زیادہ
ملا علی قاری اور بھیجا مینے تجکو واسطے تمام آدمیون کے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور کھولا مینے تیرا سینہ اور
اوتار لیا مینے تیرا بوجھہ اور بلند کیا مینے ذکر تیرا سو نہین ذکر کیا جاتا ہون مین مگر کہ ذکر کیا جاتا ہے تو ساتھہ میرے مگر جس
مقام مین اونمین سے جواب عطسہ کا ہے اور ذبح جانور کا اور کیا مینے امت تیری کو بہترین امت نکالی گی واسطے آدمیون
کے کہ امر کرین اونکو ساتھہ معروف کے اور منع کرین اون کو برائی سے جب کہ آیت کنتم خیر امۃ الخ سے واضح ہے اور کیا مینے
امت تیری کو امت میانہ یعنی افراط اور تفریط سے اور کیا مینے امت تیری کو کہ وہی اول ہین یعنی دخول جنت مین اور
وہی آخر ہین دنیا مین یعنی خاتم ہین اور امتون کے اور کیا مینے امت تیری کو کہ جائز نہین ہے واسطے اونکے خطبہ
پڑھنا حتی کہ شہادت دیوین کہ تو بندہ خاص میرا ہے اور رسول میرا ہے خطبہ ایک کلام ہے کہ ارشاد کیا جاتا ہے علی
رؤس الاشہاد واسطے اعلام کے ساتھہ امر اونکے کے جیسے کہ عادت عرب کی تھی کہ جب جمع ہوتے کسی مجلس مین کھڑا ہوتا ایک
اون مین سے اور خطبہ پڑھتا جسوقت کہ وہ تفاخر کرتے یا مصالح کرتے یا وعظ کا ارادہ کرتے اور شرع مین بھی خطبہ مشروع
رہا کہ جب واقع ہوتا کوئی امر کھڑے ہوتے پیغمبر علیہ السلام اور ان مین خطیب ہو کر اور خطبہ ماخوذ ہے خطب سے اور خطب کے
معنی امر عظیم کے ہین اور کافی ہوا وہ شروع ہونے مین بیچ جمعہ اور عیدین اور نکاح اور استسقا کے واسطے وعظ لوگون کے
اور مانند اوسکے اور نہین اعتبار ہے خطبہ کا مگر اوسوقت کہ کہین دونون کلمے شہادت کے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ جس خطبہ مین
تشہد نہین ہے وہ ناقص البرکت اور مقطوع الفائدہ ہے نسیم الریاض وغیرہ اور کیئے مینے تیری امت مین سے بہت لوگ کہ دل
اونکے مین کتابین اونکی کہ قرآن اور حدیث یاد پر یاد رکھتے ہین اور کمال تقوی حاصل کرکے علم لدنی دیئے جاتے ہین جسمین
اجتہاد کرتے ہین چنانچہ ایسون کے حق مین ہے استفت قلبك ولو افتاك المفتون اور کیا مینے تجکو اول نبیون کا

از روی پیدائش کے اور پچھلا اونکا از روی بعثت اور ارسال کے اور اول اونکا کہ فیصلہ اور حکم کیا جاویگا واسطے اونکے اور دی مینے تجھکو سبع المثانی یعنی سورہ فاتحہ کہ نہین دی مینے وہ کسی نبی کو پہلے تیرے اور دیا مینے تجھکو خاتمہ سورہ بقر کا یعنی پچھلی تین آیتین آمن الرسول سے آخر سورۃ تک عرش کے نیچے کے خزانہ سے کہ نہین دیا مینے اونکو کسی نبی کو پہلے تجھسے ابن عمر نے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا نے اوتارین اللہ تعم نے حضرت دو آیتین خزانون جنت سے کہ خاتمہ کیا سورہ بقر کا ساتھہ اونکے لکہا رحمان نے اپنے ہاتھہ سے دو ہزار برس قبل پیدائش مخلوق کے جو کوئی اونھین پڑھے بعد عشا کے دو بار کفایت کرین اوسکو شر شیطان سے اور نہووے اوسکا غلبہ اوسپر تشبیہ دی اوس چیز کو کہ لوح محفوظ مین ہے ساتھہ خزانے کے کہ نہین مطلع ہوا ہے اوسپر کوئی اور خوانیم سورہ بقر کو مع ثواب پڑھنے اوسکے کے ساتھہ مال عظیم کے نکالا گیا اوس خزانہ سے نسیم الریاض اور دیا مینے تجھکو ثر اور عطا کیے مینے تجھکو آٹھہ حصے ایک اسلام دوسرے ہجرت تیسرے جہاد چوتھی نماز پانچوین صدقہ چھٹے روزے رمضان کے ساتوین امر بالمعروف آٹھوین نہی عن المنکر اور کیا مینے تجھکو فاتح اور خاتم یعنے فاتح آفرینش کا اور خاتم رسولون کا کہ مفتوح باب آفرینش پہلے آپ ہی کے نور مبارک سے ہوا اور تمامی سب رسولون کی آپ ہی کے وجود اشرف سے ہوئی اور اسناد مین اس روایت کے جعفر راوی ہے کہ وہ ضعیف ہے اور کہا ابو ذرعہ نے کہ وہ تہمت کیا گیا ہے یعنی ساتھہ کذب کے اور کہا ابن کثیر نے کہ ظاہر یہ ہے کہ تھا وہ سیئی الحفظ یعنی حافظہ اوسکا اچھا نہ تھا اور ذکر کیا فخر الدین رازی نے اپنے والد سے کہ کہا اونھون نے کہ سنا مینے ابو القاسم سلیمان انصاری سے کہ کہتے تھے وہ کہ جب پہونچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درجات عالیہ اور مراتب رفیعہ کو یعنی شب معراج مین وحی کی اللہ تعم نے طرف آپکے کہ ای محمد ساتھہ کس چیز کے مشرف کیا مینے تجھکو عرض کی آپ نے کہ ای رب میرے مشرف کیا تو نے ساتھہ منسوب کرنے کے مجھکو ساتھہ عبودیت اپنی کے سو نازل کیا اللہ تعم نے سبحان الذی اسری بعبدہ کا کو موسوم کیا آنحضرت کو اللہ تعم نے ساتھہ اسم عبد کے واسطے مستحق ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ اسم اعظم کے اور متصف ہونے آپکے ساتھہ تمام صفتون اوسکی کے سو نہین صلاحیت رکھتا ہے یہ اسم یعنی عبدیت کا حقیقۃً مگر واسطے اوس علیہ السلام کے اور واسطے قطبون کے بعد آپکے تبعًا نہ حقیقۃً اور اگرچہ اطلاق کیا جاوے غیر پر اونکے مجازًا اور بعضی اہل اشارات نے کہا ہے کہ فرمایا اللہ تعم نے کہ ای محمد دیا مینے تجھکو ایک نور کہ دیکھے تو ساتھہ اوسکے جمال میرا یعنی حسن ذاتی اور انوار ربی نسیم ریاض اور دی مینے تجھکو شنوائی کہ سنے تو ساتھہ اوسکے کلام میرا جو نہین ہے جنس حرف اور ہجا اور نغمہ اور اصوات کیسی اور ای محمد تحقیق مینے پہنچوا دئیے تجھکو ساتھہ زبان حال کے معنی عزوجل کے میری طرف آ ای محمد بھیجا مینے تجھکو طرف آدمیون کے شاہد یعنی گواہی دینے والا دن قیامت کے چنانچہ بخاری اور نسائی اور ترمذی مین ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ لائے جاوینگے نوح علیہ السلام دن قیامت کے پھر کہا جاویگا اونسے کیا تبلیغ کی تو نے سو وہ عرض کرینگے ہان ای رب میرے پھر پوچھا جاویگا اونکی امت سے سو وہ عرض کرینگے نہین آیا ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا پھر کہا جاویگا نوح سے

کون شاہد ہین تیرے وہ عرض کرینگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی امت پھر بلائی جاویگی آپکی امت پھر
وہ شاہدی دینگے کہ نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو تبلیغ رسالت کی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ پھر بلائے
جاوینگے آنحضرت صلعم اور پوچھے جاوینگے حال اپنی امت کا سو تزکیہ کرینگے آپ اوسکا اور شاہدی دیوینگے
اون کے سچے ہونے پر اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور شاہد مطابق ہونے والا ساتھ حقیقت اوس چیز کے
کہ گواہی دیوے ساتھ اوسکے سو دکھاتا ہون مین تجھے جنت اپنی کہ گواہی دے تو یا مشاہدہ کرے تو اوس چیز کا کہ
تیار کی ہے مینے اوس مین اپنے دوستون کے لیے اور دکھاتا ہون مین تجھکو اپنے دوزخ تو کہ گواہی دے تو اوسکی یا مشاہدہ
کرے تو اوسکا کہ تیار کیا ہے مینے اوس مین اپنے دشمنون کے لیے پھر ظاہر کیا مینے تیرے لیے جلال اپنا اور کھولا مینے تیرے
لیے جمال اپنے سے تو کہ جانے تو کہ بیشک مین پاک ہون بسبب کمال عظمت اپنی کے مانند سے اور مثل سے اور روز پرستش او
مشیر سے پھر دیکھا آپنے اوس تعالی شانہ کو بسبب اوسی نور کے کہ دیا تھا اللہ تعہ نے اونکو سو دیکھا اوس تعہ شانہ کو غیر ادراک
یعنی دریافت کرنیکے اور غیر احاطہ یعنے گھیرنے کے اوس حال مین کہ فرد یعنی اکیلا تھا اور اوس حال مین کہ صمد یعنی پاک
اور بے نیاز تھا نہ کسی چیز مین اور نہ کسی چیز سے اور نہ قائم ساتھ کسی چیز کے اور نہ اوپر کسی چیز کے اور نہ محتاج طرف
کسی چیز کے نہین ہے مانند اوسکے کوئی چیز سو کلام کیا آپنے اوس تعہ شانہ سے بالمشافہ یعنے روبرو ہو کر بے حجاب پھر
کہا گیا آپکے لیے کہ امی محمد ضرور ہے واسطے اس خلوۃ کے وہ راز کہ نہ کھولا جاوے اور وہ رمز کہ نہ ظاہر کی جاوے پھر وحی کی
طرف آپکے جو کچھ کہ وحی کی سو تھا وہ ایک راز رازون اوسکے سے کہ نہ ہرگز مطلع ہوا اوسپر کوئی فرشتہ مقرب اور
نہ کوئی پیغمبر مرسل اور تحقیق وارد ہوا ہے بعض اخبار مین کہ ذکر کیا اونکو علامہ ابن مرزوق نے بردۃ المدیح کی شرح مین
کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پہونچے مقام قاب قوسین او ادنی مین عرض کیا اللھم انک عذبت الامم
بعضھم بالحجارۃ وبعضھم بالخسف وبعضھم بالمسخ فما انت فاعل بامتی یعنی ای اللہ تحقیق عذاب کیا تونے
امتونکو کسی امت کو ساتھ پتھرون کے اور کسی کو اون مین سے ساتھ دھسانے زمین کے اور کسی کو ساتھ بگاڑ دینے
صورتون کے سو کیا کرنے والا ہے تو ساتھ امت میری کے قال انزل علیھم الرحمۃ وابدل سیاتھم حسنات ومن
دعانی منھم لبیتہ ومن سالنی اعطیتہ ومن توکل علی کفیتہ وفی الدنیا استر علی العصات وفی الاخرۃ
اشفعک فیھم ولو لا ان الحبیب یحب معاتبۃ حبیبہ لما حاسبت امتک ترجمہ فرمایا اللہ تعہ نے
اوتارونگا مین اوپر رحمت اور بدل دونگا مین بدیان اونکے ساتھ نیکیون کے اسکے معنی کئی طرح پر ہین ایک یہ
کہ بدل دیتا ہے اللہ تعہ برے اعمال اونکے جو حالت شرک مین اون سے ہوئی تھی ساتھ اچھے اعمال کے حالت اسلام مین
سو بدل دیتا ہے ساتھ شرک کے ایمان اور توحید کو اور ساتھ قتل مومنین کے قتل مشرکین کو جہاد مین اور ساتھ زنا
کے عفت کو دوسرے یہ کہ بدل دیویگا اللہ تعہ برائیان اونکی کہ حالت اسلام مین دنیا مین کی تھین نیکیون سے دن قیامت کے

ازراہ فضل کے تیسرے یہ کہ مٹا دیتا ہے بسبب ندامت کے تمام برائیان اور ثابت رکھتا ہے بجای ہر برائی کے نیکی
چوتھے یہ کہ بدل دیتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا مین استعداد و ملکہ معصیت کا جو نفس مین ہے ساتھ استعداد اور ملکہ طاعت کے
معالم و مظہری رحمہ اللہ جو پکاریگا مجھکو کوئی اون مین سے حاضر ہونگا مین اوسکے پاس اور جو کوئی مانگے گا مجھسے دونگا مین اوسکو
اور جو کوئی بھروسا کریگا مجھپر کفایت کرونگا مین اوسکو اور دنیا مین پردہ پوشی کرونگا گنہگارون کی اور آخرت مین شفاعت
قبول کرونگا مین تیری اونکے حق مین اور اگر ہوتا یہ کہ حبیب دوست رکھی ہے عتاب دوست اپنے کا تو البتہ نہ حساب
لیتا مین تیری امت کا اور جب ارادہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان سے لوٹنے کا تب عرض کی کہ ای رب ہر ایک سفر
سے آنے والے کے لیے کچھ تحفہ ہوتا ہے سو کیا ہے تحفہ میری امت کا فرمایا مین اونکے لیے ہون جب تک زندہ رہین مین اونکے
لیے ہون جب مرجاوین اور مین چین اونکے لیے ہون قبر مین اور مین اونکے لیے ہون قیامت مین انتہی اور حدیث معراج
مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعد عرض ظروف کے مجھپر پچاس نمازین فرض ہوئین ہر روز پھر مین وہان سے
پلٹ آیا سو حضرت موسی علیہ السلام کے پاس ہو کر نکلا تو موسی علیہ السلام نے کہا کیا حکم ہوا تمکو کہا مینے مجھکو ہر روز پچاس
نماز کا حکم ہوا موسی علیہ السلام نے کہا مقرر تمھاری امت سے ہر روز پچاس وقت کی نماز نہو سکے گی اور البتہ خدا کی قسم مین
آزما چکا ہون لوگون کو تم سے پہلے اور مین علاج کر چکا ہون قوم بنی اسرائیل کا نہایت تدبیر سے سو پلٹ جاؤ اپنے رب کے پاس
سو اوس سے آسانی مانگو اپنی امت کے واسطے سو مین ہو جب کہنے اونکے کے پھر گیا جناب باری تعالیٰ مین سو خدا نے میرے
اوپر سے دس وقت کی نماز اوتار ڈالی سو مین موسی علیہ السلام کے پاس پھر آیا موسی علیہ السلام نے پھر اوسی طرح مجھ سے
کہا پھر مین پلٹ گیا پھر میرے واسطے خدای تعالیٰ نے دس وقت کی نماز کو اوتارا پھر مین موسی علیہ السلام کے پاس گیا پھر موسی
علیہ السلام نے اوسی طرح کہا پھر مین پلٹ گیا سو مجھکو ہر روز دس نماز کا حکم ہوا پھر مین موسی علیہ السلام کے پاس
گیا پھر موسی نے اوسیطرح کہا پھر مین پلٹ گیا تو مجھکو ہر روز پانچ نمازونکا حکم ہوا سو مین موسی علیہ السلام کے پاس
پھر آیا تو موسی نے کہا کیا تمکو حکم ہوا تو مینے کہا ہر روز پانچ نمازون کا حکم ہوا موسی علیہ السلام نے کہا مقرر تمھاری امت
سے ہر روز پانچ نمازین بھی نہو سکین گی اور البتہ تمسے پہلے مین لوگون کو آزما چکا ہون اور بنی اسرائیل کے علاج کر چکا
ہون نہایت تدبیرون سے باوجودیکہ وہ قوی تھے جسم مین اور طویل تھے عمر مین اون سے صبر نہو سکا تکالیف شاقہ پر تو
ان سے کیونکر ہو سکے نسیم سو پھر جاؤ اپنے رب کے پاس اور اپنی امت کے لیے آسانی مانگو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہا موسی سے کہ سوال کرتا گیا مین اپنے رب سے یہان تک کہ مین شرما گیا یعنی اب نہین عرض کر سکتا ہون ولیکن اب تو
راضی ہوتا ہون اور مانے لیتا ہون پھر جب مین موسی علیہ السلام سے آگے بڑھا تو پکارنے والے نے پکارا کہ مینے جاری
کیا اور مضبوط کیا اپنے فرض نماز کو اور بوجہ اوتار ڈالا اپنے بندون سے صحیح مسلم کی روایت مین آیا ہے کہ جب حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پانچ وقت کی نماز پر راضی ہوئے تو حکم ہوا کہ ایک نماز کا ثواب دس نماز کے برابر ملے گا تو پانچ کی پچاس

ہو گئین تو امت پر تخفیف بھی ہوئی اور تقدیر الہی کے بہی خلاف ہوا کذا فی تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار اور
خطابی نے کہا کہ بار بار جو حضرت موسی علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے پاس بھیجا
اور آپنی تخفیف چاہی تو معلوم کر لیا تھا اونھون نے کہ پہلا حکم واجب قطعی نہین ورنہ الٰکا ہے کو یہ تکرار کرتے سو صادر
ہونا بار بار عرض کا دلیل ہے اسپر کہ پہلا حکم غیر واجب تھا قطعًا اسلیے کہ جو چیز واجب ہوتی ہے قطعًا تو نہین قبول
کرتی تخفیف کو ذکرہ الطیبی اور ملا علی قاری نے فرمایا کہ جو چیز واجب نہین ہوتی اوس مین تخفیف چاہنے کی کیا حاجت
ہے تو صحیح یہ ہے جو بعضون نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے پچاس نمازین فرض کی تھین پھر رحم کیا اپنے بندون پر اور
نسخ کیا اونکو ساتھ پانچ کے جیسے اور بعض احکام منسوخ ہوئے ہین کذا فی مظاہر الحق اور مواہب لدنیہ مین ہے کہ کہا
ابی حمزہ نے کہ حکمت بیچ تخصیص فرض ہونے نماز کے شب معراج مین وہ تھی کہ جب تشریف لے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم عالم ملکوت پر تو فرشتون کو عبادت کرتے دیکھا بعض کو قیام مین اور بعض کو رکوع مین اور بعض کو سجود مین سو جمع
کی اللہ تعالیٰ نے عبادت اون سب فرشتون کی ایک رکعت مین اونکے اور اونکی امت کے لیے تو کہ پڑھے اوسکو بندہ ساتھ
شرائط اوسکے کے اور جمع خاطر اور اخلاص کے اور حکمت بیچ وضع ان نمازون کے بیچ ان پانچ وقتون کے یہ ہے کہ دروازے
آسمانون کے کھولے جاتے ہین ان وقتون مین اور بعضی کہتے ہین کہ یہ وقت فراغت کے ہین اشتغال امور دنیاوی
سے غالبًا پس مشروع فرمائے اوسمین اعمال اخروی واسطے شکرانہ نعمتون مترادفہ کے اور وضع نماز کی دو اور تین اور چار
رکعتون پر واسطے موافقت اجنحہ ملائکہ کے ہے کہ استغفار کرتے ہین مومنین کے واسطے اور بعضے کہتے ہین دو رکعتین
اسواسطے ٹھہرائین کہ بندہ روح اور جسد ہے اور تین اسلیے کہ وہ نفس اور روح اور قلب ہے اور چار اسلیے کہ اوسکے لیے
چار طبیعتین ہین حرارت برودت رطوبت یبوست اسطرح ذکر کیا ہے اسکو بیچ سراج کے اور منجملہ نعماے الہیہ سے
نعمت خلقت کے ہے کہ فضل اور بزرگی دے جوہر انسانی کو ساتھ تصویر کرنے کے بیچ احسن تقویم کے اور اون مین سے
سلامتی اعضا کی ہے آفات سے اسلیے کہ سبب اوسکے قدرت رکھی ہے اقامت مصالح پر پس ادا کرے شکر اوسکا ان
وقتون مین ساتھ استعمال کرنے اونکے کے خدمت مین منعم حقیقی کے اور یہ عبادت جامع ہے استعمال اعضاے ظاہری
اور باطنی کو ساتھ قیام اور رکوع اور سجود کے اور حفظ عین کو نظر اغیار سے اور شغل قلب کو ساتھ نیت کے اور شعور
پانے خوف و رجا کو اور استحضار دین کو ساتھ تعلیم کے اور تحقیق کہ موسی علیہ السلام سے اس امت کے حق مین بیچ امر نماز کے
وہ مہربانی اور عنایت واقع ہوئی کہ نہ واقع ہوئی غیر اس امت کے لیے اور اشارہ اس امر پر حدیث مین ابی ہریرہ رضی کے
جو طبرانی اور بزار نے روایت کی ہے واقع ہوا ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام اشد
اون کے جبکہ گیا مین یعنی یہان سے جاتے وقت حضرت موسیٰ اشد تھے از روی غبطہ کے بہ نسبت اور انبیا علیہم السلام
کے میری امت کا حال خیر آل خیال کرکے اور خیر اونکی تھی ساتھ میرے جبکہ لوٹا مین یعنی وہان سے آتے وقت بہت مہربان

تھے بہ نسبت اور انبیا علیہم السلام کے میری امت کے حال پر اور کہا سہیلی نے کہ باعنایت ہونا موسی علیہ السلام کا
ساتھ امت محمدیہ کے اور الحاح اونکی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر مین کہ شفاعت کرین اپنی امت کے لیے
اور تخفیف چاہین اونکے لیے نماز مین اللہ تعالی کے اس قول کے سبب تھا وما کنت بجانب الغربی اذ قضینا الی
موسی الامر وما کنت من الشاھدین یعنی نتھا تو ای محمد طرف جبل غربی کے جبکہ حکم کیا ہمنے موسیٰ کو ایک امر کا اور
نہ تھا تو حاضرون مین سے اور دیکھین موسی علیہ السلام نے صفتین امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توریت کی تختیون
مین اور وہ ساتھ تھین اون مین سے چھہ مرفوع ہوگئین اور باقی رہی ایک جو مرفوع ہوگئین اون مین اخبار بالغیب
تھین جو باقی رہی اوسمین مواعظ اور احکام تھے ولیکن جسم تختیون کے مرفوع نہوئے تھے فقط حروف ہی اوڑ گئے تھے پھر
وہ جو مرفوع ہوئی تھین لوٹ کر آئین دو تختیون مین ابن عباس اور ابن زبیر کہتے ہین کہ جب ڈالدین موسی علیہ السلام
نے لوحین تو ٹوٹ گئین پھر چالیس دن موسی علیہ السلام نے روزے رکھے پھر لوٹکر آئین دو لوح کے درمیان مین اون مین
تھین وہی چیزین جو پہلیون مین تھین اور امام فخر الدین رازیؒ نے فرمایا کہ قولہ تعا اخذ الالواح دلالت کرے ہے
اسپر کہ الواح نہ ٹوٹین اور نہ مرفوع ہوا توریت مین سے کچھہ فتوحات الہیہ پھر عرض کیا جناب باری مین کہ پاتا ہون ان تختیون
مین ایک امت کہ صفت اونکی اس اس طرح کی ہے اور کہا اللھم اجعلھم امتی یعنی ای اللہ تو کر اونکو امت میری فرمایا
اللہ تعا نے کہ یہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے الخ اور وہ حدیث مشہور ہے انشاء اللہ تعالی اب آتی ہے سو
تھی شفقت موسی علیہ السلام کی امت محمدیہ پر اور مہربانی اونکی اوسپر اوس قسم سے کہ شفقت کرے کوئی کسی قوم پر کہ وہ
اوسی قوم مین سے ہو بقولہ اللھم اجعلنی منھم بسبب کہنے موسی علیہ السلام کے ای اللہ کر تو مجھکو انمین سے انتہی
واللہ اعلم اور وہ حدیث مشہور یہ ہے اخرج ابونعیم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم ان موسی لما نزلت علیہ التوریۃ وقرأھا فوجد فیھا ذکر ھذہ الامۃ فقال یا رب انی
اجد فی الالواح امۃ ھم الاخرون السابقون فاجعلھا امتی قال تلک امۃ احمد قال یا رب انی اجد فی
الالواح امۃ اناجیلھم فی صدورھم یقرؤنھا ظاھرا فاجعلھا امتی قال تلک امۃ احمد قال یا رب
اجد فی الالواح امۃ یاکلون الفئ فاجعلھا امتی قال تلک امۃ احمد قال یا رب اجد فی الالواح امۃ یجعلون
الصدقۃ فی بطونھم یؤجرون علیھا فاجعلھا امتی قال تلک امۃ احمد قال یا رب انی اجد فی الالواح امۃ
اذا ھم احدھم بحسنۃ فلم یعملھا کتب لہ حسنۃ واحدۃ وان عملھا کتبت لہ عشر حسنات فاجعلھا
امتی قال تلک امۃ احمد قال یا رب انی اجد فی الالواح امۃ اذا ھم احدھم بسیئۃ فلم یعملھا لم تکتب
فان عملھا کتبت سیئۃ واحدۃ فاجعلھا امتی قال تلک امۃ احمد قال یا رب انی اجد فی الالواح امۃ
یؤتون علم الاول وعلم الاخر فیقتلون المسیح الدجال فاجعلھا امتی قال تلک امۃ احمد قال یا رب

فاجعلنی من امة احمد فاعطی عند ذلک خصلتین فقال یموسی انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی فخذ ما اعطیتک وکن من الشاکرین قال قد رضیت یا رب ترجمہ یعنی نقل کیا اسکو ابو نعیم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق موسی علیہ السلام جب اوتری اونپر توریت اور پڑھا اونھون نے اوسکو سو پایا اونھون نے اوس مین ذکر اس امت کا پھر عرض کی اونھون نے کہ ای رب میرے تحقیق پاتا ہون مین تختیون مین یعنی توریت کے تختیون مین ایک امت کو کہ وہ پچھلی ہین ظہور مین اور پہلی ہین دخول جنت مین سو تو کر اوسکو امت میری فرمایا اللہ تعالی نے یہ امت احمد کی ہے پھر عرض کی اونھون نے کہ ای رب میرے تحقیق پاتا ہون مین تختیون مین ایک امت کو کہ کتابین اونکی ہین اونکے سینون مین یعنی یاد ہین پڑھتے ہین اوسکو یاد سو کر تو اوسکو امت میری فرمایا اللہ تعالی نے یہ امت احمد کی ہے پھر عرض کی اونھون نے ای رب میرے پاتا ہون مین تختیون مین ایک امت کو کہ کھاتے ہین وہ مال غنیمت کو یعنی وہ اونپر معاف ہے سو کر تو اوسکو امت میری فرمایا اللہ تعالی نے یہ امت احمد کی ہے پھر عرض کی ای رب میرے پاتا ہون مین تختیون مین ایک امت کو کہ کھاتے ہین وہ صدقہ اور ثواب پاتے ہین وہ اوسپر سو کر تو اوسکو امت میری فرمایا اللہ تعالی نے یہ امت احمد کی ہے پھر عرض کی ای رب میرے پاتا ہون مین تختیون مین ایک امت کہ جب کوئی قصد کرے اون مین سے ایک نیکی کرنے کا اور نہ کیا اوسنے اوسکو تو لکھی جاتی ہے اوسکے لیے ایک نیکی اور جو کیا اوسنے اوسکو تو لکھی جاتی ہین اوسکے لیے دس نیکیان سو کر تو اوسکو امت میری فرمایا اللہ تعالی نے یہ امت احمد کی ہے پھر عرض کی ای رب میرے پاتا ہون مین تختیون مین ایک امت کو کہ جب کسی نے اون مین سے قصد کیا گناہ کرنے کا اور نکیا اوسنے اوسکو تو نہین لکھا جاتا ہے اوسکے لیے گناہ اور جو کیا اوسنے اوسکو تو لکھا جاتا ہے وہی ایک گناہ تو کر تو اوس کو امت میری فرمایا یہ امت احمد کی ہے پھر عرض کی ای رب میرے پاتا ہون مین تختیون مین ایک امت کو کہ دیا گیا ہے اون کو علم اگلون اور پچھلون کا سو قتل کرین گے وہ مسیح دجال کو سو کر تو اوس کو امت میری فرمایا یہ امت احمد کی ہے پھر عرض کی ای رب میرے سو کر تو مجھکو امت احمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی مین سے سو عنایت کی گئین اوسوقت حضرت موسی علیہ السلام کو دو خصلتین فرمایا اللہ تعالی نے ای موسی تحقیق مین نے چن لیا تجھکو آدمیون پر ساتھ رسالت اور ساتھ کلام اپنے کے سو لے تو وہ چیز کہ عطا کی مینے تجھکو اور ہو تو شکر کرنے والون مین سے عرض کی کہ تحقیق راضی ہوا مین ای رب میرے انتہی اور روایت کیا ابن طغرل نے نطق المفہوم مین مرفوعًا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ عرض کیا موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی سے کہ کیا اور کوئی امت بزرگتر ہے نزدیک تیرے میری امت سے کہ سایہ کیا تو نے اونپر بادل کا اور اوتارا تو نے اونپر من اور سلوی فرمایا اللہ سبحانہ تعالی نے ای موسی کیا نجانا تو نے کہ تحقیق فضیلت امت محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی سب امتون پر ہے جیسا کہ فضیلت میری ہے سب خلق پر عرض کی موسی علیہ السلام نے کہ ای رب میرے دکھلا تو مجھے اوس امت کو فرمایا ہرگز نہین دیکھے گا تو اونکو

اور کون دنی ہے اور کون مدنو علوم سب علما کے تفسیر اس آیت کی سے عاجز ہین اور معارف سب عرفا کی تقریر یعنی
اوسکے سے قاصر واللہ تعالی اعلم اور مروی ہے انس اور ابن عباس رض سے کہ کہا اونھون نے دنی الجبار رب العزت
فتدلی حتی کان منہ علیہ السلام قاب قوسین او ادنی روایت کیا اوسکو بغوی نے اور شیخ محمد حیات سندی
نے اپنے رسالہ مین کہا کہ یہ حدیث شریف ہے اور بر تقدیر صحت کے فاعل ان فعلون کا ضمیر ہے کہ راجع ہے اللہ تعالی کی
طرف اور اوس سے وہ دنو و تدلی اور قاب قوسین مراد ہے کہ جو سزاوار اور لائق ہے ساتھ تنزیہ اوس صاحب کے
اور مشہور ہے ارباب قلوب کو مانند قمر کے بیچ لیلۃ البدر کے اور قرآن کی شان سے ہے منہ آیات محکمات ھن ام الکتاب
واخر متشابہات پس نسبت دنو اور تدلی کے ساتھ ان معنی کے طرف خدا کے مستبعد نہین ہے مظہری و انجح ہے کہ یہ دنو اور
تدلی کہ بیان پر مذکور ہوا اور تعبیر کیا گیا ساتھ قاب قوسین کے اور احادیث معراج مین مذکور ہے یہ غیر ہے اوس دنو اور
تدلی کے جو کہ مذکور ہے سورہ والنجم مین اسلیے کہ وہ ساتھ دیکھنے جبرئیل علیہ السلام کے اور قربت اونکی کے منسوب ہے اور یہ
قول مختار کے اور سیاق آیت سے بھی ایسا ہی ظاہر ہے اور اسیطرح تفسیر کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث صحیح
مین فرمایا عائشہ رض نے کہ سوال کیا مینے رسول خدا سے اس آیت کی تفسیر مین تو فرمایا وہ جبرئیل ع ہین نہین دیکھا مین نے
صورت خلقی پر اوسکو مگر دو بار اور یون ہی مروی ہے انس رض اور ابن عباس رض غیرہما سے اور من حیث العربیت کے بھی
اس تفسیر مین کسیطرح کا اعتبار نہین ہے مظہری و مواہب اور بعضون نے اوسکو اوپر رویت اور قرب پروردگار تعالی و تقدس کے
حمل کیا ہے چنانچہ تفسیرون مین ذکر کیا گیا ہے کما فی المدارج اور منجملہ علو مرتبت اور رفعت شان آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے وہ ہے کہ متحلی رہے آپ اوس مقام قربت مین ساتھ حلیہ ادب کے اور متخلع ہوئے ساتھ خلعت ادب کے باوجود
ظاہر ہونے ایسی کرامات اور آیات کے نہ ملتفت ہوئے طرف کسی ایک کے اور نہ رغبت اور میل کیا جانب ایک کے کما قال
سبحانہ و تعالی ما زاغ البصر و ما طغی ترجمہ میل نکیا نگاہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی یعنی حبیب نے راست
نہ دیکھا یعنے نہ پھیری بینائی اور طرف اور نہ چوکے وہ اشرف الانبیا نظر کرنے مین بلکہ ثابت رکھا اوسکو ثابت رکھنا
صحیح مظہری اور نہ تجاوز کیا نگاہ نے اوس حد سے کہ مقرر تھی اونکے دیکھنے کو جیسے کہ بندگان خاص حضور مین بادشاہ کے ہوا
کے کرتے ہین یعنے ہٹ نگئے محبوب سے طرف غیر محبوب کے ؎ آہ من العشق و حالاتہ ❊ احرق قلبی بحرارتہ ❊
ما نظر العین الی غیرکم ❊ اقسم باللہ و آیاتہ ❊ یا عدول نکیا رویت عجائب ملکوت سے کہ جسکی رویت کے ساتھ
مامور تھی جیسا کہ بعضون نے کہا مظہری اور یہ ایک کمال ہے کمالات سے کہ سوای اکمل البشر حضرت صلی اللہ تعالی
علیہ وآلہ وسلم کے کسی کو حاصل نہین اور عادت سے خلق کے ہے کہ جب کوئی کسی مکان عالی شان مین اقامت کرتا ہے
تو اوس سے اعلی مقام کا چاہنے والا ہوتا ہے جیسے کہ حضرت موسی علیہ السلام کہ جب مقام مناجات اور ہمکلام
ہونے مین پہنچے طالب دیدار ہوئے اور یہ ایک نوع مدہوشی اور انبساط سے ہے کہ مقام قربت مین عنایت سے

دور ڈالتی ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مقام قرب مین مقیم کیے گئے پورا کیا اوسکے حق کو
اور التفات نکیا بصر اور بصیرت نے اونکے کسی کی طرف سوای اوس چیز کے کہ ٹھہرائی گئی اوس مقام مین اور طلب
نکیا آپ نے سوا اوس مقام کے اور اسیواسطے کامیاب ہوئے ساتھ تمام مرادون اور مراتب کے کہ اقصی اور اعلی
اون سے دیدار اوس تعالی تقدس کا ہے اور قائم رہنا بیچ ایسے مقام کے کہ اعلی مقامات اہل صحو یعنی ہوشیاری
کے اور ارباب تمکین سے ہے اور یہ مقام اعلی ہے سب مقامون سے مقام وہ کہ قائم ہو جس مین مرد خدا کا منازل سے
اور منازل مختلف ہین اول بجا لانا اوامر کا اور چھوڑ دینا نواہی کا اور دوسرے معرفت عیوب نفس کی اور تیسرے
تنقیہ اوسکا عیوب مذمومہ سے اور عیوب بہت ہین اور سب سے بڑا عیب خوش آنا مرد کو جو کچھ کہ کرے سو حجابات
سے یعنے حجب اور منازل بہت ہین کہ اونکا شمار کرنا بیان موجب درازی کلام کا ہے اور شرط سالک کی یہ کہ نہ چڑھے
ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف جب تک کہ پورا حاصل کرلے حق مقام پہلے کو پھر اگر چھوڑ دیا یہ مقام پہلے حق
تمامی اوسکے کے تو ہوگا وہ مانند اوس بیمار کے کہ پیوے مسہل اوسکا پہلے پکنے خلط کے ساتھ منضج کے سو وہ مسہل
اوسکی بیماری کو فائدہ نہین دیتا ہے بلکہ بیماری بڑھاتا ہے رسالہ سہروردیہ اور فرمایا باری تعالی نے ما کذب
الفؤاد ما رای ترجمہ جھوٹ نکہا دل نے جو دیکھا اوسنے یعنی بصر اور بصیرت دونون موافقت کرنے والے اور سچا
کرنے والے ایک دوسرے کے ہوئے جو کچھ کہ بصیرت یعنی دانائی نے دریافت کیا بصر یعنی بینائی نے ادراک اوسکا کیا
اور جو کچھ آنکھ سے دیکھا دل نے اوسکی تصدیق کی اور سب حق اور صحیح تھا سو پہونچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بسبب اون کلمات کے اس درجہ کہ سبقت لے گئے ساتھ اونکے سب اولین و آخرین پر اور ہوئے مبعوط انبیا اور مرسلین
کے اور مستقیم ہوئے صراط مستقیم پر دنیا اور آخرت مین یعنی دن آخرت کے پلصراط پر اقامت فرماوینگے اور اپنے اتباع اور
اہل سنت کے لیے سلامتی کا سوال کرینگے یہان تک کہ وہ اوسپر سے گذر کے جنت مین داخل ہونگے مواہب چنانچہ
قسم یاد فرمائی اللہ تعالی نے ساتھ اوسکے فرقان حمید مین اور فرمایا یس والقران الحکیم انک لمن المرسلین علی
صراط مستقیم ترجمہ قسم ہے اوس پکے قرآن کی تو تحقیق ہے بھیجے ہوؤن مین سے سیدھی راہ پر ذلک فضل
اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ترجمہ اور یہ فضل اللہ کا ہے دیتا ہے اوسکو جسکو چاہے اور
اللہ ہے صاحب فضل بڑے کا ہر چیز دینی یا دنیوی کہ اللہ کیطرف سے اوسکے بندونکو پہنچتی ہے وہ ازراہ تفضل کے
ہے اوسکی طرف سے یعنی منت اور فضل اوسکا ہے نہ ازراہ استحقاق کے بندون سے خازن اور پہنچے آپ اوس مقام
پر کہ بیان اوسکا فاوحی الی عبدہ ما اوحی آیا ہے اور مبہم اسکو اسلیے بیان کیا کہ یہ شامل ہے سب علوم اور معارف
اور حقائق اور بشارات اور اشارات اور اخبار اور آثار اور کرامات اور کمالات کو اور بھی دلالت رکھتی ہے اوپر کثرت اور
عظمت اوسکے کے اور اشارہ ہے اسپر کہ سوائے علم علام الغیوب اور رسول محبوب کے کوئی اوسکو گھیر نہین سکتا مگر جس

قدر کہ آپ نے بیان کیا یا محاذات روح پر فتوح آپکی سے اوپر بواطن بعضی کمل اولیا کی چمکا کہ جو ساتھ شرف
اتباع سنت سنیہ اوس خیر البریہ علیہ الوف التحیہ کے مستعد اور مشرف ہین کذا فی المدارج اور مظہری ہین کہا
کہ ظاہر یہ ہے کہ ما اوحی عام ہے اور نہین ہے کوئی وجہ واسطے تخصیص کے واضح ہو کہ بعضی علما بیان کرتے ہین اسرار
ما اوحی کی احتیاط کرتے ہین اور رکتے ہین کہ اقرب بصواب یہی ہے کہ تعیین اوسکی نکرین اسلیے کہ اگر اوسکے بیان کرنے
مین حکمت ہوتی تو مبہم نہ فرمایا ہوتا اور ایک گروہ نے کہ سعید ابن جبیر اون مین سے ہین کہا کہ جو کچھ خبر یا اثر مین ہمکو
پہنچا ہے اوسکو بیان کرین یا از روی استنباط و استدلال کے کہین تو اوسکے ذکر مین کچھ مضائقہ نہین ہے اسلیے
اوسمین سے کچھ بیان ہوتا ہے از انجملہ جو حدیث صحیح مین آیا ہے وہ تین چیزین ہین ایک فرضیت نماز پنج وقتی کہ پانچ
وقت کی نماز وہان فرض ہوئی اور یہ دلیل ہے اوسکے کمال فضیلت پر اوپر جمیع اعمال صالحہ کے اسلیے کہ لیلۃ المعراج
مین بلا واسطے جبرئیل ع کے فرض ہوئی فرمایا قفال نے اپنے فتوی مین کہ نماز کا چھوڑنا سب مسلمانون کو ضرر پہنچاتا ہے
اسلیے کہ نمازی کہتا ہے اللھم اغفرلی وللمؤمنین والمؤمنات یا اللہ بخشدے مجھکو اور سب مسلمان مردون کو اور
مسلمان عورتون کو اور ضرور یہی کہے گا التحیات مین السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین سلام اللہ کا ہمپر اور
سارے نیک بندون پر خدا کے سو ہوئے گا بے نمازی تقصیر کرنے والا بیچ خدمت خدا کے اور بیچ حق رسول اللہ تعم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اور بیچ حق تمام مسلمانون کے کیا انبیا کیا اولیا کیا ماں باپ کیا اوستاد کیا پیر اسلیے نماز چھوڑنی بڑی
معصیت ٹھہری سوا ہے دوسری خواتیم سورہ بقر یعنے آخر کی تین آیتین سورہ بقر کے چنانچہ بعد اسکے اشارہ اوسکی
واقع ہوگا تیسرے مغفرت گناہون امت مرحومہ محمدیہ کے سوائے شرک کے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما
دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا ترجمہ اللہ نہین بخشتا کہ اوسکا شریک ٹھہراوے اور اوس سے
نیچے بخشتا ہے جسکو چاہے اور جسنے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ دور پڑا بھول لکہ یہ آیت کریمہ اسپر دال ہے اس آیت مین
شرک فرمایا حکم مین شریک کرنے کو یعنے سوای دین اسلام کے اور دین کا حکم پسند رکھے اور اوسپر چلے پس جو دین سوائے
اسلام کے سب شرک ہے اگرچہ پوجنے مین شرک نکرتے ہون موضح القرآن اور از آنجملہ وہ ہے کہ فرمایا آپنے رایت ربی
فی احسن صورۃ یعنی دیکہا مینے پروردگار اپنے کو بیچ بہترین صورت اور صفت کے فرمایا اللہ تعم نے کس چیز مین
گفتگو کرتے ہین فرشتے مقرب عرض کیا مینے کہ یا اللہ تعم تو دانا تر ہے کہ وہ کون سے عمل کرتے ہین پھر آپ پر تجلی خاص فرمائی
کہ جسکو آپنے یون تعبیر کے کہ پھر رکھا اللہ تعم نے اپنا ہاتھ درمیان دونون مونڈہون میرے کے رکھنا کف کا کنایہ ہے
خاص کرنے اللہ تعم کے سے آپکو ساتھ مزید فضل وایصال فیض کے والا حقیقت مین نہ کف ہے اور نہ اوسکا رکھنا ہے فرمایا
آپنے پھر پائی مینے ٹھنڈک اوسکی درمیان سینے اپنے کے یعنی دل مین اور یہ کنایہ ہے وصول سے اوس فیض کے اپنے
قلب تک اور جانی مینے وہ چیز کہ تھی آسمانون اور زمین مین پھر فرمایا اللہ تعم نے یعنے بعد دینے علم کے کہ جانتا ہے تو ای محمد

کس بات مین گفتگو کرتے ہین ملائکہ مقربین عرض کیا مینے کہ ہان جانتا ہون گفتگو کرتے ہین کفارات مین یعنی اون
اعمال مین کہ اونسے گناہ جھڑتے ہین اور گفتگو کرتے ہین درجات مین یعنی اون عبادات مین کہ موجب رفع درجات کے
ہین کہ جن سے مرتبے بندے کے بڑھتے ہین خطاب آیا کہ کفارات کیا ہین عرض کیا مینے زیادہ بیٹھا رہنا مسجد مین بعد
ادای نماز کے یعنی واسطے ذکر اور دعا کے یا واسطے انتظار نماز دوسرے کے اور جھڑتے ہین گناہ پیادہ پا چلنے سے
واسطے جماعتون نماز کے اور اسباغ وضو سے اوقات ناخوش مین یعنی اچھی طرح سے وضو کرنا حالت بیماری یا سردی
مین اور جسنے کیا یہ وہ زندہ رہے گا ساتھ بھلائی کے اور مریگا ساتھ بھلائی کے اور ہوگا پاک گناہون اپنے سے مانند
اوسکے کہ وہ اوسی دن پیدا ہوا اپنی مان کے پیٹ سے اور پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے ای محمد جب نماز پڑھ چکے تب کہہ تو اللھم
انی اسألك الطیبات و ترك المنكرات و فعل الخیرات و حب المساكین وان تغفرلی خطیئتی و ترحمنی
واذا اردت بعبادك فتنة فاقبضنی غیر مفتون ترجمہ یا اللہ مین سوال کرتا ہون تجھسے پاکیزہ چیزونکا اور
برے کامون کے چھوڑنے کا اور اچھے کامون کے کرنے کا اور محبت مسکینون کی اور یہ کہ بخشدے تو میری خطا اور رحم
کر مجھپر اور جب ارادہ کرے تو ساتھ بندون اپنے کے فتنے کا تو قبض کر تو مجھکو درحالیکہ فتنے مین نہ پڑا ہوا ہون مین پھر
خطاب آیا کہ درجات کیا ہین عرض کیا مینے کہ ظاہر کرنا سلام کا یعنی ہر مسلمان سے سلام علیک کرنا آشنا ہو یا غیر آشنا
اور کھلانا کھانے کا اور نماز پڑھنی رات کو جب لوگ سوتے ہون کذا فی روضۃ الاحباب واضح ہو کہ لفظ فی احسن صورۃ
کا جو اس حدیث مین واقع ہوا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ حال ہو رائی سے یعنی دیکھنے والے سے اور وہ آنحضرتؐ ہین ای
رایتہ وانا فی احسن صورۃ وصفۃ یعنی دیکھا مینے اپنے پروردگار کو درحالیکہ مین اچھی صورت اور صفت مین تھا
اور یا حال ہو رویت سے یعنی دیکھنے سے ای حال کون رویتی فی احسن صورۃ یعنی دیکھا مینے اپنے رب کو
اوس حال مین کہ تھی رویت میری بیچ نیک تر صورت کے یعنے ساتھہ غایت لطف اور انعام کے کہ مجھپر فرمایا تھا
اوس پروردگار نے قاری کہا خطابی نے کہ کلمہ صورت کا کلام عرب مین کبھی وارد ہوتا ہے وہ اوپر معنی ظاہر شے
کے اور کبھی اوپر حقیقت شی کے اور کبھی اوپر معنی صفت اوسکے کے چنانچہ کہتے ہین صورۃ الامر کذا و کذا ای صفتہ
اور کہا یہی مراد ہے اس جگہہ مین اور اس تقدیر پر کچھہ اشکال نہین اور فرمایا صاحب جامع الاصول نے المراد انہ
اتاہ فی احسن صفتہ اسیطرح شرح شفا مین ملا علی قاری رحمت اللہ علیہ الباری نے ذکر کیا اور یہ بھی احتمال ہے
کہ وہ مرئی سے حال ہو اور وہ حضرت باری ہے اور اسی تقدیر پر اگر رویت خواب مین ہوئی تو بھی کچھہ اشکال
نہین اسلیے کہ بہت ایسا ہوتا ہے کہ خواب مین دیکھنے والا شی غیر متشکل یعنی بے شکل کو شکل مین دیکھتا ہے اور شکل والے
کو غیر شکل کے بالعکس اوسکے جب کہ ایک روایت ترمذی مین تصریح واقع ہوئی ہے خواب مین دیکھنے کے اور اگر رویت
حالت بیداری مین ہوئی ہو جیسے کہ بیان سے مفہوم ہوتا ہے تو ساتھہ ایک امر کے دو امرون سے قائل ہونا چاہیے یا تاویل

مین اوپر کے کنارہ کی جگہہ مین پہنچ جاتا ہے تو اس قسم کی سرعت کی سیر اہل عقل کے نزدیک نادر و بعید نہین ہے اور یہی
علم کلام مین محقق ہوا ہے کہ تمام اجسام اعراض کے قبول کرنے مین برابر ہین اور وہ قادر مطلق قدرت رکھتا ہے ہر چیز
پر ممکنات مین سے کہ پیدا کردی اوسکے بدن مین اسطرح کی حرکت سریع اور تیز پس کیا استحالہ لازم آتا ہے اور کونسا محال نظر
آتا ہے اسبات مین کہ اوس تقدس شانہ نے کہ جسکی شان مین ان اللہ علی کل شیئ قدیر ہے اور سر آفتاب فلک رسالت اور خورشید
سپہر نبوت کے بدن مین یا اوس شخص کے بدن مین کہ جو آپکو اوٹھانے والا تھا مثل اس حرکت کے پیدا کردی ہان البتہ تعجب
معجزات کی قسم سے ہے ہذا الخص بیضاوی وغیرہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ اوس رات کی صبح کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ مین غمگین بیٹھے تھے اسلیے کہ جانتے تھے کہ قریش اونکی تکذیب کرینگے اس مین ابو جہل آیا اور
آپکے آگے بیٹھا اور بطریق استہزا کے آپ سے اوسنے کہا کہ آج کی رات کچہہ اور نئی بات معلوم کی آپ نے فرمایا کہ ہان آج کی
رات سفر کیا مینے پوچھا کہان کا سفر کیا فرمایا بیت المقدس گیا اور وہان سے مین آسمان پر گیا اوسنے کہا کہ رات کو تم وہان
گئے اور صبحکو یہان نکے مین آگئے آپ نے فرمایا ہان پھر اوسنے کہا اے محمد یہ بات جو مجھسے کہی قوم سے بھی کہے گا آپ نے فرمایا
ہان پھر اوسنے پکارا کہ اے گروہ بنی کعب بن لوی کے آؤ پھر بہت آدمی وہان جمع ہوگئے ابو جہل نے آپ سے کہا کہ جو کچہہ
مجھسے کہا تھا ان سب کے روبرو بھی بیان کرو آپ نے فرمایا کہ آج کی رات مجھکو بیت المقدس مین لے گئے اور وہان سے آسمانون
پر لے گئے سب قوم تعجب اور انکار کرنے لگے بعض ہاتھون کو آپس مین مارتے تھے اور بعضے سر پر ہاتھ رکھے تھے اور یہ امر اون کی
عقول قاصرہ مین محال معلوم ہوتا تھا اور مناسب اسکے نقل یہ ہے ایک شخص نے اولیا اللہ مین سے خبر دی کہ دن قیامت کا
کسی پر پچاس ہزار برس کا ہوگا اور کسی پر ایک گھڑی کا ایک مرید کو شیخ کے اس کلام کی مراد سمجھنے مین تردد ہوا شیخ نے
فرمایا کہ آج جمعہ کا دن ہے تو جا اور کپڑے دریا سے دھولا مرید موافق ارشاد کے دریا پر گیا اور کپڑے دھوبی کو دیکر آپ
دریا مین نہانے لگا جبھی کہ غوطہ مار کر سر نکالا آپکو ایک ایسے شہر مین حاضر دیکھا کہ کبھی اوسکے نام و نشان سے بھی آگاہ
نتھا پھر برسون وہان رہا ایک عورت سے نکاح کرلیا اور اوس سے کئی لڑکے پیدا ہوئے ایک دن اوس شہر کے دریا کا
قصد کیا واسطے طہارت اور غسل کے اوسکے اندر آیا اور غوطہ لگا کر سر نکالا ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ وہی پہلا دریا اور وہی
دھوبی ہے اور وہی وقت اور وہی دن جمعہ کا ہے کپڑے لیکر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا شیخ نے پھر وہی کلام فرمایا
کہ قیامت کا دن کسی پر پچاس برس کا ہے اور کسی پر ایک ساعت کا اوس مرید نے عرض کیا کہ حق ہے اور درست ہے
پھر اپنا ماجرا سب بیان کیا اسیطرح نقل کیا اسکو میرے اوستاد حضرت مولانا محمد حیدر علی رح نے اپنے رسالہ مین کہ جو
تطبیق اعمار انبیا مین تصنیف کیا ہے اور کچہہ لوگ مسلمان جو ضعیف الایمان تھے وہ اس ماجرے کو سنکر مرتد ہوگئے اور
ابو جہل ساتھ ایک جماعت اپنی کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس گیا اور کہا اے ابو بکر اپنے دوست
کے پاس نہین جاتا تو کہ سنے تو کہ وہ کیا کہتا ہے آپ نے پوچھا کہ وہ کیا کہتے ہین اوسنے کہا کہ وہ کل بیان تھا آج

کہتا ہے کہ رات کو مجھے بیت المقدس کو لے گئے اور وہان سے آسمانون پر حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا
کہتے ہین وہ یہ بات اونسنے کہا ہان اونھون نے کہا سچ فرماتے ہین سلئے کہا کہ تو اوسکی اسبات مین تصدیق کرتا ہے کہ
بعض اوقات شب مین بیت المقدس کو جاوے اور قبل صبح کے لوٹ آوے آپنے کہا ہان مین اونکی تصدیق کرتا ہون
جو کچھ وہ فرماتے ہین جبرئیل علیہ السلام ایک لحظہ مین ساتوین آسمان کے اوپر سے زمین پر آتے ہین اور پیغام باری تعالیٰ
کا پہونچاتے ہین اور پھر اپنی جگہہ پر چلے جاتے ہین اگر انھین آج کی رات کو مکہ سے بیت المقدس کو لے گئے ہون
اور پھر لائے ہون کیا عجب ہے منقول ہے کہ اوسی روز سے آپکا لقب صدیق ہوا کذا فی روضۃ الاحباب اور ایک
روایت مین ہے کہ آئے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور عرض کی کہ کیا آپ آج کی
رات تشریف لے گئے تھے بیت المقدس کو آپ نے فرمایا ہان عرض کی کہ یا نبی اللہ بیان کیجیے اوصاف اوسکے میرے لیے
کہ تحقیق مینے بھی دیکھا ہے اوسکو کہا حسن نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اوٹھائے گئے واسطے میرے
اوسکے پردے یہانتک کہ دیکھا مینے طرف اوسکے پھر بیان کیا آپ نے وصف اوسکا اور تصدیق کی حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوسکی الی آخرہ اور کہنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہ بیان فرمائیے وصف اوسکا نتھا
شک سے اسلیے کہ تصدیق کی تھی اونھون نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اول وہلہ مین یعنی اول دفعہ ولیکن
ارادہ کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اظہار کرنے صدق آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا واسطے قوم اونکے
کے پس تحقیق وہ تھی اعتماد رکھتے اوپر ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پھر جب مطابق ہوا خبر دینا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم کا ساتھہ اوس چیز کے کہ جانتے تھے اوسکو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تصدیق کی اونھون نے اوسکی پس
ہو گئی حجت ظاہر اونپر اور سبب اوٹھا دینے پردونکا یہ تھا کہ آپ شب اسرا مین کمال درجہ کو ثبات رکھتے تھے بسبب اشتغال
رکھنے کے ساتھہ ملائکہ اور انبیا اور مشاہدے عجائب ملکوت زمین اور آسمان کے اسلیے بعضی اشیا محسوسہ زمین کے
خوب طرح محفوظ اور منضبط نرہین تھین اسلیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے پردے اوٹھا دیے اور جس چیز کا اونھون نے پوچھا
آپ نے بتا دیا انتہی ملا علی قاری اور مروی ہے کہ قریش مین ایک جماعت تھی کہ دیکھا تھا اونھون نے بیت اقصیٰ کو سو
آئے وہ پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور عرض کی کہ تم وصف مسجد اقصیٰ کا بیان کر سکتے ہو تو بیان کرو آپنے
فرمایا ہان پھر کھڑے ہوئے اور وصف اوسکا بیان فرمانے لگے یہان تک کہ قریب تھا کہ فراموش کرین اوس مین سے
کچھہ اتنے مین جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیت اقصیٰ کو لاکر حضرت عقیل کے گھر کے پاس آپکی آنکھون مین ظاہر
کیا اور یہ ابلغ ہے معجزات مین اور نہین ہے کچھہ اسمین محال اسلیے کہ حاضر کیا گیا تھا تخت بلقیس کا ایک پلک مارنے
مین اور قصہ اوسکا یہ ہے کہ کہا آصف بن برخیا نے سلیمان علیہ السلام سے کہ دیکھو آسمان کیطرف سو دیکھا اونھون نے
پھر پھیری نظر تو تخت کو اوسکے اپنے پاس رکھا ہوا پایا پس اتنی دیر مین کہ سلیمان علیہ السلام آسمان کیطرف نظر کرین اور پھیرین

آصف علیہ الرحمۃ نے دعا کی ساتھ اسم اعظم کے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ تخت نیچے سے زمین کے چلا اور سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے تلے سے ظاہر ہوا کہتے ہین کہ حکم سے اللہ تعالیٰ کے اوسے فرشتے اوٹھا لائے اور آصف بن برخیا ایک شخص صدیق تھے اولیاء اللہ مین سے اونکے ہاتھ سے بہت خوارق عادات اور کرامات ظاہر ہوئی تھین وہ وزیر تھے یا کاتب سلیمان علیہ السلام کے اور عالم عامل اسم اعظم کے بعضے کہتے ہین اونھون نے یہ دعا کی یا ذوالجلال والاکرام اور کہا بعض نے یا حی یا قیوم اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہی مروی ہے اور زہری فرماتے ہین کہ یون دعا کی یا الٰہنا والٰہ کل شئ الٰہا واحدا لا الٰہ الا انت ائتنی بعرشہا کما فی الفتوحات الالٰہیہ اور یہی تاویل کیا گیا ہے یہ قول آپ کا جیئ بالمسجد ساتھ جیئ بمثالہ کے ہے لائی گئی مسجد یعنی صورت مثالی اوسکی جیسے کہ متمثل کی گئی بہشت اور دوزخ نماز مین اور عالم مثال اوپر ہے عالم شہادت کے نیچے ہے عالم ارواح کے اور عالم شہادت سایہ ہے عالم مثال کا اور عالم مثال سایہ ہے عالم ارواح کا اور جو کچھ اس عالم مین ہے وہ سب عالم مثال مین موجود ہے اور سب اشیاء موجودہ مرکبہ اوس مین لطیفہ غیر قابل واسطے تجزی اور تبعیض اور خرق اور التیام کے ہین اور وہ حاوی ہے واسطے نفوس سماویہ اور بشریہ سب کے اور اسلیئے اوسکو عالم نفوس بھی کہتے ہین اور خواب مین جو کچھ دکھلائی دیتا ہے اوسکو صور عالم مثال کہتے ہین اور عالم مثال عالم خیال کا بھی نام ہے کذا فی کشاف اصطلاحات الفنون اور پوچھا قریش نے کہ دروازے مسجد اقصیٰ کے کتنے ہین فرمایا آپ نے کہ مینے اونکو گنا نتھا پھر جب مکشوف ہوئے مجھپر تو گنے مینے دروازے اوسکے اور خبر دی اونکو اور سوا اسکے جو کچھ پوچھا اونھون نے بیان کیا آپ نے جب پوچھ چکے تو کہا کہ ٹھیک ٹھیک بیان کیا پتا مسجد کا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اور نزدیک ابی یعلی کے وہ شخص کہ پوچھا جسنے وصف بیت المقدس کا وہ مطعم بن عدی والد جبیر بن مطعم کا تھا اور اشارہ کیا ابن ابی حمزہ نے طرف اوسکے کہ تحقیق یہ حکمت الٰہی تھی بیچ سیر کرانے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکہ سے بیت المقدس تک کہ کھلجاوے حق واسطے منکر کے اسلیئے کہ اگر جاتے مکہ سے طرف آسمان کی تو نپاتے واسطے منکر اور کسی کے دشمنون مین سے کوئی راہ طرف بیان کرنے اور واضح کرنے اوسکے کے اسلیئے کہ پوچھی اونھون نے بیچ جزئیات بیت المقدس کے کہ دیکھا تھا اونھون نے بیت المقدس کو پہلے سے سو جب آپنے خبر دی اونکو اون بیتون کی تو ثابت ہوا حق ہونا اس بات کا کہ بیشک گئے ہین وہ بیت المقدس مین اور باقی بیان اسکا انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب بیچ ذکر اختلاف معراج کے کہ وہ ساتھ روح پر فتوح کے تھا یا ساتھ جسم مقدس کے آگے آوے گا واذا صح البعض لزم تصحیح الباقی یعنی جب صحیح ہوا بعض تو لازم آیا صحیح ہونا باقی کا سو ہوا یہ سبب واسطے قوت ایمان مسلمانون کے اور سبب زیادتی شقاوت کا واسطے کافرون کے ہذا ملخص ما فی المواہب اللدنیہ وروضۃ الاحباب اور جسکو اس قصہ معراج کی تفصیل پاوہ دیکھنی منظور ہو سو وہ معارج النبوۃ اور معراج نامہ مین دیکھ لے اور جاننا چاہیئے کہ اسرا لیجانا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ سے مسجد اقصیٰ تک اور یہ ثابت ہے کتاب اللہ سے اور منکر اسکا کافر ہے اور مسجد اقصیٰ سے آسمان پر پہنچانا کہ نام اوسکا معراج ہے یعنی چڑھنا آپکا مسجد اقصیٰ سے

طرف ملا اعلی کے اور یہی سر معراج پر اور معراج اسرا پر اطلاق کیا جاتا ہے چنانچہ نسیم الریاض سے اوپر ذکر ہو چکا انتہی
اور یہ ثابت ہے احادیث مشہورہ سے حدیث مشہور وہ ہے کہ ہووین راوی اوسکے زیادہ دو سے ہر طبقہ مین طبقات
رواۃ سے اور نہ پہونچے حد تواتر کو کما فی النخبہ اور کبھی بولی جاوے ہے اوپر اوس حدیث کے کہ مشتہر ہو زبان پر اہل
منکر اوسکا مبتدع اور فاسق اور مخذول ہے اور ثابت ہونا اور جزئیات عجائب اور غرائب احوال کا ساتھہ اخبار آحاد
کے ہے منکر اوسکا جاہل اور محروم ہے اور صحیح یہ ہے کہ وجود اسری و معراج کا بیداری مین جسم کے ساتھہ تھا اور حمل
کرنا بدن کو اسپر کہ وہ بطریق انسلاخ کے تھا کہ جسکی طرف گئے ہین بعضی صوفیہ سوے اخراج کرنا حدیث کا ہے ظاہر اوسکے
سے طرف ایسے معنی کے کہ لائق نہین ہے اعتماد کرنا اوسپر اور ہمنے یہ اسواسطے ذکر کر دیا تاکہ تو متنبہ ہو جاوے اور دھوکا
نکھا جاوے بعضی متصوفہ جہلا اور حکما کے کلام سے انتہی نسیم الریاض اور اسی پر متفق ہین جمہور علما رصحابہ اور تابعین
اور تبع تابعین اور بعد اونکے محدثین اور مفسرین اور فقہا و متکلمین اون مین سے ابن عباس اور جابر اور انس اور حذیفہ اور عمر
اور ابی ہریرہ اور مالک بن صعصعہ اور ابی حبہ بدری اور ابن مسعود اور ضحاک اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور ابن المسیب
اور ابن زید اور ابن شہاب اور حسن بصری اور ابراہیم نخعی اور مسروق اور ابن جریج اور امام احمد اور طبری اور جماعت
عظیم مؤمنین سے اور یہی ہے قول اکثر متاخرین کا کما فی الشفا اور وارد ہین اوس مین آیتین اون مین سے ایک یہ آیت
ہے ما زاغ البصر وما طغی اسلیے کہ ظاہر ہے کہ نہین ہے واسطے روح کے بصر بلکہ بصیرت ہے اور یہی مجروح نہین ہے عدم
زیغ بصر تاہم کے اذلاحقیقۃ لحالہ فلا یعد عدم الطغیان من کمالہ اسلیے کہ کچہہ حقیقت نہین ہے واسطے حال اوسکے
کے سو شمار نہین کیا جاتا ہے تجاوز نکرنا بینائی نائم کا منجملہ کمال اوسکے سے ملا علی قاری اور اونمین سے ایک یہ آیت ہے
سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی اور بیان اسکا کتاب مین ہے اور ناطق
ہین اوسپر احادیث صحیحہ اور اخبار صریحہ اون مین سے وہ ہے کہ بیہقی اور ابن مردویہ نے نقل کیا کہ ابو بکر رض نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعہ علیہ وآلہ وسلم طلب اور جستجو کی مینے آپکی شب اسرا مین آپکے مکان مین سو نہ پایا
آپکو مینے پس جواب دیا آپ نے کہ جبرئیل علیہ السلام اوٹھا لے گئے تھے مجھے مسجد اقصی کی طرف اور ابن مردویہ نے عمر رض سے
نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ تعہ علیہ وسلم نے کہ پڑھی مینے نماز شب اسرا مین بیچ مقدم مسجد اقصی کے پھر آیا مین صخرہ
مین تو ناگاہ ایک فرشتہ تین ظرف ساتھہ لیے کھڑا ہے احادیث کما فی الشفا و شرحہ اور قیاسات معتبرہ اور ادلہ عقلیہ بھی موید وجود مین اور تقریر
اوسکی یہ ہے کہ جب ثابت ہوا اسرا خیر الانبیا کا حرم سے حرم تک بطریق معجزہ کے بدلالت آیت کے پس جائز ہے اسرا آپکا
طرف آسمان کے ساتھہ قیاس کے کہ مقرون ہے ساتھہ احادیث صحیحہ کے اسلیے کہ کچہہ فرق نہین درمیان اون دونون کے
بیچ تعلق ارادہ اور قدرت الہیہ کے انتہی ملا علی قاری اور عدول نہین کیا جاتا ہے ظاہر دلالت اور ارادہ حقیقت
سے طرف تاویل کے مگر وقت استحالہ عقلیہ اور شرعیہ کے اور کوئی استحالہ عقلی اور شرعی نہین ہے بیچ اسرا اور معراج کے

حدیث مشہور ... بے اصل ہو ... اور یہ بانی ... مانوذ ... ہو سکتا ہی ... اصول ... الاحادیث ... عبداللہ ... رات ... مسجد ... عبداللہ

ساتھہ جسم کے مع روح کے حالت بیداری مین اسلیے کہ جو ہوتا یہ معاملہ خواب مین ساتھہ روح کے جیسے کہ بعضے اوس کے قائل ہین تو یون فرماتا حق تعو سبحن الذی اسری بروح عبدہٖ اور نفرماتا بعبدہٖ اور بہی اسرا کے معنی ہین رات کو سیر کرنا اور وہ نہین ہوتی ہے حقیقت مین مگر بیچ حالت بیداری کے اور اعتبار حقیقت کا اولی ہے مجاز سے جبتک نہ پھیرے اوس سے کوئی قرینہ صارفہ انتہی علی قاری اور بہی اگر ہوتا خواب مین تو ہوتا بیچ اوسکے معجزہ اور امر خارق عادت اگرچہ خواب انبیا کا حق ہے اور اونکی خبرین خواب کی سچی ہین اور البتہ بعید نجانتے اوسکو کفار اور نہ وہ تکذیب کرتے اپکی اوسکے اخبار مین اور نہ مرتد ہوجاتے مسلمان ضعیف الایمان اور نہ وہ فتنے اور بلا مین پڑتے بسبب اخبار اسرا کے کسواسطے کہ مثل اس حال سے کہ واقع ہو خوابون مین کوئی انکار نہین کرتا ہے اور اوسکو مستبعد اور محال نہین سمجہتا ہے اسلیے کہ بعضا شخص دیکہتا ہے خواب مین کہ وہ سیر کرتا ہے مشرق مین ایکبار اور مغرب مین دوسری بار حالانکہ اوسنے اپنے مکان سے جنبش بہی نہین کی ہوتی ہے اور بدل گیا ہوتا ہے اوسکا پہلا حال سو انکار کفار کا اور شمار کرنا اوسکو محالات مین سے اور مرتد ہوجانا بعضی ضعفا ایمان دار کا مبنی ہے اسی پر کہ آپ نے خبر دی اونکو کہ مجہے جسم کے ساتھہ معراج ہوئی حالت بیداری مین اور فرمانا آپکا ثم استیقظت یعنی جب فرشتہ خدا کا میرے پاس آیا تو اوسوقت مین سوتا تھا پھر جاگا اور کسی حدیث مین یون وارد نہین ہوا ہے کہ تھا مین نائم تمام واقعہ معراج مین اور بازو پکڑ کر نکال لانا جبرئیل علیہ السلام کا اور چھت کا پھٹنا اور شق کرنا سینے کا پھر دھونا آب زمزم سے اور سوار ہونا براق پر پھر امام ہوکر انبیا کے ساتھہ بیت المقدس مین نماز پڑھنا بیچ روایت انس کے اسیطرح آسمان پر امام ہوکر نماز پڑھنا اونکے ساتھہ بیچ روایت غیر انس کے اور دروازے کھلوانا آسمانون کے اور سوال جواب فرشتون کے جبرئیل علیہ السلام سے اور کھول دینا اونکا مرحبا کہکر اور ملاقات کرنا انبیا کا اور مرحبا کہنا اور قصہ فرضیت نماز کا اور کئی بار مراجعت کرنا آپکا موسی علیہ السلام کے پاس سے پروردگار کیطرف اور پکڑنا جبرئیل کا دست مبارک آپکا پھر عروج کرنا مقام مستوی تک اور وہان سننا آواز اقلام کا اور حجاب کے تلے سے ہاتھہ پکڑنا فرشتے کا پھر رفرف پر سوار ہونا اور جنت مین داخل ہونا اور اپنے رب سے قریب ہونا سو یہ سب تصریحات روایات صحیحات مین ظاہر ہین اسبات مین کہ قصہ معراج کا بیداری مین ہے جسم کے ساتھہ پس محمول ہوئین گی اپنے ظاہری معنی پر اور جائز نہین ہے اوسسے عدول طرف تاویل کے اور ایک حجت اوس طائفہ کی کہ قائل ہین ساتھہ روح کے یہ آیت ہے وما جعلنا الرؤیا التی اریناك الا فتنة للناس کیونکہ اس کو بعضی مفسرین نے اوپر قضیہ معراج کے حمل کیا ہے اور بہی بہت لوگون نے انکار کیا اور بعضی ضعیف الایمان اور ضعیف العقل مرتد بہی ہوگئے تو معنی فتنہ کے پائے گئے اور یہ حجت نہین ہوسکتی اسواسطے کہ اس آیت کے واسطے کئی تفسیرین منقول ہین بعضی کہتے ہین کہ مراد رؤیا سے اوس مین رؤیا عام حدیبیہ کی ہے جیسے کہ فرمایا لقد صدق اللہ رسوله الرؤیا بالحق الخ اور بعضی کہتے ہین یہ آیت قصہ بدر مین نازل ہوئی جیسے کہ فرمایا اذ یریکھم اللہ فی منامك قلیلا

اور بھی مراد رویا سے رویت بصری ہے اور وہ اس معنی میں بھی مستعمل ہے چنانچہ متنبی کہتا ہے ورؤیاک احلی
العیون من الغمض اور دیکھنا تیرا شیرین تر ہے آنکھوں میں چشم بند کرنے سے اور بعضوں نے کہا کہ تسمیہ ساتھ رویا کے
بسبب واقع ہونے اوسکے کے ہے بیچ شب کے اور جو اوس طائفہ نے ساتھ اس قول عائشہ رض کے حجت پکڑی ہے کہ فرمایا
مافقد جسد محمد نہیں مفقود ہوا جسد شریف پیغمبر خدا صلی اللہ تعم علیہ والہ وسلم کا سو یہ فرمانا اونکا از روی معائنہ
اور مشاہدہ اونکے کے نہیں ہے کیونکہ وہ اوس زمانہ میں حضرت کے پاس نتھیں یعنی ازواج مطہرات میں داخل ہوئی
تھیں اور نہ اوس عمر کی تھیں کہ ضبط و حفظ کر سکیں بلکہ شاید وہ پیدا بھی ہوئی ہوں ابھی تک بنا بر اختلاف کے کہ واقع ہوا ہے
بیچ وقت اسرا کے پس تحقیق اسرا تھا اول اسلام میں ڈیڑھ برس بعد بعثت سے بنا بر قول زہری وغیرہ کے اگرچہ اصح یہ ہے
کہ وہ پانچ برس بعد واقع ہوا بعثت سے بہر تقدیر عائشہ رض نے اس خبر کو اپنی غیر سے نقل کیا ہے تو اونکی خبر اوپر خبر اون
لوگوں کے کہ بطریق مشاہدہ کے ذکر کرتے ہیں راجح نہیں ہے انتہی کذا فی مدارج و شروح شفا اور بعضے کہتے ہیں کہ سیر مسجد
حرام سے مسجد اقصی تک ساتھ جسم کے بیداری میں تھا اور معراج وہاں سے آسمان کی طرف ساتھ روح کے خواب میں
تھی اور حجت پکڑی ہے اس طائفہ نے ساتھ آیت سبحن الذی اسری کے کہ اوس میں غایت اسری کی مسجد اقصی ٹھہرائی
تو وہ مقتضی ہے کہ تجاوز نکیا وہاں سے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ساتھ بدن شریف کے طرف آسمان کے اور
اگر اسری ساتھ جسد اطہر کے مسجد اقصی سے بڑھکر ہوتا تو اوسکا ذکر ضرور فرماتا حق تبارک و تعالی پس ذکر اوس کا
ابلغ ہوتا بیچ مدح حضرت رسالت پناہی علیہ السلام کے اور بیچ تعجب اور تعظیم قدرت الہی جل جلالہ کے جواب اوسکا یہ ہے
کہ یہ حجت نہیں ہو سکتی اسواسطے کہ وہ غایت ہے واسطے سیر نبی الخیر کے بیچ زمین کے تو وہ منافی نہیں ہے صعود اوس
نبی محمود کے سے علو کیطرف جو ثابت ہے احادیث صحیحہ سے اور یہی تخصیص ذکر مسجد اقصی کے آیۃ کریمہ میں جہت
واقع ہونے خلاف و انکار قریش کے ہے اوسمیں اور پوچھنا اونھوں کا علامات اور صفات اوسکے کو اوس سرور
کائنات سے بطریق امتحان کے تھا کیونکہ اونھوں نے اوسکو دیکھا تھا اور پہچانتے تھے اوسکی نشانیاں اور تحقیق
وہ جانتے تھے کہ اس نبی اشرف نے اوس طرف کبھی سفر نہیں کیا ہے تو جواب موافق معائنہ اونکے کے ہوگا تو قائم ہوگی
حجت اونپر اور اسی طرح واقع ہوا اللہ انہ پوچھا اونھوں نے اون چیزوں کو کہ دیکھیں آسمانوں میں اور بعضی قائل
ہیں توقف کے باینطور کہ کہتے ہیں کہ سیر کرائے گئے آنحضرت صلی اللہ تعم علیہ وسلم اور نہ کہا جاوے کہ وہ بیداری میں
ہوا اور نہ خواب میں اور یہ قول غریب ہے انتہی اور شاید حکمت اوسمیں یہ بھی ہو کہ اس قصے میں ایمان ثابت ہووے
ساتھ مجموعہ کتاب و سنت کے اور ایک جماعت اسپر ہیں کہ معراج کئی مرتبہ ہوئی اور توفیق دی ہے ابو شامہ وغیرہ
نے درمیان روایات کے ساتھ تعدد اوسکے کے انتہی شرح شفا ایکبار جاگتے میں اور کئی بار خواب میں ساتھ روح کے
بعضے اون میں سے مکہ میں اور بعضی مدینہ میں باوجود اسکے کہ وہ اتفاق رکھتے ہیں اس پر کہ خواب انبیا علیہم السلام

کا وحی ہے کہ شبہہ کو اوس مین کچھہ دخل نہین ہے اور حالت نوم مین جاگتے ہین دل اون کے اور سچی ہوتی ہین
آنکھین انکی جیسے کہ سچی ہوتی ہین وقت مراقبہ اور حضور کے تاکہ شاغل نہو جاوے کوئی شئی محسوسات سے اور شارح
ترمذی ابو بکر بن عربی نے فرمایا کہ وقوع اسکا خواب مین واسطے توطیہ اور آسان ہونے کے تھا جیسے کہ ابتدای نبوت مین
خوابین سچی دیکہتے تاکہ آسان ہوجاوے آپ پر برداشت ثقل وحی کی کہ وہ ایک امر عظیم ہے کہ عاجز ہین تحمل اوس کے
سے قوتہی بشری اسطرح حال معراج کا ہے کہ پہلے خواب مین واقع ہوئی تاکہ قوت و استعداد اوسکی وصول کی حالت
بیداری مین حاصل ہوجاوے بلکہ بعض قائلین اس قول کے کہتے ہین کہ وقوع اوسکا خواب مین قبل بعثت سے تھا اور
بعض عارفین نے کہا کہ اسرار اور معراج بہت بار ہوا ہے بعضون نے چوبیس تک گنا ہے ایک اون مین سے جاگتے مین
ساتھہ جسم کے اور ساتھہ دیکھنے چشم سر کے اور باقی ساتھہ روح کے حالت خواب مین ہذا ملخص فی المدارج اور بہی بعضے
قائل ہین ساتھہ تعداد اسرار کے بیچ بیداری کے بلکہ کہا گیا ہے کہ وہ چار بار ہوا ہے انتہی نسیم الریاض اور اختلاف ہے اسمین
کہ اللہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکہا یا نہین بعض نے اسکا انکار کیا ہے اور یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا
اور بعضے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے مسروق نے کہا ہے کہ مینے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچہا کہ کیا دیکہا
محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو اونہون نے فرمایا رونگٹے کھڑے ہوئے میرے بدن پر اس تیرے سخن
سے پھر فرمایا وہ تین چیزین ہین کہ جو کوئی وہ تجھسے کہے سچ نجاننا اول وہ کہ جو کوئی کہے کہ محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
نے حق تعالی کو دیکہا پھر اوسکے بعد یہ آیت پڑھی لا تدرکہ الابصار الآیۃ انتہی اور بعض نے اقرار کیا ہے اون
مین سے ہین انس بن مالک اور حسن اور عکرمہ چنانچہ خازن نے نقل کیا ہے اور خطیب نے کہا حاصل مسئلہ کا یہ ہے
کہ صحیح ثبوت رویت کا ہے اور وہ وہ ہے کہ چلے ہین حبر ابن عباس خیر الامت اور وہ شخص مرجع ہین مسائل مشکلات
مین اور تحقیق رجوع لائے اونکی طرف ابن عمر اور خبر دی اونہون نے کہ خیر البشر نے دیکہا اللہ تعالی کو ساتھہ چشم سر کے اور
وہ حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی کہ مذکور ہوئی اوس مین قدح نہین کرسکتے کسواسطے کہ اونہون نے پیغمبر
علیہ السلام سے سنکر خبر نہین دی ہے بلکہ اعتماد کیا ہے اپنے استنباط پر اس آیت مذکور سے اور جواب اسکا ظاہر ہے
اسواسطے کہ ادراک کے معنی ہین احاطہ کے اور وہ تبارک و تعالی احاطہ مین کسی کے نہین آسکتا ہے اور جب وارد ہوئی نص بیچ
نفی احاطہ کے سوا اوس کے لازم نہین آتی ہے نفی رویت کی بغیر احاطہ کے انتہی پھر کسی نے آنکھہ سے دیکھنے کا اقرار کیا اور کسی نے دل سے اور بعض نے
توقف کیا ہے مگر اکثر علماے متاخرین نے بعد تفحص احادیث اور تعمق دلائل اخبار کے اس معنی پر قرار دیا ہے کہ مراد دیکھنے سے ساتھہ دل کے خالی حاصل ہونا علم کا
ساتھہ اللہ تعالی کے اسلیے کہ یہ علم آنحضرت کو ہمیشہ حاصل اور متحقق تھا بلکہ اللہ تعالی نے قوت دیکھنے کی مانند بینائی آنکھہ کے دل مین آنحضرت کے پیدا کی تاکہ آنکھہ ساتھہ معاونت
دل کے اور دل ساتھہ معاونت آنکھہ کے اس دولت مشاہدہ رویت اوس تعالی شانہ کے سے مشرف ہوئے ہذا مختصر فی ارشاد الساری شرح العقائد النسفی صحیح مسلم مین ابن عباس سے
نقل کیا ہے ما کذب الفؤاد ما رای افتمارونہ علی ما یری ولقد راہ نزلۃ اخری کہا ابن عباس نے کہ دیکہا سید الناس نے رب الناس کو ساتھہ فواد اپنے کے دو بار کذا فی الفتوحات الالہیہ فقط

در مطبع مفید عام آگرہ مطبوع شد

امداد علی لوح نویس